To M. A. N. Hydari Esq. B.A.

Secretary to Government,

Judicial, Police & General

Departments,

With compliments

from

Manockshah Dinshah

232673

(15)

علم اصول قانون

مولفہ

سر ڈبلیو - ایچ - رٹیگن

ڈاکٹر آف لاز یونیورسٹی آف گوٹنجن - آنرری ایل ایل ڈی پنجاب
یونیورسٹی و رکن زاید سابق کونسل نواب
گورنر جنرل بہادر بغرض وضع آئین و
قوانین و پنجاب لیجسلیٹیو کونسل

مترجمہ

مانک شاہ دین شاہ

منتظم پیشی معتمد عدالت و کوتوالی و امور عامہ سرکار عالی
حیدرآباد دکن

مطبوعہ

حیدرآباد پریس واقع چادر گھاٹ

سنہ ۱۹۰۱ع

طبع اول

علم اصول قانون

مولفه

سر ڈبلیو - ایچ - رٹیگن

ڈاکٹر آف لاز یونیورسٹی آف گوٹنجن - آنرری ایل ایل ڈی پنجاب
یونیورسٹی و رکن زاید سابق کونسل نواب
گورنر جنرل بہادر بغرض وضع آئین و
قوانین و پنجاب لیجسلیٹیو کونسل

مترجمہ

مانک شاہ دین شاہ

منتظم پیشی معتمد عدالت و کوتوالی و امور عامہ سرکار عالی
حیدرآباد دکن

مطبوعہ

حیدرآباد پریس واقع چادر گھاٹ

سنہ ۱۹۰۱ع

طبع اول

تہدیہ
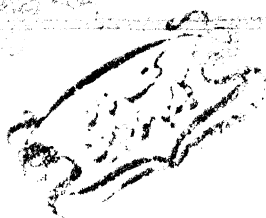
یہ کتاب

بنام نامی

عالیجناب مولوی محمد عزیز مرزا صاحب بی۔ اے

(آنرز ان انگلش لٹریچر اینڈ ہسٹری)

ممبر آف رائل ایشیاٹک سوسائٹی

و

معتمد عدالت و کوتوالی و امور عامہ سرکار عالی

جو

مفید کاموں کی ترقی اور علوم و فنون کی اشاعت کیطرف التفات

و توجہ فرماتے ہیں اور جنکے حکم کی تعمیل میں یہ کتاب لکھی گئی ہے

منجانب مترجم

بطور تعظیم و احسان مندی کی ایک نشانی کے اونکی کرم آمیز اجازت سے

نہایت عجز و انکسار کے ساتھ معنون کی گئی

دیباچہ

یہ امر محتاج بیان نہین کہ علم اصول قانون کس قدر اہم اور اوس سے
پوری واقفیت حاصل کرنا ہر طالب علم قانون کے لئے کس درجہ ضروری
ہے - جسطرح فن طب کے طالب علم کے لئے نہایت ضروری ہے
کہ امراض بدن انسان کے معالجہ کی ذمہ داری اوٹھانے یا علم طب کے
دوسرے متعلقہ شعبون کی رموز مین دستگاہ حاصل کرنے کی جسارت سے
کام لینے کے قبل بدن انسان کی عضوی ترکیب سے یعنے نہ صرف اوس کے
اجزا کی ترتیب بلکہ اون اجزا کے تعلقات باہمی سے پوری واقفیت حاصل
کرے بعینہ اوسی طرح تحصیل کنندۂ علم قانون کو بھی لازم ہے کہ اگر وہ
اون قواعد کے سمجھنے کی خواہش رکھتا ہو جو اثنائے تعلیم قانونی مین اوسے
سکھائے جائینگے تو اون عام مسائل اور اصول سے اپنا درس شروع کرے جنپر کہ

قواعد مذکور مبنی ہین۔ اگر وہ اس ہدایت کے بموجب عمل نہ کریگا تو اوسے اپنے منزل مقصود کو پہونچنے کی ہرگز توقع نہ کرنی چاہیئے۔

گو زبان انگریزی مین اس علم کے متعلق بہت سی کتابین موجود ہین لیکن اون سب مین صرف ایک ہی کتاب ایسی پائی جاتی ہے جسمین اوس شخص کی ضرورتون کا پورا لحاظ رکھا گیا ہے جو ہندوستان کے قانون سے واقفیت حاصل کرنا چاہے۔ جس ایک کتاب کا اوپر ذکر کیا گیا ہے وہ سر ڈبلیو ایچ رٹیگن کی تالیف ہے۔ اسمین کوئی شک نہین کہ صاحب ممدوح کی اس لاجواب کتاب نے ایک نہایت ہی شدید ضرورت کو رفع کردیا ہے۔ اگر اس کتاب کے مفید ہونے مین کوئی شبہ ہو تو وہ اس امر کے معلوم ہونے کے بعد باقی نہ رہیگا کہ وہ ہندوستان کی متعدد یونیورسٹیون مین داخل ہے اسکا پہلا ایڈیشن ۱۸۹۰ء مین شایع ہوا اور صرف چار ہی سال کی مدت مین طبع ثانی کی ضرورت لاحق ہوئی اور اسکے بعد چہہ سال کا زمانہ نہین گزرا کہ ضروری ترمیمات کے ساتھہ تیسرا ایڈیشن طبع ہوا۔ انہین امور کے لحاظ سے عالیجناب مولوی محمد عزیز مرزا صاحب بی۔ اے۔ معتمد عدالت و کوتوالی و امور عامہ سرکار عالی نے جو کہ اپنے ماتحتین کے حال پر ہمیشہ کرم آمیز توجہ فرماتے ہین مجھے ارشاد فرمایا کہ چونکہ امتحان جوڈیشل و وکالت مین ایک ایسی مفید کتاب کی بہت ضرورت ہے لہذا اس کتاب کا اردو زبان مین ترجمہ کیا

جائے - اگرچہ مینے اس ارشاد کی تعمیل کو اپنا فرض سمجھکر اوسی وقت آمادگی ظاہر
کردی مگر اس امر کا مطلق خیال نہین کیا کہ مین جس کام کا ذمہ لیتا ہون وہ نہایت
اہم اور مشکل ہے اور اوسکی انجام دہی مین مجھے بے انتہا دقتین اوٹھانی پڑینگی
تاہم مینے اپنے محسن مربی کے حکم کی تعمیل مین ترجمہ فوراً شروع کیا اور کامل ایک
سال کی جفاکشی اور عرق ریزی کے بعد یہ کام ختم ہوا -

مین اس موقع پر اس امر کا اظہار کرنا اپنا فرض سمجھتا ہون کہ بعض اصطلاحات
قانونی کے ترجمہ مین مین عالیجناب مولوی محمد انتظام الدین حسن خان صاحب
بی - اے - بی - ایل رکن مجلس عالیہ عدالت کی عقل مشکل کشا سے مستفید
ہوا ہون - جناب ممدوح کے ارشاد کے بموجب اس کتاب کے اخیر مین ایک جامع
فہرست ردیف وار اون اردو اصطلاحات قانونی کی جو اس ترجمہ مین
واقع ہوئی ہین اور ان کے انگریزی معنون کے ساتھ دیگئی ہے جو انگریزی
اور اردو دان ناظرین کے لئے مفید ہوگی گو مین وقتاً فوقتاً جناب ممدوح کے
قیمتی اوقات کا مخل ہوتا رہا لیکن جناب ممدوح نے مہربانی سے مجھے ترجمہ
مین ہر طرح کی سہولت بخشی - جناب ممدوح کی اس نوازش کا کافی طور سے
شکریہ ادا کرنا میری طاقت سے باہر ہے -

میرے لائق دوست مولوی **ظفر علیخان** صاحب - بی - اے
مترجم محکمہ معتمدی عدالت وکوتوالی وامور عامہ سرکار عالی سے مجھے

اس ترجمہ کی تیاری مین بیش بہا مدد ملی ہے جس سے مجھے اس مشکل کام کو انجام کو پہونچانے مین بہت سہولت ہوئی ہے - مین تہہ دل سے اپنے فاضل دوست کا شکریہ ادا کرتا ہون - اخیر مین مجھکو اعتراف کرنا چاہئے کہ مینے مولوی محمد حسین صاحب کے نہایت عمدہ اور قابل تحسین ترجمہ اصول قانون مولفۂ مارکبی صاحب سے بھی کسیقدر فائدہ اوٹھایا ہے جس کے لئے مین مولوی صاحب موصوف کا نہایت ممنون و مشکور ہون

ہو الفقط

مانک شاہ دین شاہ *

حیدرآباد دکن

۱۰ شوال ۱۳۱۸ھ ہجری

مطابق یکم فروری ۱۹۰۱ء

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲۵	نوٹ (۱) سطر ۲	اصلاحی	اصطلاحی
۱۷۷	۱۴	بیٹیون	بیٹون
۲۳۸	۱۳	متعتد بہ	معتد بہ
۲۷۲	۲	کہتے	کہتے تھے
۳۴۶	۵	مسترد کر	مسترد کرے
۳۵۵	۶	ہندہ کے زید ازدواج	ہندہ زید کے ازدواج
۴۲۸	۷	ظاہر کہ	ظاہر ہے کہ
۴۶۵	۱۱	اپنی بر طرف سے	اپنی طرف سے
۵۶۶	۷ و ۸	میعاد معینہ کے کے اندر	میعاد معینہ کے اندر

فہرست ابواب

حصۂ اول

صفحہ

حصۂ دوم

حصۂ اوّل

باب ۱

اُصول قانون

(۱) چونکہ یہہ کتاب تبدیان علم قانون کے لئے لکھی گئی ہے لہذا مین اسمین سے ایسے تمام امورکو خارج کردینے کی کوشش کرونگا جنسے اونکے دماغ پریشان ہونی یا اون عام اُصول کے [illegible] میں [illegible] ہونے کا احتمال ہو جنکی تسہیل میرا مقصد ہے اور جن [illegible] علم قانون کی [illegible] اوسکے نہایت ہی سادہ اور صحیح تصور کے اوپر قائم ہوتی ہے۔

علم اصول قانون کی اہمیت

(۲) جسطرح فن طب کے طالب علم کے لئے نہایت ضروری ہے کہ امراض بدن انسان کے معالجہ کی ذمہ داری اٹھانے یا علم طب کے

دوسرے متعلقہ شعبون کی رموزین دستگاہ حاصل کرنے کی جسارت سے کام لینے کے قبل بدن انسان کی عضوی ترکیب سے یعنے نہ صرف اوسکے اجزا کی ترتیب بلکہ اون اجزا کے تعلقات باہمی سے بہی پوری واقفیت حاصل کرے یعنے اوسی طرح تحصیل کنندۂ علم قانون کو بہی لازم ہے کہ اگر وہ اون قواعد کے سمجہنے کی خواہش رکھتا ہو جو اثنائے تعلیم قانونی مین اُسے سکہائے جاینگے تو اون عام مسائل اور اصول سے اپنا درس شروع کرے جنپر کہ قواعد مذکور مبنی ہین ان مسائل اور اصول کی مدد سے اوسکا دماغ اسطرح نشو ونما پائیگا کہ قانونی طریقون سے خیالات قائم کرنے مین اُسے آسانی ہوگی اور وہ قانون صریح کے بہت سے احکام کو بسہولت حل کرسکیگا - ورنہ یہ احکام اوسکو مثل معمولی اشخاص کے عجیب وغریب معلوم ہونگے اور روزمرہ متفننون کا یہ مشہور قول کہ "قانون ایک عمدہ او مفید فن ہے" اوسکے نزدیک باطل ٹہیریگا اور اُسے یہ خیال پیدا ہونے لگیگا کہ جو فن کہ اسقدر عجیب اسدرجہ متناقض اور اس حد تک قابل تغیر ہے کہ ہر حالت اور ہر زمانہ مین نئی شکلین بدلنے کی استعداد اوسمین موجود ہے آیا اوسپر فی الحقیقت حسب بیان ہوٹسکیو بوجہ اسکے کہ دنیا کے تمام لوگ اوسکے زیر حکومت ہین عقل انسانی کا اجماع ہوسکتا ہے یا نہین" پس اس امر پر جتنا اصرار کیا جائے اُتنا تھوڑا ہے کہ جس طالب علم کا مقصد قانونی زندگی اختیار کرنا ہو اُسے

ضرور ہے کہ علم اُصول قانون کو اپنی تعلیم کا جزو اصلی قرار دیکر اوس سے اولاً پوری واقفیت حاصل کرے۔ یہہ ضرور نہین ہے کہ وہ ابتدا ہی مین اپنے دماغ کو فیصلہ جات عدالتی کے مطالعہ سے پریشان کرے بلکہ اوسکا پہلا خیال اون اُصول کے دریافت کرنے کی طرف رجوع ہونا چاہئے جو اون امور سے متعلق ہین جن پر اوس علم کا دارو مدار ہے جسکے حصول کا اوس نے ارادہ کیا ہے۔ اسکے بعد جبکہ وہ اون عام اُصول کے سمجھنے مین کامیاب ہو جو بمنزلہ ایک ایسے معیار کے ہین جسکے ذریعہ سے خاص مقدمات تجویز کئے گئے ہین تو وہ خود قانونی تجاویز اور نظائر کا مطالعہ زیادہ غور کے ساتھہ کر سکیگا اور اوسکے پاس ایسا زبردست مواد جمع ہو جائیگا جسکی مدد سے وہ آگے چل کر بہت سے قانونی مباحثون مین اپنے حریف سے بوجہ احسن عہدہ برا ہو سکیگا۔

غلط خیال درباب طریقہ تحصیل علم اُصول قانون

(۴) گورنر جنرل ہند کی مجلس وضع قوانین کے رکن قانونی (۱) ذ مسودہ قانون اختیار مالگذاری متعلقہ بمبئی پر بحث کرتے وقت یہ بیان کیا کہ اونکی دانست مین اُصول قانون سے واقف ہونیکا صرف ایک طریقہ ہے اور وہ یہہ ہے کہ بہ نظر تعمق یہ دیکھا جائے کہ حقیقی قوانین کا مفہوم کیا ہے (۲) جیسا کہ آگے چلکر واضح ہو جائیگا۔ اُصول قانون دراصل قانون حقیقی

(۱) لارڈ ہاب ہوس (۲) جلد ۱۵۔ کارروائی گورنر جنرل آف انڈیا صفحہ ۱۲۶

یا صریح ہی کا علم ہے اور مجمل طور پر یہ کہہ سکتے ہین کہ اُصول قانون سیکہنا گویا قانون صریح سیکہنا ہے لیکن اگر فاضل رکن کی اس ہدایت کا منشا ایسے مضامین کے مطالعہ کی حدود کو عام طور پر ظاہر کرنے کے سوائے اور کچھہ ہو تو اسپر صاف اعتراض وارد ہوتا ہے اگر اسکو قانونی تعلیم کا ایک قاعدہ سمجھا جائے تو بلا شبہہ مغالطہ ہوگا۔ کیونکہ اس طریقہ کے مطابق طالب علم کو قبل اسکے کہ وہ اُصول قانون کو پڑہنا شروع کرے ضرور ہوگا کہ قانون صریح کے تمام قواعد کے مجموعہ سے واقف ہو جائے۔ لیکن ہمین یقین ہے کہ ایک ایسے دانشمند محقق اور متقنن کا منشاء ہرگز یہہ نہوگا۔ اس سے یہ عجیب و غریب نتیجہ مترتب ہوگا کہ اول ایک علم کے مالہ و ماعلیہ سے پوری واقفیت حاصل کرنی چاہئے اور پھر اوسکے اُصول سیکھنے چاہئین۔ صاف ظاہر ہے کہ جس صیغۂ علم کو اسطرح پر شروع کیا جائیگا اوسکی بسم اللہ ہی غلط ہوگی۔ اسکی بعینہ وہی مثال ہے کہ گویا کوئی شخص یہہ کہے کہ کسی زبان کی صرف ونحو کے سیکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اوس زبان کا علم ادب سیکھا جاے اور بعد ازان صرف نحو۔ علم اُصول قانون قانون کی صرف ونحو ہے اور اوسیطرح سکہایا جانا چاہئے جسطرح کسی زبان کی صرف ونحو سکہائی جاتی ہے۔ جس غلط تصور پر کہ قاعدہ مجوزہ رکن موصوف مبنی ہے (اگر اُصول سے اسطرح واقفیت حاصل کرنیکے طریقہ کو قاعدہ سے تعبیر کیا جا سکے) وہ

صرف یہی ہے کہ قانون علم کی ایک ایسی شاخ ہے جو محض تجربہ پر مبنی ہے
بلاشبہ اس تصور کی تائید مین قدامت کا عذر پیش کیا جا سکتا ہے کیونکہ
سیسرو کے زمانہ مین اگر ایک مقنن کی قانونی لیاقت صرف اِسقدر
ہوتی تہی کہ اوسکو قانون مروجہ رعایا سے محض تجربہ کاری کی بدولت
تہوڑی سی واقفیت حاصل ہو یا رائے ظاہر کرنے یا نالشات دائر کرنے
اور اپنے موکلون کو صحیح مشورہ دینے کے لئے ضروری قابلیت ہو تو کافی
سمجہا جاتا تہا لیکن یہہ ایک ایسا تصور ہے کہ اگر اوسپر لحاظ کیا جائے تو ممکن
نہین کہ قانون کا مطالعہ اصُول علم کے مطابق ہو سکے اور زمانہ حال مین
بجز اسکے کہ ایک طویل بحث کے اثنا مین کامیابی حاصل کرنیکی غرض سے
پیش کیا جائے وہ کسی دوسرے مقصد کے لئے ظاہر نہین کیا جا سکتا۔
روما کے مقننون کے ایک محدود دگر مشہور گروہ کی بدولت علم اصُول
قانون ایک بلند رتبہ پر پہونچا اور یہ ثابت ہوا کہ علم مذکور اس قابل ہے کہ اُسکے
بحیثیت ایک مستقل فن کے مطالعہ کیا جائے اِن مقننون کو جو ایک باطل
نہین بلکہ ایک سچے فلسفہ کی تلاش مین مصروف تہے پیشوایان انصاف
ہونیکا دعوی تہا اِس گروہ مین الپئین کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے
اِن ترتیب یافتہ دماغون کی مساعی سے ایک ایسے علم قانون کے اصُول کا
تصور پیدا ہوا جسکا وجود کسی خاص ملک کے حقیقی انتظامات و دستورات پر

منحصر نہین تہا - انیسوین صدی کے اِس قول کی غلطی کہ اصول قانون سیکھنے کی
لئے اول قانون حقیقی کا مطالعہ لازم ہے درحقیقت اسمین ہے کہ قول مذکور اون
نتائج کو نظر انداز کرتا ہے جو حاصل ہو چکے ہین - بلاشبہ رومن مقنن پالس کا
یہہ بیان بالکل صحیح ہے کہ "قانون قاعدہ سے نہین بلکہ قاعدہ قانون سے
اخذ کیا جا سکتا ہے" لیکن یاد رکہنا چاہئے کہ قانون سے قواعد معین کا استخراج
صرف اوسوقت ممکن ہے جبکہ علم نشو ونما پاکر اوس قانون کو جو زمانہ سابق سے
موجود چلا آتا ہے رسم و رواج کے پراگندہ مواد سے نکالکر باقاعدہ طور پر ترتیب
دے اور جب ایکدفعہ قوانین باقاعدہ طور پر مرتب ہو جائین تو قانون موجودہ
سے پوری واقفیت حاصل کرنا صرف اوسوقت ممکن ہوتا ہے جبکہ اِن قوانین
کے مفہوم پر عبور حاصل ہو اور یہہ بات سمجھہ مین آجائے کہ انکو مقدمات آیندہ
سے کس طرح متعلق کیا جا سکتا ہے - اِس سے واضح ہوگا کہ دوسرے
کارگزار ونکی جفاکشی سے اسی نوبت پر وہ نتائج مترتب ہوئے ہین
جنکے ترتیب دینے کے لئے بصورت دیگر ہر طالب علم کو بذات خود محنت
کرنی پڑتی لیکن اِن نتائج کی موجودگی کی وجہ سے وہ خواہ مخواہ ابتداء اونکی
طرف متوجہ ہوتا ہے - ان نتائج کی عالمانہ ترتیب اور تقسیم کو علم قانون "یا
علم اصول قانون کہتے ہین یہ علم ایک نظام واحد پر مشتمل ہے
اور او نہین اصول پر مبنی ہے جنکے وجوب کی مصدر اور تحفظ کی ذمہ دار

ایک جماعت انتظامی ہوتی ہے جسے **ریاست** کہتے ہین ۔

اصول قانون یا علم قانون کی ٹہیک وسعت اور تعریف بیان کرنی مشکل ہے

(۴) گو اس علم کا صحیح نام پہلے ہی رکہا جا چکا تہا لیکن اوسکی جو معین حد ود قرار دینی چاہئین یا اوسکی تعریف جس سے نہایت ہی صحیح طور پر اوسکی اصل غرض و غایت ظاہر ہو سکے آجتک بڑے بڑے مناظرون کا موضوع رہی ہے

اہل روما کا خیال

یہ علم اہل روما کو قریب قریب اوسی لحاظ سے سکہایا جاتا تہا جس لحاظ سے کہ فلاسفۂ مذہب زینو یہ اہل یونان کو حکمت کے مفہوم کی تلقین اسطرح پر کرتے تہے کہ "حکمت انسانی اور ربانی باتون کا اور جائز و ناجائز امور کا علم ہے" لیکن اس سے **قانون** اور **اخلاق** مین کوئی مابہ الامتیاز قائم نہین رہتا حالانکہ اصول قانون کے جس مذہب کی بنا آسٹن نے ڈالی ہے اوسکی ایک خصوصیت مخصوصہ یہہ ہے کہ وہ نہایت باریک بینی سے اس فرق کو اسطور پر قائم کرتا ہے کہ لفظ **قانون** صرف اوس شئے کیلئے مخصوص ہے جسے اشخاص بحیثیت حکام انتظامی یا بحیثیت خانگی حقوق قانونی کی

حال کے جرمنیون کا خیال

رو سے مقرر کیا ہو ۔ جرمن مقننون مین اسوقت تک شاید کراوزے ہی نے **قانون** کو **اخلاق** سے جدا کرنے کی کوشش نہایت جرات اور کامیابی کے ساتھہ کی ہے ۔ لیکن وہ بہی اپنے متقدمین کے خیالات کے اثر سے کامل طور پر بچ نہین سکا اور ہم دیکہتے ہین کہ اوسکی مذہب مین بہی **قانون** اور **اخلاق** اور **مذہب** کے اتحاد و مخالطت باہمی پر ہر جگہ

زور دیا جاتا ہے۔ اس پہلو سے دیکھا جائے تو قانون انسان کی زندگی اور تربیت کے اصول کے نشو و نما کا اہم قرار پاتا ہے جسکی مداخلت انسان کی ذہنی۔ اخلاقی۔ اور جسمانی استعداد کو محدود نہین کرتی بلکہ اسکو امداد پہونچاتی ہے۔ مقنن مذکور ریاست کو خاص مصدر قوانین خیال کرتا ہے مگر نہ اسطور پر کہ اوسکی وجہ سے افراد جماعہ انسانی کا تشخص معدوم ہو جائے اخلاق۔ مذہب۔ علوم۔ فنون۔ صنعت۔ حرفت اور تجارت مین سے ہر ایک کی ترکیب جُداگانہ طور پر افعال انسانی کو متاثر کرتی ہے لیکن ریاست کی تنظامی ترکیب کو استعداد انسانی کے ساتھہ نہایت ہی گہرا تعلق ہونا چاہئے۔ اس لحاظ سے ریاست گویا فرد اور جماعت دونون کے مقدر کی فیصل کنندہ قرار پاتی ہے۔ حال مین جرمنی کے قانون غیر تحریری کی نسبت یہہ دعوی کیا گیا ہے کہ وہ روما کے قانون غیر تحریری کیطرح نافذ اور صادر نہین کیا گیا ہے بلکہ قدرت کے مخزن سے دریافت اور اخذ کیا گیا ہے۔ اس سے ہکوڈ ماستہینس کا یہ مشہور فقرہ یاد آتا ہے کہ "قوانین دیوتاؤن کا عطیہ اور ارباب دانش کی تحقیق سے ظہور مین آئے ہین"۔ چونکہ تمام قوانین کا مقصد حصول انصاف ہے اور چونکہ خدا بذات خود انصاف مجسم ہے لہذا یہ بیان کیا جاتا ہے کہ انسانی قوانین کا منشا یہ نہونا چاہئے کہ وہ اوس اصل سے جدا ہو جائین جس پر کہ وہ متفرع ہین

یعنی **قانون آلہی** - بلکہ اُسے تکمل کو پہونچائین - اِس مذہب کے پیروؤن نے
اُسکے بعد یون استدلال کیا ہے کہ **قانون** کوئی ایسی چیز نہین ہے جو
اخلاق سے غیر متعلق یا فی نفسہ مختلف ہو - اوسکا بھی اخلاقی پہلو ہوتا ہے
اور وہ دنیا کے اخلاقی نظام پر مبنی ہے - لیکن **اخلاق** کی سب باتین
اسس قابل نہین ہین کہ وہ بطور قانونی اُصول کے تصور کی جائین -
بہت سے قانونی اُصول جنکو قانون صریح تسلیم کرتا ہے زیادہ تر مصلحت
یا افادہ کی بنا پر مقرر کئے جاتے ہین نہ اخلاقی لحاظ سے اور اسلئے
وہ اخلاقی نہین بلکہ محض قانونی اُصول ہین -

(۴ - **الف**) **اخلاق** اور **قانون** کا یہ تعلق باہمی جو
دراصل وہم کی تار و پود سے مربوط ہے اگرچہ برّ اعظم یورپ کی مصنفین کا
نہایت دل پسند مابہ البحث ہے لیکن الفاظ کے واسطہ سے اسکی
تعریف کرنی نہایت مشکل ہے - اِسی اشکال نے اھیرنگ سے
اسکو بحر علم قانون کی راس **ہارن** کا لقب دلوایا جسے حل کرنیکی کوشش
کرنا گویا جہاز کو تباہی کے گرداب مین پھنسانا ہے اھیرنگ کا قول ہے
کہ اِس گرداب سے ایک شخص اوسی حالت مین بچ سکتا ہے جبکہ
اوسکے پاس ایک اچھا سا قطب نما موجود ہو اور وہ تحقیق علم کے
اوس خط مستقیم پر چلا جائے جو نہایت واضح اور غیر مبہم خیالات کی

سطح پر پہنچا ہوا ہے - اِسمین شک نہین کہ یہ مضمون ایسا ہے جو ایک خاص
دلفریبی لئے ہوئے ہے اور جس شخص کا بحث کہ **علم اصول قانون**
ہوگا اوسکو اسکے متعلق کچھہ لکھے بغیر چارہ نہین کیونکہ اوسکو شخصی اور
جمہوری قانونکی نہایت اہم شعبون کے ساتھہ گہرا تعلق ہے - ایسے مضمون پر
بحث کرتے وقت فلاسفہ کو بہت کچھہ موقع مل جاتا ہے کہ **فلسفہ قانون**
اور **فلسفہ اخلاق** کے مابین ایک صحیح اور معین حد فاصل قرار دین -
اس مضمون کے مباحث مین جو مختلف آرا اور خیالات کہ ہم پاتے ہین
اسی سے اونکی توجیہ ہوتی ہے مثلاً ایک طالئین مقنن بیان کرتا ہر
کہ علم تمدن کی اِن فروع مختلفہ مین جو امتیاز پایا جاتا ہے اوسکا انحصار
محض اوس پہلو پر ہے جس سے کہ ہم انسانی افعال پر نظر ڈالتے ہین اگر
ہم اس عام مسئلہ کو اپنا اصل اُصول قرار دین کہ تمام افعال انسانی کی
غایت اور منشاء حصول خیر ہے یا ہونا چاہئیے تو امر تمنا زعہ فیہ یہہ
قرار پاتا ہے کہ **علم اخلاق** کو جو کہ **علم خیر** ہے **قانون** اور **اخلاق** کی
بنائے مشترکہ ہونا چاہئے - لیکن فلسفۂ اخلاق تو انسان پر منفرداً و مجتمعاً
اوسکے معاد کے لحاظ سے نظر ڈالکر زندگی کی تمام مقاصد کو اوسکے انتہائی
مقاصد کا مطیع و منقاد بناتا ہے اور فلسفۂ قانون خیر سے جزئی طور پر
خارجی تعلقات معاشرت کی حیثیت سے اوس حد تک بحث کرتا ہی

جس حد تک کہ ہر ایک نسان اپنے اپنے افعال و کردار کے مطابق خیر مزبور کا
مورد ہو سکتا ہے - اسطرح پر کراوزے کے نظریہ کے بموجب فلسفۂ
قانون کا عمل محض جزئی ہے یا جیسا کہ لایمر نے کھا ہے اسکا تعلق فلسفۂ اخلاق
کے ساتھہ وہی ہے جو کہ نوع کو جنس کے ساتھہ ہے - یہ صرف زندگی
کے نظام اخلاقی اور تمدن معاشرت کے انتظامات کو اپنا موضوع
قرار دیتا ہے اور مساوی مقدارین خیر کا حصہ ان سب مین تقسیم
کر دیتا ہے - فن سیاست مدن افعال انسانی پر خاصتہً اصول افادہ کے
پہلو سے نظر ڈالتا ہے اور اوسکو ضروریات انسانی کے بر آنیکے ساتھہ
ہی سروکار ہے - اس سے واضح ہوگا کہ قانون تو خیر سے
اوسی حد تک بحث کرتا ہے جس حد تک کہ وہ ایک اعتباری شئے ہی
حالانکہ فن سیاست مدن اوسپر نظر ڈالتے وقت اون مساعی سے
بحث کرتا ہے جو انسان کو اوسکے حصول کیلئے عمل مین لانی پڑتی ہین
اور اس بحث مین فن مزبور کا اصل اصول یہ ہے کہ سب سے زیادہ کفایت کو
سب سے قلیل مصارف کے ساتھہ ایک نسبت معکوس ہے - اخلاق
اور قانون مین جو مابہ الامتیاز ہے اہیرنس نے اوسکی
تصریح اور بہی زیادہ صحت کے ساتہہ کرنے کی کوشش کی ہے لیکن
جس پہلو سے کہ اوس نے اسپر نظر ڈالی ہے وہ ایک جداگانہ پہلو ہے

اوسکی رائے کے مطابق **اخلاق** اعمال کی نیات سے بحث کرتا ہی حالانکہ **قانون** کو اعمال کے خارجی یا محسوس نتائج سے بحث ہوتی ہے۔ **اخلاق** کے احکام علی الاطلاق ناممکن التغیر اور زمان ومکان کی قیود سے مبرا ہین حالانکہ **قانون** کے احکام اعتباری اور قابل تغیر ہین کیونکہ جو شرائط بنی نوع انسان کی زندگی اور ترقی پر حاوی ہین وہ زمان مکان تعلیم اور عادات کے لحاظ سے اختلاف رکھتی ہین۔ با این ہمہ **قانون** کا انتہائی اصول ناممکن التغیر اور دوامی ہے اور ہر جگہ اور ہر زمانہ مین اوسکا انحصار اس امر کے وجوب پر ہوتا ہے کہ ہر شخص کے لئے اون ذرائع کو مہیا کیا جاے جو اوسکے نشو ونما کے لئے ضروری ہون۔ جو چیزین کہ بدلتی ہین وہ یہی ذرائع ہین جو افراد و اقوام کی طبائع کے لحاظ سے تغیر پذیر ہوتے رہتے ہین۔ بالآخر **اخلاق** وہ فن ہے جسکو ذہنیات سے تعلق ہے اور **قانون** وہ فن ہے جسے خارجیات سے سروکار ہے۔ واپاو جسکی نسبت یہ کہا گیا ہے کہ اوس نے فلسفہ اور فن لغات کو رشتہ ازدواج سے مربوط کیا اور ایک نئے فن کی شاہراہ کو کھول دیا وہ بھی زیادہ تر انہین صغری وکبری سے استدلال کرتا ہے۔ اور اوسکا مذہب اس مقولہ پر مشتمل قرار دیا گیا ہے کہ **اخلاق** **قانون** کی علت سے اور **افادہ** اوسکے معرض ظہور مین آنیکا وسیلہ ہے یا جیسا کہ رومیگنوسی نے

(جو کہ اطالیہ کا نہتم ہے) ظاہر کیا ہے "حق ایک نظام افادہ ہے جو اخلاق پر منطبق ہے" ڈایوڈ ڈیٹو بوسے بہی جو وایکو کا ممتاز ہموطن اور پیرو ہے اور جو اطالیہ کے نہایت بڑے نکتہ سنجون مین سے ہے قانون کے متعلق اپنے مختلف خیالات کے اظہار کو ذیل کے الفاظ پر ختم کرتا ہے "وہ قانون اخلاق سے جدا نہین ہے بلکہ محض وسکی ایک دوسری قسم ہے۔ قانون صرف ابنائے جنس کے فائدے سے محدود ہے اور اس بنا پر اوسکا حلقہ تمدن کے مختلف مدارج کے مطابق وسیع یا تنگ ہوتا رہتا ہے۔ اول اول کوئی شئے مذہب سے علیحدگی اختیار کرتی ہوئی معلوم نہین ہوتی لیکن تدریج علوم وفنون و اخلاق و قانون اوس سے جدا ہوتے جاتے ہین لیکن وہ جبلی رشتہ جو اونکو قانون سے تہا توٹنے نہین پاتا۔ حق اخلاق مین آکر خیر اور قانون مین آکر انصاف بن جاتا ہے۔ غایت وہی ہے رشتے بدل جاتے ہین۔ لہذا اگر موجودات خارجی کے پہلو سے قانون ایک خیالی انصاف کے تعلقات کا اظہار ہے تو موجودات ذہنی کے لحاظ سے اسے ہمین اوس استعداد یا قوت سے تعبیر کرنا پڑتا ہے جسکی وساطت سے ایک مدنی الطبع فرد ان تعلقات کے ادراک کے قابل ہوتا ہے"۔ جو کچھ کہ اوپر بیان

کیا جا چکا ہے اوس سے واضح ہوگا کہ برّ اعظم یورپ مین **قانون** اور **اخلاق** کے باہمی تعلق کی نسبت جو خیال فی زمانہ رائج ہے وہ بہیت مجموعی یہ ہے کہ ان دونون مین اس درجہ کامل مفارقت نہین ہوسکتی کہ موخر الذکر اول الذکر کی دائرہ سے خارج سمجھا جائے اور یہ کہ تمام ممالک متمدنہ مین اول الذکر کا ثانی الذکر کی ذمہ داری اُٹھانا لازم ہوجاتا ہی۔ اسمین ذرا شک نہین کہ ہر سلطنت کا یہ سب سے بڑا مقصد اور مدعا ہونا چاہئے کہ وہ جہانتک ممکن ہو **اخلاق** کے نشوونما کی تائید اور اعانت کرے۔ یہ بھی سچ ہے کہ **اخلاق** اور **قانون** کی بھی وہی غایت ہے یعنے انسان اور انسانی سوسائٹی کو کمال کو پہونچانا۔ اور یہ بات کہ **قانون** کبھی **اخلاق** کے برخلاف اپنا علم مخالفت بلند نہ کریگا ابھی تک زمانہ حال کے قانون کے تمام نظامون کے اس اُصول سے ثابت ہوتی ہے کہ جو معاہدات عمدہ اخلاق کے متناقض ہون وہ مصلحت عامۂ خلایق کے اغراض کے مخالف ہونیکے باعث خلاف قانون ہین۔

لیکن **علم اُصول قانون** کے مطالعہ کرنیوالے کو **اخلاق** یا **انصاف** کے مجرد اُصول کے نظام سے بحث نہین ہی بلکہ اُسے **انصاف** کی اوس صورت سے بحث ہے جو قانون کے قواعد کے ذریعہ سے ذہن مین آسکے اور نظر بران اوسکے لئے مناسب ہوگا کہ

اِس بارہ مین وہ تھومیئس کے اوس مشورہ پر کاربند ہو جو اوس نے الٰہیات کے متعلق دیا ہے اور جو یہ ہی کہ تصورات کے ایسے خطرناک کھیتون مین اپنی عقل کی درانتی کو کام مین مت لاؤ"

آسٹن کی رائے اور بابت علم اُصول قانون

(۵) یہ آخری قول ہماری رہنمائی علم اُصول قانون کی اوس محدود تعریف کی طرف کرتا ہے جو آسٹن نے کی ہے اور جسکے بموجب **علم اُصول قانون کو قوانین صریح کے ساتھہ تعلق ہے** جنپر بلالحاظ اون کے خیر یا شر کے نظر ڈالی جائے۔ آسٹن

عام و خاص علم اُصول قانون

علم اُصول قانون کو دو شاخون مین منقسم کرتا ہے **عام** اور **خاص** شاخ آخرالذکر کسی حقیقی نظام قانون کے علم یا اوسکے کسی حصہ پر منتہی ہوتی ہے اور شاخ اول الذکر کا صحیح موضوع قانون کے اون مضامین یا مقاصد کے بیان پر مشتمل ہے جو قانون کے تمام نظامومین مشترک ہین اور نیز قانون کے مختلف نظامون کی اون باہمی مشابہتون پر مشتمل ہے جو انسان کی فطرت مشترکہ مین تہہ نشین یا ان مختلف نظامونکے اجزائے متماثل پر منطبق ہین[۱]۔ لیکن پروفیسر ہالینڈ نے اِس

اس تقسیم کی نسبت پروفیسر ہالینڈ کا اعتراض

تقسیم پر بہت بڑا اعتراض کیا ہے۔ پروفیسر موصوف (یہ سمجھکر کہ ایک

(۱) کتاب آسٹن مولفہ آر کیمبل صفحہ ۱۰۷۱

شاخِ علم کلیات کا ایک نظام ہے جو خواہ محدود مشاہدات کا ماحصل ہون لیکن پھر بھی ہر جگہ یکسان طور پر راست آتے ہین ؟ ایک خاص علم قانون کے وجود سے انکار کرتا ہے جو اسی طرح ذہن مین نہین آسکتا جیسے کہ طبقات الارض کا کوئی خاص علم۔ لیکن اگر ہم یہ تسلیم کرین کہ علم اصول قانون بجائے خود ایک علم ہے یا دوسرے لفظون مین یون کہئے کہ پروفیسر ہالینڈ کے خیال کے مطابق یہ بنی نوع انسان کی اُن باہمی تعلقات کا علم ہے جنکا عام طور پر قانونی نتائج پر منتج ہونا ایک امر مسلّم ہے تو اوس علم کی ایک ایسی شاخ کو جسکو اس امر سے بحث ہو کہ انسان کے تعلقات متذکرہ پر کسی خاص ملک کے قوانین کسطرح حاوی ہوتے ہین ایک خاص علم اُصول قانون سے نامزد کرنا بھی ممکن ہوسکتا ہے لیکن با این ہمہ یہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ ان محدود معنون مین بھی اصطلاح مذکور صحت اور باریک بینی کے اوس لباس سے معرا ہے جو آسٹن کی تصنیفات کی خصوصیات مخصوصہ مین سے ہی

(۶) علم اُصول قانون کی تعریف بیان کرنے کے لئے جو مختلف مساعی کیگئی ہین اور اُنمین سے ہر تعریف کی نسبت جو جو اعتراضات کئے گئے ہین اونکو مختصراً بیان کردینے کے بعد کافی ہوگا اگر اب مین یہ بیان کر دون کہ صفحات ذیل مین علم اصول قانون سے میری مُراد علم قانون حقیقی یا صریح سے ہوگی۔

وہ تعریف جو ہمارے مطلب کے لئے اختیار کیگئی ہے

ابواب جو علم اصول قانون کی حدود مین داخل ہین

(۷) اگر اس مفہوم مین **علم اُصول قانون** پر نظر ڈالی جاے تو ظاہر ہوگا کہ جو ابواب کہ حصر یکا اس علم کی حدود مین داخل ہین وہ دو شقون پر مشتمل ہین یعنی —

(۱) قانون کی اصلیت —

(۲) حقوق اور فرایض کی اصلیت اور اصولی امتیازات —

لیکن ان حدود کا مطلب اسوقت تک کامل طور پر سمجھہ مین نہین آسکتا جب تک کہ "قانون" "حق" اور "فرض" کے صحیح معنی جو ہم قرار دینا چاہتے ہین ذہن نشین نہو جائین — یہ ہی ظاہر ہے کہ ہم کسی علم کو اسوقت تک ترتیب نہین دے سکتے جب تک کہ ہم ایسے الفاظ استعمال نہ کرین جنکے معین اور غیر ممکن التغیر معنے مقرر کئے جا سکین —

باب ۲

قانون۔حق اور فرض

تعریف قانون

(۸) اِس کتاب مین جو کہ ہندیون کے لئے لکھی گئی ہے **قانون** کے اون مختلف معنون کی تشخیص کرنا جو روما اور انگلستان اور یورپ کے مقننون نے بیان کئے ہین فضول ہوگا۔ طالب علم کے لئے یہ دریافت کرنا غیر ضروری ہے کہ **قانون** اِس وجہ سے معرض ظہور مین آیا کہ انسان مدنی الطبع تہا یا اس وجہ سے کہ ایک شخص کو دوسرے شخص کے مقابلہ مین جنگ کرنیکا خوف دامنگیر ہوا یا اِس وجہ سے کہ انسان کو فلاح و بہبودی کی تمنا یا حصول کمال کی خواہش تہی۔ طالب علم کے لئے صرف اِس امر کا علم کافی ہوگا کہ **قانون** حکومت کے تصور کے ہمراہ نشو ونما پاتا ہے اور قاعدہ ہے کہ حکومت کیطرف ہر شخص فطرتاً تعظیم کی نگاہ سے دیکھتا ہے زمانۂ سلف کی متعدد بڑی بڑی قومون نے قانون کے اظہار کے لئے جو الفاظ استعمال کئے ہین وہ سب بالاتفاق قانون کے تصور مین حکم۔ **حکومت۔ حفاظت۔ فرض** یا مدد کے تصور کو داخل کرتے ہین

اور زمانۂ حالیہ میں یورپ کی اقوام نے جو اصطلاحات اختیار کی ہیں اُن میں بھی یہی خصوصیت پائی جاتی ہے۔ اسیطرح یونانی اور لاطینی زبانون مین **قانون** کے لفظ سے ٹھیک طور پر ریاست کے وہ احکام ظاہر ہوتے ہین جو طبایع انسانی پر مبنی ہین اور ڈیماستھنیس نے بھی اِسی مفہوم مین قانون کی یہ تعریف کی تھی کہ "قانون ریاست کا عام دستور ہے جسکے مطابق ہر شخص کو جو اوس ریاست مین رہتا ہو اپنی طرز زندگی کو ترتیب دینا چاہیے"۔ اِس سوال کا مقابلہ کہ "**قانون** کیا ہے" صرف اوس دوسرے عظیم الشان اور مشہور تر سوال کے ساتھ کیا جا سکتا ہے کہ "**سچائی** کیا ہے" اور شاید اِن سوالات کا کوئی ایسا جواب ممکن نہین ہی جس سے کامل تشفی ہو سکے لیکن فی زمانہ عموماً یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ علم اُصول قانون مین لفظ "**قانون**" سے مُراد دراصل "ایک ایسا قاعدہ ہے جسکی ضرورت گروہ انسان کی پیچیدہ تعلقات مین اوس گروہ کے افراد کے افعال کی رہنمائی کے لئے پڑتی ہے"[1]۔ یہ تعریف علم اُصول قانون کی ترتیب کے لئے کافی طور پر صحیح ہے۔ یا اگر پروفیسر ہالینڈ کی زیادہ شستہ اور اصطلاحی عبارت مین بیان کیا جاے تو **قانون** کے ٹھیک معنی یہ ہوسکتے ہین کہ "**قانون** انسان کے ظاہری افعال کا قاعدہ ہی جسکو اعلیٰ حکومت انتظامی نے جاری کیا ہے"[2]۔ بلحاظ اِس تعریف کے

(۱) نوعیت قانون صریح مولفہ لائٹ ووڈ صفحہ ۲۶۹ (۲) اُصول قانون مولفہ پروفیسر ہالینڈ صفحہ ۳۶

قانون موجودہ تحکم وتشدد پر مبنی قرار پاتا ہے جس سے ہر وقت اور ہر موقع پر مدد لیجا سکتی ہے
بعض مقنن اس تعریف مین یہ اضافہ کرتے ہین کہ یہ قاعدہ مستقل ہونا چاہئے۔ لیکن
اگر اس سے یہ مُراد ہے کہ ایسا قاعدہ دائمی ہونا چاہئے یعنے یہ کہ آئین وہ قاعدہ
داخل نہین ہوسکتا جو ایک معین اور محدود مدت کے لئے قائم کیا گیا ہو تو یہ تعریف
عملدرآمد حقیقی کے مطابق نہوگی کیونکہ اعلٰے حکومت انتظامی کے جاری کئے ہوئی
ایسے بہت سے عام قواعد ہین جو صرف ایک معین اور محدود مدت کے لئے
مقرر کئے جاتے ہین اور جنکو باوجود اسکے نہایت صحیح طور پر قوانین کہہ سکتے ہین
مثلاً ایک خاص مدت کے لئے محصول آمدنی جاری کیا جائے جیسا کہ ہندوستان
مین جاری کیا گیا تھا[1]۔ اِس محدود زمانہ مین واضعان قانون کی مرضی بلاشبہ
حکم قانون کا رکھیگی۔ برخلاف اسکے اگر مستقل سے مُراد صرف یہ ہے کہ قاعدہ
مسطور کسیقدر زیادہ یا کم مدت کے لئے عام طور پر جاری رہیگا تو یہ محض ایک
طرح کا اعادہ ہے اور اسکی کوئی ضرورت اِسوجہ سے نہین ہے کہ وہ حکم
جو نفوراً سکے کہ اوسکی تعمیل ایکدفعہ کیجائے معدوم ہوجائے قاعدہ نہین کہا جاسکتا
اور دراصل قاعدہ کے مفہوم ہی مین وہ چیز داخل ہے جو عمل یا فعل کی رہنمائی کیلئے
مقرر کیجائے اور کچھہ زمانہ تک جاری رہے۔

(۱) دیکھو دفعہ ۲۴۶ - ایکٹ ۳۲ سنہ ۱۸۶۰ء جو ۳۱ جولائی سنہ ۱۸۶۰ء سے یکم اگست سنہ ۱۸۶۵ء تک نافذ تھا نہ بعد اسکے

فرق مابین قاعدۂ قانون و قواعد اخلاق وغیرہ

(۹) آسٹن اور دوسری مقننون کی رائے کے مطابق جنھون نے اوسکی پیروی کی ہے یہی جزو لازمی (یعنے اعلے حکومت انتظامی کے ذریعہ سے جاری کیا جانا) قاعدۂ قانون کو اون تمام قواعد سے جو (اصول اخلاق یا قواعد معاشرت یا ایسے ضوابط کیطرح جن پر کہ لوگ عزت یا پاس وضع کے خیال سے کاربند ہوتے ہین) ایک غیر معین حکومت کی جانب سے جاری کئے گئے ہون اور نیز اون تمام قواعد سے جنکو ایک ایسی حکومت معین نے جاری کیا ہو جو خواہ خارج از طاقت بشری ہو خواہ حکومت انتظامی کے ماتحت ہو جدا کرتا ہے۔[1] قواعد اول الذکر یعنے قواعد قانون جو ایک خودمختار جماعت انتظامی یعنی بادشاہ یا اعلے ترین افراد مقتدر کے حکم سے مقرر کئے گئے ہون قوانین صریح کہلاتے ہین برخلاف اسکے اخلاق کی کامل ذہنی تصویر اون مرغوب الطبع قواعد کی شکل مین ظاہر ہوتی ہے کہ جنپر اگر ریاست جبر و تشدد سے کام لے تو تصور مین بھی عملدرآمد ہونے کی توقع نہین کیجا سکتی۔

آسٹن کی رائے کی نسبت اعتراضات

(۱۰) لیکن اگر ہم یہہ تسلیم کرین کہ قوانین صحیح طورپر صرف اون احکام تک محدود ہین جنکو ایک معین حکومت نے جاری کیا ہو تو بقول پروفیسر رابرٹسن کے ہمکو نہ صرف ایک خانگی انجمن کے ضوابط بشرطیکہ وہ بلحاظ کسی قانونی حق کے بنائے گئے ہون قوانین کے صحیح معنی مین اقرار کرنا پڑیگا اور اصول قانون مابین الاقوام کے تمام مجموعہ کو محض ایک

(۱) اصول قانون صفحہ ۳۰

رائے قرار دینا پڑیگا جسکو غلط طور پر قانون کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے بلکہ ایک اور دشواری کا سامنا ہوگا البتہ آسٹن کا یہ نظریہ کہ قانون کیلئے یہہ ضروری ہے کہ اوسکو ایک اعلے حکومت انتظامی نے جاری کیا ہو اوس صورت مین بالکل صحیح ہے جبکہ نظریہ مسطور کا اطلاق ایک ایسی جماعت انتظامی پر ہو جو اون اصول پر مبنی ہو جن پر کہ زمانہ حال کی ایک ایسی حکومت متمدنہ کا دار و مدار ہے جسمین کہ قانون جدید کے صحیح ماخذ کا رجحان وضع قوانین پر کلیئہ مشتمل قرار پاتا ہے۔ لیکن مونٹسکیو کے قول کے مطابق قبل اسکے کہ قوانین اسطرح پر وضع کئے گئے ''ایسے تعلقات کا وجود غائب نہ تہا جن سے کہ انصاف کا وجود لازم آتا ہو'' اور جنہین افراد انسانی کو تمدن کے رابطہ سے وابستہ کرنیکے لئے بمنزلہ ضروری شرایط کے تسلیم کیا جاتا تھا۔ غالباً آسٹن کو اس امر کا علم نہوگا کہ انگریزی عملداری کے پیشتر ہندوستان مین ایسی جماعتین موجود تہین جنمین انسانکے افعال بلاشبہ ایسے ہی قطعی و صریح قواعد کے تابع تہے جیسے کہ ایک اعلے حکومت انتظامی کے جاری کئے ہوئے قواعد ہوتے ہین۔ لیکن اگر آسٹن کی رائے تسلیم کی جائے تو یہہ قواعد قانون کے مفہوم مین داخل نہین ہو سکتے۔ ایسی قواعد کو قواعد اخلاق کہنا اونکی نوعیت کو غلط سمجھنا اور لغات مروجہ کا غلط طور پر استعمال کرنا ہوگا۔

پنجاب کا قانون رواجی آسٹن کے قایم کردہ اصول سے خارج ہے

جو لوگ پنجاب کے دیہات کی جماعتون کے قوانین رواجی متعلقہ وراثت وانتقال جائداد واستحقاق وصول رقوم معمولی اور بنجر اراضیات کی استعمال وتقسیم سے واقف ہین اون کو آسٹن کی رائے متعلقہ مفہوم قانون کو ایک ایسی صریح ترمیم کے ساتھہ تسلیم کرنا چاہئے جسکی رو سے اِس مفہوم کا اطلاق صرف اون جدید قواعد تک محدود ہو جو طرز حالیہ کی ایک مہذب ریاست مین نافذ ہین - ہندوؤنکا قدیم قانون تحریری بھی بلحاظ اوس مفہوم کے جو آسٹن نے قرار دیا ہے صحیح طور قانون نہین کہلائیگا گو یہ تسلیم کربھی لیا جائے کہ دہرم شاستر کے احکام کی خلاف ورزی کے کفارہ کے لئے جو سزائین مقرر ہین وہ اوس حکومت انتظامی کی تہدیدات کے مساوی ہین جسکو آسٹن ضروری خیال کرتا ہے درصل احکام منو کے زمانہ تک ہوپنچے بغیر ہم اون خیالی عدالتون کا ہی کچھہ سراغ نہین پاتے جنکا کام قانون تحریری کے احکام کی خلاف ورزی کی پاداش مین سزا دینا تھا - اور اوس کتاب مین راجہ اور فاضل برہمنون کی شرکت سے ایک عدالت مقرر کرنیکے بارہ مین جو احکام مندرج ہین وہ غالباً محض فرضی ہین اور اوس زمانہ مین ہندو ریاستونمین جو طریقہ منشاء قانون کے نفاذ کا درصل مروج تھا اوس سے اخذ نہین کئے گئے ہین

ہنود کے اصول قانون کی نوعیت

ہنود کے اصول قانون کی نوعیت درحقیقت یورپ کے تمام
نظاموں سے بالکل مختلف ہے - ہندو ریشیون کو جنہون نے
سنہیتائین لکھی ہین کوئی دنیوی اختیار حاصل نہ تھا اور جو قواعد کہ وہ مقرر
کرتے تھے اونکی پابندی کسی دنیاوی بادشاہ یا حاکم کی منظوری پر مبنی نہ تھی
بلکہ اوس تعظیم پر منحصر تھی جو عام طور پر ان بزرگ دانشمندون کا حصہ تھی
اور جس حکمت عملی کے ساتھ یہ واضعان قانون قواعد کو ترتیب دیتے تھے اوسکی
تحسین کئے بغیر کوئی شخص نہین رہ سکتا - انکا یہ دعوی نہ تھا کہ خود اپنے ایجاد
کئے ہوئے حکمانہ قوانین کو وضع کرین بلکہ وہ اپنے قواعد وید کے احکام سے
مدون کرتے تھے جسکی وسعت اس درجہ عظیم الشان ظاہر کی جاتی تھی کہ اوس پر
بوجہ احسن عبور حاصل کرنا طاقت بشری سے خارج تھا - اونکو صرف اس قانون الہی کی
جسکا ماخذ ازلی اور جسکی نوعیت ناممکن التغیر تھی تفسیر یا زمانہ سابق کے رسم
ورواج مقررہ کی تشریح کرنے کا دعوی تھا اور اسی دعوی پر وہ اوسوقت
بھی قائم رہے جبکہ وہ اصولی اصلاحین جاری کرتے گئے اونہون نے ایک
ضرب قلم سے زمانۂ قدیم کے وحشیانہ انتظامات و دستورات کے استیصال کی
کوشش نہین کی کیونکہ اونکو اسبات کا بخوبی علم تھا کہ قدامت اور رواج کی طاقت
عظیم الشان ہے - جب وہ کسی مروجہ طریقہ یا رواج کو موقوف کرنا چاہتے تھے
تو کسی صریح حکم امتناعی کے ذریعہ سے نہین کرتے تھے بلکہ اوس طریقہ مین

اصلاح کرنیکے بہانہ سے اور سکے ساتھہ اسقدر شرایط اور مذہبی رسوم مقرر کردیئے تھے
کہ فی الواقع اوسکی بجاآوری محال ہوجاتی تہی۔ پس گو ان رشیون کو عوام الناس
یا بادشاہ وضع قوانین کے لئے مقرر نہین کرتا تہا تاہم اونکے مقرر کئے ہوئے
قواعد کی پابندی عام طور پر زمانہ حال تک بمنزلہ احکام کے کیجا رہی ہے
اور برہمنون کے عروج کے زمانہ مین اونمین جسقدر جان تہی وہی جان اب
بھی باقی ہے - ایک اور امر جو قابل لحاظ ہے اور جس سے ان قدیم ہندو
مقننون کی دنیوی عقلمندی ثابت ہوتی ہے یہ ہے کہ انکا اصل اُصول یہ تھا کہ رسم
یا رواج اعلےٰ ترین قانون ہے اور ہر ایسے طریقہ کی نسبت جو گو قانوناً جائز ہو
لیکن جسکو تمام دنیا نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہو یہ ظاہر کرتے تھے کہ اِس سے
مسرت اخروی حاصل نہوگی اور وہ اس قابل نہین ہے کہ اختیار کیا جائے
اس قسم کے عاقلانہ مقولون سے اِن مقننین کے ضوابط مین لف ونشر کی
استعداد پیدا ہوگئی اور یہی وجہ ہے کہ باوجود مرور اقران وہ متروک العمل
نہین ہوئے - علیٰ ہذا رسم و رواج کے قواعد جنکا ذکر اوپر ہوچکا ہے عملداری
انگریزی کے ہند مین استحکام پذیر ہونے کے قبل اعلےٰ حکومت تشریعی
کی صریحی یا معنوی منظوری کی وجہ سے نہین بلکہ عقل عامہ کی اس نہایت ہی
سادہ ہدایت کے لحاظ سے نافذ کئے گئے کہ ہمین ہر امر کی نسبت اپنے
آبا و اجداد کے تجربہ کے نتائج کو نظر انداز نہ کرنا چاہیے یا دوسرے

نظیر سابق کا پورا لحاظ

الفاظ مین اس وجہ سے کہ نظیر سابق کا ہمین بدرجہ غایت لحاظ کرنا چاہئیے - رسم و
رواج کی نظائر سابقہ کا اثر مثلاً انگلستان اور یورپ کے دوسرے ممالک پر
اوسیقدر پڑا ہے جسقدر کہ اقلیم ہند یا قدیم روما پر پڑا تہا اور اسکی تعظیم کوہ اولیمپس پر
وہ دیوتا جنکا ذکر ہومر کی اشعار مین ہے اصل مین نہین توکم از کم ظاہر مین اوسیقدر
کرتے تہے جسقدر کہ زمانہ حال مین پنجاب کے مواضع کے غریب زراعت پیشہ
لوگ کرتے ہین جو کہ اپنے آبا و اجداد کے عملدرآمد اور رواجون مین خود اپنے
طریق عمل کے لئے ہدایت پاتے ہین - یہ ایک ایسا قاعدہ ہے جس سے عرصہ دراز
سے مانوس ہونیکے باعث لوگ اِسے ایک حقیقی اور صحیح قاعدہ سمجہنے لگے ہین
اور جسکی خلاف ورزی کو عامہ خلایق نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہین -

رواجات اور رسوم وراثتاً حاصل ہوتی ہین

رواجات اور رسوم مثل مذاہب کے بلاشبہ وراثتاً حاصل ہوتی ہین اور
گو لارڈ میلبورن کے اس قول کو کہ اونھین کلیساء انگلستان کا پابند رہنا اسلئے
لازم ہے کہ اونکے آبا واجداد اسی مذہب پر چلتے تہے فلاسفہ نے قابل
تضحیک سمجہا ہو لیکن در حقیقت اونہون نے (حسب بیان والٹر بیگہوٹ)
محض ازمنہ قدیم کا ایک نہایت ہی مستحکم اور مسلم مسئلہ ظاہر کیا ہے جو اسلاف
پرستی کے اوس اُصول پر مبنی ہے جو اوائل تمدن مین اشخاص متوفی کے قاعدہ کو
زندہ لوگون کے لئے بطور قانون کے مقرر کرتا ہے - یہ قاعدہ ابتداءً
صرف ذاتی حالات کے انضباط کے لئے کام مین لایا جاتا ہے - یہی وجہ ہے

کہ سر ہنری مین نے اون جماعتون کی رفتار کی نسبت جو روبہ ترقی ہون بیان کیا ہے کہ ایسی جماعتونکی ابتدائی حالتمین اشخاص کی تعلقات خاندان کے تعلقات مین شامل ہوجاتے ہین اور اوسکے بعد رفتہ رفتہ ایک ایسا نظام معاشرتی قائم ہوجاتا ہے کہ یہہ جملہ تعلقات افراد کے آزادانہ معاہدہ سے پیدا ہوا کرتے ہین اور حالت سابقہ باقی نھین رہتی[1]۔ جسطرح بچون مین نقل کرنے کی قوت رہتی ہے اور وہ جو کچھہ کہ دیکھتے اور سنتے ہین اوسکی نقل کئے بغیر نہین رہ سکتے اوسیطرح یہ قوت زمانۂ قدیم کے لوگونکی ایک خصوصیت مخصوصہ ہے اور اسکے لحاظ سے نسل ہائے مابعد بھی اِسی قاعدہ کی تقلید کرتی ہین۔ کچھہ عرصہ کے بعد یہہ موروثی رواجات بقول ہربرٹ اسپنسر ایک غیر ممکن الانفساخ مجموعۂ رسوم منتہی ہوتے ہین اور انسان کے افعال کو کوئی دوسرے قواعد جنکا مبدا زیادہ باضابطہ اور مصنوعی ہو اتنا نہین روک سکتے جتنا یہہ رواجات۔ اور اِسکی وجہ یہہ ہے کہ رسم کی حکومت عالمگیر ہے۔ لیکن چونکہ ایسے قواعد کی ترتیب کے لئے جنمین کسی خاص قسم کے حقوق کی نسبت عام مروجہ رائے بطور رکافی شامل ہو دو مختلف قوتون کی ضرورت پڑتی ہے ایک قوت مشاہدہ اور دوسرے قوت اظہار اور یہہ دونون قوتین اون جماعتون مین

---

(۱) قانون قدیم مولفۂ سر ہنری مین باب پنجم۔

جو ترتیب یافتہ نہون بہت ناقص حالت مین موجود ہوتی ہین اسلئے یہہ نتیجہ لازمی طور پر مترتب ہوتا ہے کہ یہہ موروثی رواجات جو بعد مین قانون رواجی کی شکل اختیار کر لیتے ہین اکثر او نہین امور تک محدود ہوتے ہین جو جماعت مین متواتر واقع ہوتے ہون اور بذریعہ روایت سادہ ترین صورت مین حوالہ کئے جاتی ہین

قانون کے تاریخی حالات

(۱۰ الف) فی الحقیقت مثل دوسری علوم کے قانون کی تاریخ بہی موجود ہے۔ کیونکہ اس وجہ سے کہ قانون ایک ریاست کی شان و شوکت کا اظہار ہے اور یہ ممکن نہین کہ کسی ریاست کا وجود اغراض متخالف کی سخت باہمی کشمکش کے بغیر معرض ظہور مین آئے یہہ لازم آتا ہے کہ اگر کشمکش نہوگی تو تاریخ کا بہی وجود نہوگا جو کہ محض اس امر کا بیان ہے کہ اس کشمکش کی ابتدا کسطور پر ہوئی اور جہان تاریخی حالات نہون وہان قانون کا وجود ممکن نہین کیونکہ آجتک ایسی ریاست یا ایسا قانون دریافت نہین ہوا ہے جسکا وجود تاریخی زمانہ سے پیشتر ہوا اور حقیقت مین ایسے الفاظ کا استعمال الفاظ متناقض کا استعمال ہے پس ریاست کی طرح قانون تاریخ کا ماحصل ہے اور وحشیانہ آزادی اور خود حاکمی کا زمانہ ان دونون کے نشو و نما کا موئد ہوتا ہے۔ ہم یہہ بہی کہہ سکتے ہین کہ قانون کی کوئی شاخ ایسی نہین ہے جو اپنے خاص حالات تاریخی نہ رکہتی ہو اور یہہ آگے چلکر ظاہر ہو جائیگا۔ فی الحال ہمارے لئے اسیقدر کافی ہوگا کہ ہم اختصار کے ساتھہ ابتدائی

قواعد کے اوس قدیم مجموعہ کے نشو و نما کا سراغ لگائین جو متقدمین کے

جس جنشیئم (یعنے قانون مسلمۂ عام) کے نام سے مشہور رہے ہے

جس جنشیئم یعنی قانون مسلمۂ عام کا نشو و نما

معلوم ہوتا ہے کہ اس نے جملہ آریا قومون مین (یعنی ہنود اور اہل یونان ورومامین) نشو و نما کی تین مختلف منازل طے کی ہین - پہلی منزل مین قانون کے تصور مین طریق عمل کا ایک ربانی قاعدہ داخل تھا لیکن یہ غیر تحریری تھا اور اسکی تعبیر بذریعۂ انسان (یعنے ہر قوم کے پیشوایان دین کے ذریعہ سے) کیجاتی تھی - اسکی حقیقت اوس انتظام خانہ داری سے کھلتی ہے جو صاحب خانہ کے اختیارات اور فرائض سے متعلق تھا کیونکہ خانہ داری کا انتظام بالکل اون اصول کے مطابق تھا جو بادشاہت سے متعلق ہین - خاص طور پر صاحب خانہ پر لازم تھا کہ وہ اپنے آباؤ اجداد کے مُقدّس رواجون کا پابند رہے - یہہ رواجات ہنود مین زیادہ تر چار مذہبی اور پانچ اخلاقی فرائض پر مشتمل تھے - بعینہ اسی قسم کے فرائض اہل یونان ورومامین بھی پائے جاتے تھے - لیکن جب کچھ زمانہ کے بعد قبائل کا منفردانہ وجود بڑی بڑی جماعتون مین ضم ہو جاتا ہے تو صاحب خانہ کے اقتدارات حکومت اعلےٰ تر کے تابع ہوتے ہین اور جون جون مدنی زندگی آہستہ آہستہ مگر استقلال کے ساتھ نشو و نما پاتی ہے اور فرائض معاشرتی اور جدید قسم کے دیگر فرائض عام اوسمین داخل ہوتے جاتے ہین

تو بتدریج دوسری منزل قانون اور رواجات کی پہونچتی ہے جسمین یہہ پایا جاتا ہے
کہ انسان کا تجربہ بہت وسیع ہو گیا ہے اور مختلف بلاد مین اختلاط باہمی بڑہ گیا ہے
اس منزل کے طے ہونے پر سکندر کی عالمگیر فتوحات اور اوسکے بعد فتوحات
رومانی مغرب کی ان دو بڑی سلطنتون کی تہذیب و تمدن کو دور دور تک
پہیلا دیا جسکا لازمی نتیجہ یہہ ہوا کہ ابتداءً یونانی اور بعد ازان رومی انتظامات و دستورات
کی تقلید عام طور سے کیگئی - پس یہ امر کچہہ زیادہ حیرت انگیز نہین ہے کہ
اوس زمانہ مین جسے روما کے اصول قانون کا زمانہ کہنا چاہئے قواعد و ضوابط
کے ایک جدید مجموعہ کی بنا ڈالی گئی جسکو روما کے مقنن الپئین نے
اپنے زمانہ مین صحیح طور پر مسلمۂ عام بیان کیا ہے - یہ قواعد درحقیقت اُن
اُصول انصاف رسانی مین پائے جاتے تہے جنکے مطابق اون صوبجات
مین عمل کیا جاتا تہا جو یونانی اور رومی حکام کے زیر حکومت تہے - لیکن یاد
رکہنا چاہئے کہ منزل اول کے تصورات قانونی کے بجائے منزل ثانی
کے تصورات کا قائم ہونا ایک مدید اور بطی السیر نشو و نما کا نتیجہ تہا -
اس سے واضح ہو جائیگا کہ جس قاعدۂ مقدس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے اوسکا
اثر کیون کبہی بالکل زائل نہونے پایا اور زمانۂ حال مین قانون اور مذہب
اور اخلاق کے مابین جو گہرا تعلق تصور کیا جاتا ہے اوسمین ہنوز نمایان ہے
اور یہہ تصور علما و فضلا کے تمام فرقون مین سرایت کر گیا ہے - تیسری

اور اخیر منزل محض منزل ثانی کی ایک زیادہ ترقی یافتہ حالت ہے جسمین شہر نے وسعت پذیر ہوکر ریاست کی شکل اختیار کرلی اور اِس منزل مین محض ریاست ہی اون جملہ اشخاص کے لئے جو اوسکی حدود ارضی کے اندر رہتے ہون قانون مقرر کرسکتی ہے۔ قانون کے اندرونی نشو ونما کے یہ تین زمانے اوس تقسیم کے مطابق ہین جو الپئین نے قائم کی ہے یعنے احکام قدرت و احکام متعلقہ اقوام و قوانین مقررہ ریاست۔ پہلی قسم قانون قدرت کے قواعد کے ساتھہ مخصوص کیگئی ہے جنکی نسبت یہہ باور کیا جاتا ہے کہ وہ تمام جاندارون سے (یعنی انسان اور حیوان دونون سے) متعلق ہین۔ دوسری قانون مُسلمہ عام کے قواعد کے ساتھہ جنکا اصل اُصول محض رسوم ورواجات انسان سے اخذ کیا گیا ہے۔ اور تیسری قسم مین وہ قواعد داخل ہین جنکو خود ریاست نے مقرر کیا ہو۔

بعہ کہ قانونکی خصوصیت یہہ ہے کہ اوسکے احکام پیچیدگی بڑہتی جاتی ہے

(۱۰ - ب) لیکن قانون کے تاریخی نشو ونما کے دوران مین نہایت ہی موثر اور صریح خصوصیت یہ ہے کہ اوسکے احکام جو ابتدا مین سادہ اور محدود ہوتے ہین زیادہ پیچیدگی اور وسعت اختیار کرتے جاتے ہین۔ اور یہ امر قابل لحاظ ہے کہ جسقدر قدیم زمانہ پر ہم نظر ڈالتے جائینگے اوسیقدر زیادہ یقین ہمکو اس بات کے

معلوم ہونے کا ہوگا کہ اوس زمانہ کا قانون ایک ایسے قانونی حیثیت رکھتا ہے
جسکے منشاء کا نفاذ سختی کے ساتھہ کیا جاتا ہے۔ مثلاً قانون روما کی حالت
یہی ابتداء یہی تہی اور بعد مین بتدریج اوس نے ایک ایسے قانون کی
حیثیت اختیار کی جو حق اور انصاف پر مبنی ہے۔ یہ نشو ونما ہر ملک مین
تعلقات و حوائج زندگی کی توسیع کے ہمراہ اور اسلئے اوس مواد کے
زیادہ وسیع نشو ونما کے ہمراہ جو قانون کا ردعمل کرتا ہے اور جسے قانونکو
اپنے قابو اور اختیار مین لانا پڑتا ہے چلا آتا ہے۔ پس قانون کو جو
عوام الناس کی زندگی کا ایک شعبہ ہے کبھی ایک حالت پر قرار نہین
وہ گویا ہمیشہ جدید مواد جمع کرتا رہتا ہے اور ایک ایسے کمال کے قریب
پہونچنے کی کوشش کرتا ہے جس تک کبھی رسائی نہین ہوئی۔ اوسے
ایک لمحہ کے لئے بھی سکون نہین بلکہ انسان کے نشو ونما کے ساتھہ ساتھہ
اوسکی ترقی ہوتی جاتی ہے اور تہذیب کے مختلف مدارج پر انسان
کی قومی خصوصیات سے ملصق رہتا ہے اور اپنے آپکو عوام الناس کی
تغیر پذیر خواہشات اور حاجات کے سانچہ مین ڈہالتا ہے۔ اوسکی
جڑین سلف مین نہایت دور تک پہیلی ہوئی ہین اور بغیر اون رسوم
اور رواجات کے جن سے کہ وہ پیدا ہوا ہے کبھی صحیح طور پر سمجہہ مین
نہین آسکتا۔ گو اوسکے قائم کئے ہوئے انتظامات و دستورات کا

سلسلہ کبھی ختم نہین ہوتا مگر ساتھہ ہی اسکے وہ خود قومی زندگی کی تاثیر سے
نشو ونما پاتا ہے اور اِس طرح موجودہ حاجتون کے برلانے کے لئے
اپنے آپکو موزون بناتا ہے - پس جون جون جدید قانونی اُصول ظاہر
ہوتے جاتے ہین اوسی لحاظ سے قدرتی طور پر قانون بدلتا رہتا ہے
اور سب سے اہم تاثیر جس سے تغیر کا یہ طرز عمل متاثر ہوتا ہے اُس
درجہ پر مشتمل ہے جو ایک قوم کو بطور بنی نوع انسان کے ایک فرد کے
حاصل ہوتا ہے - جہان وضع قوانین کا کوئی انتظام نہین ہوتا وہان
عوام الناس کے فوری اعتقادات کا اجماع لازمی طور پر تمام قانون کا
اصل ماخذ ہوتا ہے اور جب یہ یقین ہوتا ہے کہ رواج مستمرہ صحیح ہے تو
رسم بمنزلہ قانون کے ہو جاتی ہے - اقوام کی طفولیت کا یہ زمانہ جسمین
قانون کا وجود عوام الناس کے تیقن پر منحصر ہوتا ہے تنگ و کوتاہ خیالات کا
زمانہ کہا جا سکتا ہے - لیکن تاہم بقول سیوینی اوسکو اپنے تعلقات اور
حالات کا صاف صاف خیال رہتا ہے اور اِن سب کو وہ کام مین لاتا ہے
رسوم کے تدریجی نشو ونما سے لامحالہ یہ خیال ہوتا ہے کہ رسوم خودبخود پیدا
ہو جاتی ہین اور اونکا معرض ظہور مین آنا انسان کے غور و تعمق پر منحصر
نہین ہوتا - لیکن بلاشبہ لارڈ یمر کا یہ قول صحیح ہے کہ رُسوم کا وجود ہمیشہ
کسی غرض مطلوب اور اوسکے حصول کے وسائل کے تصور ما قبل سے

وابستہ رہا ہوگا۔ یہ کہنا بھی صحیح نہین ہے کہ رسمین ہمیشہ از سرتا پا غلط ہوتی ہین برعکس اسکے عوام الناس کی زندگی اور خصوصیات مخصوصہ کے ساتھہ قانون کو ایک گہرا ترتیبی تعلق ہوتا ہے جو زمانہ کی ترقی مین بھی ظاہر ہوتا ہے اور اوسمین اوسیقدر ترقی اور نشو ونما کی گنجایش ہے جتنی کہ عوام الناس کو کسی اور رجحان طبعی مین - کیونکہ قانون در اصل زندگی اور ترقی کا ایک اُصول ہے اور تمدنمین کون وفساد حیات کے قدم بقدم چلتا ہے ارسطو نے کہا ہے کہ آگ تو یونان اور ایران دونون جگہ جلتی ہے لیکن لوگون کے خیالات اس امر کی نسبت کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہر جگہ بدلتے رہتے ہین۔ پس قانون کی ترکیب مین جو ترقی ہوتی ہے وہ اوس ترقی کے ساتھہ ساتھہ چلتی ہے جو عوام الناس کے مشاہدات مین ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ جسطرح ہر ملک کے مفصلات سے اوس ملک کی زبان کے محاورات مخصوص ہوتے ہین اوسیطرح قانون مین بھی یہی خصوصیت پائی جاتی ہے - اِس سے ظاہر ہے کہ قانون ہر قوم کی ترقی کی ساتھہ ترقی اور استحکام کے ساتھہ استحکام اختیار کرتا ہے اور عام طور پر ایک زمانہ معینہ مین اوسکا معیار کمال خاص طبقہ کے لوگون کے خیالات مروجہ کے ساتھہ پوری مناسبت رکھتا ہے۔

قانون رواجی طرز عمل کا ایک حقیقی قاعدہ ہے

(۱۱) قانون رواجی یعنی غیر تحریری قانون اِسطور پر بتدریج مرکب ہوکر طرز عمل کا ایک حقیقی قاعدہ بنتا ہے جسکی شادابی اور سرسبزی اقوام کی زندگی کے

اوایل مین اوس ریاست کی ناکمل حالت مین زورون پر ہوتی ہے۔ ابتدائی حالت مین اوسکے قواعد بلاشبہ اکثر معلومات ذہنی پر مبنی ہوتے ہین اور جون جون مفید اور مضر باتون کا تجربہ ہوتا جاتا ہے اوسیقدر ترقی پذیر ہوتے ہین ۔ مثلاً ہم یہہ قیاس کرسکتے ہین کہ امتداد مصائب واموات ایسے صریح رواجات کے ظہور مین آنے کا باعث ہوا ہوگا جن سے ازالۂ شر اور اعادہ خیر ہو۔ لیکن ایسے رواجات کا وجود بہت آہستہ آہستہ قائم ہوتا گیا اور اوسکے بعد اونکی توسیع جو دوسری سمت مین ہوتی گئی اوسکے نشو ونما مین غالباً اوسیقدر دیرلگی ہوگی جسقدر کہ زمانہ جہالت کو زمانہ تمدن وتہذیب سے بدلنے مین ۔ مثلاً ان باتونکا علم کہ آگ کسطور پر سلگاتے ہین یا زراعت کس طریقہ سے کرتے ہین یا روٹی کیسی پکاتے ہین جو اسوقت ہمکو بہت آسان معلوم ہوتا ہے غالباً صرف اوسیقدر دیر سے حاصل ہوا ہوگا جیسے کہ استحقاق جائداد کا لحاظ یا مرتکبین فعل ناجائز کو سزا دینے کی ضرورت ۔ برین ہم اقوام کی ابتدائی حالت مین علم کا دائرہ رفتہ رفتہ کشادہ اور وسیع ہوتا جاتا ہے زمانہ گذشتہ کے رواجات اور طریقے بوجہ متواتر پابندی کے واجب التعظیم قرار پاتے ہین اور بالآخر وہ قوانین رواجی کی حیثیت اختیار کرتے ہین جنکی خلاف ورزی نہ صرف جماعت متعلقہ کے بلکہ اوسکی حفاظت کرنے والے دیوتاؤن کے خلاف بھی بطور ایک جرم کے تصور کیجاتی ہے ۔ اور مثل زبان کے قانون رواجی کی بھی یہی حالت ہے

ایک خاندان کا سردار اپنے خاندان کے لئے قانون وضع کرتا ہے خاندان اپنے قبیلہ کے لئے اور قبیلہ جمہور کے لئے۔ لیکن دوران ترتیب مین ان قواعد کو جو فوری طور پر اور بلا لحاظ حکومت بہبودی کافہ انام کیطرف مائل اور افراد کی اغراض کے باہمی اتحاد سے قائم ہوتے ہین اوس قسم کے قانون پر تفوق زمانی حاصل ہے جسکو حکومت انتظامی جاری کرتی ہے جسطرح قانون اول الذکر کا اصل اُصول مساوات ہے اوسیطرح قانون آخر الذکر کا اصل اُصول عدم مساوات ہے۔ پس بصورت اول الذکر انسان کے ذہن مین رواج مستمرہ کا جو تصور داخل ہوتا ہے وہ تمدن کی ابتدائی حالت مین لوگون کو اون امور پر خیال کرنے سے جنکا اونہون نے پیشتر خیال نہ کیا ہو اور اون افعال کے کرنے سے جو انہون نے پیشتر نہ کئے ہون باز رکھتا ہے۔

قانونی حق کی تعریف

(۱۱ - الف) اب ہم دیکھہ چکے ہین کہ آسٹن نے قانون کی جو تعبیر کی ہے اوسمین کیا نقص ہے۔ لیکن بلحاظ اوس ترقی کے جو قانون نے زمانۂ حال مین کی ہے تاہم آسٹن کے اِس قول کو بخوبی تسلیم کرسکتے ہین کہ **علم اُصول قانون علم قانون صریح** ہے۔ اور چونکہ قانون کا اصل منشا حقوق قانونی کو پیدا کرنا اور اوسکی حفاظت کرنا ہے اسلئے اسکے بعد ہمکو جس امر پر خیال کرنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ **قانونی حق** سے کیا مراد ہے۔ آسٹن نے اسکی تعریف یون کی ہے کہ "وہ ایک ایسی استعداد ہے

جو ایک خاص شخص یا اشخاص مین ایک معین قانون کی رو سے رہتی ہے اور جو بجز اوس شخص یا اون اشخاص کے جسمین یا جنمین وہ رہتی ہے کسی دوسرے شخص یا اشخاص کے مقابلہ مین کام مین لائی جاتی ہے یا ایک ایسے فرض کے مقابلہ مین ہوتی ہے جو کسی خاص شخص یا اشخاص پر عاید ہو" (۱) المختصر اوسکو ایک ایسی طاقت یا اختیار کہہ سکتے ہین جو کسی شخص مین موجود ہو (عام اس سے کہ وہ شخص حقیقی ہو یا قانونی) اور جسکے ذریعہ سے وہ شخص ریاست کی اجازت اور امداد سے دوسرے اشخاص کے افعال کو روک سکتا ہو (۲) اور ان معنون مین وہ طاقت یا اختیار بلغیر نافذ کئے جانے کے محسوس یا غیر محسوس حالت مین موجود رہ سکتا ہے۔

حق قانونی کا مقابلہ قوت اور حق اخلاقی کے ساتھہ

(۱۲) **حق قانونی** کی اصطلاح کے صحیح معنے شاید اوسوقت بخوبی سمجھہ مین آسکتے ہین جبکہ ہم اوسکا مقابلہ الفاظ **قوت** اور **حق اخلاقی** کے ساتھہ کرین پروفیسر ہالینڈ نے یہ فرق نہایت خوبی کے ساتھہ فقرات ذیل مین بتایا ہے جو اونکی کتاب لاجواب متعلقہ اصول قانون سے اخذ کئے گئے ہین (۳)

---

(۱) کتاب آسٹن مولفہ ارکیمبل صفحہ ۱۸۱ (نوٹ)

(۲) اصول قانون مولفہ ہالینڈ صفحہ ۶۹

(۳) ایضاً صفحہ ۷۱

اگر کوئی شخص خود اپنی ذاتی طاقت یا ترغیب سے اپنی خواہشات کو خواہ اپنے ہی افعال سے خواہ دوسرے اشخاص کے افعال پر دباؤ ڈالکر عمل مین لائے تو کہا جائیگا کہ اوسکو اسطور پر اپنی خواہشات کے عمل مین لانیکی **قوت** ہی۔ اگر بلالحاظ وجود یا عدم وجود اِس **قوت** کے عوام الناس اوسکے اِس طور پر اپنی خواہشات کے عمل مین لانے کے فعل کو پسند کرین یا صرف رضامندی سے دیکھین اور ہر ایسی مزاحمت کو جو اوسکے فعل کی نسبت کی جائے ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھین تو کہا جائیگا کہ اوس شخص کو اس طور پر اپنی خواہشات کے عمل مین لانے کا **حق اخلاقی** حاصل ہے۔

اگر بلالحاظ وجود یا عدم وجود **قوت** یا **حق اخلاقی** کے ریاست کی طاقت اوسکو اسطور پر اپنی خواہشات کو عمل مین لاتے وقت مدد دے اور دوسرے اشخاص کو ایسے افعال کرنے یا اون سے باز رہنے پر مجبور کرے جو اوسکی خواہشات کے پورا ہونے کے لئے ضروری ہون تو کہا جائیگا کہ اوس شخص کو اِس طور پر اپنی خواہشات کے عمل مین لانیکا **حق قانونی** حاصل ہے۔

اگر امر مابہ النزاع **قوت** سے متعلق ہے تو اسکے فیصلہ کا دار و مدار ایک شخص کی ذاتی طاقت جبر یا ترغیب دہی کی قوت پر ہوتا ہے۔ اگر **حق اخلاقی** سے متعلق ہے تو سب دار و مدار اِسپر ہوتا ہے کہ لوگ اپنی رائے اوسکے حق مین دین۔ اگر **حق قانونی** سے متعلق ہے تو

سب دار و مدار اس بات پر ہوتا ہے کہ ریاست اپنی طاقت کو اُس کے لئے کام مین لائے۔ پس ظاہر ہے کہ **حق اخلاقی** اور **حق قانونی** مترادف نہین ہین بلکہ اونمین اس درجہ اختلاف ہے کہ اونکو بآسانی ایک دوسرے کے ضد کہہ سکتے ہین۔ **حقوق اخلاقی** کو علی العموم فقط ذہنی تقویت پہونچتی ہے، برعکس اسکے **حقوق قانونی** کو ریاست کی طاقت کی خارجی تقویت پہونچتی ہے۔" پس **حق قانونی** اور اطوار **اخلاقی** کے اصُول کی فوری استعداد دو مختلف مراکز کی جانب مائل ہوتی ہے۔ اُصول اول الذکر اشخاص کے خارجی تعلقات سے اور اُصول آخر الذکر ایک فرد واحد کی ذہنی کیفیت اور خاصۂ طبیعت سے متعلق ہے۔ لیکن جو تہدیدات کہ انمین سے ہر ایک کے ساتھ ملحق ہین اونکے لحاظ سے ان دونون مین فرق عظیم ہے۔ اس سے واضح ہوگا کہ **حقوق اخلاقی** وہ ہین جنکی خلاف ورزی سے صرف اوس جماعت کی نارضامندی عاید ہوتی ہے جسکا کہ مجرم ایک رکن ہے۔ برخلاف اسکے **حق قانونی** کی خلاف ورزی کا انسداد بالواسطہ یا بلاواسطہ ریاست یا اوسکے اہل کارون کی جانب سے ہوتا ہے۔

(۱۳) متذکرۂ بالا بحث سے ثابت ہوتا ہے کہ جس قسم کے حقوق سے اُصول قانون کو تعلق ہے وہ صرف ایسے حقوق ہین جنکا نفاذ سرکار کی مدد سے

اُصول قانون کو صرف حقوق قانونی سے تعلق ہے

وہ شخص جبراً کرا سکتا ہے جسکو کہ حقوق مذکور حاصل ہون - بنتہم کے قول کے مطابق اِس قسم کا حق گویا قانون کا آلہ ہے یا جیسا کہ ایک جرمن مقنن کہتا ہے یہہ ایک ایسا مفاد ہے جسکی قانون حفاظت کرتا ہے ہاں ممکن ہے کہ یہہ حق ایک اخلاقی حق ماقبل پر منطبق ہو یا نہو یا حق آخر الذکر کے مقابلہ مین اسکی وسعت زیادہ یا کم ہو لیکن تمام صورتون مین اِسکا جواز محض اِس امر پر منحصر ہوتا ہے کہ ریاست کی اعلے ترین حکومت انتظامی اوسے جبراً نافذ کرائے - پس جبکہ کسی شخص کو دعام اِس سے کہ وہ شخص حقیقی ہو یا قانونی م ریاست کی مدد ملتی ہے تو اوسکو **قانونی حق** حاصل ہوتا ہے اور خواہ اوسکا دعوی راست بازی پر مبنی ہو یا بدنیتی پر دونون صورتون مین یہ حق یکسان ہوتا ہے - یہ خیال درصل غلط ہے کہ قانون **حق قدرتی** کے مقابلہ مین مفید نہین ہوسکتا اور بلاشبہ بنتہم کی یہ رائے صحیح ہے کہ اِس غیر قانونی مفہوم مین استعمال کرنے سے لفظ **حق عقل** کا بہت بڑا دشمن اور ریاستون کا نہایت خوفناک مستاصل ہوتا ہے کیونکہ ایسے اشخاص کے ساتھہ بحث کرنا بے سود ہے جنکے دل جوش مذہبی سے مملو اور جو ایسے حقوق قدرتی سے مسلح ہون جنکو ہر شخص اپنی مرضی کے موافق سمجھتا اور استعمال کرتا ہے جن حقوق کو قانون قدرت پر مبنی تصور کیا جاتا ہے ممکن ہے کہ اونکے لزوم وجواز کے خیال نے

قانون فرانس کی تسہیل کی اعانت کی ہو اور اوسے اوس گرداب ہیولائی سے نجات دلانے کے متعلق ایک مفید اثر پیدا کیا ہو جسمین کہ وہ انقلاب عظمی سے قبل مبتلا ہو گیا تھا اور یہ بھی تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ فطرت انسانی مین بعض ایسی عقول حیوانیہ یا رجحانات پائے جاتے ہین جنھین واضعان قوانین کے جملہ گروہ جو دانشمندانہ اُصول پر چلتے ہون وقعت کی نگاہ سے دیکھینگے

مسٹر ہربرٹ اسپنسر نے جو بیان کیا ہے کہ قانون قدرت کو بذریعہ ایکٹ پارلیمنٹ منسوخ کرنے کی سعی کرنا حماقت ہے اوسکا غالباً یہی مطلب تھا لیکن جبکہ ہم حقوق قانونی کا ذکر کرتے ہین تو اون سے ہماری مراد اون حقوق سے ہے جنکا مقیاس راستی علی الاطلاق نہین بلکہ غایت اعتباری ہے۔ اور جو غایت کہ ایک حق قانونی کی مبدا و منشا بن سکتی ہے وہ صرف وہی غایت ہے جسکو ریاست اپنی منظوری یا اجازت کی خلعت عطا کرنا مناسب خیال کرتی ہے اور جسکی حصول کے لئے وہ تدابیر جبریہ کو کام مین لاتی ہے پس اِس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ ممکن ہو کہ ایک ہی امر ایک ملک مین حق قانونی تصور کیا جاے اور دوسرے ملک مین وہ ایسا متصور نہو کیونکہ اون جداگانہ مسائل قانونی کو جنکے مجموعہ سے ایک قوم کا حق ترکیب پذیر ہوتا ہے ایک دوسرے کے ساتھ تعلق ترتیبی رہتا ہے اور بلحاظ اِس اصلی تعلق کے ایک قوم کے حق کا مقابلہ اوس قوم کی زبان کے

ساتھہ کیا جا سکتا ہے کیونکہ مانند حق کے زبان بھی چند خاص اُصول و قواعد مستقر پر جو علم کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہوتے ہین مبنی ہے۔ نظر بران ہم صرف اِس امر کا تصور اپنے ذہن مین لا سکتے ہین کہ حق قانونی کی ہمزاد کیا شئے ہے۔ لیکن اِس سے آگے بڑہنے کی کوشش کرنا اور ہر قوم اور ہر زمانہ کیلئے عام طور پر حقوق قانونی معین کرنا ویسیقدر فضول اور لغو ہوگا جیسا کہ اون کُل امراض کے لئے جنمین انسان مبتلا ہو سکتا ہے ایک عام علاج مقرر کرنے کی کوشش کرنا۔

حقوق کی تخلیق

(۱۴) تعریف مندرجہ بالا کو ملحوظ رکہا جائے تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حقوق بحسب مفہوم قانونی چند خاص واقعات سے پیدا ہوتے ہین جن کا اطلاق اوس شخص پر ہوتا ہے جو ایسے حقوق کا مستحق ہو اور ان حقوق کے ساتھہ چند خاص قانونی نتائج وابستہ ہوتے ہین اور جب کبھی قانون کسی شخص کو خاص حقوق عطا کرتا ہے جو کافہ انام کو حاصل نہین ہین تو یہ اس بنا پر ہے کہ چند خاص واقعات جو دوسرے اشخاص پر راست نہین آتے خاص اوس شخص پر راست آتے ہین۔

لوازم حقوق

(۱۴ - الف) لوازم حقوق اس طور پر بیان کئے جا سکتے ہین کہ حقوق کا یہ کام ہے کہ اشخاص کے باہمی تعلقات مشخص کرین۔

ذرائع حقوق قانونی

(۱۵) حسب رائے آسٹن[1] ہر ایک قانونی حق کے متعلق تین فریق

(۱) کتاب آسٹن مولفہ آر کیمبل صفحہ ۱۱۰

ہوتے ہین - اوّل[1] سرکار جسمین ایک حاکم یا مجمع حکام اعلے ترین شامل ہے ا
جو قانون صریح مقرر کرتی ہے اور جو بذریعہ قانون صریح حق قانونی عطا اور فرایض
متعلقہ عاید کرتی ہے - دوم[2] وہ شخص یا اشخاص جنکو وہ حق عطا کیا جاتا ہے
سوم[3] وہ شخص یا اشخاص جنپر فرض عاید کیا جاتا ہے یا جنپر قانون صریح کا نفاذ کیا جاتا ہے

سرکار اعلے ترین کو اپنی رعایا کے مقابلہ مین قانونی حقوق حاصل نہین ہین

(۱۶) لیکن اس امر کا مدنظر رکہنا ضروری ہے کہ آسٹن کی رائے مین ایک
سرکار اعلیٰ ترین کو اپنی رعایا کے مقابلہ مین قانونی حقوق حاصل نہین ہین اور
اسلئے اوسپر کوئی قانونی فرایض بہی عاید نہین ہوتے - یہ خیال اس وسیع
اُصول پر مبنی ہے کہ کوئی شخص خود اپنی ذات کو کوئی حق عطا نہین کرسکتا نہ
اپنی ذات پر کوئی قانون یا فرض عاید کرسکتا ہے - بنابران اگر کسی سرکار
اعلے ترین کو خود اپنی رعایا کے مقابلہ مین حقوق قانونی حاصل ہوتے تو
اون حقوق کے لئے قوانین صریح کی ضرورت ہوتی جنکو خود اوس سرکار
کی رعایا کے لئے تیسرا شخص یا مجمع اشخاص وضع کرتا اور اسلئے یہہ
تیسرا شخص یا مجمع اشخاص اون رعایا کا حاکم اعلے ہوگا(۱) - اس صورت مین
رعایا دو مختلف اعلے حکومتون کے تابع رہیگی اور یہہ حکومت اعلے کی صحیح

---

(۱) برخلاف اسکے پروفیسر ہالینڈ کی یہ رائے ہے کہ ریاست کو حقوق حاصل ہین
اور اوسپر فرایض بہی عاید ہوتے ہیں - اُصول قانون صفحہ ۱۰۹ و ۱۱۰ -

تعریف کے مخالف ہوگا کیونکہ حکومت اعلے سے مراد ایک خود مختار جماعت
انتظامی ہے جسمین صرف ایک ہی حکومت اعلے ہوتی ہے جو قوانین
اور انتظامات و دستورات موجودہ کا انتہائی ماخذ ہے۔ لیکن عملی طور پر
اکثر مہذب ممالک مین سرکار اپنی مقرر کی ہوئی عدالتون مین بحیثیت
مدعا علیہ جواب دہی کرتی ہے اور نیز بطور مدعی کے اپنے حقوق کی پیروی
عدالتون مین کرنیکا دعوی رکھتی ہے۔ یہی طریقہ سرکار انگریزی نے ہند مین
زمانہ قدیم سے اختیار کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو قانون ۳ بابت ۱۷۹۳ء دفعہ ۲) ۔
اور زمانہ حال مین عدالتین اکثر مقدمات منجانب یا بنام سرکار کا تصفیہ کرتی ہین۔
لیکن وہ حقوق جنکے متعلق عدالتون مین سرکار کے مقابلہ مین کار روائی
کیجاتی ہے اور نیز وہ حقوق جنکی نسبت خود سرکار دوسرون کے مقابلہ
مین پیروی کرتی ہر محض حقوق قانونی کے (جبکہ یہ لفظ اپنے صحیح مفہوم مین استعمال
کیا جائے) مشابہ ہین۔ انگلستان مین بادشاہ کے مقابلہ مین شئے
مدعا بہا کا مطالبہ بطور استحقاق کے نہین کیا جاتا (جیسا کہ ہند مین قاعدہ ہے
کہ سرکار جسکے نام دعوی دائر کیا جاتا ہے بحیثیت مدعا علیہ عدالت مین حسب
ضابطہ جوابدہی کرتی ہے) بلکہ مدعا علیہ یعنی سرکار سے بذریعہ ایک
عرضی کے بطور رعایت بشکل ایک التجا کے کیا جاتا ہے اور کسی ایسے
اقرار کی کسی عدالت مین جبراً تعمیل نہین کرائی جاسکتی جو فرمان روائے

اسکی مثال ہند مین

انگلستان نے اپنے کسی عہدہ دار فوج بری یا بحری کے ساتھہ خدمات حالیہ گذشتہ یا آیندہ کے متعلق کیا ہو۔ یہ بہی یاد رکہنا چاہئے کہ سکریٹری آف اسٹیٹ ہند باجلاس کونسل جسکے نام تمام دعاوے منجانب یا بمقابلہ سرکار ہند رجوع ہونے چاہئین محض ایک شخص قانونی ہے جسکو برٹش پارلیمنٹ نے مقرر کیا ہے (ایکٹ مجریہ ۲۱ و ۲۲ جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریا باب ۱۰۶ دفعہ ۶۵) اور جسکی یہ حیثیت قرار دیگئی ہے کہ وہ معمولی طور پر خود دعوی دائر کرے یا بمقابلہ اوسکے دائر کیا جائے۔

اہرنگ کی راے قانون کے متعلق اوسکے نشوونما کی آخری منزل مین

(۱۷) علاوہ اسکے جو طریقہ اوپر بیان کیا گیا ہے وہ حقیقت مین قانونکی نشوونما کی اوس آخری منزل پر منتہی ہوتا ہے جسمین نظام قانونی حکومت کی بنا اور غرض قرار دیا جاتا ہے اور جسکو حسب راے روڈالف وان اہرنگ ٹہیک طور پر "کیفیت قانون" سے تعبیر کر سکتے ہین۔ نظام قانونی کی صحیح کیفیت کا مابہ الامتیاز یہ ہے کہ ریاست خود اون قواعد پر عمل پیرا ہوتی ہے جو وہ اپنی رعایا کے لئے وضع کرتی ہے۔ پس ان کامل معنون مین قانون وہ قوت ہے جو آئین موضوعہ کو واجب التعمیل بناتی ہے اور اس سے ریاست مین حکومت انتظامی کا خاص طور پر اوس آئین کے تابع ہونا لازم آتا ہے جسکو خود اوس نے جاری کیا ہو۔

اقسام حقوق

(۱۸) حقوق کی تقسیم **حقوق اولیہ** (یا مقدم) اور **حقوق ثانیہ**

(یا چارہ جوئی) ہین کی جاسکتی ہے۔ **حقوق اولیہ** بذات خود کسی فعل ناجائز کے ارتکاب کے تعلق کے بغیر وجود پذیر ہوتے ہین۔ **حقوق ثانیہ** بذات خود وجود پذیر نہین ہوتے بلکہ وہ کسی فعل ناجائز کے ارتکاب سے وابستہ ہوتے ہین [1]۔ قسم اول کا حق ایک ایسا فائدہ ہے جو خاص اوس شخص کو عطا کیا جاتا ہے جسکو وہ حق حاصل ہو۔ اور قسم دوم کا حق ایک ایسا حق ہے جو بطور معاوضہ اوس وقت عطا کیا جاتا ہے جبکہ حق اولیہ یا مقدم پامال ہو۔ جرمن مقنن **حقوق اصلی** اور **حقوق محصلہ** کے درمیان یہ تمیز کرتی ہین کہ قسم اول کے حقوق ذاتی اور فطرتی ہوتے ہین جو ہر انسان کو بلا تعلق اوسکے کسی فعل کے حاصل ہین حالانکہ قسم دوم کے حقوق استخراجی یا اتفاقی ہوتے ہین اور یہ حقوق اوس شخص کے آزادانہ فعل پر منحصر ہوتے ہین جو اون حقوق کا مستحق ہو۔ لیکن اِن دونون اقسام کے مابین صحیح طور پر حد فاصل قائم کرنا سہل نہین ہے اور ہم صفحات ذیل مین اُس تقسیم کو اختیار کرینگے جسکا ذکر اوّل ہو چکا ہے۔

تجزیہ حق

(۱۹) اب اگر ہم اون اجزا کی تشخیص کرین جن سے **حق** مرکب ہے تو ہمکو حسب بیان پروفیسر ہالینڈ [2] معلوم ہوگا کہ وہ مفصلہ ذیل چار اصطلاحات کے

(۱) اُصول قانون مولفہ پروفیسر ہالینڈ صفحہ ۱۴۱ (۲) اُصول قانون صفحہ ۸۳

سلسلہ پر مشتمل ہین۔

(۱) شخص حقدار۔

(۲) شئے۔

(۳) فعل یا اجتناب۔

(۴) شخص مستوجب الفرض

لیکن یہ نہ سمجہنا چاہئے کہ اون چارون اجزا کا ہر حق مین ایک ساتھہ موجود رہنا لازمی ہے کیونکہ ایسے حقوق بہی ہو سکتے ہین جو کسی شئے معین کی بابت نہون مثلاً حق کسی شخص کا اوسکی نیک نامی کے متعلق۔ اسلئے اس قسم کے حقوق صرف حقوق متعلقہ افعال یا اجتناب کہلاتے ہین جنکی تعمیل کرانیکا وہ شخص مستحق ہے جسکو کہ وہ حق حاصل ہو۔ پروفیسر ہالینڈ نے اسکی جو تمثیل دی ہے اوس سے تجزیہ مندرجہ بالا کی توضیح ہو سکتی ہے۔ ایک موصی اپنی بیٹی کے لئے ایک نقرئی چادان چہوڑ مرا۔ یہان بیٹی شخص حقدار ہے چادان وہ شئے ہے جسکی نسبت حق پیدا ہوا۔ چادان کا بیٹی کے سپرد کیا جانا ایک فعل ہے جسکی وہ از روئے اپنے حق کے مستحق ہے اور وصی شخص مستوجب الفرض ہے جسکے مقابلہ مین بیٹی کو حق حاصل ہے ایک اور مثال دیجاتی ہے جس سے بخوبی معلوم ہو گا کہ ان اصطلاحات کا استعمال ایک ایسے حق کی نسبت جو کسی شئے معین کی بابت نہو کس طور پر

کیا جاتا ہے - زید عمرو کا نوکر ہے - یہان عمرو **شخص حقدار** ہے مقبول نوکری **فعل** ہے جسکا وہ مستحق ہے اور زید **شخص مستوجب الفرض** ہے جسکے مقابلہ مین اوسے حق حاصل ہے -

فرض کی تشریح

(۲۰) **حق** کا جو تجزیہ اوپر کیا گیا ہے اوس سے واضح ہوگا کہ منجملہ اون چار اجزا کے جو لفظ **حق** کے تصور کی تکمیل کرلئے ضروری ہین ایک جزو **فعل یا اجتناب** ہے جسکا کہ شخص حقدار مستحق ہوتا ہے - جب کبھی کوئی شخص اس امر کا مستحق ہو کہ دوسرے اشخاص کوئی فعل کرین یا اوسکے کرنے سے اجتناب کرین تو اس طور پر فعل کے کرنے یا اوس سے اجتناب کرنے کو **فرض** کہتے ہین - پس یہہ **فرض حق** کا متلازم ہے جو اوسکو وجود مین لاتا ہے - جب یہ فرض کسی فعل کے کرنے کے متعلق ہوتا ہی تو اوسکو **فرض موجبہ** کہتے ہین اور جب کسی فعل سے اجتناب کرنے سے اسے علاقہ ہوتا ہے تو یہہ **فرض سالبہ** کہلاتا ہے - فرایض کی ایک اور تقسیم **اضافی** اور **مطلق** (۱) اور **اولیہ** اور **ثانیہ** مین کیجا سکتی ہے - **فرایض مطلق** اون فرایض کو کہتے ہین جنکے مقابلہ مین کوئی حق کسی معین شخص یا مجمع اشخاص کا نہین ہوتا مثلاً

فرایض مطلق و اضافی

(۱) کتاب آسٹن مولفہ آر کیمبل صفحہ ۱۶۱ -

ٹیکس ادا کرنیکا فرض - **فرایض اضافی** وہ فرایض ہین جنکے مقابلہ مین کسی شخص یا مجمع اشخاص معین کا کوئی حق ہوتا ہے مثلاً ادائے قرضہ کا فرض[1]

فرایض اولیہ و ثانیہ

فرایض اولیہ وہ ہین جو بذات خود اور بلا تعلق کسی اور فرض کے وجود پذیر ہوتے ہین **فرایض ثانیہ** وہ فرایض ہین جو بلا تعلق کسی اور فرض کے وجود پذیر نہین ہوتے بلکہ صرف دوسرے فرایض کی تعمیل کرانے کے لئے معرض ظہور مین آتے ہین - کسی شخص کو مضرت پہونچانے سے باز رہنا قسم اول کا فرض ہے اور اوس مضرت کے معاوضہ مین ہرجہ دینا قسم دوم کا (۲)

فرایض متناقض

(۲۰ - **الف**) درصورت ایسے دو فرایض کے جو ایک دوسرے کے متناقض ہون اس سوال کا جواب کہ جبکہ دونونکی ادائی ایک ہی وقت مین ناممکن ہو کس فرض کو ترک کردینا چاہئیے بلحاظ دو اصول کے دیا جا سکتا ہے یعنے -

(الف) ایک ہی قسم کے فرایض مین اس امر کا فیصلہ کہ منجملہ ان فرایض کے کونسا فرض زیادہ اہم ہے اغراض فرایض کی

(۱) کتاب آسٹن مولفہ ارکیمبل صفحہ ۱۹۲

(۲) اصول قانون مولفہ مارکبی دفعہ ۱۸۳ صفحہ ۱۰۳

اہمیت پر منحصر ہے اور بصورت تناقض اوس غرض کو اختیار کرنا چاہئے
جو بہترین ہو -

(ب) مختلف اقسام کے فرایض کے متعلق جو باقی تمام
اعتبارات مین مساوی ہون اس امر کا فیصلہ کہ منجملہ ان فرایض کے
کونسا فرض زیادہ اہم ہے اوس جماعت کی وسعت پر منحصر ہے جس سے
کہ وہ فرض متعلق ہو (۱)

قاعدہ اول کی تمثیل ذیل مین دیجاتی ہے - یہ بیان ہو چکا ہے کہ کسی
شخص کو مضرت پہونچانے سے باز رہنا فرض اولیہ ہے لیکن اسکی تما
کسی دوسرے کے جسم کو یا خود اپنے جسم کو ایک جرم متعلقہ جسم
انسان سے بچانا ہی ایک فرض ہے اور بلحاظ اسکے کہ عامہ خلایق کو
ایسے جرائم سے جو جسم انسان پر موثر ہون ضرر پہونچنے سے بچانا
ضروری ہے فرض آخر الذکر کی غرض بہ نسبت فرض اول الذکر کے
زیادہ تر اہم ہے - پس اگر خالد جنون کی حالت مین عمرو کے مواجہہ
مین زید پر حملہ اور اوسکو مار ڈالنے کی کوشش کرے تو عمرو کا یہہ
فعل جائز ہوگا کہ وہ زید کو بچائے بلکہ اگر وہ خاص حالات مین خالد کی

(۱) اصول اخلاق مولفہ پال جینٹ صفحہ ۲۲

موت کا بھی باعث ہو تو وہ کسی جرم کا مرتکب نہو گا[1] اسی طور پر ایک سپاہی کا فرض ہے کہ اپنے بالادست افسر کے حکم کی تعمیل کرے لیکن ایک ہتیابند رعیت ہونے کی حیثیت سے اوسکا یہ بھی فرض ہے کہ اپنے ملک کے قوانین کی متابعت کرے۔ اور فرض آخرالذکر کے مقابلہ مین فرض اول الذکر کی اہمیت کچھہ بھی نہین ہے۔ لہذا اگر افسر بالادست کا حکم صریحًا خلاف قانون ہو مثلًا وہ ایک سپاہی کو کسی شخص پر صرف اس وجہ سے بندوق چلانے کا حکم دے کہ وہ اوس افسر کے حکم کی تعمیل نہین کرتا تو اوس سپاہی کا فرض ہے کہ قانون ملک کا پابند رہے (یعنے قتل کا ارتکاب نہ کرے) اور اپنے اِس فرض کو کہ اپنے فوجی بالادست کی متابعت بے سوچے سمجھے کرے ایسی صورت مین ترک کر دے[2] ایک اور مثال قانون دیوانی سے دیجا سکتی ہے فرض کرو کہ زید نے معاہدہ کیا کہ عمرو کے واسطے مال جہاز پر لاد کر ایک ملک غیر کی بندرگاہ مین لے جائگا۔ اسکے بعد زید کی سرکار نے اوس ملک سے جسمین وہ بندرگاہ ہے جنگ کرنیکا اشتہار دیا۔ یہان اشتہار جنگ کے اجرا پر زید کی جانب سے عہد کا ایفا ہونا قانونًا ناجائز ہو گیا اور چونکہ

---

(۱) دیکھو دفعات ۷۶ و ۱۰۰ مجموعۂ تعزیرات ہند۔ (۲) ملکۂ معظمہ بنام ٹامس۔ رپورٹ رسل جلد ۱ صفحہ ۸۲۳ ۔ نمبر ۷ انپجاب رکارڈ ۱۸۸۰ء۔ ڈکنس بنام لارڈ روکبی۔ رپورٹ فاسٹر فنیلسن جلد ۴ صفحہ ۸۰۶

ایفائے عہد کے مقابلہ مین قانون کی متابعت ایک اعلے فرض ہے لہذا
قانون اوسکو عدم ایفائے عہد کی کُل ذمہ داری سے بری کردیگا[۱]
اب قاعدہ ثانی کی تمثیل بیان کیجاتی ہے۔ اِس موقع پر ایک مشہور
مقولہ قانونی سے استدلال کرنا کافی ہوگا یعنے یہ کہ "بہبودی عامۂ
خلایق (یا ریاست) اعلے ترین قانون ہے" پس چونکہ رفاہ عام
سب سے مقدم اور اعلے چیز ہے جس پر ہر رعایا کو لحاظ کرنا
چاہئے اسلئے یہہ لازم آتا ہی کہ گو ہمارا فرض ہے کہ ملکیت کے
متعلق ہر شخص کے حق کا ہم لحاظ کرین لیکن اسکے مقابلہ مین ہمارا
یہہ بہی ایک اعلے تر فرض ہے کہ رفاہ عام کی حفاظت کرین اور
اِسی لحاظ سے اگر ایک شخص کے مکان کو آگ لگ جائے
اور اوسکے پہیلنے سے شہر کو نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہو تو
اِس آگ کو فرو کرنے کی غرض سے ہم اوس شخص کے مکان کو
نقصان پہونچانے یا منہدم کرنے کے قانوناً مجاز ہین کیونکہ رفاہ عام
کے لئے افراد کی اغراض کا خیال نہ کرنا چاہئے۔ رفاہ عام کا ملحوظ
رکہنا ایک ایسا امر ہے کہ جو فعل دوسری حالت مین قانوناً ناجائز ہو

---

(۱) دفعہ ۵۶ تمثیل (د) قانون معاہدہ ہند۔

اور جس سے دوسرونکی جائداد پر غیر واجبی مداخلت متصور ہو وہ اِس صورت

خاص مین جائز ہو جاتا ہے ۔

(۲۰ ۔ ب) جن قواعد پر ہم بحث کر رہے ہین وہ بلحاظ اُصول

اخلاق معقول طور پر فنیلن کے اِن الفاظ مین مختصراً بیان کئے جا سکتے ہین

جُن فرائض کا ادا کرنا مجھپر واجب ہے اونمین مجھے بنی نوع انسان کو

اپنے ملک پر اپنے ملک کو اپنے خاندان پر اپنے خاندان کو اپنے

احباب پر اور اسپنے احباب کو اپنی ذات پر ترجیح دینی چاہیئے "

فرائض متخالف کی اعتباری اہمیت کے اِسی اُصول کی بنا پر جو وجوب

متابعت کو معین کرتا ہے گروشیئس اور بلیکسٹن اور دیگر

مصنفین سنے بیان کیا ہے کہ اگر انسان کے جاری کئے ہوئے

قوانین قانون قدرت کے مخالف ہون تو اون سے کچھہ فائدہ حاصل

نہوگا کیونکہ حسب رائے بلیکسٹن قانون قدرت دنیا کے تمام

ملکون مین ہر وقت واجب التعمیل ہوتا ہے " لیکن بلیکسٹن کے

یہہ الفاظ یہان صرف اِس غرض سے نقل کئے گئے ہین کہ طالب

علم قانون کو جتایا جائے کہ ایک فرضی قانون قدرت کے متعلق یہہ

بیہودہ خیال جو انسان کے لوح دل پر کندہ ہو گیا ہے اور جسپر سب لوگونکا

اعتقاد ہے عرصہ دراز سے ترک کر دیا گیا ہے اور اِسکے ترک

کئے جانے کی یہ وجہ ہے کہ وہ اِس واقعہ ثبتہ کے بالکُل خلاف ہے
کہ ایسے لاکھون جاہل اور وحشی انسان دنیا مین موجود ہین جنکو اِس
قسم کے خیالی قانون کا کوئی علم نہین اور بعض بعض لوگ ایسے ہین جو
جانورون کی تعظیم اور پرستش کرتے ہین حالانکہ وہ خود اپنی اولاد کو
بے محابا مار ڈالتے اور چھوڑ کر چلے جاتے ہین - اَب ہم اون اُصول
انصاف کو جنکی نسبت بعض مصنفین ہمین یہہ تعلیم دیتے تھے کہ وہ ظہور
بنی آدم سے برابر چلے آ رہے ہین دراصل عقل انسانی کی سست
رفتار اور تدریجی تکمیل کا ماحصل تصور کرنے لگے ہین اور انصاف کے
اصلی تصورات کے نشو ونما کا ہی مطالعہ ہے جو فلسفہ قانون مین
موجودات خارجی پر مشتمل ہوتا ہے - علاوہ اِسکے اِس انوکھے
قانون قدرت کے غیر معین اور غیر ممکن التعین اُصول کو قانون صریح پر
تفوق حاصل کرنے دینا ہرگز جائز نہین ہے - بنتھم کی یہہ رائے
صحیح ہے کہ اگر یہ مسئلہ جسکا بلیکسٹن نے ذکر کیا ہے ایک دفعہ
تسلیم کر لیا جائے تو کیا یہہ ممکن نہین ہے کہ قانون قدرت اور قانون
آلہی کے انواع و اقسام کے تصورات کسی ایسی دلیل کیطرف
نہ اشارہ کرتے ہون جس سے جملہ قوانین انسانی کی نفی لازم آئے
اِس سے ہر شخص جسکو مذہب کا خبط ہو سرکار کے مقابلہ مین جنگ

کرنے پر آمادہ ہو جائیگا - بلحاظ اُصول انصاف کے جو کچھہ تسلیم کیا جا سکتا ہے
وہ صرف اسقدر ہے کہ ایسے چند حقوق ہین جو انسان کے ساتھہ
ہر حالت مین مخصوص ہین اور یہہ گویا اوسکے تشخص انسانی کے لوازم
ہین جنکو منظور کرنے سے کوئی مہذب و منتظم ریاست انکار نہین کریگی
یہہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جو سرکار ایسے حقوق کو بلا وجہ نقصان
پہونچائیگی اوسکو اپنی حکومت کی بقا کی امید نہ کرنی چاہیئے -
لیکن تاہم اُصولاً واضعان قانون کو قوانین وضع کرتے وقت تلون
مزاجی سے کام لینے مین کوئی چیز روک نہین سکتی - اور ایسے
قوانین کو منظوری و اضعان قانون سے تقویت ملتی ہے نہ اون
اُصول سے جنپر کہ وہ مبنی ہین -

باب ۳

موضوعات حقوق اور اشخاص و اشیا کی ضمنی تفصیل

موضوعات حقوق

(۲۱) حقوق کے موضوعات **اشخاص** بھی ہوتے ہین اور **اشیا** بھی اِسی لحاظ سے قانون کی تقسیم **قانون اشخاص** اور **قانون اشیا** مین کیجاتی ہے ۔ لیکن **حق** کی جو توضیح قبل ازین کی جا چکی ہے اوسکو مدنظر رکھنے سے واضح ہوگا کہ **حق** بنفسہ موضوع **حق** نہین ہوسکتا کیونکہ یہ دعوے اوسیقدر لغو ہوگا جتنا کہ یہ قول کہ جزو کل کے برابر ہے ۔

اشخاص اور اشیا کی تعریف

(۲۲) جبکہ ہم **اشخاص** اور **اشیا** کو **حقوق** کے **موضوعات** سے تعبیر کرتے ہین تو ہمین اِن الفاظ کو اون معنون کے علاوہ جو عام

طور پر مشہور ہیں اصطلاحی معنون میں ہی استعمال کرنا پڑتا ہے - قانونی زبان میں ایک **شخص** کو جس سے کوئی **حق** یا **فرض** متعلق ہو ایک **شخص حقیقی** سے یعنے ایک زندہ انسان سے تعبیر کر سکتے ہیں (عام اس سے کہ وہ واقع میں پیدا ہو چکا ہو یا ہنوز ماں کے رحم میں ہو بشرطیکہ قانون اسکو حقوق اور فرایض کے قابل تصور کرے) یا اوسے **شخص غیر حقیقی** یا **قانونی** کہا جا سکتا ہے جسے قانون نے ایک قانونی **شان** عطا کی ہو اور جو اس لحاظ سے ردائے شخص اوڑھے ہوئے ہو اور استحصال حقوق اور ادائے فرایض کی اوسیقدر قابلیت رکھتا ہو جیسے کہ ایک شخص حقیقی (۱)

شان

(۳۲) لفظ **شان** سے مُراد ایسے حقوق اور فرایض کا ایک مجموعہ ہے جو کسی شخص سے ملصق ہون خواہ وہ شخص کافہ انام کا یا کسی خاص گروہ کا رکن ہو لیکن چونکہ عام رجحان اسطرف ہے کہ جملہ حقوق و فرایض کو جو افراد سے بحیثیت اسکے کہ وہ ایک جماعت کے

---

(۱) وینڈشیڈ جلد ا صفحہ ۲۰۵ (سنہ ۱۹۰۶ع) قانون روما کے بموجب بچہ جو ماں کے رحم میں ہو بطور ایک جداگانہ شخص کے نہیں بلکہ اپنی ماں ہی کا جزو تصور کیا جاتا تھا لیکن اگر وہ زندہ اور انسان کی شکل میں پیدا اور زندہ رہنے کے قابل ہوتا تھا تو اوسکے حقوق تاریخ حمل سے شمار کئے جاتے تھے وینڈشیڈ جلد ا صفحہ ۱۳۱ و ۱۳۲ -

اراکین مین ملصق ہون اون لوگون کے حیطہ اختیار مین لایا جائے جنکی منظوری کی بنا پر وہ معرض ظہور مین آتے ہین لہذا عام طور پر حقوق و فرایض مسطورہ جو اشخاص حقدار یا اشخاص مستوجب الفرض کی خواہش پر تبدیل یا ختم یا کسی اور طرح سے متاثر ہوتے ہین محض معاملات معاہدہ" سے تعبیر کیا جاتا ہے (۱) اگر صحیح طور پر دیکھا جائے تو ایسے معاملات کے اظہار کے لئے ہم لفظ **شان** استعمال نہین کر سکتے - یہ لفظ درحقیقت اون حالتون سے متعلق ہے جنمین قانون ایک ایسا مستقل تعلق قائم کرتا ہے جو فریقین کی مرضی پر تبدیل یا توسیع یا ختم کئے جانے کے قابل نہین ہے مثلاً تعلق مابین والد و فرزند و شوہر و زوجہ جسٹس بریٹ نی نیبوٹ بنام نیبوٹ کے مقدمہ مین فیصلہ دیتے وقت یہہ بیان کیا کہ حسب مفہوم قانون کسی شخص کی **شان** سے مراد وہ قانونی حیثیت ہے جو اوس شخص کو ایک جماعت مین حاصل ہو" اسکے بعد آگے چلکر وہ ظاہر کرتے ہین کہ فریقین کا وہ باہمی تعلق اور وہ شان جو اون مین سے ہر ایک کو جماعت مین ازدواج کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے بذریعہ معاہدہ یا معاملہ عاید یا معین نہین ہوتی بلکہ بذریعہ قانون"

(۱) اصول قانون مولفہ مارکبی صفحہ ۱۷۰ تا ۱۸۰ -

قانون - و ماکی رو سے نالشات متعلقہ شان اون نالشات سے متعلق تھین جو نالشات ابتدائی کہلاتی تہین جن سے یہ مقصود نہ تھا کہ مدعا علیہ مجرم قرار دیا جائے بلکہ محض یہہ منشا تھا کہ ایک قانونی تعلق مثل آزادی یا رشتۂ پدری از روئے حکم عدالت تسلیم کیا جائے - قانون دادرسی خاص مجریہ ہند دا ایکٹ نمبر ا مصدرۂ ۱۸۷۷ء - دفعہ ۴۲) کے بموجب وہ شخص جو کسی حیثیت قانونی یا شان کا مستحق ہو اوس شخص کے نام جو اوسکی اس حیثیت سے انکار کرتا ہو محض اس غرض سے نالش کرسکتا ہے کہ عدالت اس امر کے اظہار کی ڈگری صادر کرے کہ اُسے یہہ استحقاق حاصل ہے -

اشخاص قانونی

(۴۳) **اشخاص غیر حقیقی یا قانونی** دو قسمون پر مشتمل ہین[۱] -

(۱) **مجمع اشخاص** - مثلاً ریاست - بیوت العلوم جیسے کہ آکسفرڈ یونیورسٹی یا پنجاب یونیورسٹی ہین اور کلیساء - اور پادریون کے حلقے -

(۲) **مجمع اشیا** - مثلاً رقوم جو کسی امانت دار کو تفویض کیے بغیر امور مذہبی کے لیئے وقف کردی گئی ہون یا ترکہ غیر وصیتی قبل از اہتمام یا کسی دیوالیہ کی جائداد -

---

(۱) اُصول قانون مولفۂ ہالینڈ صفحہ ۸۳ - نیز دیکھو ونڈشیڈ جلد ۱ صفحہ ۱۴۸ - ۱۵۲

لوازم اشخاص قانونی

(۲۵) قسم اول کی صورت مین جسمین تجارتی جماعتین یا مجالس اشاعت علوم مثلاً آکسفرڈ یا پنجاب یونیورسٹی داخل ہین یہ ضرور ہے کہ اونکو ایک شخص کی شان قانونی حکومت اعلے ترین کے کسی عام یا خاص ایکٹ کے ذریعہ سے عطا کی جاسکے مثلاً قانون کمپنی ہائے ہند مصدرہ ۱۸۶۶ء کی روسے ایسے سات اشخاص کے ایک مجمع کو جنمین شرائط مقررہ قانون مذکور پائی جاہئین ایک جماعت سندیافتہ کے حقوق عطا کئے جاتے ہین۔ برعکس اسکے پنجاب یونیورسٹی کا استقرار ایک خاص قانون یعنے ایکٹ نمبر۱۹ مصدرہ ۱۸۸۲ء کی روسے عمل مین آیا ہے۔

قسم دوم مین لفظ "شخص قانونی" کا جو استعمال کیا گیا ہے وہ محض مجازی ہے۔ تمام مجامع کی یہ ایک خصوصیت ہے کہ اونکے تبدیل اجزاسے اون پر کوئی اثر نہین پڑتا[1] مثلاً ایک جماعت سندیافتہ (مثل کمپنی سرمایہ مشترکہ یا مجلس صناعی) مین گو ارکین کی تبدیل ہو لیکن خود جماعت کی وہی حالت رہتی ہے۔

اشخاص قانونی کا معدوم ہوجانا

(۲۶) مجمع اشخاص متعدد طریقون سے معدوم ہوجاتا ہے[2]

---

(۱) اصول قانون مولفہ مارکبی دفعہ ۱۳۹ صفحہ ۵۸۔

(۲) اصول قانون مولفہ ہالینڈ صفحہ ۸۳ - و نیڈشیڈ جلد ۱ صفحہ ۱۶۳ دفعہ ۶۱

(۱) اجزائے ترکیبی مین کمی واقع ہونے سے - مثلاً ایک جماعت سندیافتہ (جسکی رجسٹری حسب ایکٹ نمبر ۲ مصدرہ ۱۸۸۲ء ہوئی ہو) کے حصہ دارون کی تعداد سات سی کم ہوجائی (دیکھو دفعہ ۱۴۳ قانون کمپنی ہائے ہند و دفعہ ۷۹ - ایکٹ مجریہ سنہ ۲۵ و ۲۶ جلوس ملکۂ معظمۂ وکٹوریہ باب ۸۹)-

(۲) بذریعۂ ایک جائز تجویز کے جسکو اون اشخاص سے نے صادر کیا ہو جن سے مجمع مذکور مرکب ہو - مثلاً ایک خاص رزولیوشن کسی کمپنی سرمایہ مشترک کے کاروبار کو موقوف کرنی اور اُسکی حساب کتاب کا تصفیہ برضامندی شرکا عمل مین لانے کی غرض سے صادر کیا گیا ہو (دیکھو دفعہ ۱۴۳ ادب ۲ و دفعہ ۱۷۴ قانون کمپنی ہائے ہند و دفعات ۱۲۹ و ۱۳۰ ایکٹ مجریہ سنہ ۲۵ و ۲۶ جلوس ملکہ معظمۂ وکٹوریہ باب ۸۹)-

(۳) بوجہ منقضی ہونے اوس میعاد کے جو اوسکے قائم رہنی کے لئے مقرر ہوئی ہو (دفعہ ۱۷۳ (الف) قانون کمپنی ہائے ہند)

(۴) اوسکے حقوق کے ضبط کئے جانے سے جیسا کہ چارلس ثانی نے چارٹر آف دی سٹی آف لنڈن کو منسوخ کیا

یا جیسا کہ پنجاب میونسپل ایکٹ مصدرہ ۱۸۹۱ء کے بموجب عمل مین آئے

(۵) بوجہ سلب حقوق اظہار رائے۔ جیسا کہ لندن کالج آف

ایڈ ووکیٹس کے متعلق ازروئے ایکٹ محریہ ۳۲ و ۳۳ جلوس

ملکہ معظمہ وکٹوریہ باب ۷، عمل مین آیا۔

اشیا کی دو قسمین

(۲۷) علم قانون مین اشیا کے متعلق بہی مختلف الفاظ کا استعمال کیا جاتا ہے جو ایک دوسرے کی ضد ہوتے ہین مثلاً مادّی اور غیر مادّی، جسمانی اور ذہنی ان اصطلاحات مین سے ہر ایک مین جو امتیاز مقصود ہے وہ اُسی قسم کا امتیاز ہے جو اشیائے مادّی یا جسمانی (جو حواس خارجی سے متصل یا متواتر محسوس ہونے کے قابل ہین مثلاً مکان یا گھوڑا) اور اشیائے غیر حقیقی یا ذہنی محض (مثلاً استحقاق مصنفی یا نشان حرفہ یا سند ایجاد) کے مابین ہے۔

اشیا کی دوسری تقسیم

(۲۸) دوسری تقسیم اشیا کی حسب ذیل ہوسکتی ہے۔

(الف) منقولہ و غیر منقولہ۔

(ب) قابل تبادلہ و غیر قابل تبادلہ۔ قابل تبادلہ اشیاؤ ہین جنکا ایک نمونہ دوسرے کے مشابہ اور مساوی ہوتا ہے مثلاً ایک ہی قسم کے سیر چاول۔ گھوڑے قابل

تبادلہ نہین ہین کیونکہ اونمین فرق رہتا ہی اور ایک دوسرے کے ساتھہ بدل نہین سکتے -

(ج) قابل زوال و غیر قابل زوال -

(د) قابل انقسام و غیر قابل انقسام -

(ہ) اصلی و اضافی -

(و) قابل خرید و فروخت اور غیر قابل خرید و فروخت

افعال

افعال

(۲۹) ابواب سابق مین ہمنے علم اُصول قانون کی صحیح حدود اور وسعت کو بیان کیا ہے اور یہہ بھی ظاہر کیا ہے کہ **قانون** کی اصل غرض **حقوق قانونی** کو پیدا کرنا اور اونکی حفاظت کرنا ہے۔ مزید برآن ہم نے الفاظ **حق** و **فرض** و **شخص** و **شئے** کے معنے مقرر کردیئے ہین۔ اَب ہم اوس اہم تعلق کا بیان شروع کرینگے جو افعال کو **حقوق قانونی** کی تخلیق یا اعدام یا تغیر سے ہے۔

واقعات قانونی

(۳۰) واقعات نفس الامری احساس کے محض عارضی اسباب ہین لیکن وہ واقعات نفس الامری جنپر **حقوق** کی

تخلیق یا اعدام یا تغیر منحصر ہوتی ہے **واقعات قانونی** کہلاتے ہین
واقعات یا تو **حوادث** ہوتے ہین یا **افعال** -

حوادث

(۱۳) **حوادث** قدرت ظاہری کی حرکات ہین اور وہ بالعموم انسان کے حیز اقتدار سے باہر ہوتے ہین مثلاً پہاڑ کے کسی ٹکڑے کا گر پڑنا یا کسی حیوان کا مر جانا یا ناگہانی طور پر آگ کا لگ جانا۔

افعال

برعکس اسکے **افعال** (جبکہ اس لفظ کا استعمال وسیع ترین معنون میں کیا جائے) حرکات ارادی ہین اور اسلئے وہ ایسے حوادث ہین جو انسان کے اختیار مین ہوتے ہین [1] بقول اہیرنگ **حادثہ** اور **فعل** مین یہہ فرق ہے کہ ہر **فعل** کی بنیاد **غرض** ہوتی ہے۔ جہان **غرض** نہین ہوتی وہان کوئی **فعل** نہین ہوتا بلکہ صرف ایک **حادثہ** ہوتا ہے اِس فرق کے سمجھانے کے لئے اہیرنگ نے حسب ذیل مثالین دی ہین -
وہ شخص منارہ سے کودا کیونکہ وہ خودکشی کرنا چاہتا تھا یہان کودنے کی عضلاتی حرکت ایک **فعل** ہے اور اسکا ارتکاب ایک **غرض** سے کیا گیا۔ لیکن اِس مثال مین کہ وہ منارہ پر سے گرکر مرگیا منارہ پر سے گر پڑنا ایک **حادثہ** ہے نہ کہ **فعل** کیونکہ وہ ایک ایسی جسمانی حرکت

---

(۱) م وینڈ شیڈ پنڈکٹن جلد ۱ دفعہ ۶۷ صفحہ ۱۷۲ - بیرینڈکٹن دفعہ ۷ صفحہ ۵

نہین تہی جو ارادہ سے پیدا ہوئی۔

افعال ذہنی و خارجی

(۲۳) ارادہ کی حرکات محض کو **افعال ذہنی** سے تعبیر کرتے ہین یعنی وہ ہنوز اوس اندرونی حالت مین ہین جو اوس تصمیم یا عزم پر منتہی ہوتی ہے جسکے جانب ایک **غرض معین فعل** کی رہنمائی کرتی ہے۔ لیکن جب ارادہ کی اِس تصمیم سے قدرت کا نظام خارجی متاثر ہوتا ہے تو ایک فعل خارجی معرض ظہور مین آتا ہے اور صرف اِسی قسم کے **افعال** سے علم اُصول قانون کو تعلق ہے (۱)

فعل کا تجزیہ

(۲۴) معمولی بول چال مین لفظ **فعل** کے مفہوم مین نہ صرف وہ حرکت داخل ہے جو ارادہ کی تصمیم سے پیدا ہو بلکہ وہ نتایج بہی شامل ہین جو اوس سے مترتب ہون۔ لیکن لفظ مذکور کا یہ استعمال ٹہیک طور پر صحیح نہین ہے۔ **فعل فی نفسہ** (یعنی وہ حرکت جو ارادہ سے نتیج ہو) بجز عضلات کے تشنج کے جسے بواسطہ قوت ارادی عمل مین لایا گیا ہو اور کچہہ نہین ہے۔ ظاہری نتایج کا سلسلہ جسے وہ جنبش مین لاتا ہے کوئی جزو اوس فعل کا نہین ہے

(۱) اُصول قانون مولفہ ہالنیڈ دفعات ۲۱۳ و ۲۱۴۔ اُصول قانون مولفہ آسٹن صفحہ ۱۷۴ اُصول قانون مولفہ پالینڈ صفحہ ۹۰۔

مثلاً اگر مین کسی شخص کو طپنچہ سے مار ڈالون تو میرا فعل صرف اسقدر ہوگا کہ مین اپنے ہاتھہ اور انگشت سبابہ کے عضلات کو ایک خاص طریقہ سے سکیڑون جس سے اوس ہتیار کو اوٹہا سکون اور اوس شخص کے جسم کیطرف شست باندہکر گہوڑے کو اوٹہاون - میرے اس فعل کے ارتکاب پر اور اوسکے متعلق جو کچہہ واقع ہوگا وہ اوسکا نتیجہ ہے - لیکن جسوقت اس فعل کے ارتکاب کا ارادہ میرے دل مین قرار پاتا ہے تو اوسکے نتایج کو وقوع مین لانیکا میرا ارادہ نہین ہوتا گو میری نیت ہو ارادہ اور نیت کے مابین جو فرق ہے اوسکا بیان عنقریب کیا جائیگا - یہہ امر بہی یاد رکہنے کے قابل ہے کہ فعل اور اوسکے نتایج کے درمیان دوسرے بہت سے قدرتی اسباب اور بنی نوع انسان کے حائل ہونے سے ایسے اثرات مترتب ہوتے ہین جو بصورت نہ حائل ہونے ان اسباب کے واقع نہ ہوتے - اسی وجہ سے قانون کا یہ قاعدہ مقرر ہوا ہے کہ ہر شخص اپنے افعال ارادی کے صرف قدرتی اور معمولی نتایج کا ذمہ دار ہے - اس محدود ذمہ داری کی یہ وجہ ہے کہ اگر درمیانی واقعات اس قسم کے ہون کہ باوجود کامل احتیاط کے اوس شخص کو اونکے وقوع مین آنیکا احتمال ہی نہو تو ظاہر اسمین اسکا کوئی قصور نہین ہے (۱)

(۱) کامن لا مولفہ او ڈبلیو ہولمس صفحہ ۱۹۰ و ۹۲ و اصول قانون مولفہ مارکبی دفعہ ۵۱۲ - اصول قانون مولفہ آسٹن صفحہ ۴۰۲ دیکہو مقدمہ کوئین بنام مینک لارن لا رپورٹ ہاوس آف لارڈس [illegible] صفحہ ۱۲۰ و ۱۲۱ -

(۳۴) اگر وہ اثر جسکو مجرد تصمیم ارادہ کی وقوع مین لانا مقصود ہی حیثیت منفی رکہتا ہو یعنے اس سے یہ مراد ہو کہ ایک خاص خارجی فعل بوجہ تصمیم ارادہ کے نہ کیا جاسکے تو اس حالت کو بیان کرنیکے لئے ٹہیک لفظ **اجتناب** ہے (۱)

اجتناب

(۳۵) جو کچھہ اوپر بیان ہو چکا ہے اوس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ منجملہ لوازم حق کے ایک لازمہ ارادہ کی تحریک ہے یعنے اوس خاص عضلاتی حرکت کو وقوع مین لانیکا ارادہ کرنا جو بمجرد ارادہ کے پیدا ہوتی ہے **فعل ارادی** کی تعریف اسطور پر کیگئی ہے کہ وہ ایک ایسی حالت ذہنی ہے جسکی نسبت ہم بربنائے تجربہ یہ کہہ سکتی ہین کہ وہ ہمیشہ حرکت پر منتہی ہوتی ہے بشرطیکہ جسم اپنی معمولی حالت مین ہو یعنے مفلوج نہو (۲)

لوازم حق

(الف) ارادہ کی تحریک

(۳۶) لیکن کوئی فعل کرنا اور کوئی فعل کسی خاص مقصد کے حصول کے لئے کرنا یہہ دونون ایک دوسرے کے مترادف ہین کیونکہ کسی فعل ارادی کا تصور بغیر اسکے کہ اوسے کسی ایسے مقصد سے

(ب) ادراک

---

(۱) اُصول قانون مولفہ آسٹن صفحہ ۴۲۷ - اُصول قانون مولفہ ارکبی دفعہ ۲۱۵ (الف) اُصول قانون مولفہ ہالینڈ صفحہ ۹۰ - (۲) قانون فوجداری مولفہ سرجے - ایف اسٹیفن صفحہ ۶

ہر فعل کسی مقصد سے کیا جاتا ہے

متعلق کیا جائے جسکے حصول کے لئے وہ فعل کیا گیا ہو غیر ممکن ہے
یا دوسرے الفاظ ہین یہہ کہہ سکتے ہین کہ جسطرح بغیر **علت** کے
معلول کا وجود غیر ممکن ہے ویسا ہی کوئی **فعل** بغیر **مقصد** کے
نہین ہو سکتا - پس یہ ترغیب جو تصمیم ارادہ کو ملتی ہے اوس ارادہ کے
عمل مین لانیکا مقصد یا غایت ہے اور اوس سے مرتکب فعل مین

مرتکب فعل کی نسبت یہ کہا جاسکتا ہے کہ اوسکی نیت تھی -

ادراک کا وجود لازم آتا ہے پس یہہ ایک دوسرا لازمی جزو فعل کا ہے
جب ادراک کی یہ حالت تصمیم ارادہ کے ساتھہ پائی جاتی ہے تو
یہ کہا جاتا ہے کہ مرتکب فعل کی **نیت** اون نتایج کو ظہور مین لانیکی ہے
جو بالعموم اسی قسم کی عضلاتی حرکت سے پیدا ہوتے ہین مسٹر ہومس
کہتے ہین کہ جب **نیت** قانونی ذمہ داری کے ایک جزو اصلی سے
تعبیر کیجائے تو اوس سے ایک ایسی نیت مراد ہے جو اُس ضرر کیطرف
رجوع کیجائے جسکی شکایت ہو یا کم از کم کسی ضرر کیطرف "(۱)
اِس سے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ ارادہ اور **نیت** مین کیا فرق ہے
ارادہ کے مفہوم مین **نیت** داخل ہو سکتی ہے لیکن **نیت** کے
مفہوم مین ارادہ داخل نہین ہے - ارادہ کو **افعال** سے

(۱) کامن لا صفحہ ۱۳۲ -

سروکا ہے لیکن **نیت کو افعال کے نتایج سے**[۱]

(۳۷۴) ادراک کی حالت مختلف اقسام کے اشخاص مین مختلف درجون اور مختلف اوقات مین موجود ہوتی ہے نیز اوسکو خود قانون مقرر کرسکتا ہے۔ مثلاً مجانین مین وہ بالکل نہین پائی جاتی اور اسی وجہ سے قانون اس مسئلہ کو تسلیم کرکے کہ اشخاص مجنون مین ارادہ موجود نہین ہوتا ایسے شخص کے فعل پر کسی قانونی نتایج کے عاید کرنے سے اکثر انکار کرتا ہے عام اس سے کہ وہ فعل اوس شخص کے مفاد کے موافق ہو یا مخالف۔ ظاہر ہے کہ اگر ایک دیوانہ شخص کوئی عہد یا وعدہ کرے تو اوسکا یہ فعل کالعدم ہوگا[۲] اسی طور پر سات برس سے کم عمر کے بچہ کی نسبت یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ اوسمین ارادہ وجود نہین ہوتا اور اس وجہ سے اوسپر قانونی ذمہ داری عاید نہین ہوتی[۳] چنانچہ مجموعۂ تعزیرات ہند مین ایک عام استثنا اس مضمون کا ہے کہ کوئی امر جو سات برس سے کم عمر کا طفل کرے جرم نہین ہے[۴] اوسکو برائی بھلائی کے سمجھنے کی عقل نہین ہوتی اور

---

(۱) اصول قانون مولفۂ اسٹن صفحہ ۲۰۴ و ۲۰۵ - (۲) وینڈشیڈ پنڈکٹن جلد ا صفحہ ۱۸۲ قانون معاہدۂ ہند نے اس قاعدہ مین کسیقدر ترمیم کی ہے۔ دفعہ ۶۸ تمثیل (الف) کی رو سے دعوی بابت اوس مایحتاج کی جو ایک شخص مجنون کو بہم پہونچایا جاے قابل ایفا ہے۔

(۳) ڈایجسٹ ۴۴ ؍ ۷ ؍ ۱ و ۱۲ ؍ ۱ ؍ ۱۳ (۴) دفعہ ۸۲۔

یہہ نقص علی العموم استاد یا ولی کی موجودگی سے رفع نہین ہوسکتا (۱)
سات برس کی عمر کے بعد ادراک کا درجہ بلحاظ اس امر کے کہ وہ شخص
سن بلوغ کو پہونچا ہے یا نہین بدلتا رہتا ہے اور قانون صریح عموماً
اوس مدت کو مقرر کردیتا ہے جبکہ یہ سن شروع ہوتا ہے ۔ مثلاً
قانون روما کے لحاظ سے نابالغی کی مدت مرد کے لئے چودہ سال
اور عورت کے لئے بارہ سال کے اختتام پر منقضی ہوتی تھی (۲) مجموعہ
تعزیرات ہند کی دفعہ ۸۳ مین حکم ہے کہ کوئی امر جرم نہین ہے جو
سات برس سے زیادہ اور بارہ برس سے کم عمر کا طفل کرے اگر اسکی عقل
ایسی پختگی کو نہ پہونچی ہو کہ وہ اپنے اوس فعل کی ماہیت اور اوسکے
نتیجون کی برائی بھلائی سمجھہ سکے" اس سے واضح ہوگا کہ یہ سوال
کہ ان دو حدود کے درمیانی عرصہ مین عقل کی پختگی کس درجہ تک پہونچی ہے
ہر مقدمہ مین تصفیہ طلب ہوتا ہے ۔ بعض قوانین کے بموجب عورات
اور اشخاص نابالغ اور اون اشخاص کی نسبت جو بحکم عدالت مسرف
قرار دئے گئے ہون یہہ خیال کیا جاتا ہے کہ اونکی عقل ناقص ہے

---

(۱) ڈایجسٹ ۲۶ (۷ و ۱ و ۲) دیکھو اسکے استثنا کیلئے ڈایجسٹ ۴۱ (۲ و ۲ و ۳ و ۲۳) دیکھو ونیڈشیڈ جلد ۱ دفعہ ۵۵ نوٹ ۱۳ ۔ (۲) ونیڈشیڈ جلد ۱ دفعہ ۵۴ صفحہ ۱۳۶ ۔

لیکن یہ نقص قانون کی خاص مداخلت کے ذریعہ رفع ہو سکتا ہے۔ پنجاب اور ہند کے دوسرے حصون مین جو قانون نافذ ہے اوسکے مطابق وہ اشخاص جو اپنی جائداد کا انتظام نہین کر سکتے زیر نگرانی کورٹ آف وارڈس رکھے جاتے ہین اور اپنی جائداد پر کسی قسم کا مواخذہ قائم کرنیکے ناقابل قرار دئے جاتے ہین (۱) قانون معاہدہ ہند کی روسے صرف وہ اشخاص مجاز معاہدہ قرار دئے گئے ہین جو مطابق اوس قانون کے جسکے کہ وہ تابع ہون سن بلوغ کو پہونچ گئے ہون اور جو صحیح العقل ہون اور راز رد ئے کسی قانون کے جسکے کہ وہ تابع ہون معاہدہ کرنیکے ناقابل نہون (۲)

دوسرے اسباب جن سے ادراک پر اثر پڑتا ہے

(۳۸) لیکن تصمیم ارادہ جسمین ادراک کا وجود ہو قوائے عقلی کے عارضی طور پر فاتر ہو جانے سے بھی متاثر ہو سکتی ہے یعنے حالت نشہ یا عارضی ہذیان سے مثلاً ایک صحیح العقل شخص جو بوجہ بخار کے ہذیان کی حالت مین ہو یا کوئی ایسا شخص جو عموماً صحیح العقل ہو لیکن کبھی کبھی فاتر العقل ہو جاتا ہو۔ ایسی صورتون مین قانون دیوانی ایسی شخص کی نسبت یہ تصور کرتا ہے کہ وہ اُس اثر کے سمجھنے یا اُسکی

حالت نشہ یا عارضی ہذیان

(۱) دفعہ ۴۔ ایکٹ ۲ ۱۸۷۱ء (۲) دفعہ ۱۱۔

نسبت اپنی عقل اور قوت فیصلہ کو کام مین لانیکے قابل نہین ہے جو اُسکے ارادہ کی تصمیم سے اوسکی اغراض پر مترتب ہو۔ انگلستان مین وہ معاہدات جو کوئی شخص حالت نشہ مین کرے صرف ممکن الانفساخ ہین اور اگر معاہد ہوش کی حالت مین آکر اونکو قبول کرے تو اونکا نفاذ ہوسکتا ہے (۱) لیکن قانون معاہدہ ہند کے بموجب وہ کلیتاً کالعدم ہین اور اسلئے اِس طور پر اونکا نفاذ نہین ہوسکتا (۲) ہندوستان کے قانون فوجداری مین حالت نشہ صرف اوس صورت مین ایک معقول عذر ہے جبکہ وہ شئے جس سے نشہ پیدا ہوا اوس شخص کو اوسکے بغیر علم یا اوسکی مرضی کے خلاف دیگئی ہو (۳)

عدم واقفیت وغلط فہمی

(۳۹) **عدم واقفیت** اور **غلط فہمی** سے بھی افعال کے قانونی نتیجہ پر اثر پڑسکتا ہے۔ سچ پوچھو تو ایسی صورتون مین عدم واقفیت یا غلط فہمی ارادہ کے اظہار خارجی کو کالعدم کرنیکے لئے حجت موجہ نہین ہے بلکہ صحیح وجہ یہ ہے کہ یہ اظہار خارجی جب غلطی سے متاثر ہوتا ہے تو کسی حقیقی تصمیم ارادہ پر منطبق نہین ہوتا۔ پس اس مسئلہ کو کہ جو شخص

(۱) منہیو نبنام کمشر۔ لا رپورٹ جلد ۸۔ ایکسچکر ۱۳۲۔ (۲) دفعہ ۱۲۔

(۳) دفعہ ۸۵۔ مجموعۂ تعزیرات ہند

غلطی مین مبتلا ہوا وسمین ارادہ موجود نہین ہوتا شاید انہین معنون مین سمجھنا چاہئے ۔ اسکے معنے صرف اسقدر ہین کہ غلطی کا وجود اوس اتحاد کو جو ارادہ اور اوسکے خارجی اظہار کے درمیان ہوتا ہے اور جو ہر فعل کے نتایج کی قانونی ذمہ داری کا ایک لازمی جزو ہے مٹا دیتا ہے ۔ غلطی کے وجود سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ نیت ناجائز یا بے احتیاطی موجود نہین ہے ۔ چنانچہ مجموعۂ تعزیرات ہند مین حکم ہے کہ "وہ کوئی امر جرم نہین ہے جسکو ایسا شخص کرے جو کسی امر وقوعی کی غلط فہمی نہ قانونکی غلط فہمی کے سبب سے نیک نیتی کے ساتھہ یہہ باور کرتا ہو کہ اِس امر کا کرنا اوسپر قانونًا واجب ہے" [1]

عدم واقفیت امر وقوعی و قانون

(۴۰) غلطی یعنے عدم واقفیت امر وقوعی اور عدم واقفیت قانون کے مابین جو مابہ الامتیاز دفعہ متذکرہ صدر مین قائم کیا گیا ہے وہ قانون روما سے اخذ کیا گیا ہے [2] لیکن افسوس ہے کہ وہ ترمیمات جن سے قانون مذکور مین اِس قاعدہ کی سختی کم ہوتی تھی ہمارے قانون مین نظرانداز کی گئی ہین ۔ قاعدہ کلیہ جو روما کے ایک مقنن پالس نے بیان کیا ہے یہ ہے کہ عدم واقفیت قانون سے ہر شخص کو مضرت پہونچتی ہے [3]

---

(۱) دفعہ ۷۶ درباب غلط فہمی قانون دیکھو انڈین لا رپورٹ جلد ۱۶۔ الہ آباد صفحہ ۲۱۲
(۲) ڈایجسٹ ۲۲ (۶) ۔ (۳) ڈایجسٹ ۲۲ (۶ و ۲)

عدم واقفیت قانون کا عذر اس وجہ سے ناقابل تسلیم قرار دیا گیا ہے کہ قانون کی وسعت محدود ہو سکتی ہے اور ہونی چاہئے[1] اور اسلئے بقول بلیکسٹن یہہ قیاس کیا جاتا ہے کہ ہر شخص کے لئے جو ذی شعور ہو قانون جاننا ممکن ہے بمقدمہ میکناٹن چیف جسٹس ٹنڈل نے بیان کیا کہ "قانون کا نفاذ اس اصول پر ہوتا ہے کہ ہر شخص کی نسبت بغیر اس امر کے ثبوت کے کہ وہ قانون جانتا ہے قطعاً یہہ خیال کرنا چاہئے کہ وہ جانتا ہے"[2] لیکن یہ استدلال جسکی نسبت آسٹن نے "بیش بہا منطق" کے طعن آمیز الفاظ استعمال کئے ہین بظاہر ناقابل اطمینان ہے۔ اور ہماری رائے مین خود آسٹن کی دلیل صحیح معلوم ہوتی ہے۔ بہرحال یہی ایک دلیل ہے جس سے عقلی طور پر قاعدہ مذکور کی اوس صورت مین تائید ہو سکتی ہے جبکہ اسکا دار و مدار اصول مصلحت پر ہو آسٹن یہہ کہتا ہے کہ "اگر عدم واقفیت قانون مواخذہ سے بچنے کے لئے ایک وجہ تسلیم کیجائے تو عدالتین ایسے سوالات کے الجھن مین پھنس جائینگی کہ جنکا حل کرنا بدشواری ممکن ہوگا اور عدل گستری کا کام قریب قریب محال ہو جائیگا"[3] ممکن ہے کہ یہہ دلیل تشفی بخش نہو لیکن کم از کم قابل فہم تو ہے۔ تشفی بخش اس وجہ سے نہین ہے کہ عدالتون کو اکثر مسائل متعلقہ

(۱) ڈایجسٹ ۲۲ (۶) و ۲۲ (۲) رپورٹ کلارک و فنیلی جلد ۱۰ صفحہ ۲۱۰

(۳) اصول قانون صفحہ ۲۳۸ و ۲۳۹

نبت سے سروکار رہتا ہے اور ایسی بہت سی غلطیون کی تحقیقات جو امر وقوعی کی غلطیان بیان کیجائین وسیقدر مشکل ہوتی ہے جسقدر اون غلطیون کی تحقیقات جو قانون کی غلطیان بیان کیجائین لیکن بحیثیت مجموعی یہ قاعدہ اوس صورت مین مفید ہوتا جبکہ اسکے نفاذ مین ذرا کم شدت سے کام لیا جاتا ۔ قانون انگریزی اسبارہ مین صرف ایک استثنا کو تسلیم کرتا ہے اور وہ بھی جزئی طور پر۔ سر فریڈریک پولاک کا یہہ بیان صحیح ہے کہ "مغربی یورپ مین صرف انگلستان ہی ایک ملک ہے جہان ایسے شخص کے لئے جو قانون پیشہ نہو اون قوانین کو جنکے کہ وہ تابع ہو صاف طور پر سمجھنا نہایت مشکل ہے اور جہان اسبات کا زیادہ احتمال ہوتا ہے کہ اہم امور کے متعلق ناقص احکام ملینگے یا مطلق کسی قسم کے احکام ہی دستیاب نہونگے"

جس جزئی استثنا کا اوپر ذکر کیا گیا ہے وہ مسٹر ارکیمبل کتاب آسٹن کے لایق مولف کے الفاظ مین نہایت خوبی کے ساتھہ اسطرح بیان کیا جاسکتا ہے ۔ اگر مین کچھہ زمین فروخت کرون اور بعد مین معلوم ہو کہ مجھکو اوس زمین کی ملکیت کا حق نہین ہے تو مین اوس اصلی ہرجہ کی ادائی کا مستوجب نہونگا جو زمین کے جاتے رہنے سے عاید ہوا

بلکہ مین صرف استقدر حرجہ کی ادائی کا ذمہ دار ہوگا جو اِس معاملہ سا قط شدہ سے واقع ہوا ہو۔ اسکی وجہ یہ بیان کیجاتی ہے کہ انگلستان مین زمین کے استحقاق کے متعلق مغالطہ کا احتمال اِس درجہ زیادہ ہے کہ کسی شخص کی نسبت یہ قیاس نہین کیا جا سکتا کہ اوسکو اس امر کا علم ہے کہ آیا اوسکا استحقاق جائز ہے یا نہین"(۱) لیکن مغالطہ کے یہ گڑھے منجملہ اون بیشمار قعرون کے ہین جو ہماری روزمرہ کی زندگی کے میدان مین جا بجا پائے جاتے ہین اور جو محض اسوجہ سے کہلے رہتے ہین کہ تاوقتیکہ نقصان واقع نہو کوئی شخص یہہ نہین سمجھتا کہ اونکو پاٹ دینا میرا کام ہے۔
اگر ہم قانون انگلستان سے قانون روما کیطرف توجہ کرین تو معلوم ہوگا کہ روما کی مقننین نے اپنی قوت فیصلہ سے تہوڑے ہی عرصہ مین یہ دریافت کرلیا کہ ہر شخص کی نسبت یہ فرض کرنا کہ وہ قانون سے عام طور پر واقف ہے (حالانکہ یہ بالکل خلاف واقعہ ہے) بعید از انصاف ہوگا اور اسلئے اونہون نے جماعت انسانی کی بعض طبقات کو جنکو قانون سے ناواقف رہنے کی اجازت تہی اس قاعدہ کی اثر سے مستثنے کردیا تھا کیونکہ جس صورت مین کہ عام طور پر مشہور تھا کہ ایسے

(۱) اُصول قانون صفحہ ۲۳۹ -

اشخاص قانون دیوانی سے ناواقف تہے تو ایسی واقفیت کی اون سے توقع کرنا عبث تھا۔ سپاہیون عورتون دیہاتی گنوارون اور نابالغون کو اسطور پر مستثنی کیا گیا تہا۔ لیکن اِس استثنا کا یہ منشا نہ تھا کہ قانون کے اون مسائل کی عدم واقفیت معاف کیجائے جو ایسے اُصول قانون سے ماخوذ کئے گئے تہے جو مسلمہ عام تہے اور جنکی نسبت یہہ قیاس کیا جاتا تہا کہ ہر شخص اون سے فطرتًا واقف ہے اور نہ اون صورتون پر یہہ استثنا حاوی تہا جنمین قیاس یا مشورہ سے استفادہ حاصل کرنا ممکن تہا[1] اگر امر قانونی اسقدر مشتبہ یا پیچیدہ ہوتا کہ اوسکی نسبت قطعی رائے حاصل کرنی ممکن نہوتی تو یہ اخیر شرط بہی فسوخ کردیجاتی تہی[2] یہہ سوال ہندوستان کی مجلس وضع آئین و قوانین کے غور کے قابل ہے کہ آیا قریب قریب اسی قسم کا استثنا پنجاب کی زراعت پیشہ رعایا جیسے اشخاص کی نسبت قائم کرنا مناسب نہوگا چالیس سال سے کچہہ کم زمانہ ہوتا ہے کہ یہ لوگ عدالتون سے یا کسی معین نظام قانون سے واقف ہونے لگے ہین اور اونکی قوت عقلی بہی نہایت ہی ضعیف ہے

(۱) ڈائجسٹ ۲۲ ۔ ۶ ۔ ۹ ۔

(۲) دیکہو واچٹر جلد ۲ دفعہ ۲۱ نوٹ ۲۱ ۔ سیونگنی جلد ۳ دفعہ ۲۳۶ و دفعات مابعد

فی زمانہ عدالتون کا میلان اکثر اس جانب ہوتا جاتا ہے کہ بلحاظ ضروریات انصاف اِس قاعدہ کی تعمیل سے ایسے وجوہ کی بنیاد پر چشم پوشی کیجائی جو بظاہر درست معلوم ہوتے ہین لیکن دراصل معقول نہین ہین — چنانچہ اسبارہ مین ایک مقدمہ کا حوالہ تمثیلاً دیا جا سکتا ہے جو حال مین پنجاب کی چیف کورٹ مین پیش ہوا تہا اور جو پنجاب رکارڈ بابتہ ۱۸۸۶ء مین بہ ثبت نمبر ۱۰۸ مندرج ہے (۱) انگلستان مین بہی اس قاعدہ کے اثر کو قانون کے عام اُصول یعنے ملک کے معمولی قانون تک محدود کرنیکی کوشش کیگئی ہے اور اِس لحاظ سے غلطی متعلقہ حق ذاتی کی وہی تاثیر ہوگی جو کہ غلطی متعلقہ امر واقعہ کی ہے (۲) امریکہ کے ایک

(۱) اسیطرح بمقدمہ بدریج موہن داس بنام منوبی بی (۱۸۹۴ء) ہائکورٹ نے تجویز کیا کہ اگر کوئی شخص غلطی کرے اور ایسی غلطی غلط فہمی قانون مبنی بر نیک نیتی ہو تو وہ دفعہ ۱۴ - ایکٹ ۵ مصدرہ ۱۸۷۷ء (قانون میعاد سماعت مجریہ ہند) سے فائدہ اوٹہانے کا مستحق ہے اس رائے کی تائید مین سر جان ایج چیف جسٹس نے فرمایا کہ غالبًا اکثر حکام عدالت اپنے ذاتی تجربہ عدالتی سے تسلیم کرینگے کہ غلط فہمی قانون مبنی بر نیک نیتی ہو سکتی ہے انڈین لا رپورٹ جلد ۱۶ - الہ آباد صفحہ ۲۱۲ —

(۲) حسب تجویز لارڈ ویسٹ بری بمقدمہ کوپر بنام فیبس لا رپورٹ جلد ۲ - مقدمات اپیل صفحہ ۱۷۰ - دیکہو سیدوگنی جلد ۲ صفحہ ۲۳۲ (نوٹ سی) —

نامی مقدمہ مین (۱) یہ تجویز ہوئی ہے کہ گو قانون کی غلط فہمی محض دوسرے کوائف کے بغیر معاہدات تحریری کی اصلاح کے لئے کوئی وجہ نہین ہے لیکن یہ قاعدہ کہ قانون کی ایسی غلط فہمی سے جو مسلم ہو یا صاف طور پر ثابت ہو چکی ہو عدالت ہائے ایکوئٹی کی دست اندازی کے لئے ایک بنیاد قائم ہوتی ہے جو کہ اختیار تمیزی پر منحصر ہے اور صرف نہایت ہی صریح اور غیر مشتبہ صورتون مین کام مین لائیجا سکتی ہے یقیناً ایسے مقدمات کے منشا کے مطابق ہے جو انگلستان اور امریکہ دونون مین نہایت غور کے ساتھ فیصل کئے گئے ہین“

اس قانونی دلیل کو امریکہ کے صوبجات متحدہ کی سوپریم کورٹ (عدالت عالیہ) کے اکثر ججون نے بمقدمہ گریسوالڈ بنام ہیزرڈ (۲) پسند کیا لیکن جسٹیس براون نے اس رائے سے اختلاف کیا اور اپنی رائے کی تائید مین انگلستان کے ایک مقدمہ (ڈیاویل بنام اسمیتھ) (۳) کا حوالہ دیا جسمین مدعاعلیہ نے ایک معاہدہ پٹہ کی تعمیل کو باطل کر دینے کی اس بنا پر

---

(۱) اسنیل بنام کمپنی بیمہ رپورٹ صوبجات متحدہ امریکہ جلد ۹۸ صفحہ ۸۵ و ۹۰ و ۹۲

(۲) رپورٹ صوبجات متحدہ امریکہ جلد ۱۴۱ صفحہ ۲۸۴ —

(۳) لا رپورٹ جلد ۱۴ — ایکوئٹی صفحہ ۸۵ و ۹۰

کوشش کی کہ ایک اہم شرط کے قانونی معنی اور اثر کے متعلق اوسکو
غلط فہمی ہوئی تھی۔ اوسمقدمہ مین ماسٹر آف دی رولنز نے مدعا علیہ کے
عذر کو نامنظور کر کے بیان کیا کہ "وہ تمام مقدمات جنکا حوالہ اثنائے
بحث مین دیا گیا ہے ایسے مقدمات ہین جنمین یا تو شئے مبیعہ کی نسبت
نزاع اور شبہہ تھا یا جنمین الفاظ معاہدہ سے بعض امور مبہم طور پر ظاہر ہوتے
جس سے فریقین مین سے ایک کو غلط فہمی ہو سکتی تھی۔ اِن تمام مقدمات
مین عدالت نے یہہ تجویز کیا ہے کہ شہادت پر غور کرنا چاہیئے اور
اگر غلطی کافی طور پر ثابت ہوجائے تو عدالت معاہدہ کو کالعدم کر دیگی
لیکن اس مقدمہ مین معاہدہ کے الفاظ اسقدر صاف ہین کہ کوئی شبہہ
باقی نہین رہتا۔ اور جو کچھہ سمجھا گیا وہ صرف بعض الفاظ مندرجہ معاہدہ کا
قانونی اثر تھا۔ یہہ ہرگز غلطی کی کوئی وجہ نہین ہو سکتی۔ یہ مسئلہ ایک ایسے
معاہدہ کی تعبیر کے متعلق ہے جسکی نسبت فریقین متعلقہ متفق تھے" (۱)
قانون ہند مین معاہدات کے متعلق یہہ قاعدہ نہایت سختی کے ساتھہ
اختیار کیا گیا ہے اور اسسے کوئی شخص محض اس بنا پر بچ نہین سکتا
کہ اوسے کسی قانون مجریہ برٹش انڈیا کے متعلق غلط فہمی

(۱) نیز دیکھو مقدمہ آرل بوشمپ بنام وین لا رپورٹ ہاوس آف لارڈس جلد ۶ صفحہ ۲۲۳
اور ویکلی رپورٹر جلد ۲۲ صفحہ ۱۹۲ -

واقع ہوئی لیکن غلط فہمی کسی ایسے قانون کی جو برٹش انڈیا مین نافذ نہو وہی تاثیر رکھتی ہے جو کہ غلط فہمی واقعہ کی ہے [۱] معاہدات کے متعلق یہ امر ہی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کوئی معاہدہ محض اس وجہ سے قابل فسخ نہین ہے کہ وہ فریقین مین سے ایک سے کسی امر واقعہ کی غلط فہمی سے کرا گیا تہا [۲]

واقعہ ان اہم امر کے متعلق ہونی چاہئے

(۱۴) علاوہ برین یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ ہر قسم کی غلط فہمی امر واقعہ کی اس امر کے اظہار کے لئے کافی ہے کہ تصمیم ارادہ کے وقت ادراک کا وجود نہ تھا۔ امر واقعہ کی غلطی کو کسی فعل کے ارتکاب کے لئے ایک جائز عذر قرار دینے یا اوس فعل کے انفساخ کو واجبی تصور کرنے کے لئے یہہ ضروری ہے کہ غلطی کا اثر اوس فعل کے کُل یا کم از کم اوسکے کسی اہم جزو پر مترتب ہو۔ برعکس اسکے اگر یہ غلطی تصمیم و اظہار ارادہ کے کسی غیر اہم جزو سے متعلق ہو تو قانون اوسکی کوئی وقعت نہین کریگا۔ مثلاً محض کسی شخص یا شئے کے نام کی غلطی اوس صورت مین جبکہ شخص یا شئے مقصود کے متعلق کوئی شبہہ نہو ایک غیر قابل لحاظ غلطی ہوگی۔ لیکن اگر یہہ غلطی کسی ایسے قانونی تعلق کی ماہیت سے متعلق ہو جسکا بوجہ اوس فعل کے قائم کیا جانا خواہ متاثر ہونا مقصود ہو یا اوس شخص سے متعلق ہو جسکی نسبت ارادہ کا

(۱) دفعہ ۲۱ قانون معاہدہ ہند۔ (۲) دفعہ ۲۲ قانون معاہدہ ہند۔

اظہار کیا گیا۔ بشرطیکہ یہ فرض کرلیا جائے کہ مرتکب فعل کی مراد بجز ایک خاص شخص کے کسی اور شخص سے نہ تہی ؛ تو ایسی صورتون مین یہ غلطی اوس فعل کو قانوناً ساقط الاثر کرنیکے لئے کافی ہوگی (۱) پوتہیر کہتا ہے کہ جب کبہی اس امر کا لحاظ کہ مین کس شخص کے ساتھہ معاہدہ کرتا ہون ایک جزو اصلی اوس معاہدہ کا ہو جو مین کرنا چاہتا ہون تو اوس شخص کے متعلق غلط فہمی واقع ہونے سے میری رضامندی تلف ہو جاتی ہے اور اس وجہ سے معاملہ کالعدم ہوگا۔ مثلاً اگر میرا ارادہ کوئی چیز خالد کو بطور ہبہ یا عاریت دینے کا ہوا اور مین وہ چیز حامد کو خالد سمجھکر غلطی سے دون تو یہہ ہبہ یا عاریت بوجہ عدم موجودگی میری رضامندی کے کالعدم ہے کیونکہ میرا ارادہ حامد کو

---

(۱) مقدمہ کنڈی بنام لینڈسے (لا رپورٹ مقدمات اپیل جلد ۳ صفحہ ۴۵۹) اچہی مثال اوس اصول کی ہے جو متن مین بیان کیا گیا ہے۔ اس مقدمہ مین الف نے فریب سے یہ بیان کرکے کہ وہ ک ہے ایک کمپنی کو اوسکے ہاتہہ کچہہ مال فروخت کرنیکی ترغیب دی۔ ہاوس آف لارڈز نے تجویز کیا کہ کوئی معاہدہ نہیں ہوا۔ لارڈ کیرنس نے بیان کیا کہ کمپنی مذکور کو ہرگز الف کا خیال نہ تہا۔ اُسکے ساتہہ معاملہ کرنے کی ہرگز اونکی نیت نہ تہی۔ اونکی توجہ ایک لمحہ کے لئے بہی اوسپر مبذول نہ تہی اور نہ اوسکے اور کمپنی مذکور کے مابین کوئی اتفاق رائے تہا جس سے کوئی معاملہ یا معاہدہ منتج ہو۔ جیسا کہ سر ولیم مارکبی نے کہا ہے اس تجویز کی بنا یہہ نہیں ہے کہ وہ ذمہ داری جو معاہدہ سے پیدا ہوئی بوجہ غلطی کے فسخ ہونی چاہئے بلکہ یہ ہے کہ بوجہ غلطی کے کوئی ایسا اتفاق رائے نہین تہا جس سے کہ معاہدہ قائم ہو سکے۔ (دفعہ ۴۶۳ صفحہ ۲۵۹۔ اصول قانون)۔

وہ چیز بطور ہبہ یا عاریت دینے کا نہ تہا بلکہ صرف خالد کو دینے کا تہا۔ یہہ امر کہ میری مراد خالد ہی سے تہی ایک جزو اصلی اوس معاہدہ کا ہے جو مین کرنا چاہتا تہا؛؛ اس فقرہ کو جسٹیس فرائی نے پسند کرکے بمقدمہ اسمیتہ بنام وہیٹ کرافٹ [۱] اوسکا حوالہ دیا اور اوسی کے بموجب مقدمہ مذکورہ مین عمل کیا گیا۔

مرتکب فعل کی ذمہ داری اُن نتایج کی بابت جنکے ظہور مین لانیکی اوسکی نیت نہو

(۴۲) ابتک ہمنے مرتکب فعل کی اوس ذمہ داری سے بحث کی ہے جو اون نتائج کی بابت ہو جنکے وقوع مین لانیکی اوسکی نیت ہو لیکن البتہ یہہ امر قرین قیاس ہے کہ ایسے نتائج بہی پیدا ہون جنکو ظہور مین لانیکی نیت نہو۔ یہان مرتکب فعل کی ذمہ داری مختلف اعتبارات پر منحصر ہوتی ہے جنکی نسبت اب بحث کی جائیگی۔

اتفاق

(۴۳) مثلاً فرض کرو کہ ایسے اسباب کی تاثیر کی وجہ سے جنپر لحاظ کرنیکا موقع مرتکب فعل کو نہین ملا وہ نتائج جنکے مترتب ہونیکا اوسے احتمال تہا مترتب نہین ہوئے بلکہ اونکی جگہ بالکل مختلف نوعیت کے نتائج واقع ہوئے جنکی نسبت نہ اوسکی خواہش تہی نہ توقع یہان جو نتائج واقع ہوئے وہ کسی کے قصور سے نہین بلکہ اتفاق کے باعث

(۱) (۱۸۸۳ء) رپورٹ چانسری ڈیویژن جلد ۹ صفحہ ۲۲۳

واقع ہوئے جنکے لئے مرتکب فعل قانوناً ذمہ دار نہین قرار دیا جاتا۔ مجموعۂ تعزیرات ہند مین مرقوم ہے کہ "کوئی امر جرم نہین ہے جو اتفاق یا شامت سے اور بغیر کسی مجرمانہ نیت یا علم کے کسی فعل جائز کی کرنے مین صادر ہوا اور جائز طریق اور جائز وسیلون سے مناسب احتیاط اور ہوشیاری کے ساتھہ کیا جاسکے"[1] قانون انگلستان کا عام اصول بہی یہی ہے کہ جو نقصان اتفاق سے ہو اوسکی ذمہ داری کسی شخص پر عاید نہین ہوتی اور اِس اُصول پر اس امر سے کوئی اثر نہین پڑتا کہ شامت کے اثرات انسانکی ذریعہ سے نتیج ہوئے[2]" مثلاً ایک مقدمہ مین مدعا علیہ نے جو دوسرون کے ساتھہ شکار کو گیا تہا ایک پرند پر بندوق چلائی اور اوسکی بندوق سے ایک چہرا ایک درخت کی شاخ پر سے نکل کر مدعی کے (جو کارتوس اور شکار اٹھاکرلے جارہا تہا) جالگا جس سے وہ مجروح ہوا تجویز ہوئی بعدم موجودگی غفلت مدعا علیہ مستوجب ادائے ہرجہ نہین ہے[3]۔

(۴۴) یا اگر نتائج ایسے ہون کہ گو اونکی نسبت نہ خواہش

اگر معقول احتیاط کیجاتی تو نتیجہ پہلے سے معلوم ہوجا

(۱) دفعہ ۸۰ – (۲) کامن لا مولفہ ہولمس صفحہ ۹۴ –

(۳) اسٹینلی بنام پاول ویکلی نوٹس ۱۸ نومبر ۱۸۹۰ء صفحہ ۱۸۲ –

کی گئی ہو نہ تو قع لیکن اصورت کے کئے جانے او سقدر احتیاط کے جو ایک شخص محتاط کرتا وہ پیشتر سے معلوم ہو سکتے تھے تو ایسی حالتمین بلحاظ مرتکب فعل کی **بے احتیاطی یا بے پروائی** یا **غفلت** کے یعنے جیسی کہ صورت ہو نتیجۂ قانونی پر اثر پڑیگا ۔

بے احتیاطی کی تعریف

(۵۴) **بے احتیاطی** وہ صفت ہے جو ایک ایسے فعل سے منسوب کیجاتی ہے جسکا ارتکاب اسقدر کافی قیاس پر کیا گیا ہو کہ جو نتائج اوس فعل سے پیدا ہو سکتے ہین وہ اوس خاص صورت مین پیدا نہو نگے ۔

بے پروائی اور غفلت کی تعریف

(۵۶) **بے پروائی اور غفلت** کو ایک دوسرے سے گہرا تعلق ہے دونون صورتون مین مرتکب فعل نتائج سے بیخبر رہتا ہے ۔ لیکن اول الذکر حالت ذہنی ایک ایسے فعل سے متعلق ہے جسکا ارتکاب اون نتائج پر لحاظ کئے بغیر کیا جائے جنکے وقوع مین آینکا گمان غالب ہو ۔ اور اگر کوئی شخص بے پروائی سے اِس طور پر عمل کرنے سے احتراز کرے جیسا کہ اوسپر واجب تھا تو یہ **غفلت** ہے ۔ دونون ذہنی حالتون مین بے خبری کا وجود فرض کیا جاتا ہے ۔ بے پروا شخص **فعل کا ارتکاب** بدین وجہ کرتا ہے کہ وہ نتائج کا خیال نہین کرتا ۔ **غافل شخص** عمل کرنے سے

(ب) احتیاطی کے ساتھہ مقابلہ

باز رہتا ہے کیونکہ اوسکو اسکا خیال نہین رہتا - ان دونون کی تمیز (ب) احتیاط شخص سے اسطور پر کیجاتی ہے کہ ایک بے احتیاط شخص اپنے تئین جس خطرہ مین ڈالتا ہے اوس سے وہ واقف ہوتا ہی لیکن وہ (ایک ایسی) وجہ کی بناپر جسکو وہ ناکافی طور پر جانچتا ہے) یہہ خیال کرتا ہے کہ غالباً اور خاص صورت مین نقصان دفع ہوجائیگا[1]

دیگر حالات جو ارادہ کی تصمیم پر موثر ہوتے ہین

(۷۴) اب ہمنے دیکھہ لیا ہے کہ افعال کے نتائج قانونی پر عدم واقفیت اور دوسرے خاص حالات ذہنی سے کیا اثر پڑتا ہے - لیکن اسکے سوائے اور چند صورتین ہین جنپر بحث کرنا باقی ہے - یہ وہ صورتین ہین جنمین تصمیم ارادہ باوجود موجودگی ادراک بوجہ تشدد جسمانی - خوف داب ناجائز - فریب یا خلاف بیانی کے فی الواقع

(۱) اُصول قانون مولفہ آسٹن صفحہ ۲۰۸ تا ۲۱۰ - اُصول قانون مولفہ ہالینڈ صفحہ ۹۴ - اُصول قانون مولفہ مارکبی دفعات ۲۲۶ تا ۲۲۸ - سر فریڈریک پولاک ان تمیازات کو نہ صرف عملی طور پر فضول خیال کرتے ہین بلکہ انکی رائے ہے کہ انمین کوئی فلسفیانہ خوبی بھی نہین پائی جاتی - (دیکھو رائے متعلقہ دفعہ ۲۶ مسودہ قانون مضرات دیوانی) متن مین انکا ذکر اسوجہ سے کیا گیا ہے کہ ماہرین علم اُصول قانون عموماً انکو استعمال کرتے ہین اور یہ مناسب خیال کیا گیا کہ طالب علم ان سے واقفیت حاصل کرے -

متاثر ہوتی ہے - اسلئے ان اصطلاحات کی مختصراً توضیح کرنے کی ضرورت ہے

تشدد جسمانی وخوف

(۸۴) **تشدد جسمانی** کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کا ہاتھ پکڑ کر کسی دستاویز پر بجبر دستخط کرائے (۱) **خوف** وہ حالت ہے جسمین کوئی ایسا شخص مبتلا ہو جسے کوئی دوسرا شخص اوسکے جان یا مال کو ضرر پہونچانیکی دہمکی دے - یہ امر لحاظ کے قابل ہے کہ قانون معاہدہ ہند (۲) جبر (جسمین تشدد جسمانی اور خوف دونون داخل ہین) کی تعریف بیان کرنے مین قانون انگلستان سے تجاوز کرتا ہے - چنانچہ قانون معاہدہ ہند مین جبر کی جو تعریف کیگئی ہے اوسکی رو سے یہ لازم نہین ہے کہ فریق ثانی ہی نے جبر کیا ہو یا اوسکے علم سے کیا گیا ہو اور نہ یہ ضرور ہے کہ وہ شخص جسکے خلاف جبر کیا گیا وہی فریق ہو جسکی رضامندی حاصل کرنی ہو یا اوسکو اوس فریق سے کسیطرح کا تعلق ہو (۳) صورت اول الذکر مین قانون ہند قانون روما کے مطابق ہے جسکے بموجب تمام معاہدات جو جبر کی وجہ سے کئے گئے ہون کالعدم تھے خواہ جبر کا استعمال

(۱) مقدمات تشدد جسمانی کے متعلق جو حال مین انگلستان مین فیصل ہوئے ہین دیکھو مقدمہ اسکاٹ بنام سیبرٹ (۱۸۸۶ء) پروبیٹ ڈیویژن جلد ۱۲ صفحہ ۲۱ - اور مقدمہ فورڈ بنام اسٹیڈ (۱۸۹۶ء) پروبیٹ ۱ - (۲) دفعہ ۱۵ - (۳) قانون معاہدہ مولفہ پولاک صفحہ ۱۸ - (۴) وینڈشیڈ دفعہ ۸۰ صفحہ ۶۲۱ نوٹ

کسی کیطرف سے بہی ہوا ہو[1] لیکن اسباب مین ایک مستثنی تھا جو اُس صورت سے متعلق تھا جبکہ ایک شخص قطاع الطریق کے ہاتھہ پڑجاتا اور ایک راہگیر کو کسیقدر صلہ اِس غرض سے دینے کا اقرار کرتا کہ وہ اوسکی رہائی مین ساعی ہو۔ ایسا اقرار گو بوجہ خوف یا دہمکی کے کیا گیا مگر تاہم قابل نفاذ سمجھا جاتا تہا[2]۔

دوسری صورت مین قانون روما اس اعتبار سے قانون ہند سے مختلف اور قانون انگلستان کے مطابق تھا[3] کہ وہ جبر یا دہمکی کو جبکہ وہ کسی ایسے شخص کے خلاف کام مین لائی جائے جو فریق معاہدہ نہو تو سوخی معاہدہ کے لئے بطور عذر کے تسلیم کرنے سے انکار کرتا تھا۔ قانون روما کی رو سے ضرور تھا کہ دہمکی اوس شخص کے خلاف ہو جو معاہدہ کرنے پر مجبور کیا گیا ہو عام اس سے کہ وہ خود اوسکی ذات سے علاقہ رکھتی ہو یا اوسکے خاندان کے کسی شخص سے[4]۔ قانون انگلستان مین دہمکی جو کسی شخص کے خاندان کے امن یا عزت کو نقصان پہونچانیکی دیجائے رضامندی کو باطل کردیتی ہے[5]۔

(۱) ڈایجسٹ ۴ (۲ و ۹ و ۳۰) قانون وجوبات مولفہ پوتہیر ترجمہ انگریزی جلد ۱ صفحہ ۱۶ و ۱۷ (۲) ایضاً ۔ (۳) قانون معاہدات مولفہ انسن باب ۴ دفعہ ۴ صفحہ ۱۶۲ طبع ششم ۔ (۴) ڈایجسٹ ۴ (۲ و ۸ و ۳) پوتہیر جلد ۱ صفحہ ۱۷ ۔ (۵) ولیمسن بنام بیلی لا رپورٹ جلد ۱ ۔ ہاوس آف لارڈس صفحہ ۲۰۰

داب ناجائز فریب اور خلاف بیانی کی تعریف

(۹۴) دوسری اصطلاحات کی تشریح کے لئے تعریفات مندرجہ ذیل جو قانون معاہدہ ہند سے لیگئی ہین ہند کے طلبہ کے لئے کافی ہونگی۔

داب ناجائز[1] کا عمل بہ آنا صورت ہائے مفصلہ ذیل مین کہا جائیگا۔

(۱) جب کوئی ایسا شخص جس پر دوسرا اعتبار رکہتا ہو یا جو اُس دوسرے شخص پر در اصل یا بظاہر اختیار رکہتا ہو اوس اعتبار یا اختیار کو اوس دوسرے شخص پر غلبہ حاصل کرنیکے لئے وسیلہ گردانے جو سوائے اوس اعتبار یا اختیار کے اوسکو حاصل نہو سکتا ہو۔

(۲) جب کوئی شخص جسکی عقل مین پیری۔ بیماری یا کسی تکلیف معنوی یا جسمانی سے ضعف آگیا ہو اور اوس سے ایسا سلوک کیا جائے جسکے باعث وہ اوس امر پر راضی ہوجائے جسپر وہ بدون اوس سلوک کے راضی نہوتا گو کہ وہ سلوک جبر کی حد تک نہ پہونچتا ہو۔

فریب[2] کے معنی اور اوسمین داخل ہر فعل منجملہ افعال مفصلہ ذیل کے ہے جسکا ارتکاب کوئی فریق معاہدہ کرے یا اوسکی مسامحت سے کیا جائے یا اوسکا مختار کرے

(۱) دیکھو اصول قانون مولفہ ہالینڈ صفحہ ۲۳۲ طبع چہارم۔ در باب مقدمات داب ناجائز دیکھو اور ورک بنام بولنگ بروک (۱۸۵۸ع) مقدمات اپیل جلد ۲ صفحہ ۸۱۴ - فدائی بنام لین (۱۸۹۳ع) لا رپورٹ جلد ۲۰ انڈین اپیلس صفحہ ۱۲۷ -   (۲) دیکھو اصول قانون مولفہ ہالینڈ صفحہ ۱۹۵ -

اس نیت سے کہ فریق ثانی یا اوسکا مختار دہوکا کہائے یا اوسکو اوس معاہدہ کے کرنے کی ترغیب ہو۔

(۱) ایما کرنا بطور امر واقعہ کے ایسے امر کی طرف جو سچا نہین ہے منجانب اوس شخص کے جو اوسکے راست ہونے کو باور نہین کرتا ہے۔

(۲) از روئے عمل مخفی کیا جانا کسی واقعہ کا ایسے شخص کی جانب سے جو اوس واقعہ کا علم رکہتا ہو یا اوسکو باور کرتا ہو۔

(۳) وہ عہد جو بغیر نیت ایفا کے کیا جائے۔

(۴) اور کوئی فعل جو دہوکا دینے کے لئے کیا گیا ہو۔

(۵) ایسا کوئی فعل یا ترک جو قانون مین بالخصوص مبنی بر فریب قرار دیا گیا ہے۔

خلاف بیانی کے معنی اور اوس مین داخل یہ اُمور ہین۔

(۱) باصرار بیان کرنا اوس امر کا جو سچ نہین ہے اسطور پر کہ خود اوس شخص کی واقفیت اوسکو اجازت اوس امر کی نہ دیتی ہو گو وہ اوسکو سچا باور کرتا ہو۔

(۲) مغالطہ دہی سے دوسرے شخص کے ضرر کے واسطے یا کسی ایسے شخص کے ضرر کے واسطے جو اوس دوسرے شخص کے ذریعہ سے دعویدار ہو بغیر نیت دہوکا دینے کے کسی امر لازمی کے نقض کا مرتکب ہونا جس سے اوس مرتکب کو یا کسی اور شخص کو جو اوسکے ذریعہ سے دعویدار ہو فائدہ حاصل ہوتا ہو۔

(۳) کسی فریق معاملہ سے اوس شئے کے نفس کی نسبت جسکی بابت معاملہ ہو

غلطی کرانا گو وہ کیسا ہی بغیر نیت فاسد کے ہو۔

ایسے مقدمات مین دادرسی کی صحیح بنیاد رضامندی آزادانہ کی عدم موجودگی ہے

(۵۰) یہ ضرور نہین ہی کہ صورت ہائے مفصلۂ بالا مین کسی فعل کا اثر بوجہ تشدد۔ خوف۔ داب ناجائز۔ فریب یا خلاف بیانی کے جو اوس فعل کے مرتکب کے خلاف عمل مین لائی گئی ہو کالعدم ہو جائے۔ ہر صورت مین درحقیقت ارادہ کی تصمیم موجود ہے اور جو فعل کیا جائے وہ اوسی طور پر مرتکب کا فعل ہے جیسا کہ کوئی دوسرا فعل جو کسی مختلف وجہ تحریک کی بنا پر کیا گیا ہو۔ رضامندی گو جبر سے حاصل کیگئی ہو پھر بھی رضامندی ہے۔ لیکن جس صورت مین کہ کوئی فعل اون حالات مین کیا گیا ہو جنکا اوپر ذکر ہوچکا ہے اور مرتکب فعل اُسکو فسخ کرنا چاہے تو قانون اوسکو اوس فعل کے نتائج کا ذمہ دار قرار نہین دیگا اور دادرسی کے لئے صحیح بنیاد یہی ہوگی کہ مرتکب کی جانب سے آزادانہ رضامندی کا اظہار نہین ہوا[۱] پالس نامی روما کے ایک مقنن نے اسکی ایک اچھی مثال دی ہے جسکا اکثر حوالہ دیا جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اگر مین تخویف کے باعث کوئی ورثہ قبول کردون تو میری یہ رائے ہوگی کہ مین وارث ہوا کیونکہ اگر تخویف نہ کی جاتی تو اگرچہ مین انکار کرتا مگر تاہم مینے اپنی رضامندی ظاہر کی گو یہ رضامندی بجبر حاصل کی گئی البتہ بعد مین عدالت سے میری

(۱) ونڈشئید جلد ۱ دفعہ ۸۰ صفحہ ۲۱۵ تا ۲۱۷ - (۲) اُصول قانون مؤلفہ مارکبی دفعات ۲۲۰ و ۲۲۵

دادرسی ہوگی"[1] لیکن جس حالت مین کہ کسی شخص کو کوئی جسمانی تشدد نہ پہونچایا جائے یعنی وہ کسی فعل کے کرنے یا نہ کرنے کا مختار ہو تو یہ مسئلہ کہ "جو شخص رضامندی ظاہر کرے وہ متضرر نہین ہوسکتا" ایسی صورت پر حاوی ہوگا[2] اسیطرح جو شخص دہوکا دے اوسکو دہوکا دینا قانون کی نگاہ مین کوئی فریب نہین ہے جو نبائے دادرسی ہو سکے - اس مسئلہ پر ایک مقدمہ مین عمل کیا گیا جسمین ایک مدیون نے اپنے دائنون مین سے ایک کے ساتھہ سازش کرکے دوسرون کے ساتھہ فریب کیا اور بعدمین دائن مذکور نے راز کو فاش کر دیا[3]

(ج) فعل کا تیسرا جزو اظہار ارادہ

دفعہ ۱۵ - فعل کا تیسرا جزو لازمی اظہار ارادہ ہے جو صریحی ہو یا معنوی اور جسکو ارادہ کرنے والے شخص نے بذات خود یا بذریعہ کسی دوسرے شخص کے ظاہر کیا ہو - صورت اخیر مین کارندہ کا فعل بطور اوسکے مالک کے فعل کے سمجھا جاتا ہے - مقولہ قانونی یہ ہے کہ "جو شخص کوئی فعل کسی دوسرے شخص کی وساطت سے کرتا ہے اوسکی نسبت یہی تصور کیا جائیگا کہ وہ فعل خود اوسی نے کیا" نیز یہہ اظہار باضابطہ ہوسکتا ہے یا بے ضابطہ - اور قانون اکثر صورتون مین ٹہیک ضابطہ مقرر کر دیتا ہے۔

باضابطہ ہو یا بےضابطہ

(۱) ڈائجسٹ ۲۲ (۲۱) - (۲) حسب تجویز لارڈ برامویل بمقدمہ میسری بنام ریلوے کمپنی مقدمات اپیل جلد ۱۴ صفحہ ۱۷۹ - (۳) وڈفورڈ بنام ملٹن - رپورٹ کیری

جسکے مطابق اظہار ارادہ ہونا چاہیئے۔ جہان ایسا حکم قانون کا موجود ہوتا ہے
وہان کوئی دوسرا ضابطہ قانوناً جائز متصور نہوگا۔ مثلاً قانون انتقال جائداد
مجریہ ہند مصدرہ ۱۸۸۲ع کی دفعہ ۵۴ کے بموجب کسی جائداد غیر منقولہ
کی بیع کی صورت مین جسکی مالیت ۱۰۰ یا اوس سے زیادہ ہو اور کسی ایسے حق
کی بیع کی صورت مین جو دوسرے شخص کی وفات پر پیدا ہوتا ہے
یا کسی امر غیر متحقق کی صورت مین ایک نوشتہ کا ہونا لازمی ہے جسکی رجسٹری
حسب ایکٹ نمبر ۳ مصدرہ ۱۸۷۷ع ہونی چاہیئے۔ اظہار معنوی کی صورت
مین عوارض لاحقہ پر نظر ڈالنی چاہیئے تاکہ معلوم ہو کہ اون سے انکشاف
حقیقت ہوسکتا ہے یا نہین۔

افعال قانونی

(۵۲) جب کسی فعل سے نتیجۂ قانونی اس وجہ سے پیدا ہوتا ہے
کہ فاعل کا منشا اوسی نتیجہ کے ظہور مین لانیکا تہا تو اس فعل کو **فعل قانونی**
کہتے ہین۔ ونڈشیڈ نے اسکی تعریف اسطور پر کی ہے کہ "وہ
ایک خانگی حیثیت کے شخص کے ارادہ کا اظہار ہے جو حقوق کی تخلیق
یا اعدام یا تغیر کی غرض سے کیا جاوے" (۱)

لوازم افعال قانونی

(۵۳) ان افعال قانونی مین شامل اُن تمام افعال کے جنپر ہم بحث کرچکے ہین

(۱) پنڈکٹن جلد ا دفعہ ۶۹ صفحہ ۱۷۶۔

ایک فعل ارادی کی خصوصیات مخصوصہ ہونی چاہئین تصمیم ارادہ کے ساتھہ
ادراک کا ہونا لازم ہے اور ساتھہ ہی اسکے ضرور ہے کہ ارادہ اور
اوسکا اظہار کامل طور پر متحد و مرتبط ہون - نتیجہ قانونی ہی بوجہ غلطی - جبر -
خوف - فریب یا کسی دوسری حالت کے جس سے ارادہ ازادانہ طور پر
عمل مین نہ لایا جاسکے کالعدم ہو جاتا ہے یا اوسمین تبدیل واقع ہوتی ہے
یہ افعال قانونی اکثر بذریعہ قائم مقام یا مختار کے بھی صادر ہوسکتے ہین
اور خواہ یکطرفہ ہوتے ہین جبکہ صرف ایک ہی شخص کا ارادہ موثر ہوتا ہے
خواہ دوطرفہ جبکہ فعل کا اثر پیدا کرنیکے لئے دو یا زیادہ ارادون کا اتحاد ہوتا ہے
اگر فعل کے صدور کیلئے قانون مین کوئی خاص طریقہ مقرر ہو تو اوسپر کاربند
ہونا چاہئے لیکن جس صورت مین کہ کوئی ایسا طریقہ مقرر نہو تو تصمیم ارادہ کا
اظہار محض بذریعہ ایک طرز عمل کے ہوسکتا ہے - فعل قانونی کے صدور
کی استعداد پر بھی ازروئے قانون قید لگائی جاسکتی ہے مثلاً اون
اشخاص کی صورت مین جو ایک خاص عمر سے کم عمر کے ہون (۱)

(۴۵) افعال قانونی جنمین ایسے افعال سکے لوازم

افعال کالعدم و ممکن الانفساخ

(۱) دیکھو اصول قانون مولفہ ہالینڈ صفحہ ۹۷ - ۹۹ - اسیطرح مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلقہ برٹش انڈیا (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع) کی دفعہ ۲۵ (الف) کے بموجب ہر اقرار بابت دینے مہلت واسطے ادائے دین ڈکری شدہ کرنا جائز ہے الا اوس صورت مین کہ وہ کسی معاوضہ کے بدلے اور عدالت صادر کنندہ ڈکری کی اجازت سے ہوا ہو - نیز دیکھو مقدمہ دان بہادر سنگہ بنام انندی پرشاد - الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۵ -

موجود نہون تمام اغراض قانونی کے لئے ابتدا سے کالعدم تصور کئے جاتے ہین - لیکن جسصورت مین کہ نقص اس قسم کا ہو کہ بعد مین کسی واقعہ کے تغیر سے رفع ہو سکتا ہو (مثلاً جبکہ کسی گماشتہ کے ناقص اختیار کی اصلاح بعد مین کی جائے) یا فریق ذمہ دار اوس سے دست بردار ہو جائے (مثلاً بصورت فریب یا جبر) تو ایسا فعل بالکل کالعدم نہین ہو جاتا بلکہ صرف ممکن الانفساخ ہوتا ہے (۱)

افعال ممکن الانفساخ بعد مین منظور ہو سکتے ہین

(۵۵) **افعال ممکن الانفساخ** حسب مفہوم بالا وہ افعال ہین جنکا قانونی اثر اوس فریق کی مرضی پر جسکو پابند کرنا مقصود ہو معدوم ہو سکے - لیکن جس شخص کو کسی فعل کے کرنے کا اختیار رہا اوسپر یہ لازم نہین ہے کہ وہ اوس فعل کو کرے - مثلاً اگر کوئی شخص جو اپنی مرضی پر کسی فعل ممکن الانفساخ کے نتائج قانونی کو روک سکتا ہے یا اسمین ترمیم کر سکتا ہے اوس فعل کو بطور ایک جائز فعل کے بحال رکھنا یا تسلیم کرنا پسند کرے تو اوسکو ایسا کرنیکا کامل اختیار رہے - ایک ایسے فعل کی اس بعد کی بحالی یا تسلیم کو جو ابتداءً ممکن الانفساخ تھا منظوری کہتے ہین - اس منظوری کا اثر یہہ ہوتا ہے کہ فعل ابتدا سے جائز ہو جاتا ہے کیونکہ قاعدہ

منظوری کی تعریف

(۱) وینڈ شیڈ پنڈکٹن جلد ۱ دفعہ ۸۲ صفحہ ۲۲۰ - ۲۲۸ -

یہ ہے کہ منظوری ما بعد شروع سے اثر پذیر ہوتی ہے اور بمنزلہ حکم اول کے ہے"(۱) لیکن جس صورت مین کہ کوئی فعل صرف ممکن الانفساخ ہی نہو بلکہ کالعدم ہی ہو تو اوسکی نسبت قانون یہ تصور کرتا ہے کہ گویا وہ کبھی وقوع ہی مین نہین آیا اور اسلیئے بذریعہ منظوری ما بعد جائز ہونے کے قابل نہین ہے کیونکہ مسئلہ یہ ہے کہ وُہ امر جو ابتدا سے ناجائز ہو بوجہ امتداد زمانہ جائز نہین ہوسکتا"۔ اس بارہ مین دو اہم مسائل قانونی ہین جنکو یاد رکہنا چاہئے ایک مسئلہ یہ ہے کہ جہان اصل عطیہ ہی ناجائز ہو منظوری ما بعد مفید نہین ہے" لیکن برعکس اسکے یہ بہی ایک قاعدہ ہے کہ منظوری ما بعد تمام نقائص کو رفع کرتی ہے گو جو کچہہ کیا گیا وہ ابتدائً مفید نہ تھا"۔ جو کچہہ اوپر بیان ہوچکا ہے اوس سے واضح ہوگا کہ یہہ دونون قواعد کن صورتون سے متعلق ہوسکتے ہین۔

افعال قانونی مختلف واقعات سے مرکب ہوتے ہین

(۵۶) ارادہ جسکا اظہار فعل قانونی کی نسبت کیا جائے مختلف امور واقعاتی سے متعلق ہوسکتا ہے۔ یہ امور واقعاتی خواہ لازمی

---

(۱) یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا اس مسئلہ کا اطلاق ایک وصیت نامہ پر ہوسکتا ہے یا نہین۔ ملس بنام ملورڈ پروبیٹ ڈیویثرن جلد ۵ صفحہ ۲۰۔ لا جرنل جلد ۹ ہ صفحہ ۳۴۔ بولٹن بنام لیمبرٹ چانسری ڈیویثرن جلد ۱ ام صفحہ ۲۹۵۔ لا جرنل چانسری جلد ۸ ہ صفحہ ۴۲۵

ہوتے ہین یا **اتفاقی** یا **قیاسی**[1]

واقعات لازمی

(۵۷) **واقعات لازمی** وہ واقعات ہین جو بمنزلہ فعل کے جزو نفس الامری کے ہین جسکے بغیر اوسکا وجود ناممکن ہے۔ مثلاً ایک معاہدہ بیع کی صورت مین یہہ واقعہ کہ مشتری کو ایک خاص شئے خاص قیمت پر ملیگی واقعہ لازمی ہے[2]

واقعات اتفاقی

(۵۸) **واقعات اتفاقی** وہ واقعات ہین جو لازمی نہین ہین لیکن جنکو ثابت کرنا چاہئیے مثلاً یہ واقعہ کہ ایک معاہدہ بیع مین زرثمن معہ سود من ابتدائے تاریخ تکمیل معاہدہ ادا کیا جائے واقعہ اتفاقی ہے[3]

واقعات قیاسی

(۵۹) **واقعات قیاسی** وہ واقعات ہین جنکو خود قانون فعل سے قیاس کرلیتا ہے اور جنکو فریقین نے غالباً اوسی مفہوم مین ظاہر کیا ہوتا اگر وہ اسطرف متوجہ ہوتے۔ مثلاً قانون روما کے بموجب یہہ واقعہ

---

(۱) ونیڈشیڈ پنڈکٹن جلد ا دفعہ ۸۵ صفحہ ۲۲۷۔

(۲) ایضاً نوٹ ا۔ اہیرنس کتاب ۱ صفحہ ۵۹ ۳۔ دین نشٹاع۔ اصول قانون مؤلفہ ہالینڈ صفحہ ۱۰۳ طبع چہارم۔ (۳) ونیڈشیڈ پنڈکٹن جلد ا دفعہ ۸۵ صفحہ ۲۲۷ نوٹ ا۔

درباب قاعدہ عام بابت دلائے جانے سود کے طالب علم ہند کو چاہئے کہ ایکٹ نمبر ۳۲ سنہ ۱۸۳۹ع دیکھے۔ دفعہ ۵۵ (۴۔ ب) قانون انتقال جائداد ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ع ملاحظہ طلب ہے

حق ملکیت بابت کسی مال کے اوسوقت تک حاصل نہین ہو سکتا جب تک کہ قیمت ادا نہ کی جائے[1]

شرائط مطلق و معلق و ملحقہ

(۶۰) فعل کے اثر قانونی پر فریقین متعلقہ کا ارادہ بہی حاوی ہو سکتا ہے مثلاً کسی ایسی شرط کا اضافہ جسپر فعل کا اثر منحصر کیا جائے۔ یہہ شرط خود فعل قانونی کی تخلیق اعدام یا تغیر سے یا کسی دوسرے فعل کی تنسیخ سے جسکا ارتکاب اوسی زمانہ مین ہوا ہو متعلق ہو سکتی ہے۔ صورت آخر الذکر مین ونڈشیڈ اور دوسرے جرمن مقننین کے قول کے مطابق شرط **مطلق** کہلاتی ہے اور دوسری تمام شرائط شرائط **معلق** یا شرائط **ما قبل** کہلاتی ہین[2]۔ شرط اول الذکر کا یہہ اثر ہوتا ہے کہ جب وہ پوری ہو جاتی ہے تو وجوب ختم ہو جاتا ہے اور شرط آخر الذکر سے وجوب اوسوقت تک ملتوی رہتا ہے جب تک کہ شرط مذکور کی تکمیل نہو[3]۔ لارڈ جسٹس جیمس نے اپنی سند پر ایک اور قسم شرائط کی بیان کی ہے جو کسی جائداد کو مشروط یا کسی قید سے منوط کرتی ہین۔ یا اوسپر کوئی بار عاید کرتی ہین۔ ایسی شرائط کو

(۱) ونڈشیڈ پنڈکٹن جلد ۱ دفعہ ۸۵ صفحہ ۲۳۷ نوٹ ۱۔

(۲) ایضاً دفعہ ۸۶ صفحہ ۲۴۱ و ۲۴۲ اہیرنس صفحہ ۲۶۰۔ (۳) پوتہیر ترجمہ انگریزی صفحہ ۱۲۹۔ پنڈکٹن انسٹی ٹیوشن جلد ۲ دفعہ ۲۰۴ صفحہ ۶۶۵ و ۶۶۷ جلد پنجم۔ بیرن پنڈکٹن دفعہ ۸۷۔

لارڈ صاحب موصوف نے "شرائط ملحقہ" سے نامزد کیا ہے[1]

شرائط زمانہ ماضی یا حال یا مستقبل کی بابت ہوسکتی ہین

دفعہ ۲۶ علاوہ اسکے شرط کسی امر متعلقہ زمانۂ ماضی یا حال یا مستقبل سے بہی متعلق ہوتی ہے۔ مثلاً اگر زید مجسٹریٹ ہوتا یا اگر عمرو زندہ ہو یا اگر بکر مجسٹریٹ ہوگا"۔ نیز کسی ایسے امر سے متعلق ہوتی ہے جسکا وقوع مین آنا لازم یا غیر ممکن ہو۔ صورت اول الذکر مین نتیجہ قانونی واقعہ مقصودہ کے وقوع پر پیدا ہوگا اور صورت آخر الذکر مین "فعل تمام قانونی اثر سے معرا ہوگا بلحاظ اس مسئلہ کے کہ اگر کسی وجوب کے ساتھہ کوئی غیر ممکن شرط لگائی جائے تو معاہدہ کالعدم ہوجاتا ہے"۔ شرائط خواہ بلحاظ قوانین قدرت خواہ بلحاظ کسی حکم قانون صریح کے غیر ممکن ہوسکتی ہین یا مطلقاً یا اعتباری لحاظ سے غیر ممکن ہوسکتی ہین مثلاً کوئی جائداد اس شرط کے ساتھہ زید کو ہبہ کیگئی ہو کہ وہ ایک گہنٹہ مین ایک سو میل پیادہ پا چلے[2] یا آسمان کو ہاتھہ لگائے۔ یہ دونون فطرتاً غیر ممکن ہونے کی وجہ سے ہبہ ہائے کالعدم ہین اور یہ اون شرائط کی مثالین ہین جو مطلقاً غیر ممکن ہین۔ اگر مین ایک گہوڑے کے فروخت کرنیکا عہد کرون جو بوقت عہد مردہ تہا تو

---

(۱) مقدمہ کالنس بنام کیطرفہ (۱۸۵۸ع) لارپورٹ چانسری جلد ۱ صفحہ ۳۰۳۔

(۲) قانون استحقاق وراثت ہند دفعہ ۱۱۴ تمثیل الف۔ نیز دیکہو دفعہ ۲۵ قانون انتقال جائداد مصدرہ ۱۸۸۲ع دفعہ ۲۵۔

یہ ایک ایسی شرط ہے جو مطلقاً نہین بلکہ صرف خاص حالات مین غیر ممکن ہے لیکن ایک ہبہ بنام عمرو اس شرط پر کہ وہ بکر کو مار ڈالے اسوجہ سے کالعدم ہے کہ وہ قانون صریح کے حکم کے خلاف ہے جسکی رو سے قتل کی ممانعت ہی (۱)

قانون روما مین اون شرائط غیر ممکن کے مابین جو زندہ اشخاص کرتے تھے اور جو ہبہ ہائے وصیتی سے لاحق ہوتی تہین فرق قائم کیا گیا تہا صورت اول الذکر مین اظہار ارادہ تمام قانونی اثرات سے خالی تہا اور بلحاظ اس مسئلہ کے کہ جو کچھہ کہ غیر ممکن ہے اوس سے کوئی وجوب ملصق نہین ہے کالعدم سمجھا جاتا تہا لیکن ہبہ ہائے وصیتی کی صورت مین شرط غیر ممکن محض نظر انداز کیجاتی تہی اور خود ہبہ بحال رکہا جاتا تہا گویا کہ ایسی کوئی شرط سرے سے قائم ہی نہین کیگئی تہی (شرائط غیر ممکن جو کسی وصیت نامہ مین شامل کیجائین ناجائز تصور کی جاتی ہین)(۲) جیسا کہ ہم دیکھہ چکے ہین یہ فرق قانون استحقاق وراثت مجریہ ہند مین قائم نہین رکہا گیا ہے -

جبکہ شرط زیر التوا ہو تو فعل کی پابندی کی تقید لازم ہوتی ہے

(۶۲) جبکہ شرط ہنوز زیر التوا ہو تو فریقین کے حقوق اور ذمہ داریان جو فعل قانونی سے اثر پذیر ہوتی ہین محض ملتوی رہتی ہین -

(۱) قانون استحقاق وراثت ہند دفعہ ۱۱۴ تمثیل الف - (۲) ڈائجسٹ ۳۵ (۱ و ۳ و ۴) - وینڈسیڈ دفعہ ۹۴ صفحہ ۲۷۰ و ۲۷۱ ابیرنس کتاب اصول ۳۶ -

اگر فعل سے قانونی اثر ظاہر نہ ہوچکا ہو تو کم از کم اوسکے ظاہر ہونیکی توقع ہوتی ہے
اور تا وقتیکہ وہ واقعہ جسپر اوسکا قانونی اثر منحصر ہو وقوع مین نہ آئے
یا اوسکے وقوع مین آنیکی مدت معینہ منقضی نہو جائے وہ فریق جو اوس
واقعہ کے نتائج سے متاثر ہوگا مجاز نہین ہے کہ اپنے وعدہ کے خلاف
کوئی فعل کرکے فریق ثانی کو اوس نتیجہ سے جسکے اوس شرط کے
ایفا سے پیدا ہونیکا امکان ہو محروم رکھے (۱)

جبکہ شئے وجوب قبل از تعمیل معدوم ہو جائے

برخلاف اسکے اگر وہ شئے جسپر وجوب مشروطی منحصر ہو قبل از تعمیل
شرط بالکل معدوم ہو جائے تو اس سے کوئی فائدہ نہوگا کہ اوس شرط
کی تعمیل بعد مین کیگئی۔ کیونکہ شرط کی تعمیل اوس وجوب کو بحال و برقرار
نہین رکھہ سکتی جسکا وجود ہی باقی نرہا اور ظاہر ہے کہ کوئی وجوب بغیر
اوس چیز کے نہین ہوسکتا جسپر کہ وہ منحصر ہو (۲) پس اگر بیع و شرا کا
معاملہ کچھہ مال کی نسبت ہو جو ایک خاص جہاز پر آنے والا ہو اور وہ جہاز
بغیر قصور بائع تباہ ہو جائے یا بغیر اوس مال کے آ پہونچے تو یہ معاملہ باقی
نرہا (۳) بس اصولی مسئلہ پر کہ یہ صورتین مبنی ہین اوسکی توضیح مقدمہ ٹیلر بنام

(۱) وینڈ شیڈ پنڈکٹن جلد ا دفعہ ۸۹ صفحہ ۲۴۸ و ۲۴۹ ـ (۲) قانون وجوبات مولفہ پوتھیر ترجمۂ انگریزی جلد ا صفحہ ۱۲۷ ـ (۳) بوئیڈ بنام سیفکن (۱۸۰۹ع) پورٹ کیمپبل جلد ۲ صفحہ ۳۲۶

کالڈویل[1] اسطرح کیگئی ہے - "جبکہ معاہدہ کی نوعیت سے یہ ظاہر ہو کہ فریقین کو شروع سے اس امر کا علم ضرور رہوا ہوگا کہ اوسکی تعمیل اُسوقت تک نہین ہو سکتی جب تک کہ معاہدہ کی تعمیل کے وقت پر کسی خاص شئے کے وجود کا قیام نہو اور اسطرح پر اس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ اونہون نے معاہدہ کرتے وقت یہ ضرور خیال کرلیا ہوگا کہ اوس شئے کا اسطور پر موجود رہنا اُس امر کی بنیاد ہے جسکا کیا جانا مقصود ہے تو ایسی صورت مین درحالیکہ اس امر کی کوئی صریح یا معنوی ضمانت موجود نہو کہ اوس شئے کا موجود رہنا لازمی ہے معاہدہ مذکور کو ایک معاہدہ صریحی نہین بلکہ اس شرط معنوی کے تابع تصور کرنا چاہئے کہ اگر قبل نقض کے بغیر قصور معاہدین یعنے بوجہ ایسے اسباب کے جنپر اونکو اختیار نہ تہا اوس شئے کے تلف ہو جانے سے اوس معاہدہ کی تعمیل غیر ممکن ہو جائے تو فریقین بری الذمہ ہونگے"[2] - لیکن قانون دادرسی خاص مجریہ ہند کی روسے کوئی معاہدہ اس وجہ سے بالکل غیر قابل تعمیل نہین ہو جاتا ہے کہ شئے معہودہ کا ایک جزو جو بوقت عہد کے موجود تہا اسکی تعمیل کے وقت موجود نہین ہے[3]

(۱) (۱۸۶۳ء) لا جرنل ۳۲ کوئنس بنچ صفحہ ۱۶۴ - اسکی تقلید بمقدمہ باویل بنام کوپ لینڈ (۱۸۷۶ء) کوئنس بنچ ڈیویژن جلد ا صفحہ ۲۵۸ کیگئی - (۲) دیکہو فقرہ (۲۲۴) کتاب ہذا - (۳) دفعہ ۱۳

مدت

(۶۴) بعض اوقات بربنائے حکم قانون یا بوجہ کسی ایسی شرط کے جو کسی فعل قانونی سے ملصق ہو حقوق یا فرائض ایک خاص مدت کے انقضا کے بعد پیدا یا معدوم ہوتے ہین [1] چنانچہ قانون معاہدہ ہند [2] کے بموجب جس حال مین کہ از روئے معاہدہ ایفائے عہد کے واسطے کوئی مدت مقرر نہ کیگئی ہو تو لازم ہے کہ ایفائے عہد وقت مناسب کے اندر کیا جائے یہ امر کہ وقت مناسب کونسا ہے ہر مقدمہ خاص مین ایک امر واقعہ ہوگا جسکی تجویز عدالت سے ہوگی۔ اسیطرح قانون میعاد سماعت مجریہ ہند کی روسے بر وقت ختم ہونے اوس میعاد کے جو از روئے قانون مذکور ہر شخص کے لئے واسطے رجوع کرنے نالش قبضہ کسی ملکیت کے مقرر کیگئی ہے اوس شخص کا حق نسبت اوس ملکیت کے زائل ہو جائیگا [3]۔ فرض کرو کہ مین نے عمرو کے ہاتھ ایک گھوڑے کے فروخت کرنیکا اقرار کیا اور عمرو نے اوسکی قیمت تاریخ حوالگی سے ایک مہینہ کے بعد ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ یہان قیمت کے مطالبہ کے متعلق میرا حق اور اوسکی ادائی کے متعلق عمرو کا فرض مدت معہودہ کے ختم پر پیدا ہوگا۔

(۱) اُصول قانون مولفہ مارکبی دفعہ ۲۰۰ صفحہ ۱۴۴ ۔ (۲) دفعہ ۴۶۔

(۳) دفعہ ۲۸۔

وقت کا حساب کسطرح کیا جاتا ہے

(۶۴) اغراض قانون کے لئے وقت کے محسوب کرنے مین دن کے حصون پر لحاظ نہین کیا جاتا[1] اور ایک دن کاروبار کے اون ساعات معمولی پر محدود ہوتا ہے جو اُس مقام مین رائج ہون جہان ایفائے عہد مقصود ہو۔ مثلاً اگر زید عہد کرے کہ مال عمرو کے گودام مین یکم جنوری کو پہونچا دیگا اور اوس تاریخ کو زید وہ مال عمرو کے گودام مین لائے لیکن گودام کے بند ہوجانے کی معمولی ساعت کے بعد۔ اور اوس مال کے لینے سے انکار کیا جائے تو یہ سمجھا جائیگا کہ زید نے اپنے عہد کا ایفا نہین کیا[2]۔ لیکن اگر زید یہ عہد کرے کہ وہ عمرو کو اطلاعیابی سے تین دن کے بعد کچھہ روپیہ ادا کریگا اور عمرو کو تیسری روز کی صبح کو دس بجے اطلاع پہونچے تو زید کو یہہ ضرور نہوگا کہ چھٹے روز کی صبح کو دس بجے تک روپیہ ادا کرے بلکہ وہ چھٹے روز کو ساعات کاروبار کے اندر کسی وقت ادا کرسکتا ہے[3]۔ علاوہ اسکے جبکہ حقوق اور فرائض ایک خاص واقعہ کے وقوع مین انکی بعد

(۱) بعض اغراض کے لئے عدالت حصص روز پر لحاظ کریگی۔ مثلاً جس صورت مین کہ یہ ثابت کرنا ضروری ہو کہ منجملہ دو واقعات کے کونسا واقعہ پہلے واقع ہوا۔ نیز عدالت اوس خاص ساعت پر لحاظ کریگی جبکہ کوئی مدعا علیہ فوت ہوتا کہ یہ معلوم ہوسکے کہ آیا اجرائے ڈگری کا حکم اوسکی وفات کے قبل صادر ہوا یا نہین۔ دیکھو کلینچ بنام اسمتھہ ڈی پی سی ۳۳۷۔ (۲) دفعہ ۴۸ قانون معاہدہ ہند کی تمثیل۔ (۳) اصول قانون مولفہ مارکبی دفعہ ۴۸۲ صفحہ ۲۲۵۔

کسی خاص مدت کی ختم پر مشروط ہون تو امام کے محسوب کرنے مین وقوع واقعہ کا روز فی زمانہ عموماً خارج کیا جاتا ہے (۱) قانون روما مین جس روز واقعہ وقوع مین آتا تہا وہ مدت مقررہ کا پہلا روز تصور کیا جاتا تہا اور اخیر روز بشمول روز اول کے محسوب کیا جاتا تہا - ایک ایسے مقدمہ مین جسمین ایک مدت مقررہ کے اختتام پر کوئی حق یا قابلیت حاصل ہوتی تہی یہ کافی تہا کہ روز شروع ہو گیا - مثلاً اگر کوئی شخص یکم جنوری کو پیدا ہوا ہو تو وصیت نامہ لکہنے کی قابلیت اوس سال کی ۳۱ ڈسمبر کے شروع ہونے پر جسمین کہ اوس نے اپنا چودہوان سال ختم کیا حاصل کرتا تہا - لیکن جبکہ مدت کے اختتام سے کوئی حق بوجہ عدم استعمال زائل ہو جاتا تہا تو یہ ضرور تہا کہ وہ روز ختم ہو - اسی طرح ایک شئے مقبوضہ کے استحقاق کا زائل ہونا صرف اوسوقت سمجہا جاتا تہا جبکہ وہ استحقاق اوس مدت کے روز اخیر کے اختتام تک جو کہ اوسکے استعمال کے لئے مقرر کی گئی ہو استعمال نہ کیا جائے -

معنی ماہ و سال

(۶۵) لفظ "ماہ" یا "سال" سے مراد اب ماہ یا سال مطابق جنتری انگریزی ہے اور واضعان قانون ہند نے ان الفاظ کے معنی بیان کرنے مین جو کہ قوانین موضوعہ مین واقع ہوتے ہین یہی قاعدہ

(۱) اُصول قانون مولفہ مارکبی دفعہ ۲۸۶ -

اختیار کیا ہے (١) قانون اور عملدرآمد حالیہ مین ماہ کا شمار جنتری کے ایک مہینے کی فلان روز سے دوسرے مہینے کے اوس روز تک جو اوسی تاریخ پر واقع ہو یا کسی دوسرے مہینے کے اوسی روز تک جسمین کہ مدت معینہ ختم ہوتی ہو کیا جاتا ہے (٢) پس عموماً ایک میعاد زمانہ بطور ایک مسلسل یا متواتر سلسلۂ عوام یا شہور یا ایام کے سمجھی جاتی ہے (٣) اور ہر روز جو میعاد مین شامل ہو شمار کیا جاتا ہے بلالحاظ اس امر کے کہ فلان روز پر کن افعال کا ارتکاب ممکن یا غیر ممکن تہا۔ لیکن قانون روما مین خاص عدالتی کارروائیون کے متعلق مستثنیات بہی تہے جنکی نسبت یہہ قاعدہ تہا کہ اونکی تکمیل کے لئے جو میعاد از روئے قانون مقرر تہی (زیادہ سے زیادہ ایک سال) وہ محض ان ایام پر مشتمل تہی جبکہ اہل غرض کی حالت اس امر کی مقتضی ہوتی کہ وہ کارروائی کر سکین (٤) انگلستان مین بہی اون قواعد کے پیشتر جو ١٨٧٥ء مین از روئے ایکٹ ہائے جوڈیکیچر نافذ ہوئے اون ایام کے شمار کرنے مین جنکے اندر اپیل کا دائر ہونا لازم تہا یکشنبہ کے ایام خارج کئے جاتے تہے (٥) مگر قواعد مصدرہ ١٨٧٥ء کے بعد یکشنبہ کے دن

(١) دفعہ ٣ ضمن ٣٣ و ضمن ٥٩ - ایکٹ ١٠ مصدرہ ١٨٩٧ء یعنی قانون مضامین عام - (٢) پنڈیکٹس مولفہ جے - بی گوڈ سمیٹ ترجمہ ٹریسی گولڈ دفعہ ٤٨ صفحہ ٢١٩ نوٹ - بیرن پنڈیکٹس دفعہ ٨٤ صفحہ ١٢٥ - (٣) بروون بنام جانسن رپورٹ کیرنگٹن و مارشم صفحہ ٤٤ - رپورٹ میسن و ویلسبی جلد ١٠ صفحہ ٣٣١ (٤) ڈائجسٹ ٤٤ و ٣ و ١٥ و ٢ و ٤٤ و ٣ و ١ - (٥) مقدمہ ہیکسن بمقابلہ لا رپورٹ اکویٹی جلد ٢ صفحہ ٢٤ مقدمہ ہال بمقابلہ چانسری ڈیویژن جلد ٦ صفحہ ١٠٥ - لا جرنل چانسری جلد ٥ صفحہ ٤٤

خارج نہین کئے جاتے[۱] ہندوستان مین اگر نالش یا مرافعہ یا درخواست داخل کرنے کا اخیر روز یکشنبہ یا یوم تعطیل ہو تو وہ دن حساب سے خارج کیا جائیگا۔

(۱) مقدمہ وینس یکطرفہ چانسری ڈیویژن جلد ۴ صفحہ ۹۴ ۔

ماخذہائے قانون

(۶۶) قانون سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے طالب علم کو اس امر کا جاننا ضروری ہے کہ اوسکی کسطور پر اور کس جگہ تلاش کرنی چاہئے۔ اوسی نہ صرف یہہ معلوم ہونا چاہئے کہ قانون سے کیا مراد ہے بلکہ اس بات کا علم بہی اوسکے لئے لازمی ہے کہ قانون کن ماخذون سے دریافت ہو سکتا ہے۔ اس علم کی پہلی شاخ کی نسبت تو بحث ہو چکی ہے اب دوسری شاخ پر غور کرنا باقی ہے۔

زمانۂ حال کی ریاستوںمین ابتدائی ماخذ قانون کا وضع قوانین ہے

(۶۷) قانون کی جو تعریف پیشتر کی گئی ہے اوس سے یہ نتیجہ نکلتا ہی کہ ہمکو زمانہ حال کی مہذب ریاستون مین وضع قوانین کو وہ ابتدائی شکل تصور کرنا چاہئے جسمین کہ ایک خود مختار جماعت انتظامی کی حکومت اعلے ترین اپنی مرضی کو بطور قانون کے ظاہر کرتی ہے۔ حکومت اعلے

اس اختیار کو خواہ براہ راست کام مین لاتی ہے خواہ کسی جماعت ماتحت کے تفویض کرتی ہے - پارلیمنٹ برطانیہ کی حکومت اعلے ہند کے متعلق اپنے اختیارات وضع قوانین کا استعمال جو براہ راست کرتی ہے اوسکی ایک مشہور مثال قانون کونسل ہند مصدرہ سلاشلہ ہے -

واضعان قوانین ماتحت کی مثالین

(۶۸) اختیارات وضع قوانین کی تفویض کی مثالین نوآبادی ہائے انگلستان اور ہندوستان کے واضعان قوانین ہین جنکو اس قسم کے اختیارات انگلستان کی اعلے ترین حکومت سے بذریعہ تفویض حاصل ہوئے ہین لیکن نوآبادیون مین گو اُصولاً ملکہ معظمہ اور پارلیمنٹ برطانیہ کی حکومت اعلے ترین سے انکار نہین کیا جاتا مگر کبھی سننے مین نہین آیا کہ عملی طور پر نوآبادیون کے امور متعلقہ وضع قوانین مین پارلیمنٹ برطانیہ کی جانب سے کسی قسم کی مداخلت کیگئی ہو اور اگر ایسی مداخلت کی کوشش کی ہی جائے تو پیچیدگیون کے واقع ہونے کا احتمال ہے یہی وجہ ہے کہ اکثر نوآبادیون کی کونسل ہائے وضع قوانین کو عام اختیار عطا کیئے گئے ہین مثلاً ملک کینڈا کی مجلس وضع قوانین کو (۱) انگلستان کے ججون کا میلان اس طرف ہے کہ پارلیمنٹ برطانیہ کے کسی ایکٹ کو

(۱) ایکٹ مجریہ ۳۰ و ۳۱ سنہ جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریہ باب ۳ -

کُل سلطنت برطانیہ سے متعلق نہ کیا جائے - اور یہہ ایک ایسا قاعدہ تعبیر ہے کہ اُس سے صرف اوس صورت مین انحراف ہو سکتا ہے جبکہ کوئی نیت بالعکس اسکے صراحتاً ظاہر کیجائے[1] ہند کے متعلق گورنر جنرل کی کونسل کے اختیارات بذریعہ پارلیمنٹ صراحتاً محدود کردئے گئے ہین اور قطع نظر اُس اقتدار کے جو پارلیمنٹ برطانیہ نے اسطور پر اپنے لئے محفوظ رکہا ہے[2] انگلستان کی حکومت اسملے ترین ایکٹ پارلیمنٹ کی اوس عبارت کی بنا پر تسلیم کی گئی ہے جسکی رو سے ملکۂ معظمہ کو کسی ایسے قانون کی نسبت جو ہند مین جاری کیا جائے بذریعہ سکرٹیری آف اسٹیٹ ہند باجلاس کونسل اپنی نا منظوری ظاہر کرنے کا اختیار حاصل ہے (ایکٹ مجریہ ۲۴ و ۲۵ جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریا باب ۶۷ دفعہ ۲۲) - عملاً وضع قوانین کے متعلق کوئی تجویز جس سے عوام پر ذرا بھی اثر پڑتا ہو گورنر جنرل کی کونسل مین بغیر منظوری ماقبل سکرٹیری آف اسٹیٹ ہند باجلاس کونسل پیش نہین کیجاتی -

واضعان قوانین ماتحت کو اکثر اپنے اختیارات کی تفویض کی اجازت دیجاتی ہے

(۶۹) جسطور پر کہ کوئی حکومت جسکو کوئی اختیار سپرد کیا گیا ہو بغیر اجازت صریح اپنا اختیار پھر کسیکو اپنی طرف سے سپرد نہین کر سکتی اوسیطرح ایک ماتحت مجلس وضع قوانین کو لازم ہے کہ بذات خود اپنے اختیارات کو کام مین لائے الّا اوس صورت مین کہ اُسکو حکومت

(۱) دیکھو مقدمہ نیوزیلینڈ لون کمپنی بنام موریسن (۱۸۹۸ء) مقدمات اپیل صفحہ ۳۴۹ -

(۲) دیکھو ایکٹ مجریہ ۳ و ۴ جلوس ولیم چہارم باب ۸۵ دفعہ ۴۳ -

اعلےٰ ترین سر اسباب کی اجازت ملی ہو کہ اختیارات کو کسی دوسرے شخص یا مجمع اشخاص کو تفویض کریں (۱)
ہندوستان مین اس قسم کا اختیار تفویض گورنر جنرل با جلاس کونسل کو بشرط
منظوری ما قبل فرمانروائے برطانیہ عطا کیا گیا ہے - چنانچہ گورنر جنرل ہند
کی کونسل تمام برٹش انڈیا کے لئے قانون وضع کرسکتی ہے معہذا
مفصلات مین بہی کونسلین ہین جنکو اپنی حدود اراضی مین قوانین وضع
کرنیکے اختیارات حاصل ہین - فی الحال ایسی چہہ کونسلین ہین یعنی کونسلہاے
مدراس و بمبئی و کلکتہ و ممالک مغربی و شمالی و اودہ و پنجاب
و برما - ایسی جماعت ہائے ماتحت کی نسبت آسٹن نے صحیح طور پر
بیان کیا ہے کہ وہ ایسے حوض ہین جنمین اعلےٰ ترین مجلس وضع قوانین سے
جو کہ قانون کا سرچشمہ عام ہے پانی پہونچتا ہے اور قانون کے اس
چشمہ سے جو پانی اسطرح پر انمین پڑتا ہے وہ اونمین ہوکر پھر نکل جاتا ہے"-
(۷۰) بعض اوقات اختیارات ہمشکل اختیارات وضع قوانین کو
خاص اشخاص یا ایک خاص مجمع اشخاص از روئے حکم مندرجہ ایکٹ خاص کے

اختیارات ہمشکل اختیارات وضع قوانین مجمع نیسپل کمیٹی یا دیگر جماعتین استعمال کرتی ہین

(۱) دیکہو رائے پریوی کونسل مقدمہ ملکہ معظمہ نام براہ - لا رپورٹ جلد ۵ - انڈین اپیلس صفحہ ۱۷۸ -
یہ مقدمہ اس لحاظ سے بہی اہم ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عدالتین و اضعان قانون
ماتحت کے اختیارات وضع قانون کی نسبت کس حد تک بحث کرسکتی ہین -

استعمال کرتا ہے مثلاً ہندوستان مین لیفٹننٹ گورنرون گو اکثر از روئے ایکٹ لیجسلیٹو کونسل ہند بلحاظ اوسکے عام احکام سے کے قواعد بنانے کا اختیار دیا جاتا ہے[1] اور جماعت ہائے میونسپل کو بھی جنکا تقرر حسب ایکٹ نمبر ۲۰ مصدرہ ۱۸۸۳ء عمل مین آیا ہو معین حدود کے اندر اور بپابندی خاص شرائط مقررہ کے اسی قسم کا اختیار حاصل ہے۔[2] چیف کورٹ پنجاب کو بموجب ایکٹ نمبر ۱۸ مصدرہ ۱۸۸۴ء دفعہ ۱۴ اور مختلف ہائیکورٹ ہائے مقررہ حسب سند شاہی کو بموجب اسناد شاہی قواعد وضع کرنیکی لئے اسی قسم کا اختیار حاصل ہے۔[3] جب اس قسم کے اختیارات اوس طریقہ کی پابندی سے اور اون حدود کے اندر استعمال کئے جائین جنکو حکومت اعلے ترین مقرر کرے تو اس قسم کے مرتب کئے ہوئے قواعد قانون کا حکم رکھینگے اور وہ اونہین قوانین موضوعہ مین شامل

---

(۱) دیکھو دفعہ ۵۰ - ایکٹ ۴ ۱۸۸۲ء - دفعات ۲ و ۳ - ایکٹ ۵ ۱۸۸۱ء - دفعہ ۵۵ ایکٹ ۱ ۱۸۷۱ء - دفعہ ۲۶ - ایکٹ ۵۲ - ایکٹ ۳ ۱۸۸۰ء - دفعہ ۵۵ - (۲) ایکٹ ۲۰ ۱۸۸۳ء دفعہ ۱۵ - ایکٹ ۳ ۱۸۸۴ء - اور دفعہ ۱۷ - ایکٹ ۱۷ ۱۸۸۴ء -

(۳) دیکھو دفعات ۱۱۹ - ۱۲۲ -

(۴) دیکھو دفعہ ۴۲ - ایکٹ ۲ ۱۸۸۴ء -

متصور ہونگے جنکے بموجب وہ مرتب کئے گئے تہے (۱)

وضع قوانین صرف ترقی یافتہ جماعتہائے انتظامی کا ایک خاصہ ہے

(۱۷) لیکن قوانین کا اس طور پر وضع کیا جانا صرف اُن ترقی یافتہ جماعتہائے انتظامی کا خاصہ ہے جنمین قانون مجموعہ رواجات و روایات ہونے کے بجائے ایک مستقل فن کی حیثیت اختیار کرتا ہی زمانۂ قدیم کی سوسائیٹیون مین قانون کے اس ماخذ کا پتہ نہین چلتا۔ ان سوسائیٹیون مین وہ قواعد جو تمام عملی اغراض کے لئے

(۱) بہت سے ایکٹون مین جنکی روسے ترتیب قواعد کا اختیار دیا گیا ہو اسکی تصریح کردیگئی ہے دیکھو دفعہ ۱ ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۸۱ء - دفعہ ۳ - ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۸۷ء و دفعہ ۵ - ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۸۷ء لیکن جسصورت مین کہ ایسا صریح حکم موجود نہو تو بہی یہی اثر مترتب ہوگا بشرطیکہ قواعد اوس قانون کے مطابق ہون جسکی روسے وہ مرتب کیگئی ہون اور دوسری شرائط جو بذریعہ اوس قانون کے مقرر کیگئی ہون پوری ہوتی ہون - ایسے قواعد کی معقولیت کی نسبت حکام عدالت کوئی تحقیقات نہین کر سکتے بشرطیکہ وہ بالکل اوس غرض تک محدود ہون جسکے لئے اونکے مرتب کرنیکی اجازت عطا کی گئی ہو - اور ایسے قواعد واجب التعمیل ہونگے عام اس سے کہ وہ معقول اور مناسب ہون یا نہون (دیکھو نام ولیمس لا رپورٹ ۵ کوئنس بنچ صفحہ ۱۱۹ م - درباب ادن مقدمات کے جنمین یہ قرار پایا ہے کہ قواعد کی ترتیب میں اوس ایکٹ سے تجاوز کیا گیا جسکے بموجب انکا مرتب کیا جانا بیان کیا گیا دیکھو نمبر ۶ پنجاب کارڈ سنہ ۱۸۸۸ء و نمبر ۴ پنجاب کارڈ سنہ ۱۸۸۸ء - اس امر کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ جب کسی ایکٹ کی روسے بائی لا یا قاعدہ بنانے کا اختیار دیا گیا ہو اور بعد مین وہ ایکٹ منسوخ ہو جائے تو بائی لا یا قاعدہ مذکور ساقط الاثر ہوگا - اگر ایکٹ کو پہر وضع کرنا مقصود ہو تو ضرور ہی کہ اس مضمون کا حکم صراحتًا جاری کیا جائے کہ بائی لا یا قاعدہ مذکور نافذ رہیگا -

حکم قانون کار کہتے ہین اور جن سے افعال نسان (جہانتک کہ اون افعال کا مقصود حقوق پیدا کرنا یا فرایض عاید کرنا ہے) منضبط ہوتے ہین ایک مختلف پیرایہ مین وجود پاتے ہین۔

ترقی رسم

(۲۷) انگریزی مقننین (بنتہم اور آسٹن) کی رائے کے بموجب **قانون** سے مراد ایک ایسا حکم ہے جو بادشاہ نے صادر کیا ہو اور ہم دیکھہ چکے ہین (۱) کہ زمانۂ سلف کی اور نیز زمانۂ حال مین یورپ کی بڑی بڑی قومون نے قانون کے اظہار کے لئے جو مختلف الفاظ استعمال کئے ہین اون سب مین یہی اصل تصور حکم یا حفاظت یا حکومت کا داخل ہے۔ لیکن تہذیب کی ابتدائی مدارج مین ہمکو ایسی کوئی چیز نظر نہین آتی جو اس تصور کے بالکل مشابہ ہو۔ ایک ایسی حکومت اعلےٰ کا تصور جو اپنی رعایا کی ہدایت کے لئے اونکے خانگی حقوق و فرایض باہمی کے متعلق احکام صادر کرے درحقیقت زمانۂ دراز کے بعد پیدا ہوا ہے۔ زمانۂ ابتدائی مین لوگ اپنی اپنی حفاظت کے لئے مل کر رہتے تھے اور حملہ آوری کی خوف سے اپنے بچاؤ کے لئے آپسمین ملکر رہنے کی اونکو ترغیب ہوتی تھی (۲)۔ ایسی جماعتون مین یہ عام فہم اُصول کہ شخص واحد کی اغراض پر

(۱) فقرہ (۸)۔ (۲) قانون معاہدات مولفہ کلارک ہیر۔ بوسٹن ۱۸۸۶ء صفحہ ۲

اوس گروہ کے اغراض کو ترجیح دینی چاہیئے جسمین کہ وہ رہتا ہے قدرتی طور پر بہت جلد ظہور مین آتا ہے اسطرح ہر شخص واحد اوس گروہ یا جماعت کا جو کہ کل پر مشتمل ہے محض ایک رکن تصور کیا جاتا ہے۔ لیکن کل کو محفوظ رکہنے کے لیئے اوسکے اجزا کے ثبات کی ضرورت ہے اور اسکے لیئے ایک خاص انتظام قائم کرنا چاہیئے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو کسی گروہ کو تہوڑے عرصہ تک بہی محفوظ رکہنا غیر ممکن ہوگا۔ لیکن اتصال و ارتباط کی خواہش جو انسان کو مدنی الطبع بناتی ہے، اونکو یہہ بہی سکہاتی ہے کہ ایک قاعدہ مقررہ کے مطابق وہ اپنے افعال کو ضبط کرین گو کہ یہ قوت انضباط ابتدا مین خفیف ہی ہو۔ جو کچہہ شروع مین قریب قریب غیر محسوس تہا وہ متواتر رواج اور استعمال سے بتدریج عامۂ خلائق کے اسقدر ذہن نشین ہوجاتا ہے کہ اوسکو لوگ طرز عمل کا ایک ایسا واجب الاتباع قاعدہ سمجہنے لگتے ہین جسکی خلاف ورزی یقیناً اوس گروہ کی سخت ناخوشنودی کا باعث ہوگی جسکا کہ شخص متہم خلاف ورزی ایک رکن ہے چہوٹی جماعتون مین عام گروہ یا اوسکے بڑے حصہ کی ناخوشنودی نظر انداز نہین کی جاسکتی۔ اور اسطور پر وہ قاعدہ جو ابتدا مین غیر محسوس تہا رفتہ رفتہ اسقدر زور پکڑ جاتا ہے کہ اوسکی مخالفت محض غیر ممکن ہوجاتی ہے۔

بقول اڈولف ٹرینڈلین برگ نظام اخلاق مین قانون مجموعہ ہے افعال

ارادی کے اون عام قواعد کا جنکے ذریعہ سے نظام مذکور اور اوس کے اجزائے منفرد قائم رہ سکتے ہین"[1] درحقیقت قانون مقرر کرنے کے لئے راستہ صرف اوسی وقت صاف ہوتا ہے جبکہ عدم مساوات اور افراد گروہ انسانی پر قابو حاصل ہوجائے"[2] رسوم ہی جن سے ذاتی حقوق پر اثر پڑتا ہے اسیطرح ترقی پذیر ہوتی ہین - جو کچھہ کہ ایک بار کیا گیا ہو اوسکے مطابق دوسری دفعہ عمل کرنے کے لئے ایک قاعدہ قایم ہوتا ہے اور بالخصوص قدیم خیالات کی سوسائٹیون مین لوگون کی یہ عادت ہوتی ہے کہ بعوض اسکے کہ خود اپنے لئے جدید قاعدہ بنانے کی فکر مین مبتلا ہون وہی قاعدہ اختیار کیا جاتا ہے جسکے مطابق مماثل صورتون مین پیشتر عمل کیا گیا ہو۔ یہ قاعدہ بتدریج بوجہ اعادہ کے زور اور عظمت حاصل کرتا ہے اور جبکہ وہ آخر الامر امتداد زمانہ کی وجہ سے پختہ اور مقبول ہوجاتا ہے تو وہ رسم کی عظیم الشان شکل پکڑ لیتا ہے - اور اسطرح پر رسم کی نسبت صحیح طور پر یہ قول راست آتا ہے کہ یہہ نتیجہ ہے اون ترجیحات کا جنکو انسان کی عقل حیوانی نے بلا ظاہری احساس وادراک کے دل مین جگہ دیلی اور حاصل ہے اوس ایمان وایقان کا جسے بنی نوع انسان نے

(۱) نیچر کیٹ دفعہ ۶۴ صفحہ ۸۳ - (۲) پشٹا دفعہ ۹ صفحہ ۱۷ -

زبان حال سے ظاہر کیا (۱) پس یہی عملدرآمد قدیم ہے جس سے بعد اسکو
کہ وہ بطور ایک رسم کے مستحکم ہوجاتا ہے لوگون کا یہ ایقان ظاہر ہوتا ہے
کہ جو کچھ کہ وہ کرتے ہین وہ بمنزلہ قانون کے ہے اور یہی وجہ ہے کہ
رسم کو قانون کی وقعت ملتی ہے (۲) ممکن ہے کہ ایک خاص رسم کی ترکیب مین
مخالف اغراض نے بعض اوقات ایک دوسرے پر تفوق حاصل کرنے
کے لئے جد وجہد کی ہو اور پشٹا نے جو کچھ نظریہ پیش کیا ہے کہ حقوق کا
نشو ونما بغیر کسی کشمکش کے معرض ظہور مین آیا اوس پر اوسکے ہم وطن
اہیرنگ کا سخت اعتراض وارد ہوتا ہے۔ اہیرنگ کا قول ہے کہ پشٹا
کے نظریہ کی حقیقت ایک خیالی تصویر سے زیادہ نہین ہے اور اسکی
بنا حالات وکوائف ماضیہ کو پردہ تخیل پر ایک غلط پہلو سے کھینچنے پر ہی (۳)
لیکن رسم کو جو قانون کا ماخذ قرار دیا گیا ہے اور اوسکی نسبت یہ
کہا گیا ہے کہ تہذیب کے ابتدائی مدارج مین سوائے اسکے قانون کا
اور کوئی ماخذ نہین تھا اسکے لئے اگر تعریف کے مستحق ہو سکتے ہین تو
مورخین جرمنی ہین جنمین سیوگنی اور پشٹا ممتاز ترین ہین۔

---

(۱) کامن لا مولفہ ہولمس صفحہ ۳۶ - (۲) ونیڈ سشیڈ جلد ۱ دفعہ ۱۵ صفحہ ۴۴
(۳) جہاد استحقاق" ترجمہ مسٹر اشورتھ صفحہ ۱۲ -

ہندوستان مین رسم کی اہمیت

(۴۷) ہندوستان مین اور بالخصوص پنجاب کے اون حصونمین جہان رعایا کی عادات بالکل سادہ ہوتی ہین اور اونکا بڑا حصہ زراعت پیشہ ہوتا ہے اور وہ احکام شاستر ہنود و شرع محمدی سے ناواقف ہوتے ہین رسم کو پوری وقعت دینے کی ضرورت کی نسبت بہت کچھہ بیان کیا جا سکتا ہی - ہندوستان مین رسم نے جو حالت اختیار کی اُسکی طرف اول اول سرہنری مین نے توجہ دلائی اور یہ ظاہر کیا کہ جبکہ عملداری برطانیہ ہندوستانمین قائم ہوئی اوسوقت ہندوستان مین بالعموم اور پنجاب مین بالخصوص جو حالت تھی اوسپر آسٹن کے تصور قانون کا اطلاق ناممکن ہے - اِسمضمون پر جو دلچسپ بحث کہ سرہنری مین نے کی ہے اوسکا نتیجہ یہ ہے کہ قانون رواجی نے ایک بالکل جدید صورت اختیار کی اور وہ "قانون کے آسمان پر بطور ایک نئے نظارہ کے نمودار ہوا"[1] اسبات کو آجکل لوگ اچھی طرح پر جانتے ہین کہ خود ہندوؤن کا قانون تحریری رسم کو بوجہ احسن تسلیم کرتا ہے اور اوسکو "اعلے ترین قانون" کے نام سے تعبیر کرتا ہی - منو کی مجموعہ مین اوس راجہ کو جو قانون الہامی سے واقف ہو یہ حکم دیا گیا ہے کہ دستور تجارت اور خاص قبیلون کے قواعد کے

(۱) فلسفہ قانون مولفہ کینٹ صفحہ ۲۳ -

متعلق تحقیقات کرے اور اسکے بعد اونکے لئے خاص قواعد مقرر کرے[1]۔ اسمین ذرا بھی شک نہین کہ قانون برہمنی کا بڑا حصہ رسم پر مبنی ہے گو یہ سچ ہے کہ رسم کی تعبیر و تفسیر مین برہمنون کے خیالات کو مدنظر رکھا جاتا ہے اور اگرچہ شرع محمدی صریح طور پر رسم کو تسلیم نہین کرتی لیکن اسبارہ مین عملدرآمد حقیقی قانون تحریری پر غالب ہے۔ چنانچہ ایسے مسلمان امراء مین بھی جنکے مذہبی اعتقادات مین کوئی کلام نہین ہم دیکھتے ہین کہ وراثت کے متعلق شرع محمدی کے احکام سے انحراف کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات عورتین وراثت سے بالکل خارج کی جاتی ہین اور بعض دفعہ بیوہ جسکی اولاد نرینہ نہو شرع محمدی کے احکام کے مطابق ایک خاص حصہ رسدی سے متمتع ہونیکے بجائے اپنے شوہر متوفی کی کل جائداد مین تاحین حیات استحقاق رکھتی ہے[2]۔ الغرض ہندوستان اور بالخصوص پنجاب کے اصول قانون مین مختلف قومون یعنی انگریزون اور مسلمانون اور ہندوؤن کے قوانین کے مسائل اور اصول قصبات اور دیہات کی رسوم اور

(۱) منو باب ۹ دفعہ ۱۰۴۔ نیز دیکھو باب ۸ دفعہ ۴۱۶۔

(۲) نمبر ۱۳ پنجاب رکارڈ ۱۸۸۲ء۔ نمبر ۱ پنجاب رکارڈ ۱۸۶۷ء۔ نمبر ۷ اپنجاب رکارڈ ۱۸۸۳ء۔ نمبر ۴۶ پنجاب رکارڈ ۱۸۸۳ء۔ نمبر ۸۹ پنجاب رکارڈ ۱۸۶۶ء

رواجات کے ساتھہ مخلوط ہین -

لوازم جواز رسم

(۴۷) رسم کے جواز کے لئے اب عموماً یہ امر ضروری خیال کیا جاتا ہے کہ برتاؤ جس کے اوسکی تائید ہوتی ہو قدیم مستقل اور معقول ہونا چاہئے اور بوجہ اسکے کہ وہ قانون کے عام قواعد کے خلاف ہوتی ہے اوسکی تعبیر سختی کے ساتھہ ہونی چاہئے -[1] رسم کے معقول ہونے سے یہ مراد نہین ہے کہ زمانہ حال کے خیالات کے لحاظ سے وہ واجبی یا غیر واجبی قرار دیجائے - بہت سی رسوم ایسی ہین جو ہمارے انفرادی خیالات کے بموجب واجبی نہون لیکن تاہم اونکے مطابق متواتر عمل ہوتا رہا ہے مثلاً "گیول کینڈ"[2] کی رسم کو جو انگلستان مین ضلع کینٹ کے بعض حصون مین جاری ہے غالباً زمانہ حال کے بہت سے اشخاص اس وسیع مفہوم مین معقول نہین خیال کرینگے - انگلستان کی بعض تجارتی رسمون اور ہندوستان کی بہت سی دیہاتی رسمون کی نسبت بھی یہی کہا جاسکتا ہے در اصل رسم کے معقول ہونیکے یہ معنی ہین کہ وہ اخلاق کے اصل اصول یا اوس ریاست کے قوانین کے خلاف نہو جسمین کہ اوسکا موجود ہونا بیان

(۱) ہر پرشاد بنام شیو دیال (۱۸۷۶ع) فیصلہ جات پریوی کونسل مولفہ بلدیو رام دیو صفحہ ۱۱ -

(۲) اس رسم کے بموجب باپ کی وفات پر اسکی جائداد غیر منقولہ کل بیٹون مین مساوی طور پر او بٹنے ہونیکی صورت مین بیٹون مین حسب حصص تقسیم ہوتی ہے اور بھائی کی جائداد غیر منقولہ بصورت عدم موجودگی اولاد کل بھائیون مین تقسیم ہوتی ہے -

کیا جائے (۱)

(۷۵) اس بارہ مین بہت کچھہ بحث ہوئی ہے کہ رسم کسوقت قانون کی حیثیت اختیار کرتی ہے۔ آسٹن نے اس عام اصول کو تسلیم کیا ہے کہ رسم صرف اوسوقت قانون صریح کی حیثیت اختیار کرتی ہے جبکہ وہ خواہ صراحتاً اون قوانین مین شریک کئے جانیکی وجہ سے جنکو حکومت اعلی نے جاری کیا ہو خواہ معنیاً بربنائے فیصلہ جات عدالتی جنکی تعمیل ریاست اپنی حکومت کے زور سے کراتی ہے بمنزلہ قانون صریح کے مانی جائے (۲)

اصول متذکرہ کو تسلیم کرنے کے بعد آسٹن نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ قواعد رسم اوسوقت تک قوانین صریح نہین ہوسکتے جب تک کہ وہ فیصلہ جات عدالتی کے ذریعہ سے قوانین قرار نہ دئے جائین (۳)۔ لیکن یہ رائے صریحاً غلط ہے۔ عدالتین قوانین وضع نہین کرتین اونکا فرض منصبی صرف اسقدر ہے کہ بعد تحقیقات یہ ظاہر کرین کہ منشائے قانون کیا ہے۔ اسلئے وہ تحریری قانون سے (جہان ایسا قانون موجود ہوتا ہے) مدد لیتی ہین اور جہان ایسا قانون موجود نہین ہوتا یا اوس خاص مقدمہ کے تصفیہ کے لئے

---

(۱) ونیڈ شیٹ جلد ا دفعہ ۶ صفحہ ۴۔ نیز دیکھو دفعہ ۷۔ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۷۲ء یعنی ایکٹ متعلقہ قوانین پنجاب

(۲) اصول قانون مولفہ آسٹن صفحہ ۱۹۔ (۳) ایضاً صفحہ ۲۷۰۔

کسوقت رسم قانون کی حیثیت اختیار کرتی ہے

کوئی قاعدہ نہین ملسکتا دہان عدالتون کو مجبوراً اون دوسرے مسلہ ماخذون سے مدد لینی پڑتی ہے جن سے قانون متعلقہ کا علم حاصل ہو سکے - منجملہ ان ماخذون کے جیسا کہ ہمکو پیشتر معلوم ہو چکا ہے ایک ماخذ رسم ہے اور جبکہ عدالت کو اسبات کا علم ہو کہ رسم موجود ہے اور اوسکے جواز کے لئے جو عام لوازم ضروری ہین وہ سب اوسمین موجود ہین تو عدالت اوسپر عمل کرتی ہے نہ اس وجہ سے کہ اوسکو اسبات کا یقین ہو جاتا ہے کہ آئندہ کے لئے وہی قانون بننا چاہئے بلکہ اِس وجہ سے کہ اوسکو اطمینان ہو جاتا ہے کہ وہ بذات خود قانون ہے جو اسوقت تک اسبارہ مین جاری ہے اور جو بوجہ قدیم اور مستقل اور معقول ہونے کے آیندہ کیلئے بمنزلہ قانون کے قائم ہونا چاہئے - ہر مقدمہ خاص مین فیصلہ عدالتی صرف اسقدر بتاتا ہے کہ رسم کیا ہے اور اس ذریعہ سے رعایا کو اوس سے آگاہ کر دیتا ہے - لیکن وہ رسم کو قانون کی شکل مین کوئی پہلے مرتبہ نہین منتقل کرتا[1]

دیگر ماخذ ہائے قانون

(۷۶) علاوہ اِن دو ماخذون کے جو ہم اوپر بیان کر آئے ہین دوسرے ماخذ بھی ہین جنپر عموماً **قانون مندرجہ فیصلہ جات عدالتی**

(۱) دیکھو اصول قانون مولفہ پروفیسر ہالینڈ صفحہ ۵۵ و ۵۶ -

اور **قانون علمی** اور **نصفت** (یعنے ایکوٹی)[1] **وایمانداری** کے ضمن مین غور کیا جاتا ہے۔ لیکن میری دانست مین ان ماخذون کو **وضع قانون ضمنی** یا **وضع قانون ضمیمی** مین سے کسی ایک عنوان مین داخل کر کے اون پر بحث کرنا زیادہ مناسب اور صحیح ہوگا۔[2]

وضع قانون ضمنی

(۷۷) **وضع قانون ضمنی** مین مین اوس قانون کو داخل کرونگا جسکو ججون کا وضع کیا ہوا قانون کہتے ہین۔ یہ ضمنی اس وجہ سے ہی کہ جج بلاواسطہ قانون وضع کرنیکا دعوی نہین کرتے لیکن بہت سی ممالک کے قوانین مین اکثر نقائص ہوتے ہین اور جہان ججون کو مقدمۂ پیش شدہ کے متعلق کوئی صریح قاعدہ قانون ہاتھ نہین ہوتا اونکو مجبوراً خواہ کسی دوسرے قاعدۂ قانون مسلمہ کے قرینہ سے خواہ اون قواعد سے جنکو اُصول نصفت وایمانداری کہتے ہین مدد لیکر ایک جدید قاعدہ بنانا پڑتا ہے۔ یہ منتو کی

(۱) **ایکویٹی** اوس چارہ کار کو کہتے ہین جو بذریعہ انگریزی عدالتہائے ایکوٹی کے اون مقدمات مین فریقین کو حاصل ہوسکتا ہی جنمین قانون عام کے مطابق عمل کرنے سے مدعی کو پورا انصاف نہین مل سکتا۔ وہ با[illegible] مقدمات متعلقہ امانت مین اور اون معاملات مین استعمال کیا جاتا ہی جو عامۂ خلایق کے مابین باہمی ایمان اور اعتبار سے پیدا ہوتے ہین مقدمات متذکرۂ صدر مین جو کارروائی کیجاتی ہی اوسکو مدعا علیہ کے ایمان سے سروکار رہتا ہے کیونکہ اوسکو معاملہ متنازعہ فیہ کے متعلق تمام اُمور کی حلفاً جوابدہی کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ (۲) نوعیت قانون صریح مولفہ لائٹ وڈ صفحہ ۱۲۱ و ۱۲۴۔

تقسیم کے موافق قانون کا چوتھا مخرج ہے اور یہ ایک وسیع اور لا انتہا ماخذ ہی[1]
ہندوستان مین ججون کو خاص طور پر بذریعہ قانون ہدایت کیگئی ہے کہ اس
قسم کے قواعد سے مدد لیجایا کرے مگر یہ نہین بتایا گیا ہے کہ یہ قواعد کہان سے
مل سکتے ہین بلکہ جو عدالتون پر انکی جستجو کا بار ڈالا گیا ہے۔ تاہم تقلید ہند و
مقننون کے ہم اسقدر کہہ سکتے ہین کہ یہ قواعد ایسے ہونے چاہئین کہ ان سے
اصول انصاف رسانی کے مقاصد پورے ہون اور انکو عقل تسلیم کرے"[2]
اور شاید اسبارہ مین اس سے زیادہ تصریح کرنا ممکن نہوگا لیکن یاد رکھنا چاہئے
کہ ایکوئٹی کے مطابق عمل کرتے وقت حاکم عدالت کو جس انصاف رسانی کا

---

(1) مسٹر جے ایف اسٹیون نے اپنی اسپیچ متعلقہ مسودہ قانون ازدواج اشخاص ہندوستانی مین یہہ
کہا کہ "انصاف نصفت وایمانداری کا سب سے عمدہ قاعدہ جس سے کہ مین واقف ہون اور جو ہمیشہ
عدالت ہائے ہند مین اختیار کیا جاتا ہے عدالت ہائے انگلستان کے فیصلہ جات کے ان حصون مین
پایا جائیگا جن مین ان وسیع اور عام اصول پر بحث کی جاتی ہے جو مبنی بر فطرت
انسانی ہین اور جن کو تمام یا قریب قریب تمام اقوام مہذب نے مختلف مدارج صراحت
کے ساتھہ تسلیم کیا ہے نہ ان اصلاحی خصوصیتون پر جو قانون انگلستان اور عدالت ہائے
انگلستان سے مخصوص ہین"۔ گزٹ آف انڈیا مورخہ ۲۰ جنوری ۱۸۷۲ء –
(۲) ٹگور لا لکچر بابت ۱۸۸۲ء صفحہ ۱۳۰ –

حکم ہے وہ اوس انصاف سے مختلف نہین ہے جسپر کہ قانون بنی ہے۔ انصاف قانونی اور ایکوئٹی ایک دوسرے کی نقیض نہین ہین بلکہ دونون ایک ہی ہین۔ حاکم عدالت خاص صورتون مین خاص قانون استعمال کرنے کا مجاز ہے مگر عام اصول انصاف رسانی ہرحالت مین یکسان ہین۔ [1] انگریزی مقننون کی اصطلاحی زبان مین ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ ایکوئٹی قانون کے تابع ہے اور اُس سے قانون کو کسیطرح نقصان نہین پہونچتا" [2] چنانچہ مقدمات متعلقہ استحقاق جائداد وحقوق ومرافق بربنائے قانون مین عدالت ہائے ایکوئٹی کو جنکو ہر دو قسم کے اختیارات حاصل تھے قانون کے قواعد کی سختی کے ساتھہ پابندی کرنیکا حکم تھا اور وہ اُن قواعد سے انحراف کرنیکی مجاز نہین تھین۔ اسی طرح مقدمات متعلقہ استحقاق جائداد وحقوق ومرافق بربنائے ایکوئٹی مین گو قواعد قانون کی سختی کے ساتھہ پابندی لازم نہین تھی تاہم وہ اِن قواعد کے بموجب اون صورتون مین عمل کرتی تھین جہان ایسا کرنا ممکن تھا [3]

ایکوئٹی کی ابتدا — (۷۔ الف) غالباً ایسا کوئی مضمون نہوگا جسپر اسقدر مباحثہ

---

(۱) انسٹی ٹیوٹس آف لا مولفہ لاریمر صفحہ ۲۱۹۔

(۲) ایکوئٹی جوریسپروڈنس مولفہ اسنیل صفحہ، طبع چہارم۔

(۳) ایضاً ایضاً ایضاً

ہوا ہو عِتنا کہ اقتدارات مستعملہ عدالت ہائے ایکویٹی پر ہوا ہے جو معمولی عدالت ہائے
قانونی کی مروجہ اقتدارات سے مختلف ہین۔ قانون روما اور قانون انگلستان
مین یہ تمیز نہایت ہی صاف طور پر نمایان ہے اور دونون مین جن عام
وجوہ کی بنا پر یہ تمیز پیدا ہوئی وہ یکسان تھے۔ جو قومی خصوصیات کہ روما
او رانگلستان مین پیدا ہوگئین اور جنکی وجہ سے رومی اور انگریز مسلمہ
اُصول اور مروجہ انتظامات و دستورات کے قیام پر اوس حالت مین بھی
مصر رہے جبکہ اُصول و دستورات مذکور کو زمانہ کی روزافزون ترقی سے
تطابق نرہا خاص خاص اعتبارات سے مشترک العلل ہین۔ دونون قومون کو
اپنی بڑائی پر ناز تھا۔ دونون اپنے اسلاف پر بحاطور پر فخر کرتی تھین اور اپنے
گذشتہ کارنامون کو وقعت اور تعظیم کی نگاہ سے دیکھتی تھین۔ دونون کے نزدیک
ممالک غیر کے رسم و رواج تنفر و تحقیر کے مستوجب تھے۔ دونون کو
اُصول مروجہ اور انتظامات و دستورات جاریہ کے ساتھ ایسا اُنس ہوگیا تھا
کہ وہ انمین مداخلت کو جائز نہین رکھتی تھین اور یہ اُنس اس امر کی یاد پر مبنی تھا کہ انتظامات
و دستورات مذکور ایک مدید و طویل معارضہ کا حاصل ہین جو سیاسی آزادی
کی غرض سے برپا ہوا تھا۔ اسکے ساتھ ہی دونون قومون کے لوگ
عام طور پر سیاسی زندگی مین حصہ لیتے تھے اور انتظام مملکت کا بار قوم
کے افراد پر عام طور سے پڑتا تھا۔ پرانے اُصول کے تسلسل کے تحفظ کا خیال

ان اقوام کے افراد مین نہایت مستحکم ہوگیا اور اسکا ثبوت ہمکو اسبات سے ملتا ہے کہ اہی تک ظاہری طور پر ان قوانین کی تعظیم کیجاتی ہے جو لوگونکی ضروریات حقیقی کے کفیل باقی نہین رہے اور تصنع تجدد اور تصرف کے دائرہ مین لاکر انکی تاویل تعلیل و تضمین جائز قرار دیجاتی ہے گو جو جگہ کہ کتب قانونی مین انکو دیگئی ہے وہ قدیم الایام سے نسلاً بعد نسل بغیر کسی تغیر و تبدل کے بخبر چلی آتی ہے چنانچہ روما کا قانون الواح اثنا عشر ایک زمانہ تک قائم رہا گو جس زبان مین کہ وہ لکھا گیا تھا وہ صاف طور پر سمجھہ مین نہین آتی تھی۔ اسیطرح انگلستان مین بہی لڑائی کے ذریعہ سے مجرمون کی تجویز کا طریقہ جسکے انسداد کی دو دفعہ یعنے ۱۷۷۴ء و ۱۸۱۸ء مین کوشش کیگئی مگر رائگان ثابت ہوئی بالاخر بذریعہ ایکٹ مجریہ ۱۸۱۹ء جلوس جارج سوم باب ۴۶ باضابطہ طور پر موقوف کیا گیا اگرچہ اس طریقہ کے ذریعہ سے تجویز کئے جانیکی درخواست کرینکا حق عرصہ دراز سے کام مین نہین لایا جاتا تھا۔[1] لیکن انگلستانکی طرح روما مین بہی گو قانون غیر عملی حالت مین مقدمات کی تجویز کا ایک قاعدہ بہم پہونچاتا تھا مگر حکام عدالتہائی فوجداری و دیوانی مقدمات کے تصفیہ مین وہ اصول اختیار کرتے تہے جو قانون کے قواعد مقررہ سے بذریعہ

---

(۱) حالات تاریخی قانون فوجداری مولفہ فٹنز جیمس اسٹیون جلد ۱ صفحہ ۲۴۹ -

دلائل تمثیل اخذ کئے جاتے تہے یا جبتک اسطرح پر اخذ کئے جانے کا دعوی کیا جاتا تہا اور قانون کے یہہ قواعد عوام الناس کے خیالات انصاف رسانی سے مناسبت رکہتے تھے اور ان سے کافہ انام مین حالت مساوی قائم رکہنے کا وہ رجحان ظاہر ہوتا تہا جو بقول سر ہنری مین روما کی ایکوئیٹی کا اصل منشا تھا[1]۔ روما کا پریٹر (حاکم عدالت) اس اختیار کو رعایائے روما کے محافظ کی حیثیت سے کام مین لاتا تہا جسطرح انگلستان مین لارڈ چانسلر بادشاہ کے ایمان کے محافظ کی حیثیت سے عمل کرتا تہا۔ اس عجیب و غریب اختیار کے استعمال مین پریٹر کو مثل لارڈ چانسلر کے اس امر کی تجویز کے اختیار تمیزی کے حاصل ہونے کا بیجا دعوی تہا کہ کن صورتون مین ایکوئیٹی کے قدرتی اصول کو قانون کے سخت احکام پر ترجیح دینی چاہئے۔ ایکوئیٹی جو اسطور پر عمل مین لائی جاتی تہی اوس سے انصاف کیطرف عوام الناس کے میلان کی سب سے جدید حالت کو ظاہر کرنا مقصود تہا۔ بعوض اسکے کہ قانون کے مفہوم لفظی پر لحاظ کیا جائے اوسکی اصل منشاء کے مطابق عمل کرنیکا طریقہ اختیار کر کے قانون کی نفاذ کو اسقدر وسعت اور قوت دیجاتی تہی کہ اوسے حوائج موجودہ کے ساتھہ مناسبت حاصل ہو جاتی تھی۔ اور اسطور پر موجودہ قوانین مین اصلاح کرنیکی ضرورت جسکو رعایائے روما کبھی پسند نہین کرتی تہی اس غلط قیاس کی بناپر بہت کچھ

(۱) قانون قدیم باب ۳ صفحہ ۵۹۔

رفع ہوجاتی تہی کہ پریٹر فی نفسہ قواعد قانون ملکی د جبکہ اونکی صحیح طور پر تعبیر کیجائے
کے احکام کے مطابق انصاف کرتا تہا۔ لیکن علمائے روما نے اس
قیاس کی صحت کے متعلق غور سے بحث کرنے کی کبہی پروا نہین کی۔
پس صحیح طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ عدالت روما کی ایکوٹی انگلستان کی عدالت
چانسری کی ایکوٹی کیطرح قانون کے تابع تہی۔

ایکوٹی کے چند اہم مسائل

(۷۷-ب) چارہ کار عطا کرنے یا نہ کرنے مین انگلستان کی
عدالت ایکوٹی چند[1] معین قواعد کے مطابق عمل کرتی ہے اور مفصلہ ذیل
تین قیمتی مسائل عملی طور پر اسقدر متواتر واقع ہوا کرتے ہین کہ اونکے متعلق ہندوستان
کے طالب علم کے فائدہ کے لیئے چند الفاظ بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

(الف) جو شخص انصاف کا خواہان ہو اوسکو چاہیئے کہ بذات خود اصول انصاف پر کاربند ہو۔

اس مسئلہ کے سمجہہ مین آنے کے لیئے یہ مثال دیجاسکتی ہے کہ ایک

(۱) لارڈ ایلڈن نے ایک مقدمہ مین بیان کیا ہے کہ "اُس عدالت کے اصول قریب قریب اوسیقدر معین اور یکسان ہونے چاہیئین جیسے کہ کامن لا کے اصول ہین لیکن اس امر کی احتیاط لازم ہے کہ ہر مقدمہ کے حالات کے لحاظ سے اونکا استعمال کیا جائے"۔ گی بنام بریچرڈ - رپورٹ سوانسٹن جلد ۲ صفحہ ۴۱۴ -

شخص جو کسی جائداد پر حقیت رکہتا ہو عمداً دوسرے شخص کو جو اوسکی حقیت سے ناواقف ہے اوس جائداد پر تعمیر مکانات یا کوئی ایسی شئے بنانے مین روپیہ صرف کرنے دیتا ہے جو اوسکی ترقی اور فائدہ کی موجب ہو اور اوسکے بعد جائداد اور مکانات و ترمیمات متعلقہ کی نسبت اپنی حقیت کا دعوی کرتا ہے۔ ایسی صورت مین دوسرا شخص اوس روپیہ کے پانے کا مستحق ہوگا جو اوس نے جائداد مذکور پر صرف کیا بشرطیکہ اوسنے نیک نیتی سے بغیر واقفیت اس امر کے کہ وہ جائداد اوس شخص کی ملک تہی عمل کیا ہو۔(۱) قانون روما مین جس سے یہہ قاعدہ اخذ کیا گیا ہے ایسی مثالین ملین گی(۲) اور ہندوستان مین بہی چند مقدمات اسکے مطابق فیصل ہوئے ہین(۳)۔ لیکن اس قاعدہ کو اسطرح وسعت نہ دینی چاہئے کہ وہ اون امور پر موثر ہو جو اوس معاملہ سے غیر متعلق ہون جسکی بابت چارہ جوئی کیجائے(۴)۔

(۱) ریمسڈن بنام ڈائیسن لا رپورٹ ہاوس آف لارڈس جلد ۱ صفحہ ۱۲۹ ہیلیٹ بنام ہارٹن۔ چانسری ڈویژن جلد ۴ صفحہ ۶۲۲۔ (۲) جسٹینین انسٹی ٹیوٹس ۲ (۱و ۳۰) - ڈائجسٹ ۲۴ (۱ و ۷ و ۱۲ - ۱۶۶)

(۳) بنگال لا رپورٹ ضمیمہ صفحہ ۵۹۵ - مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۳۱۲ - نمبر ۲ پنجاب رکارڈ نمبر ۳ پنجاب رکارڈ ۱۸۸۵ء - ویکلی رپورٹر جلد ۵ صفحہ ۲۰۵ - ایضاً صفحہ ۲۱۱ کلکتہ لا رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۱۹۶ - انڈئین لا رپورٹ جلد ۵ امبئی صفحہ ۱۷ - واضعان قانون ہند نے بہی اس اصول کو ایکٹ نمبر ۱۱ ۱۸۵۵ء مین تسلیم کیا ہے - (۴) ویلکنسن بنام فاوکس پورٹ ہیر جلد ۹ صفحہ ۲۹۵ صوبجات متحدہ امریکہ - سمیڈ بنام میکبینا لا رپورٹ چانسری جلد ۳ صفحہ ۷۹ - لاجرنل جلد ۴۳ چانسری صفحہ ۱۲۹ گینیسن بنام گولڈ لاجرنل چانسری جلد ۴۳ صفحہ ۲۷۹ - ایکوٹی رپورٹس جلد ۳ صفحہ ۱۰۶ -

(ب) جو شخص عدالت مین انصاف کے لئے آئے اوسکو ارتکاب فعل ناجائز کی آلائش سے پاک ہو کر آنا چاہیے۔

اِس مسئلہ کے متعلق مقدمہ اورٹن بنام ہنیسٹر[1] کا حوالہ اکثر دیا جاتا ہے اِس مقدمہ مین ایک نابالغ نے فریب سے اپنی عمر چھپا کر اپنے امنا سے اوس رقم کا ایک حصہ حاصل کر لیا جسکے پانے کا وہ بعد بلوغ مستحق تھا۔ جبکہ چند مہینے کے بعد وہ سن بلوغ کو پہونچا تو اوس نے درخواست دیکر رقم باقیماندہ بھی حاصل کر لی اور سن بعد امنا کو اوس حصہ کی ادائی پر جو اوسکو زمانہ نابالغی مین بیجا طور پر دیا گیا تھا مجبور کرنیکے لئے نالش دائر کی۔ لیکن عدالت نے یہہ تجویز کیا کہ نابالغ نے اپنی عمر چھپا کر فریب کا ارتکاب کیا اور اسلئے وہ یا اوسکے تفویض دار امنا کو پھر اوس رقم کی ادائی کے لئے مجبور نہین کر سکتے جو اونھون نے زمانہ نابالغی مین ادا کی تھی۔ اسی اصول پر کوئی فریق عدالت سے خود اپنے یا اپنے مورث کے فریب سے دادرسی کی استدعا نہین کرسکتا۔[2]

۴۶۴

(۱) ریورٹ ہیر صفحہ ۵۰۳ - نیز دیکھو مقدمہ نیلسن بنام اسٹوکر ریورٹ ڈی جیکس و جونس جلد ۴ صفحہ ۵۰ و ۴

(۲) سدہرلینڈ ویکلی ریورٹر جلد ۶ صفحہ ۲۸۷ - ہیس ریورٹ جلد ۱ صفحہ ۵۲۸ - جلد ۲ - ایضاً صفحہ ۴۹۹ سدہرلینڈ ویکلی ریورٹر جلد ۳ صفحہ ۳ - سدہرلینڈ ویکلی ریورٹر جلد ۴ صفحہ ۳۷ - سدہرلینڈ ویکلی ریورٹر جلد ۱۵ صفحہ ۲۷۳ -

لیکن یہہ قاعدہ مانع اسکا نہوگا کہ وہ شخص جسکے مقابلہ مین کسی معاہدہ کی تعمیل مقصود ہو یہہ امر ظاہر کرے کہ وہ اصل حالات کیا تہے جنکی بناپر معاہدہ کیا گیا گو اوس سے خود اوسکے مورث کے فریب کا افشا ہوتا ہو۔(۱)

(ج) تعویق سے انصاف مین خلل ہوتا ہے یعنے انصاف ہوشیارون کی مدد کرتا ہے نہ غافلون کی۔

اس قاعدہ کی وجہہ مقدمہ آمیتہ بنام کلے(۲) لارڈ کیمڈن کے الفاظ سے بخوبی واضح ہوسکتی ہے۔ "عدالت ایکویٹی نے جو ایمان یا رفاہ عام کے خلاف دادرسی کرنے مین کبہی مستعد نہین ہے پرانے دعون مین جنمین فریق اپنے حقوق سے عرصہ دراز تک غافل رہا ہو اعانت کرنے سے ہمیشہ انکار کیا ہے۔ بجز ایمان نیک نیتی اور معقول محنت کے کوئی چیز مستعدی پیدا نہین کرسکتی"۔ چنانچہ ہندوستان کے ایک مقدمہ مین ۱۸۴۷ء مین بذریعہ صلحنامہ جسکے فریقین ایک متوفی مسلمان مالک جائداد کے بیٹے بیٹیان اور بیوہ تہے دو نابالغ بیٹیون کے حصص جو اونکے

---

(۱) سدرلینڈ ویکلی رپورٹر جلد ۹ صفحہ ۲۲۰۔ ایضاً جلد ۰ صفحہ ۱۱۲۔ (۲) براؤنس کیسیس جلد ۳ صفحہ ۶۴۰ نوٹ۔

والد کی جائداد مین سے تہے منتقل کئے گئے صلحنامہ کی تکمیل اونکی جانب سے
اونکی والدہ یعنے شخص متوفی کی بیوہ نے کی تہی۔ اسمقدمہ مین یہ سوال پیدا
ہوا کہ آیا اون دو بیٹیونکی درخواست پر صلحنامہ اس بنا پر فسخ کیا جائے یا نہین
کہ وہ اونکی حقیت کے مضر تھا اور اونکی والدہ کو کوئی اختیار اونکو پابند کرنیکا
نہ تھا۔ شہادت سے ظاہر ہوا کہ اس صلحنامہ کی تعمیل ہوچکی تہی اور قبضہ بہی حاصل
ہوچکا تہا اور بیٹیون نے سن بلوغ کو پہونچنے کے بعد بیس برس کا زمانہ دراز
نالش کئے بغیر گزرنے دیا۔ پریوی کونسل نے یہ تجویز کی کہ اگرمان نے اپنی
بیٹیونکی جانب سے صلحنامہ تکمیل کرنے مین اپنے اختیارات سے تجاوز کیا اور
بیٹیان کسی وقت اوسکے فسخ کرانے کی کارروائی کرسکتی تہین تو اونکی عرصہ
دراز تک کی رضامندی اس امر کے ثبوت کے لئے کافی تہی کہ جو معاملہ ہوا
وہ منظور کرلیا گیا تھا۔ ان وجوہ سے صلحنامہ بحال رکہا گیا۔[۱]

ایکوئٹی منصفانہ برتاؤ کیطرف مائل ہوتی ہے

(۷۷ - ج) لیکن بعض صورتین اس قسم کی اکثر واقع ہوتی ہین
جنمین قانون کے ایک مشہور مسئلہ کو اون سے متعلق کرنا دشوار ہوتا ہے۔
ایسی صورتون مین عدالت ایکوئٹی کو انصاف رسانی کے متعلق ایک وسیع اختیار
تمیزی حاصل ہے۔ سرجارج جسل اس قسم کی صورتون کی نسبت کہتے ہین

(۱) لاء رپورٹ جلد ۱۵۔ انڈین اپیلس صفحہ ۲۲۰۔

کہ میری ہمیشہ سے یہی رائے ہے کہ اون مقدمات مین جنمین عدالت کو
اس امر کا اطمینان ہوجائے کہ کوئی معاملہ نیک نیتی سے کیا گیا ہے اور اُس
خرابی سے بالکل مبرا ہے جسکے رفع کرنیکا مسئلہ مقررہ قانون کا منشا تھا تو ایسی
صورت مین عدالت کو منصفانہ برتاؤ کی جانب مائل ہونا چاہئے اور مسئلہ قانون کا
استعمال اسطرح نہ کرنا چاہئے کہ بلا شدید ضرورت کے اوسکے تحت مین کوئی ایسا
مقدمہ آجائے جو اوس خرابی سے مبرا ہو جسکا رفع کرنا مقصود تھا البتہ ضرورت اِس
امر کی ہے کہ اصلی مسئلہ مین دست اندازی نہ کیجائے کیونکہ معمولی معاملات مین
وہ بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے ہے" (۱)

وضع قانون ضمنی

(۶۸) وضع قانون ضمنی ہی ایک قسم کا جج کا بنایا ہوا قانون ہے
اور اسمین دو ماخذ داخل ہین یعنے تعبیر اور قانون مندرجہ فیصلہ جات
عدالتی کا اظہار بذریعہ قواعد ضمنی۔ زبان کے قدرتی نقائص
کی وجہ سے واضعان قانون کو اپنے منشاء کے اِس طور پر بیان کرنے مین
کہ جس سے اوسکے معنی مین کسیطرح کا شبہ باقی نہ رہے اکثر دقت ہوتی ہے۔
یہان جج کا کام شروع ہوتا ہے۔ اوسکو بصورت امکان واضعان قانون کا
اصل منشاء عبارت مستعملہ سے نکالنا پڑتا ہے۔ اوسوقت وہ در اصل قانون موجود مین

(۱) البیئن اسٹیل اینڈ واٹکمپنی بنام مارٹین۔ چانسری ڈیویژن جلد ۱ صفحہ ۸۲ ۔

کسی قسم کا اضافہ یا ترمیم نہین کرتا بلکہ صرف یہ ظاہر کرتا ہے کہ قانون کا صحیح منشا کیا ہے۔ قانون موضوعہ جسقدر کم صریح ہوتا ہے اوسیقدر دشوار تعبیر کا کام ہوتا ہے۔

تعبیر

(۷۹) روما کے تقننون نے ججون کو اونکے نہایت مشکل کام میں مدد دینے کی غرض سے چند قواعد تعبیر مقرر کئے تہے جنکے مطابق اسوقت بہی عموماً عمل کیا جاتا ہے۔[1] چنانچہ سب سے مقدم قاعدہ یہ ہے کہ واضع قانونکا منشا اونہین الفاظ سے اخذ کرنا چاہئے جو اوسنے استعمال کئے ہون اور اونکی تعبیر اونکے معمولی و اصلی معنی مین کرنی چاہئے[2] کیونکہ "وہ تعبیر ٹہیک نہین ہے جو متن کو بگاڑ دے"۔ اسکو تعبیر نحوی کہتے ہین اور جہان عبارت مستعملہ مین کوئی ابہام نہین ہے کسی دوسری طرح کی تعبیر جائز نہین ہے چنانچہ پالس کہتا ہے کہ "جبکہ الفاظ مین کوئی ابہام نہو تو منشا کے متعلق بحث کرنا جائز نہین ہے"[3] لیکن جبکہ تعبیر نحوی سے کام نہ چل سکے مثلاً الفاظ فی نفسہ یا

---

(۱) اس موقع پر طالب علم کو مسائل قانونی کے استعمال کے بارہ مین تنبیہ کرنا بیجا نہوگا جس مختصر اور مجمل شکل مین وہ عموماً بیان کئے جاتے ہین اوس سے بعض اوقات دہوکا ہونے کا احتمال ہے اور اگر اونکے لفظی معنی لئے جائین تو اونمین کسی ایسی بات کا داخل ہونا متصور ہوگا جسکا اونمین داخل ہونا کبہی مقصود نہ تہا۔ اسبارہ مین دیکہو رائے لارڈ ہالسبری بمقدمہ یارموتہ بنام فرانس۔ کوئنس بنچ ڈیویژن جلد ۹ صفحہ ۶۵۲۔ اور لاجرنل کوئنس بنچ جلد ۷ صفحہ ۷۔

(۲) کتاب آسٹن صفحہ ۱۰۱۶۔ (۳) ڈایجسٹ ۳۲ (۲۵) دفعہ ۱ و ایضاً ۶۹۔

بہ تعلق فقراتے کلام کے مبہم ہون یا جبکہ اون سے دو مختلف معانی نکل سکتے ہون جو ایک دوسرے کے مخالف ہون تو ظاہر ہے کہ ہمکو کوئی دوسری مدد لینی چاہئے کیونکہ الفاظ مین لفظون کی ساخت و ترکیب کی نہین بلکہ اوس امر کی تحقیق کی ضرورت ہوتی ہے جو لفظون سے مراد ہے۔ یہہ مدد اوس تعبیر سے ملتی ہے جسکو تعبیر منطقی کہتے ہین۔ اس سے ہم کسی قانون کے مختلف حصون کا باہمی تعلق بلحاظ اس مسئلہ کے کہ عبارات ماقبل و مابعد بہترین ماخذ تعبیر ہین"[1] اور وہ عبارت جو واضع قانون سے مخصوص ہو اور یہہ امر کہ جو اصطلاحات کہ اوس نے کسی قانون مین استعمال کی ہون اون اسی قسم کی اصطلاحات کی تشریح جو بعد کے قانون مین مستعمل کئے گئے ہین کہانتک ہوسکتی ہے معلوم کر سکتے ہین۔ اس قسم کی تعبیر مین دو اہم قواعد کو ملحوظ رکہنا چاہئے جو قانون روما سے لئے گئے ہین۔ پہلا قاعدہ یہہ ہے کہ جہان کسی قانون کے الفاظ مبہم ہون اوس تعبیر کو اختیار کرنا چاہئے جو کسی قدر موثر ہو اور اوس قانون کو ساقط الاثر نہونے دے"[2] دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ جہان دو تعبیرات ممکن ہون اوس تعبیر کو اختیار کرنا چاہئے جو اوس مطلب کے حصول کے لئے سب سے زیادہ موزون ہو جو قیاساً یا صریحاً واضعان قانون کے ذہن مین تھا"[3] بالاخر جبکہ کسی قانون تحریری کی عبارت

(۱) کوکس انسٹی ٹیوٹس جلد ۲ صفحہ ۳۱۷۔ (۲) ڈائجسٹ ۱۔۳۔۱۹۔ (۳) ڈائجسٹ ۱۔۱۷۔۹۶

مشتبہ ہو تو اوسکے معنی کو اون حالات کو دیکہنے اور اون پر غور کرنیکے بعد جو اسوقت موجود تہے جبکہ قانون مذکور بنایا گیا صاف کرنا چاہئے - اِس تعبیر کو تعبیر تاریخی کہتے ہین اور یہان جس قاعدہ کے مطابق عمل ہونا چاہئے اوسکو لارڈ کوک نے عمدگی کے ساتھہ بیان کیا ہے - وہ کہتے ہین کہ ایسی صورتون مین اِس امر پر غور کرنا چاہئے کہ قبل نافذ ہونے جدید قانون کے قانونکی کیا حالت تہی وہ کیا خرابی یا نقص تہا جسکو رفع کرنا مقصود تہا اور وہ کیا چارہ تہا جسکو اوس خرابی یا نقص کی اصلاح کے لئے اختیار کرنا واضعان قانون نے تجویز کیا تہا - قانون جدید کی صحیح وجہ اور چارہ سازی کی تحقیق کے بعد اسطرح تعبیر کرنی چاہئے کہ خرابی رفع اور چارہ سازی سہل ہو جائے اور دقیق ایجادات اور لطائف الحیل سے احتراز ہوا ور چارہ سازی مجوزہ کو قوت اور وثوق ملے نیز جہان قانون کی تعبیر موقع اور وقت کے لحاظ سے کی جائے تو یہہ سمجہنا چاہئے کہ ایسی تعبیر عموماً اِس وجہ سے اختیار کیجاتی ہے کہ اِس امر کا گمان غالب ہے کہ وہ واضعان قانون کے منشا کے مطابق ہے - وہ تعبیر جو بلحاظ وقت و موقع کی جائے قانون مین سب سے عمدہ اور معقول ہے"[1]

قانون مندرجہ فیصلجات عدالتی کا اظہار بذریعہ قواعد ضمنی

(۸۰) وضع قانون ضمیمی کی دوسری شکل قانون مندرجہ

(۱) کوکس انسٹی ٹیوٹس جلد ۲ صفحہ ۱۱ -

فیصلجات عدالتی کا اظہار بذریعہ قواعد ضمنی ہے۔ لیکن جس صورت مین کہ قواعد ضمنی بہ استعمال اون اختیارات صریحی کے جو واضعان قانون نے کسی خاص عدالت کے ججون کو بغرض وضع قانون عطا کئے ہون مرتب کئے جائین تو ایسے قواعد پر اوس قانون کے ضمن مین غور کرنا زیادہ مناسب ہوگا جو واضعان قانون ماتحت وضع کرتے ہین اور جسکا ذکر فقرہ (۷۰) مین ہو چکا ہے۔ لیکن جن قواعد ضمنی سے اسوقت بحث ہے وہ وہ قواعد ہین جنکو جج مقدمات منفصلہ سے اخذ کرنیکے عادی ہین۔ اس طریقہ کو بیلی نے "**مقابلہ تمثیلات متخالفہ**" سے نامزد کیا ہے۔[1] لیکن سر سیمیوئل رومیلی[2] اور آسٹن نے ان الفاظ کی نسبت سخت اعتراض کیا ہے۔ آسٹن کہتا ہے کہ اگر قاعدہ قانون ایک فیصل شدہ مقدمہ سے اخذ کیا گیا ہو تو یہ نہین کہا جا سکتا کہ وہ تمثیلات متخالفہ پر مبنی ہے اگر وہ چند فیصل شدہ مقدمات سے اخذ کیا گیا ہو تو اوسکی نسبت یہ کہا جائیگا کہ وہ اون چند مقدمات کی خواص متشابہ پر مبنی ہے نہ کہ خواص متخالفہ پر[3]۔ لیکن جیسا کہ خود آسٹن بعد مین کہتا ہے ممکن ہے کہ قاعدہ قانون کو اوس مقدمہ سے متعلق کرنے مین جسکا حل کرنا مقصود ہو ایک درمیانی طریقہ اختیار کرنا پڑے

(۱) فلسفہ اخلاق جلد ۲ صفحہ ۲۵۹۔ (۲) اڈنبرو ریویو جلد ۲۹ صفحہ ۲۲۴

(۳) کتاب آسٹن صفحہ ۳۲۰۔

مثلاً ممکن ہے کہ مقدمہ جدید بعض امور مین اوس مقدمہ کے مشابہ ہو جس مین وہ قاعدہ مندرج ہو جسکو متعلق کرنا مقصود ہو اور دیگر امور مین اوسے ایک دوسرے مقدمہ سے تشابہ ہو جسمین ایک جداگانہ قاعدہ مندرج ہو۔ اسصورت مین البتہ **تمثیلات متخالفہ**" کا وجود پایا جاتا ہے جن پر بطور مناسب غور کرنے سے مقدمہ مرجوعہ عدالت کے متعلق ایک قاعدہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔[1]

انگلستان اور ہندوستان مین ایک مساوی درجہ کی عدالت کی نظائر کو نہایت وقعت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور اعلے درجہ کی عدالت کے فیصلجات مستند خیال کئے جاتے ہین لیکن ریاست روما کی قانون کے بموجب کسی جج یا ثالث پر لازم نہین تہا کہ وہ ایک ایسے فیصلہ کی متابعت کرے جو اوسکی دانست مین صحیح نہو اور قانون پرشیا مین تو یہہ حکم ہے کہ "مقننون کی آراء اور رجحان سابق کی تجاویز پر فیصلجات آئندہ مین کسیطرح کا لحاظ نہ کیا جاوے"۔[2] فرانس کے سیول کوڈ کے بموجب ہی ایسے فیصلجات مستند نہین خیال کئے جاتے۔[3]

(۱۸) ایسے قواعد ضمنی کی ترتیب مین کتب قانونی کی شرحین اور قانون دانون کی تصنیفات بھی بہت مفید ہوتی ہین اور عدالتین اون سے

ایسے قواعد کی ترتیب مین کتب قانونی کی شرحین سے مدد لیجاتی ہے

(۱) کتاب آسٹن صفحہ ۶۲۰ ۔ (۲) لینڈ ریکٹ مراتب ابتدائی دفعہ ۶ ۔ (۳) دفعہ ۵ ۔

اکثر مدلیتی ہین - لیکن عموماً یہ کتابین فی نفسہ ایسی نہین ہین کہ اونکی پابندی لازمی ہو گو مصنف کی شہرت ایسی ہو کہ اوسکی راے بہ نسبت فیصلہ جج کے زیادہ وقعت رکھتی ہو ہندوستان مین اس قسم کی شرحی کتابون مین **متاکشرا - دایے بہاگ - ویوادچنتامنی - سمرتی چندریکا** اور **ویاواہرمیوکہا** (جو ہنود کے قانون مروجہ بنارس بنگال مہتہیلا مدراس و بمبئی کے مخازن ہین) اور ہدایہ - **فتاوی عالمگیری** اور **فتاوی قاضی خان** (جو قانون اہل اسلام کے مخازن ہین) داخل ہین - یہ تصنیفات بطور سند کے اسوقت تک تسلیم کیجاتی ہین اور امور متعلقہ قانون ہنود و اہل اسلام مین عدالتین اکثر اپنے فیصلہ جات کی تائید مین انکا حوالہ دیتی ہین اور ان سے استدلال کرتی ہین -

انضباط قوانین کے حالات تاریخی

(۸۱ - **الف**) اس موقع پر انضباط قوانین کا مختصر بیان مناسب معلوم ہوتا ہے جسکے متعلق مختلف ممالک مین باوقات مختلفہ متعدد کوششین کی گئی ہین - انضباط شاید آخری شکل ہے جو ہر قوم کا قانون صریح اختیار کرتا ہے اور جس مین وہ علی الدوام قایم رہ سکتا ہے - جب کوئی قوم تہذیب کی ایک خاص حالت کو پہونچتی ہے جب اوسکا عدالتی انتظام نہایت مستحکم اور پختہ ہوجاتا ہے اور بالخصوص

جب اسباب سیاسی کے اجتماع سے اوسکی تاریخ مین ایک جدید زمانہ کی ابتدا قائم ہوتی ہے تو غیر منضبط قوانین کو ایک جگہ ترتیب وار مجموعہ کی طور پر اور ایسی عبارت مین جو آسان اور مختصر ہوا ور جسکو عموماً سب لوگ سمجھہ سکین جمع کرنے کی ضرورت واقع ہوتی ہے۔ انھی حالات مین جو انقلاب سلطنت فرانس کی وجہ سے پیدا ہوئے فرانس کا سیویل کوڈ مرتب ہوا جو زیادہ تر مصالح ملکی پر مبنی ہے[۱]۔ انقلاب کے پیشتر فرانس کا ملک اغراض انتظام عدالتی کے لحاظ سے دو بڑے صیغون مین منقسم تھا۔ انمین سے ایک جو زیادہ وسیع تھا قوانین و رسوم مختص المقام اور دوسرا قانون روما کی تابع تھا۔ انقلاب سلطنت فرانس کا ایک خاص مقصد یہہ تھا کہ فرانس مین وضع قوانین کا طریقہ یکسان ہوجائے اور کل رعایائے فرانس کے لئے ایک عام قانون مقرر ہو۔ اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ فوراً ایک مجموعہ کی ترتیب عمل مین آئی اور از روئے حکم مورخہ ۲۴ تھرمیڈور سنہ ۸ ایک کمیشن ایسے مجموعہ کی ترتیب کے لئے ایک تجویز پیش کرنیکی غرض سے مقرر کیا گیا۔ یہہ کام اسقدر جانفشانی کے ساتھہ ہوتا رہا کہ چار مہینے کی مدت مین ختم ہوگیا اور کونسل آف اسٹیٹ مین کچہہ ترمیمات کے بعد بالآخر یہہ مجموعہ سیویل کوڈ آف فرانس

(۱) ہمارے زمانہ کا شغل، مصنفہ سیوگنی صفحہ ۔

(مجموعۂ قوانین فرانس) کے نام سے شایع ہوا اور جب یورپ کا کثیر
حصہ شاہنشاہ اول یعنے نپولین کے حیز اقتدار مین آگیا تو یہہ نام بدل
دیا گیا اور بجائے اوسکے کوڈ نپولین کے نام سے نامزد کیا گیا
اسیطرح یہ کہا جا سکتا ہے کہ اطالیہ مین بھی جن واقعات کی بنا پر ریاست
مین ۱۸۶۰ء و ۱۸۶۱ء مین انقلابات ہوئے اونہین واقعات سے
ترتیب قوانین کی ضرورت پیدا ہوئی اور وکٹر ایمانیوئل کی جدید ریاست کا
پہلا کام ایک عام مجموعہ قوانین کی تجویز پیش کرنا تھا۔ اس کام کو سنیٹ نے
بتاریخ ۲۹ مارچ ۱۸۶۵ء پسند کیا اور ۲ اپریل ۱۸۶۵ء کو بادشاہ کی منظوری
صادر ہوئی اور بذریعۂ حکم مورخہ ۲۵ جون یہہ مجموعہ یکم جنوری ۱۸۶۶ء سے
تمام مملکت مین نافذ کیا گیا۔ زمانہ قدیم کے انضباط قوانین کے حالات
تاریخی پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ اہل روما نے اس قسم کے مجموعہ
کی ترتیب مین جو کوشش کی وہ کسی اور قوم نے نہین کی روما کی سال ۳۰۳
مین ایک مجموعہ بنام "لیکس ۱۲ ٹبیولیرم" (یعنے قانون الواح
اثنا عشر) مرتب کیا گیا جو اوس ملک کے قانون کے بڑے
حصہ کی بنیاد تھا[1]۔ جون جون زمانہ گذرتا گیا اور رسم و رواج مین

(۱) لیوی ۳ (۳۴) - ڈایوڈور ۱۲ (۲۶)

تبدیل ہوتی گئی یہ پرانا مجموعہ عملی طور پر ناقص ثابت ہوا اور ایک کافی مجموعہ کے نہونے سے جو ہرج ہوتا تہا وہ گو ایک مدت تک بعد مین رفع ہوگیا تاہم سلطنت جمہوری کے اختتام پر قانون ملکی کو ایک قابل اطمینان حالت مین لانیکی عام خواہش پیدا ہوئی۔ اگر اسوقت جولیس سیزر زندہ ہوتا تو جو فوائد کہ اوس نے اپنے نہایت مختصر زمانہ حکومت مین اپنے ملک کو پہونچائے تھے اونمین ایک اور فائدہ یہ بہی ہوتا کہ ضروری مواد کے بہت بڑے حجم کا اجتماع ہوجاتا جو کئے صدیون سے بڑہتا جاتا تہا اور جسمین سے کسی خاص امر کے متعلق قانون اخذ کرنا پڑتا تہا۔ کیونکہ اوسکے سوانح عمری کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکا ارادہ ایک ایسے کام کے انجام دینے کا تہا لیکن قبل اسکے کہ وہ اس کام کو انجام دیتا اجل نے اوسکا خاتمہ کردیا اور ایک ایسے شخص [۱] کی گمراہی اور جوش سے جسکو حب الوطنی کا دعوی تہا روما کا سب سے بڑا شخص جاتا رہا اوسکی مرگ مفاجات نے اور اون انقلابات ملکی نے جو اوسکے بعد وقوع مین آئے عوام الناس کے خیالات کو دوسری طرف رجوع کردیا۔ اور بادشاہ ہیڈریان کی سلطنت تک کوئی کوشش قوانین کے

(۱) جونیس بروٹس۔

ایک حصہ کو بھی جمع کرنیکے لئے نہین کیگئی- اس عرصہ مین پرٹیورئین قانون کا حجم اسقدر زیادہ ہوگیا تھا کہ اوس سے پوری واقفیت حاصل کرنا خارج از طاقت بشری تھا اور بادشاہ ہیڈریان نے دانشمندی سے قانون کی اس شاخ کو از سر نو ترتیب دینے اور اوسکو ایک مستقل شکل مین لانے کا ارادہ کیا- اس لحاظ سے اوس نے یہ کام اوس زمانہ کے ایک قانون دان سالوئیس جولیانس نامی کے تفویض کیا جو ایک عدالتی عہدہ پر مامور تھا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام قابل اطمینان طور پر ختم ہوا مگر افسوس ہے کہ اسوقت اوسکا وجود نہین ہے اور بالاخر ایک مجموعہ کی شکل مین سنیٹ اور بادشاہ کی منظوری سے نافذ ہوا - جو قانون اسطور پر وضع کیا گیا اوسمین کوئی حاکم عدالت کسی قسم کی تبدیل یا اضافہ کرنیکا مجاز نہ تھا - اسکے بعد دو صدیون تک اسبارہ مین کوئی مزید کوشش نہین کیگئی لیکن تیسری صدی کے اختتام پر غالباً ڈایوکلیشئین کے عہد مین گرگوریانس نامی ایک شخص نے فرامین شاہی کا ایک مجموعہ مرتب کیا اور اسکے بعد ۳۶۵ء مین ہرموجینیانس نے ایک دوسرا مجموعہ تیار کیا لیکن قانون موجودہ کو باضابطہ طور پر جمع کرنے کی حقیقی کوشش تھیوڈوسئیس ثانی کی سلطنت مین کی گئی - یہ بادشاہ اوس قانونی تصنیف مین جسمین وہ اون وجوہ کو بیان کرتا ہے جن سے اوسکو یہ کام اپنے ذمہ لینے کی تحریک ہوئی کہتا ہے کہ مجھے علم اصول قانون کی

ناقص حالت کو دیکھکر اور اس بات کے معلوم ہونے سے کہ کسقدر کم لوگ جملہ قوانین واقفیت حاصل کرنیکی استطاعت رکھتے ہین تعجب ہوا اور ریشنے مقننونکی تصنیفات اور کانسٹنٹائین اور اسکے بعد کے زمانہ کے قوانین سے مواد فراہم کرکے صرف ایک ہی مجموعہ مرتب کرنیکا ارادہ کیا"۔ اس بادشاہ کا مقصود یہ تہا کہ موجودہ قانون کی ایک مکمل کتاب تیار کیجائے جس سے زمانہ سابق کی تمام کتب منسوخ ہوجائین۔ اس مجموعہ کا کوئی مکمل نسخہ اسوقت موجود نہین ہے اور اوسکے سب سے اخیر مولف نے اندازہ کیا ہے کہ کتاب کے پہلے پانچ حصون مین سے ۴۰۰ قوانین مفقود ہوگئے ہین۔ اس مجموعہ کی تاریخ سے لیکر جسٹینین کے زمانہ کے قوانین تک مغربی یورپ مین بعد اسکے کہ اوس نے روما کی حکومت سے نجات پائی قوانین کے تین مجموعے وقتاً فوقتاً مرتب ہوئے۔ اسکے بعد روما کی مشرقی سلطنت کا زمانہ آتا ہے جبکہ ۵۲۸ء مین بادشاہ جسٹینین نے ایک مجموعہ مرتب کیا۔ اس زمانہ مین روما کے اُصول قانون مین اصلاح کرنے کی شدید ضرورت اس واقعہ سے ظاہر ہوتی ہے کہ مختلف قوانین اور آراے قانونی کا حجم اسقدر بڑہ گیا تہا کہ اونکی ہزارون جلدین ہوگئی تہین جنکو خریدنا یا جن سے واقفیت حاصل کرنا محض ناممکن تہا۔ اس بادشاہ کی وفات سے چہ برس پہلے

اندراوسکے جانشین نے سابق کے تین مجموعون کی بنا پر ایک جدید مجموعہ
مرتب کرنے اور ان تین مجموعون مین سے اخیر مجموعہ کے نفاذ کے
بعد جسقدر شاہی احکام جاری ہوئے تہے اون سب کو اوس مجموعہ مین
داخل کرنے کی غرض سے ایک کمیشن مقرر کیا گیا کمیشنرون نے چودہ مہینے کے
اندر بتاریخ ۷ اپریل ۵۲۹ء جدید مجموعہ مرتب کیا مگر تہوڑے ہی عرصہ مین
چند جدید قوانین وفرامین شاہی کی وجہ سے اشاعت ثانی کی ضرورت
واقع ہوئی اور اسوقت جو نسخہ موجود ہے وہ ہی دوسری دفعہ کا لکہا ہوا نسخہ ہے
جو بتاریخ ۱۶ نومبر ۵۳۴ء شایع ہوا جسٹنین نے اپنے مجموعہ کی
اشاعت اول وثانی کے مابین دوسرے دو نہایت اہم مجموعون کو مرتب
کرایا تہا انمین سے ایک طالب علم قانون کے فائدہ کے لیئے تہا اور
دوسرے مین مقننون کی تصانیف سے اقتباس کیا گیا تہا۔ ان تین
اہم کتابون سے دگواوکی عبارت مین کچہہ ہی نقص ہو جسٹنین نے
نسل ہائے مابعد پر دوامی احسان کیا ہے گو ہم اوسکی اس عوی کو کہ اوس نے
پیتل کا سونا بنا دیا تسلیم نہ کرین۔ اوسکی دانشمندانہ مساعی سے درحقیقت قانون
روما تمام دنیا کا قانون قرار پایا۔ اور زمانہ مابعد مین قانون وضع کرنیکے لئے
اسی قانون سے مواد ہم پہونچا۔ باستثنائے چند چہوٹے مجموعون کے
جو اسکے بعد مرتب ہوئے یورپ کی اقوام کی توجہ قوانین کی ترتیب کیطرف

گذشتہ صدی کے اخیر زمانہ مین مبذول ہوئی سنہ ۱۸۲۰ء سے لیکر سنہ ۱۸۹۴ء تک سارڈینیا - موڈینا اور پرشیا کے مختلف بادشاہون کے زمانہ مین اس قسم کے پانچ مجموعے تیار ہوئے - انیسوین صدی مین مختلف ریاستہائے خودمختار مین وقتاً فوقتاً جو مجموعے تیار ہوئے ہین اونکی تفصیل حسب ذیل ہے -

(۱) فرانس مین کوڈ نپولیئن - کوڈ ڈی کامرس مصدرہ سنہ ۱۸۰۷ء اور مجموعۂ تعزیرات مصدرہ سنہ ۱۸۱۰ء

(۲) اطالیہ مین مجموعہ قانون دیوانی - مجموعہ تعزیرات و مجموعہ تجارت -

(۳) آسٹریا مین مجموعہ دیوانی مصدرہ جولائی سنہ ۱۸۱۱ء -

(۴) جرمنی مین مجموعہ تعزیرات مصدرہ سنہ ۱۸۷۲ء و مجموعہ دیوانی سلطنت جرمنی مصدرہ سنہ ۱۸۹۶ء -

(۵) جاپان مین مجموعہ دیوانی مصدرہ سنہ ۱۸۹۸ء

(۶) جدید ڈچ کوڈ مصدرہ سنہ ۱۸۶۶ء -

(۷) لوئر کینیڈا مین مجموعہ دیوانی -

(۸) مجموعہ قوانین نیویارک -

(۹) مجموعہ تعزیرات لوئسانہ -

(۱۰) سوس کوڈ جو یکم جنوری سنہ ۱۸۸۳ء سے نافذ ہوا -

(۱۱) مجموعہ قوانین دیوانی عثمانیہ -

(۱۲) ہندوستان مین مجموعہ تعزیرات ہند جو لارڈ میکالے کی یادگار پائیدار رہے ہے - اور مجموعہ ضابطہ دیوانی اور مجموعہ ضابطہ فوجداری

انضباط قوانین کا اصل نشا

(۸۱ - ب) یہ مختصر حالات جو اوپر بیان کئے گئے ہین گو کسیقدر ناکمل ہین اس غرض سے لکھے گئے ہین کہ طالب علم کو اس امر کی واقفیت حاصل ہو کہ زمانہ حال تک قانون کے مجموعہ کی ترتیب کے بارہ مین کیا کیا تدابیر عمل مین آئین جن مساعی کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اون سب کا اصل نشا جو قابل تحسین ہے یہی ہے کہ جہانتک ممکن ہو کسی ملک کے قوانین کا اجتماع کیا جائے تاکہ عوام کو اونکے سمجھنے اور اون سے فائدہ اوٹھانے مین آسانی ہو- لیکن

مساعی مذکورہ مین کیا نقص ہے

ان سب مین یہ نقص ہے کہ ایک ہی وقت مین قانون کے تمام حجم کو جمع کرنے کی کوشش کیگئی - یہ ایک ایسا مشکل کام ہے کہ اوسمین کبھی کامیابی کی امید نہین ہو سکتی اور یہی وجہ ہے کہ گو تہوڈوسئیس اور جسٹنئین اور واضعان مجموعہ قوانین نپولئین نے ارادہ کیا کہ اونکے مجموعے مکمل ہون اور انہین اخیر تک کے قوانین شریک کئے جائین لیکن بہت ہی تہوڑے تجربے کے بعد ثابت ہوا کہ ایسی توقع کرنا فضول تہا - یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب نپولئین کو اوسکے مجموعہ کی پہلی شرح بتائی گئی تو اوس نے بیان کیا کہ میرا مجموعہ مفقود ہو گیا- فی الواقع کوئی مجموعہ ایسا نہوگا کہ جسکی شارحین کی تعداد مجموعہ نپولئین کے شارحین کی

ہندوستان مین جو طریقہ کارروائی مروج ہے وہ مناسب ہے

تعداد سے زیادہ یا جسمین اُس تغیر و تبدل سے زیادہ تغیر و تبدل ہوا ہو جو کہ مجموعہ مذکور مین ہوا ہے۔ یہ امر قرین قیاس ہے کہ اگر آیندہ کے لئے وضع قوانین کے اس صیغہ مین کامیابی حاصل کرنا مقصود ہو تو یہ مقصد واضعان قانون ہند کا طریقہ کارروائی اختیار کرنے سے حاصل ہوگا۔ قانون کے مختلف اجزا (مثلاً معاہدہ وراثت اور امانت) کی ترتیب کے مابین بہت سا وقفہ گذرنے دینا چاہیے(۱)۔ لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ قانون کی ان اجزا کا اجتماع بلالحاظ کسی عام اسلوب کے کیا جاوے بلکہ یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ اصل منشا یہی ہے کہ قانون دیوانی کا ایک مکمل مجموعہ تیار ہو جائے۔ حسب راے سر جیمس فٹز جیمس اسٹیون قانون کا کوئی اہم صیغہ ایسا نہین ہے کہ اوسکو کسی دوسرے صیغہ کے ساتھ مطلق تعلق نہو۔ مثلاً شوہر یا زوجہ کے جیتے جی مکرر ازدواج کرنا جرم ہے مگر اس امر کے معلوم ہونے کے لئے کہ آیا کسی شخص نے اس جرم کا ارتکاب کیا ہے یا نہین یہ جاننا ضرور ہے کہ آیا اوسکا ازدواج اول جائز تھا یا نہین۔ پس ایک ایسا شخص جو قانون متعلقہ ازدواج سے ناواقف ہو شوہر یا زوجہ کے جیتے جی مکرر

(۱) پارلیمنٹ برطانیہ نے بھی مختلف قوانین کا اجتماع کیا ہے مثلاً ایکٹ بل آف ایکسچینج ۱۸۸۲ء ایکٹ متعلقہ شراکت ۱۸۹۰ء۔ ایکٹ متعلقہ فروخت مال ۱۸۹۳ء اور ایکٹ متعلقہ جہازہاے تجارتی ۱۸۹۴ء

ازدواج کرنیکے جرم کی تعریف ٹہیک طور پر نہین سمجہہ سکیگا۔[۱] اس لحاظ سے قانون کی بڑی اہم شاخون کو اگر وہ ایک دوسرے سے بدرجہ غایت مختلف اور جداگانہ ترتیب دیئے جانے کے قابل ہون ایک حد تک ایک دوسرے کے ساتھہ باہمی تعلق ہونا چاہیئے۔ لیکن تاوقتیکہ اجزا کا یہ تعلق کسی عام اسلوب کے ساتہہ قائم رکہا جائے قانون کی مختلف اہم شاخون پر علیحدہ علیحدہ غور کرنا نہایت آسان ہوگا۔ اوس صورت مین بہی ایک خاص مدت کے بعد (دس سال کے بعد) مجموعہ نافذ شدہ پر نظر کرنا مناسب ہوگا تاکہ نقائص رفع ہوجائین اور حکام عدالت کی تشریحات سے فائدہ اٹہایا جائے اور جدید قوانین اوسمین شریک کئے جائین۔ یہہ طریقہ اختیار کرنے سے وہ اعتراضات جو کسی مجموعہ کی نسبت اکثر کئے جاتے ہین کہ اوس مین حسب حال ہونے کی استعداد یا وسعت کی قابلیت نہین ہے رفع ہوجائینگے۔ باایں ہمہ ہم اس رائے کے اظہار کی جراءت کرسکتے ہین کہ ایک ناقص مجموعہ فی الجملہ بہ نسبت قانون کی اوس حالت کے کہ جسکے مخرج ہزارہا آئین اور بے انتہا نظائر ہون جنکے مطالعہ کرلئے

وقتاً فوقتاً نظر ثانی کی ضرورت

---

(۱) حالات تاریخی قانون فوجداری انگلستان جلد ۳ صفحہ ۳۰۰ متن مین جو کچہہ بیان کیا گیا ہے اوسکی اچہی مثال ہائیکورٹ بنگال کے ایک حال کے فیصلے سے جو انڈین لا رپورٹ جلد ۸ کلکتہ صفحہ ۲۴۶ مین مندرج ہے مل سکتی ہے۔

تمام عمر درکار رہو اور جن سے مہارت حاصل کرنے کا کوئی قانون دان کبھی دعوی نہین کر سکتا احسن ہے - قانون کی ایسی حالت مین گو حسب حال ہونے کی قابلیت ہو لیکن بوجہ غیر معین ہونے کے وہ ناکارہ ہے کیونکہ قانون جو معین نہین ہے ایک کمینگاہ ہے اور اوس سے بے انتہا نقصان ہوتا ہے -

باب ٦

اسباب جن سے حقوق پیدا اور زائل ہوتے ہین

(۸۲) ہم حقوق کی نوعیت اور حدود پر بحث کر چکے ہین - اِس باب مین صرف اون اسباب کا ذکر کیا جائیگا جن سے کسی حق کا تعلق نسبت اوس شخص کے جسکو کہ وہ حاصل ہو پیدا یا ختم ہوتا ہے - پروفیسر ہالینڈ نے ان اسباب پر حقوق ساکن و حقوق متحرک کے عنوان سے بحث کی ہے - بلا شبہ ان اسباب پر ایک علیحدہ باب مین غور کرنے مین سہولت ہوگی لیکن جو عنوان کہ قائم کیا گیا ہے اوسکا سمجھنا طالب علم کے لئے آسان نہین ہے - علاوہ اِسکے وہ صحیح ہی نہین ہے اگر حق ساکن کے کچھہ معنی ہین تو صرف یہی ہو سکتے ہین کہ وہ ایک ایسا حق ہے جس سے شخص حقدار بلا مزاحمت متمتع ہو سکے - لیکن پروفیسر ہالینڈ نے جو باب

قائم کیا ہے اوسمین اس پہلو سے حقوق پر غور نہین کیا گیا ہے - باب مذکور کے
اوس حصہ مین جسکا عنوان **حقوق ساکن** قائم کیا گیا ہے دراصل اون مختلف
اسباب پر بحث کی گئی ہے جن سے نقض حقوق عاید ہوتا ہے - اور دوسرا
حصہ **حقوق متحرک** سے متعلق ہے - اسبات کے سمجھنے کے لئے
کہ نقض حق کس طرح ہوتا ہے ہمکو صاف طور پر پہلے یہ جاننا چاہئے کہ **حق** سے
کیا مراد ہے اور اوس سے تمتع اوٹھانے سے کیا فوائد حاصل ہوتے ہین -
اس لحاظ سے نقض حق وجود حق کا محض ایک قدرتی نتیجہ ہے مگر اس
حیثیت سے اوسکا ایک جداگانہ عنوان قائم کیا جا سکتا ہے - اسی وجہ سے
اور نیز اس خیال سے کہ طالب علم حقوق کے عام اصول سے تدریج واقفیت
حاصل کر سکے اس کتاب مین اولا اوسکو سمجھا یا گیا ہے کہ **حق** کے اجزا کیا
ہین اور ہم یہ فرض کرتے ہین کہ اب وہ اسبات کو بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ نقض
حق کی نسبت اور حقوق کو حرکت مین لانیکے متعلق کیا بحث کی جائیگی -
اسبارہ مین جو کچھہ ہم پیشتر بیان کر چکے ہین اوسکا شاید ہمین کہین کہین اعادہ کرنا پڑے
مگر اس سے بچنا آسان نہین ہے - اور بہتر ہے کہ طالب علم کو گرداب مغالطہ
مین ڈالنے کے بجائے ہم اس اعتراض کے مورد ہون -

اسباب جن سے حقوق پیدا ہوتے ہین

(۸۳) ہم پیشتر دیکھہ چکے ہین کہ وہ اسباب جن سے حقوق پیدا ہوتی
ہین واقعات کی دو اقسام یعنے حوادث یا افعال مین سے کسی ایک قسم پر

منحصر ہوتے ہین -

نقص حق

(۸۴) **نقص حق** سے یہ مُراد ہے کہ اون فوائد کے تمتع مین جو شخص حقدار کو حاصل ہوتے ہین کسی دوسرے شخص کے فعل یا ترک فعل یا اجتناب سے مداخلت کیجائے - ہر ایسے نقص کا منشا یہہ ہوتا ہے کہ کوئی نقصان پہونچایا جائے یا کسی امر نا جائز کا ارتکاب کیا جائے جسکی ذمہ داری اوس شخص پر عاید کی جا سکے جسکے فعل یا ترک فعل یا اجتناب سے وہ واقع ہوا

ذمہ داری عاید کئے جانے سے کیا مُراد ہے

(۸۵) لیکن ذُمہ داری عائد کئے جانے کے مفہوم مین محض فعل یا ترک فعل یا اجتناب(۱) جس سے کوئی خاص مضر نتیجہ پیدا ہوا ہو داخل نہین ہے۔ بلکہ وہ نیت یا غفلت یا بے پروائی یا بے احتیاطی (۲) سے بھی جو فعل یا ترک فعل یا اجتناب کے ماقبل یا ہمراہ ہو مرکب ہے - ذُمہ داری عاید کئے جانے کے مفہوم مین فعل یا ترک فعل یا اجتناب وہین حد تک داخل ہے جسقدر کہ نیت یا غفلت یا بے پروائی یا بے احتیاطی لیکن فعل یا ترک فعل یا اجتناب بنفسہ مضرت یا امر نا جائز نہین ہے جس سے ذمہ داری عاید ہو سکے - مثلاً کسی شخص پر ذمہ داری عاید کرنیکے لئے یہ ضرور ہے کہ اوسکی نیت غفلت بے پروائی یا بے احتیاطی

---

(۱) ان الفاظ کے معنی قبل ازین بیان ہو چکے ہین - دیکھو فقرہ ۳۲ تا ۳۵

(۲) دیکھو فقرہ ۵۴ و ۶۴ -

کسی فعل ترک فعل یا اجتناب سے جسکی کہ وہ وجہ تھی متعلق کی جائے۔[1] ہم پیشتر بیان کر چکے ہین کہ یہ ذمہ داری بوجہ چند غیر معمولی حالات کے کہانتک معاف کیجا سکتی ہے۔[2]

سبب

(۸۶) قبل اسکے کہ قانون مین کوئی فعل یا ترک فعل یا اجتناب کسی نتیجہ کا صحیح سبب تصور کیا جا سکے یہ ثابت کرنا چاہئے کہ وہ اوسکا سبب اصلی ہے نہ کہ سبب بعید۔ قانونمین ہر واقعہ کے سبب اصلی پر لحاظ کرنا چاہئے نہ کہ سبب بعید پر۔[3] لیکن جس صورت مین کہ فعل اور نقصان کو (جو اوس فعل کا نتیجہ ہو) ایک دوسرے کے ساتھہ علت و معلول کا تعلق ہو[4] تو قانون اصل مرتکب نقصان کو اوسکے فعل کے تمام قدرتی نتائج کا ذمہ دار قرار دیگا۔ مقدمہ اسکاٹ بنام شیپرڈ[5] اس اصول کی اچھی مثال ہے۔ اسمقدمہ مین مدعا علیہ نے بازار مین ایک ہوائی چھوڑی جو ایک دوکان پر جا پڑی دوکاندار نے

(۱) آسٹن صفحہ ۴۴۲ و ۲۲۰۔

(۲) دیکھو فقرہ ۳۷ و ۳۸۔

(۳) مسائل قانونی مولفہ بیکن (۱)

(۴) جیرہرڈ بنام بیٹس۔ رپورٹ ایلیس و بلیکبرن جلد ۲ صفحہ ۴۹۔

(۵) رپورٹ ولیم بلیکسٹن صفحہ ۸۹۲۔

اپنی حفاظت کے لئے اوس ہوائی کو اوٹھاکر دوسری جانب پہینک دیا اور وہ ایک دوسری دوکان پر پڑی وہان سے بھی پہینک دیگئی اور مدعی کی آنکھہ کے قریب پہٹ کے اوڑگئی جس سے اوسکی آنکھہ کو ضرر پہونچا۔ تجویز ہوئی کہ مدعی کو جو ضرر پہونچا اوسکی ذمہ داری اوس شخص پر عاید ہوتی ہی جس نے ابتدائً ہوائی چھوڑی۔ اسمقدمہ مین یہہ بیان کیا گیا کہ جو شخص پہلے امر ناجائز کا مرتکب ہو وہ اون تمام نقصانات کا ذمہ دار ہے جو اوس سے منتج ہوں۔ ہوائی کے ابتدائً چھوڑے جانے کے بعد جو کچھہ واقع ہوا وہ فعل ابتدائی کا سلسلہ تھا اور اوسوقت تک جاری رہیگا جبتک کہ ہوائی نہ چھوٹے۔ اور اگر کوئی بے جرم شخص مضرت سے بچنے کی نیت سے کسی شے کو اوٹھاکر دوسرے شخص کی جانب پہینک دے تو اوسکا یہ فعل جائز ہوگا۔ مقدمہ گبنس نام پیرسے[1] ایک مختلف قسم کی مثال ملتی ہے اُس مقدمہ مین یہ تجویز ہوئی کہ اگر کسی شخص کا گھوڑا کسی حادثہ کے باعث یا کسی دوسرے شخص کی وجہ سے بھڑک جائے اور اوسکو لیکر بھاگ جائے اور کسی شخص کو جو راستہ سے جاتا ہو ضرر پہونچے تو وہ شخص جو گھوڑے پر سوار ہے ذمہ دار نہین ہے۔ اسصورت مین گھوڑے پر سوار ہونے اور گھوڑے کو سڑک پر لے جانے کے

(۱) ہارڈ وِینڈ ۱۱ رپورٹ جلد صفحہ ۳۰

فعل سے مضرت البتہ بعید طور پر متعلق کی جاسکتی ہے۔ لیکن اس بات کا امکان کہ
آہستہ آہستہ سواری کرتے وقت گھوڑا سوار کو لے بھاگیگا خفیف ہے گو
ایسا ہونا کوئی نادر بات نہین۔ پس چونکہ قانون سبب بعید پر لحاظ نہین
کرتا بلکہ صرف سبب اصلی کو مدنظر رکھتا ہے اسلئے سوار ند کو راون نتائج کے
لئے ذمہ دار نہین قرار دیا گیا جنکے وقوع مین آنیکا اُسے بحیثیت ایک
ایسے شخص کے جو معمولی عقل ور احتیاط رکھتا ہو خیال نہین ہو سکتا تھا
لیکن فرض کرو کہ گھوڑا شریر تھا اور وہ سکھلائے جانے کی غرض سے
ایک مدورفت والی جگہ پر لایا گیا تھا تو فیصلہ کا نتیجہ بالکل مختلف ہوتا۔ ایسی
صورت مین ایک شریر گھوڑے کو ایک ایسی جگہ لانا جہان نقصان ہونیکا
احتمال ہے اوس سوار کا قصور ہوگا۔(۱) ایک اور مثال قانون روما سے
دیجاتی ہے جسصورت مین کہ کوئی شخص مویشی کو ایک تنگ راستہ سے
جسکی دونون جانب ایک عمیق غار ہو زور سے ہانک لے جائے
اور راون مین سے چند جانور غار مین گرکر مرجائین تو فعل ور نقصان دونو کے
مابین بطور علت و معلول کے کافی تعلق ہے۔

(۸۷) غفلت امدادی — اس امر کے فیصل کرنے مین کہ ایک خاص فعل کس حد تک

---

(۱) ہولمس کامن لا صفحہ ۹۴۔

ایک نتیجہ کا سبب ہے قانون شخص متضرر کے طریق عمل پر بھی جسکی وساطت سے
فوری طور پر وہ نتیجہ مترتب ہوا لحاظ کریگا۔ اِس اُصول کو تسلیم کرنی کی وجہ
یہہ ہے کہ فعل اور نقصان کے باہمی تعلق مین خود فریق متضرر کی غفلت سے
فرق آجاتا ہے۔ جبکہ یہ غفلت ثابت ہوسکے تو قانون مین فریق مذکور
خود اوس نقصان کا بانی سمجھا جائیگا جو اوسکو پہونچا اور اگر وہ اوس نقصان کی
بنا پر نالش کرے تو ایسی غفلت اوسکے مضر ہو گی کیونکہ قاعدہ قانون
یہ ہے کہ جو شخص خود اپنے قصور سے نقصان اٹھاتا ہے اوسکی نسبت
دراصل یہ نہین سمجھا جائیگا کہ اوسکو قانوناً کوئی نقصان ہوا۔ مثلاً اگر کوئی شخص
کسی جانور کو ستائے اور اِس وجہ سے وہ جانور اُسے ضرر پہونچائے
تو وہ اوس جانور کے مالک یا محافظ پر نالش کرنے کا مجاز نہوگا۔ اِسی طرح
ایک مقدمہ مین ایک شخص کو جو بذریعہ ریل سفر کرتا تھا اہالی ریلوے کمپنی نے
ایسے وجوہ کی بنا پر گاڑی سے اُتار دیا جو واجبی نہین تہے تو تجویز ہوئی
کہ وہ اُس دوربین کی قیمت پانے کا مستحق نہین تھا جو اوس نے غفلت سے
گاڑی مین چہوڑ دی اور جو گم ہو گئی[۱]۔ اسیطرح ایک مقدمہ مین زید نے
شارع عام مین کچہہ کوڑا ڈالا جو عمرو کے گھوڑے کے منہہ پر اوڑا

(۱) گلو و بنام لندن اینڈ ساوتہہ ویسٹرن ریلوے کمپنی۔ لا رپورٹ جلد ۲ کوئنس بنچ صفحہ ۱۱۸

جس سے وہ گہوڑا اسقدر بھڑک گیا کہ قریب تہا کہ وہ ایک چھکڑے سے ٹکراتا اور اوس سے بچنے کے لئے عمرو اناڑی پن سے کوڑے کے ایک دوسرے ڈہیرسے ٹکرایا اور گہوڑے سے گر گیا تجویز ہوئی کہ وہ زید سے ہرجہ پانیکا مستحق نہین ہے۔[1] لیکن بخوبی یاد رکہنا چاہئے کہ مرتکب امر ناجائز غفلت امدادی کے عذر سے فائدہ نہین اُٹھا سکتا بجز اوسصورت کے کہ شخص متضرر باستعمال احتیاط معمولی دوسرے شخص کی غفلت کے نتیجہ سے محفوظ رہ سکتا تھا۔ قانون صرف اُس صورتمین شخص متضرر کو خود اوسکے نقصان کا بانی سمجہیگا جبکہ وہ اوس نتیجہ سے محفوظ رہ سکتا تھا۔[2] غفلت امدادی کے متعلق ایک دوسری قید یہ ہے کہ جس صورت مین کہ حادثہ کا فوری سبب مدعا علیہ کا قصور اسطرحپر ہو کہ بغیر اوسکے حادثہ ہرگز واقع نہو سکتا تو یہ کوئی جواب نہین ہے کہ اگر مدعی کسی ایسے امر کی بابت جو مضرت کے فوری سبب سے لاحق ہو غفلت نہ کرتا تو حادثہ مذکور کلاً یا جزاً واقع نہوتا۔[3] مثلاً جبکہ دو آمنیبس گاڑیان شرط لگا کر دوڑائی جارہی تھین اور انمین سے ایک گاڑی دوسرے سے

---

(۱) قانون ہرجہ مولفہ مین صفحہ ۵۸ طبع ثانی۔ (۲) رڈلی بنام لندن اینڈنارتہ ویسٹرن ریلوے کمپنی (۱۸۷۶ء) جلد اول مقدمات اپیل صفحہ ۷۵۴۔

(۳) میکبی بنام ہوئیٹ جلد ۵ ایسپیکر صفحہ ۲۴۰۔

ٹکرائی تو معلوم ہوا کہ اگر وہ آمنیبس جسمین مدعی سوار تھا ذرا آہستہ چلائی جاتی تو
وہ ٹکرانے کے بعد روک دیجا سکتی اور حادثہ واقع نہوتا۔ لیکن تجویز ہوئی
کہ یہ کوئی جواب نہین ہے۔(۱) اوس صورت مین بھی غفلت امدادی کا عذر قابل
تسلیم نہوگا جبکہ مدعا علیہ باحتیاط مناسب مدعی کی بے احتیاطی کے نتائج سے
محفوظ رہ سکتا تھا۔ مثلاً جبکہ ایک شخص نے غفلت سے ایک گدہے کو جسکے
اگلے پانون بندہے ہوئے تھے شارع عام مین چھوڑ دیا اور مدعا علیہ نے
دن کے وقت بے احتیاطی سے اوسپر سے گاڑی چلا کر اوسکو مار ڈالا
اور معلوم ہوا کہ گدہا ایک طرف ہٹ نہین سکتا تھا تو تجویز ہوئی کہ مدعی کی
یہ بے عنوانی کہ اوس نے گدہے کو شارع عام مین چھوڑ دیا کوئی جواب
نہین ہے کیونکہ مدعا علیہ کو راستہ سے احتیاط کے ساتھ جانا لازم تھا
ورنہ ہر شخص راستہ مین رکھے ہوئے مال پر سے یا وہان سوتے ہوئے
شخص پر سے گاڑی چلا لے جانے یا کسی گاڑی سے جو سڑک کی اولٹی
طرف سے جارہی ہو ٹکرانے کا مجاز ہوگا۔(۲) بندہ مسافران کی غفلت مین
مسافر کی شرکت کے مسئلہ کا تصفیہ انگلستان مین بربنائے فیصلہ مقدمہ

(۱) پلاور بنام ایڈمس۔ ٹانٹن لا رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۲۱۲۔ (۲) مسائل قانونی منو
وہارٹن صفحہ ۱۹۸ و مقدمہ ڈلی محولہ بالا۔

تہرو گُد بنام براین[1] ہوا تہا لیکن حال مین بجائے اوسکے ایک جدید قاعدہ مقرر کیا گیا ہے جو زیادہ تر معقول اور قرین انصاف ہے - یہ امر اکثر مشتبہ سمجہا جاتا تہا کہ مقدمہ تہرو گُڈ بنام براین مین جو تجویز ہوئی تہی وہ مبنی بر اصول مسلمہ تہی یا نہین - اِس تجویز کی روسے ایک مسافر کی ذمہ داری اور اوس گاڑی یا جہاز کے مالک کی ذمہ داری جسمین کہ وہ سفر کرتا ہو دونون یکسان قرار دیگئی تہین - اِس لحاظ سے کوئی مسافر کسی دوسرے جہاز یا گاڑی کے مالک سے بابت اوس مضرت کے جو اوسکو دونون جہاز یا گاڑیون کے مالکون کی غفلت مشترکہ سے پہونچی ہو ہرجہ پانے کا مستحق نہین تہا اور یہ اصول جسکے مطابق بعض مقدمات مین مثل مقدمہ آرمسٹرانگ بنام لنکشائر ریلوے کمپنی[2] عمل کیا گیا تہا متروک کیا گیا - معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ مین قاعدہ انگریزی سے اکثر اختلاف ظاہر کیا گیا ہے اور وہان تجویز ہوئی ہے کہ چونکہ مسافر ایک بالکل بے قصور فریق ہے اور جس گاڑی یا جہاز مین وہ سفر کرتا ہے اوسپر اوسکو کوئی اختیار حاصل نہین ہے لہذا ضرور ہے کہ وہ مرتکب فعل ناجائز کے مالک کے نام نالش دائر کرسکے[3] اور یہ ظاہر

---

(۱) کامن بنچ رپورٹ، جلد ۴ صفحہ ۱۱۵ - (۲) لا رپورٹ جلد ۱۰ - ایکسچیکر صفحہ ۴۷ -

(۳) غفلت امدادی مؤلفہ بیچ صفحہ ۱۱۴ و ۱۱۸ نیویارک ۱۸۸۵ء -

ایک معقول تجویز ہے۔ لیکن بالاخر انگلستان مین ہی بمقدمہ بربنا[(١)] کورٹ آف اپیل کو
اسکے متعلق تمام قانون پر نظر ثانی کرنیکا موقع ملا اور جو قاعدہ بربنائی مقدمات
تھروگد بنام براین و آرمسٹرانگ بنام لنکیشائر ریلوے کمپنی قرار پایا تھا
وہ منسوخ کیا گیا اور اب یہ صحیح قاعدہ مقرر کیا گیا ہے کہ جسصورت مین کہ دو یا زیادہ
اشخاص کی غفلت مشترکہ سے کوئی نقصان واقع ہو تو مدعی کو حسب اقتضای
رائے خود اون تمام اشخاص یا اونمین سے کسی کے نام نالش کرنے کا
استحقاق حاصل ہے اور غفلت امدادی کا استثنا صرف مدعی یا اون اشخاص
کے افعال یا ترک افعال پر جو درحقیقت اوسکے ملازم یا کارندہ ہون حاوی ہے
لیکن واضح ہو کہ برندہ مال عوام کی غفلت مین اوس شخص کی شرکت کا
مسئلہ جو مال کو بذریعہ جہاز پہونچانیکے لئے برندہ کے حوالہ کرے اس سے
مختلف ہے اور یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ انگلستان اور امریکہ مین مستقل طور پر
مقرر ہو چکا ہے۔ برندہ مال اور برندہ مسافران کے مابین فرق کی وجہ
یہ ہے کہ (١) برندہ مال بطور امین کے ہے برندہ مسافران کی حیثیت
ایسی نہین ہے (٢) برندہ مال بطور کارندہ مالک مال کے عمل کرتا ہے
برخلاف اسکے برندہ مسافران اور اون مسافرون کے مابین جنکو وہ

---

(١) لا رپورٹ پروبیٹ ڈیویژن جلد ١١ صفحہ ٥ میلس بنام آرمسٹرانگ (سنہ ١٨٨٧ و ١٨٨٨ء)
مقدمات اپیل جلد ١٣ صفحہ ١۔

سے لے جائے کوئی معاہدہ امانت یا کارندگی نہین ہے [۱]

(۸۸) غفلت امدادی کی تاثیر کے ساتھ ہم اس مسئلہ پر غور کر سکتے ہین کہ جس فعل کی نسبت کوئی شخص رضامند ہوجائے وہ قانوناً ضرر نہین سمجھا جائیگا۔ یہہ مسئلہ قانون روما سے لیا گیا ہے لیکن اسکی وقعت کسیقدر کم ہوگئی ہے (مثلاً اون مقدمات مین جو ایک فرض محکومہ قانون موضوعہ کے نقض سے پیدا ہوتے ہین)[۲] تاہم یہہ مثل دوسرے بہت سے قواعد کے جو مقننین روما نے مقرر کئے ہین عقل اور انصاف پر مبنی ہے۔

وہ فعل ضرر نہین ہے جسکی نسبت کوئی شخص رضامند ہوجائے

---

(۱) غفلت امدادی مولفۂ بیچ صفحہ ۱۸ و ۱۹ نیو یارک ۱۸۸۵ء۔

(۲) بیڈلی بنام ارل گرینویل لا رپورٹ جلد ۱۹ کوئنس بنچ ڈیویژن صفحہ ۴۲۳۔ واقعات اسمقدمے یہ ہین کہ مدعیہ کا شوہر ایک کوئلہ کی کان مین ملازم تھا۔ مدعا علیہ اس کان کا مالک تھا۔ ایکٹ مجریہ سنہ ۲۳ و ۲۴ جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریہ کی دفعہ ۲۰ کے مطابق جو قواعد مقرر کئے گئے تھے اونکی رو سے یہ لازم تھا کہ جسوقت ملازمین کان کے اندر اترین یا اوسمین سے اوپر آئین اوسوقت ایک نگہبان ہمیشہ حاضر رہے لیکن اوس کان مین یہ عملدرآمد تھا کہ رات کیوقت کوئی نگہبان حاضر نہین رہتا تھا اس عملدرآمد سے مدعیہ کا شوہر بخوبی واقف تھا۔ مدعیہ کا شوہر رات کیوقت کان مین سے اوپر آرہا تھا کہ وہ بوجہ ایک حادثہ کے جو نگہبان کی غیر حاضری کے باعث وقوع مین آیا ہلاک ہوگیا۔ تجویز ہوئی کہ یہ مسئلہ کہ "وہ فعل ضرر نہین ہے جسکی نسبت کوئی شخص رضامند ہوجائے" ایسی صورتون سے متعلق نہین ہے جنمین ضرر آقا کی جانب سے ایک فرض محکومہ قانون موضوعہ کے نقض کیوجہ سے واقع ہوا اور اسلئے مدعیہ ہرجہ پانیکی مستحق ہے۔ مترجم۔

جو مضرت خاص کسی شخص کی ذات کو پہونچائی گئی ہو اوسکی نسبت قانون شخص متضرر کے فائدہ کے لئے چارہ کار عطا کرتا ہے اور اگر وہ شخص اوسکو مضرت خیال کرنا یا چارہ کار قانونی سے فائدہ اٹھانا پسند نہ کرے تو اوسکو اختیار ہے قانون اوسکو اس امر پر مجبور نہین کریگا کہ وہ اپنی مرضی کے خلاف اپنے حقوق کا دعوی کرے۔ اور یہ مسئلہ متذکرہ صدر اور ایک دوسرے مسئلہ پر مبنی ہے جسکا مضمون یہ ہے کہ ہر شخص ایک ایسے حق سے جو خود اوسکی فائدہ کے لئے مقرر کیا گیا ہو دست بردار ہو سکتا ہے" مثلاً ایکٹ انتقال جائداد مجریہ ہند سے ایک تمثیل دیجا سکتی ہے۔ زید نے کہ پٹہ دہندہ ہے بکر کو کہ پٹہ دار ہے اطلاع اس امر کی دی کہ بکر جائداد پٹہ شدہ سے نکل جائے۔ میعاد اوس اطلاعنامہ کی گذر گئی تب بکر نے زید کے سامنے وہ زر لگان پیش کیا جو اطلاع کی میعاد کے اختتام کے بعد جائداد کی بابت واجب الادا ہو گیا تھا اور زید نے قبول کر لیا ایسی صورت مین اطلاع سے دست برداری ہو گئی [۱] آجکل اس مسئلہ کا اطلاق معاملات مابین آقا و ملازم پر کیا جائے تو اوس سے عموماً یہ منشا نکلتا ہے کہ ملازم نے اون تمام خطرات کے اٹھانیکے لئے اپنی رضامندی لفظاً یا معناً ظاہر کی جو اوس

---

(۱) دفعہ ۱۱۳ کی تمثیل (الف)۔

خاص کام سے ملحق ہین جسکی انجام دہی کے لئے وہ مقرر کیا گیا اور جس سے
کہ اوسکو ضرر پہونچا۔ پس جبکہ کوئی شخص کسی ایسے کام کے انجام دینے کا
اقرار کرے جو فی نفسہ خطرناک ہو تو باوجود اسکے کہ جہانتک ممکن ہوا اُس
کام کو کم خطرناک کرنیکے لئے معقول احتیاط کیگئی ہو تاہم وہ بلاشبہ
بالارادہ وہ خطرات اٹھانے پر راضی ہوجاتا ہے جو اوس کام کے ساتھ
وابستہ ہین اور اگر اوسکو کوئی نقصان پہونچے تو وہ اس امر کی شکایت
کرنیکا مجاز نہین ہے کہ اوسکو ضرر پہونچایا گیا گو جس باعث سے کہ اُسکو
نقصان پہونچا اوس سے دوسرون کو نالش کرنے کا حق حاصل ہوتا ہو۔
لیکن جس صورت مین کہ آقا کی غفلت سے کوئی خطرہ پیدا ہو یا بڑھ جائے
عام اس سے کہ وہ خطرہ ایسا ہو کہ اُس سے نقصان پہونچنے کا احتمال ہو
یا نہو تو محض یہہ امر کہ ملازم باوجود علم خطرہ کے ملازمت کرتا رہا مانع اسکا
نہوگا کہ درحالیکہ اوسکو ایسی غفلت سے نقصان پہونچے تو وہ اپنے آقا سے
ہرجہ وصول کرے۔ ایسی صورت مین آقا اِس مسئلہ سے کہ "جس فعل
کی نسبت کوئی شخص رضامند ہوجائے وہ قانوناً ضرر نہین ہے"
فائدہ اُٹھاکر اپنے فعل ناجائز کی ذمہ داری سے بچ نہین سکتا۔(۱) یہ مسئلہ

(۱) اسمیتھ بنام بیکر اینڈ سنس (۱۸۹۱ء) مقدمات اپیل صفحہ ۳۲۵ و ۳۶۰ و ۳۶۲۔

ایک حد تک قانون فوجداری مین بہی تسلیم کیا گیا ہے - چنانچہ مجموعہ تعزیرات ہند کے بموجب جس امر کے ارتکاب سے ہلاکت یا ضرر شدید کا احتمال ہے وہ امر کسی ایسے نقصان کی وجہ سے جرم نہوگا جو امر مذکور سے اٹھارہ برس سے زیادہ عمر کے کسی شخص کو پہونچ جائے یا جسکا ایسی عمر کے کسی شخص کو پہونچانا مرتکب کی نیت مین ہو درحالیکہ اوس شخص نے نقصان اٹھانے مین اپنی رضامندی ظاہر کی ہو[1] لیکن رضامندی بلااکراہ واجبار ہونی چاہیئے - یہ مسئلہ کہ جس فعل کی نسبت کوئی شخص رضامند ہوجائے وہ قانوناً ضرر نہین سمجہا جائیگا صرف اوسصورت سے متعلق ہوسکتا ہے جبکہ کسی شخص پر جبر نہ کیا گیا ہو یعنے وہ اپنی مرضی کے موافق کوئی امر کرے یا نہ کرے[2]

فعل عدالت سے کسی کو نقصان نہین پہونچتا

(۸۹) قانون اوسصورت مین بہی کسی نقض حق کو تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہے جبکہ کسی مضرت کا ہونا بیان کیا جائے اور وہ فعل عدالت یا فعل خدا یعنے آفت آسمانی کا نتیجہ ہو - مثلاً جو حقوق کہ ایک شخص کو حاصل ہین اونمین سے بیش بہا حق آزادی ہے لیکن اگر وہ کسی عدالت دیوانی کی ڈگری کی تعمیل مین گرفتار کیا جائے تو یہ سمجہا جائیگا کہ اوسکو کوئی ضرر نہین پہونچا خواہ

(۱) دفعہ ۸۷ - (۲) ممبری بنام گریٹ ویسٹرن ریلوے کمپنی مقدمات اپیل جلد ۱۴ صفحہ ۱۷۹ -

عدالت کا فیصلہ غلط ہی کیون نہو کیونکہ قانون کے حکمنامہ کی تعمیل سے کسی کو نقصان نہین پہونچتا - اسیطرح اگر کوئی اہلکار پولیس کسی ایسے وارنٹ گرفتاری کی تعمیل کرے جسکو عدالت مجاز نے جاری کیا ہو تو اہلکار پولیس پر کوئی نالش نہین ہوسکیگی کیونکہ فعل عدالت سے کسی کو نقصان نہین پہونچتا - ایسے تمام مقدمات مین حکمنامہ قانون کے اجراسے نہین بلکہ اوسکے اجرائے ناجائز سے نقصان ہوتا ہے اور اجرائے ناجائز حکمنامہ قانون محض ایک ایسا امر ہے جسمین فریق متضرر ہرجہ کی نالش کرسکتا ہے[1] سب سے معمولی صورت جس سے کہ مسئلہ آخر الذکر (یعنے یہ کہ فعل عدالت سے کسی کو نقصان نہین پہونچتا) متعلق کیا جاسکتا ہے وہ ہے جسمین ایک مدعا علیہ کسی ایسے امر کی بحث کے دوران مین فوت ہوجائے جسکا فیصلہ بعد مین اوسکے حق مین دیا جائے ایسی صورت مین فیصلہ بہ ثبت تاریخ پیشی اخیر مرتب کیا جاتا ہے - تمثیل مندرجہ ذیل سے مسئلہ مذکور کے ایسے اطلاق کی اہمیت بخوبی سمجھہ مین آئیگی - زید نے عمرو پر ایک جائداد کے متعلق حق شفع کا دعوی کیا اور بعد اختتام دریافت لیکن قبل صدور فیصلہ عمرو فوت ہوا - ضابطہ مجریہ ہند کے بموجب جو اوسوقت نافذ تھا زید پر لازم تھا کہ عمرو کی وفات سے ساٹھہ یوم کے اندر اوسکی جگہ اوسکے قائم مقامان قانونی کو شامل کئے جانے کی درخواست کرتا - لیکن وہ مدت مقررہ کے اندر درخواست کرنے سے قاصر رہا اور

(۱) مسائل قانونی مولفہ وہارٹن صفحہ ۶۷ -

اوسکے ختم ہونیکے عرصہ دراز کے بعد فیصلہ اوسکے حق مین سنایا گیا۔ چونکہ جو کچھہ تعویق ہوئی وہ عدالت کی جانب سے بوجہ فیصلہ کے فوراً نہ سنائے جانیکے ہوئی اسلئے تجویز ہوئی کہ زید کا کوئی قصور نہین ہے اور فیصلہ بہ ثبت تاریخ پیشی اخیر سنایا گیا۔(۱)

آفت آسمانی سے کسیکو نقصان نہین پہونچتا

(۹۰) اسیطرح فعل خدا یعنے آفت آسمانی سے بہی کسی شخص کو نقصان نہین پہونچتا۔ چنانچہ قانون انگلستان کے بموجب اگر مدیون ڈگری گرفتار کیا جائے

(۱) ہنسی مل بنام شیونا تہہ۔ نمبر ۴۶ پنجاب کارڈ ۱۸۸۶ع۔ نیز دیکھو لا رپورٹ جلد ۸ الکلتہ صفحہ ۱۳۱ و ۶ جس مقدمہ مندرجہ پنجاب رکارڈ کا حوالہ دیا گیا ہے اوسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسمقدمہ مین مدعی نے حق شفع کا دعوی کیا۔ عدالت ماتحت نے اوسکے حق مین ڈگری صادر کی۔ مدعا علیہ نے چیف کورٹ پنجاب مین مرافعہ کیا۔ چیف کورٹ نے مرافعہ منظور اور مدعی کا دعوی خارج کردیا۔ قبل سنائے جانے فیصلہ کے مدعی نے چیفکورٹ مین اسمضمون کی عرضی پیش کی کہ مرافع (مدعا علیہ) بعد ختم ہونے دریافت کے اور قبل از فیصلہ فوت ہوگیا اسلئے اپیل ساقط ہونا چاہئے۔ اسکی نسبت چیف کورٹ نے تجویز کیا کہ ایسی صورتون کے متعلق قاعدہ موجود ہے جسکی روسے جبکوئی فریق اپیل بعد پیشی اخیر لیکن قبل سنائے جانے فیصلہ کے فوت ہوجائے تو عدالت کو اختیار ہے کہ یہہ حکم دے کہ فیصلہ پر پیشی اخیر کی تاریخ لکھی جائے۔ اِس لحاظ سے گو فیصلہ ۲۸ اپریل ۱۸۸۶ع کو سنایا گیا مگر دسمبر ۲۲ اپریل ۱۸۸۶ع یعنی تاریخ پیشی اخیر ڈالی گئی۔ اس سے واضح ہوگا کہ جو فیصلہ صادر ہوا وہ بحق مدعا علیہ صادر ہوا۔ پس معلوم نہین ہوتا کہ یہ کیون بیان کیا گیا ہے کہ فیصلہ مدعی کے حق مین سنایا گیا۔ مترجم۔

اور بعدہ مین دائن اوسکو رہا کردے تو یہ قرضہ کی بے باقی سمجھی جاتی تھی۔ لیکن اگر مدیون زمانہ قید مین فوت ہوجائے تو ایسا کوئی نتیجہ پیدا نہین ہوتا تھا اور دائن بذریعہ حکمنامہ ایلگیٹ یا فیسری فیشیاس مجدداً اجراے ڈگری کراسکتا تہا۔[۱]

حقوق کا تعلق کسطرح قائم یا منقطع ہوتا ہے

(۱۹۱) اب ہم اس امر کا بیان کرینگے کہ حقوق کا تعلق اون اشخاص سے جوکہ حقوق کے مالک ہوتے ہین کسطرح قائم ہوتا ہے یا کسطرح اون سے منقطع ہوجاتا ہی۔ یہ تعلق خواہ بوجہ کسی ایسے خاص عطیہ کے جو حکومت اعلے نے کسی شخص معین یا جماعت اشخاص کے حق مین کیا ہو جس صورت مین اسکو **اختیار خاص** یا **رعایت قانونی** کہتے ہین یا بوجہ کسی ایسے واقعہ کی مداخلت کے جو کسی خاص صورت کو ایک عام قانون کی تاثیر مین لاتا ہے پیدا ہوسکتا ہی۔[۲] مثلاً سند ایجاد بغرض بنانے اور فروخت کرنے ایک خاص چیز کے یا ایک خاص ضلع مین افیون فروخت کرنیکا اجارہ یا ریلوے بنانے کا حق بلا شرکت غیرے **اختیار خاص** ہے[۳] لیکن ایک ایسی بیع جس سے ایکٹ متعلقہ

(۱) مسائل قانونی مولفہ وہارٹن صفحہ ۷۔ (۲) آسٹن صفحہ ۴۳۳ و ۴۴۴۔ اصول قانون مولفہ ہالینڈ صفحہ ۱۳۳ طبع سوم۔ (۳) ایک اختیار خاص بذریعہ ایک ایکٹ واضعان قانون عطا کیا جاسکتا ہی مثلاً بذریعہ قانون ورثیمبر گ بابت ۱۸۱۵ء تصنیفات شیلر کے متعلق اوسکے ورثا کو حق مصنفی بلا شرکت غیرے عطا کیا گیا۔ یا ایک جماعت انتظامی باستعمال اوس اختیار کے جو واضعان قانون نے اوسے دیا ہو ایسا استحقاق عطا کرسکتی ہی۔ مثلاً جبکہ لوکل گورنمنٹ زیر احکام مندرجہ دفعہ ۶۴۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی مصدرہ ۱۸۸۲ء بحیثیت کسی شخص کو عدالت مین اصالتاً حاضر ہونے سے معاف کرے۔

قوانین پنجاب مصدرہ ۱۸۷۲ء کے بموجب حق شفع پیدا ہوتا ہو واقعہ قسم دوم ہے۔
اسی طرح حصول حق دخیلکاری حسب ایکٹ متعلقہ دخل رعیتانہ زمین احاطہ پنجاب
یا بنگال یا حق آسایش بموجب دفعہ ۲۶ قانون میعاد سماعت ہند مصدرہ ۱۸۷۷ء
واقعہ قسم دوم ہے ایسی صورتون مین جو حق حاصل ہوتا ہے وہ اسوجہ سے نہین
حاصل ہوتا کہ شخص حاصل کنندہ سے خاص طور پر اُسے نامزد کیا گیا تہا بلکہ ایک
عام قانون کے مطابق جو حق مذکور کو ایک خاص قسم کے واقعہ یا سلسلہ واقعات
سے ملحق کرتا ہے حاصل ہوتا ہے۔

حقوق جو بوجہ افعال ارادی یا انفاذ قانون پیدا ہوتے ہین

(۹۲) **حق یا فرض** بوجہ کسی فعل ارادی یا بوجہ حکم قانون کر
پیدا یا زائل ہوتا ہے۔ صورت آخر الذکر مین حق یا فرض بربنائے استحقاق
جو حق عطا کئے گئے یا حق سے محروم کئے گئے شخص کے کسی فعل پر مشتمل ہو
پیدا یا زائل نہین ہوتا بلکہ بوجہ اثر قانون پیدا یا زائل ہوتا ہے۔ مثلاً ایک ایسے شخص کا
وارث جو بلا وصیت فوت ہوا ہو بوجہ اثر قانون یعنے حسب ایکٹ استحقاق وراثت
ہند نمبر ۱۰ مصدرہ ۱۸۶۵ء وراثت پاتا ہے۔ لیکن وہ حق جو بذریعہ معاہدہ
بیع یا بربنائے وصیت پیدا ہوتا ہے ایک فعل ارادی کا نتیجہ ہے۔[1]

کسی شئی کی انتقال کے ساتھ انتقال کنندہ کی جملہ حقوق منتقل ہوجاتے ہین

(۹۳) - جب کوئی شخص کسی حق سے بالارادہ دست بردار ہو جائے

(۱) آسٹن صفحہ ۹۳۹ -

اور وہ حق کسی دوسرے شخص کو حاصل ہو تو یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ اوس مین ہر شئے جو
اوس حق سے متعلق ہو اور جس سے شخص ول الذکر متمتع ہوتا تہا شامل ہے الّا
اوس صورت مین کہ کوئی اور مراد بالعکس واضح ہو۔ یہ قاعدہ مسئلہ ذیل سے
ظاہر ہوتا ہے "کسی شئے کے انتقال کنندہ کے جملہ حقوق منتقل ہو جاتی ہین"۔
جو شخص دست بردار ہو جائے وہ البتہ بذریعہ اپنے فعل کے جو کچہہ کہ اوسکو
حاصل ہو اوس سے کم منتقل کرسکتا ہی مثلاً اپنی جائداد کا ایک جز و یا کسی جائداد کا حق بغیر اوس جائداد کو
بیسے کہ رہن یا گرو۔ لیکن جس صورت مین کہ وہ ایسی کوئی شرط قائم نہ کرے
تو چونکہ یہ ناممکن ہے کہ دو اشخاص کو ایک ہی شئے پر تمام و کمال قبضہ حاصل ہو
اسلئے یہ تصور کیا جاتا ہے کہ اوس نے اپنے حقوق کلیتاً منتقل کردئے
اسیطرح پر جب کوئی شئے دیجائے تو اوسکے ساتہہ اوس شئے کا دیا جانا
بہی قیاس کیا جاتا ہے جسکے بغیر شئے منتقل شدہ بیکار ہو جاتی ہو۔ مثلاً اگر
زید عمرو کے ہاتہہ ایک قطعہ زمین بیع کرے جو اوسکی زمین کے بیچ مین
واقع ہو تو یہ قیاس کیا جائیگا کہ اوس نے زمین مذکور پر حق راہ بہی ضمناً عطا
کیا اور منتقل الیہ مجاز ہے کہ انتقال کنندہ کی زمین مین سے آمد و رفت کرے
اور ایسی صورت مین اوسپر مداخلت بیجا کی نالش نہین ہوسکیگی۔

انتقال کنندہ اوس حق سے زیادہ منتقل نہین کرسکتا جو خود اوسکو حاصل ہے

(۹۴) اس مسئلہ سے کہ "کسی شئے کے انتقال کے ساتہہ انتقال کنندہ کے جملہ حقوق منتقل ہو جاتے ہین" یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ منتقل الیہ کی حالت

بہ نسبت انتقال کنندہ کی حالت کے بہتر نہین ہوسکتی[1] یعنے گو انتقال کنندہ اوس حق سے کم منتقل کرسکتا ہے جو اوسکو حاصل ہے لیکن اوس سے زیادہ حق منتقل الیہ کو عطا نہین کرسکتا کیونکہ مسئلہ یہ ہے کہ کوئی شخص اوس حق سے زیادہ منتقل نہین کرسکتا جو خود اوسکو حاصل ہے[2]۔

جانشینی

(۹۵) جبکہ حق ہی بہ نفسہ عطا کیا جاتا ہے تو ایسے استحقاق کو **جانشینی** کہتے ہین لیکن جانشینی خواہ ایک ہی حق تک محدود ہوتی ہے مثلاً ملکیت جائداد جس صورت مین وہ جانشینی واحد کہلاتی ہے خواہ اون تمام حقوق اور فرائض کے مجموعہ پر حاوی ہوتی ہے جنکو روما کے مقننین ایک شخص کے حق مین داخل کرتے تھے اور جنکو **مجمع حقوق و فرائض** کا نام دیا گیا ہے۔ سر ہنری مین نے نہایت عمدگی سے بیان کیا ہے کہ یہ **مجمع حقوق و فرائض** ایک شخص معین کا لباس قانونی ہے[3] اور یہ بذریعہ جانشینی کسی وصی یا مہتمم ترکہ یا کسی دیوالیہ کی جائداد کے امانت دار پر منتقل ہوتا ہے۔

حق وراثت بلا وصیت

(۹۶) شخص متوفی کے اون حقوق کی نسبت جو اوسکے وارث

(۱) ڈائجسٹ ۵۰ (۱۷ و ۱۷۵) دفعہ ۱۔ (۲) ڈائجسٹ ۵۰ (۱۷ و ۱۷۷) ۱۔ لیکن دیکھو فقرہ (۱۵۱) کتاب ہذا۔ (۳) قانون قدیم صفحہ ۱۷۸ طبع ۱۴۔

نام منتقل ہوتے ہین واضح رہے کہ ایسا انتقال خواہ بوجہ اثر قانون (مثلاً جس صورت مین کہ شخص مذکور بلا وصیت فوت ہو جائے) خواہ ایک وصیت نامہ کی شکل مین اوسکی مرضی کے ظاہر کئے جانیکی وجہ سے واقع ہوتا ہے۔ زمانہ قدیم مین یہ خیال رائج تہا کہ مورث کے وجود کا سلسلہ وارث کے وجود مین جاری رہتا ہے اور اوسکی جائداد کا اوسکے وارث پر منتقل ہونا محض تصورات کا قدرتی سلسلہ ہے۔ یہ خیال زمانہ قدیم کی اکثر اقوام مین اور یقیناً ہنود مین عام تہا۔ حسب بیان منو ایک شخص کا بیٹا اور بیٹی خود اوسی شخص کے مثل ہین[۱] اور بیوہ کا حق وراثت اس مفروضہ پر مبنی ہے کہ اوسمین اوسکے شوہر کا نصف جسم حی و قائم رہتا ہے[۲]۔ مصنف متاکشرا اسی خیال کو مختلف الفاظ مین بیان کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ "عورت کی جائداد اوسکی بیٹیون کو ملتی ہے کیونکہ اوس عورت کے اجزا اوسکی اولاد اناث مین بکثرت رہتے ہین اور باپ کی جائداد اوسکے بیٹون کو ملتی ہے کیونکہ اوسکے اجزا اوسکی اولاد نرینہ مین بکثرت رہتے ہین"[۳]۔ اس اہم فقرہ سے ہمکو نہ صرف اِس امر کی صاف شہادت ملتی ہے کہ حق وراثت

(۱) فصل ۹۔ شلوک ۱۳۰۔ (۲) دایے بہاگ باب ۱۱ فصل ۱ شلوک ۲۔

(۳) باب ۱ فصل ۳۔ شلوک ۱۰۔

اس خیال پر مبنی تہا کہ مورث کے وجود کا سلسلہ اوسکے وارث کے جسم مین جاری رہتا ہے بلکہ اس مسئلہ کے حل کرنیکا طریقہ بھی ملجاتا ہے کہ وارث کا حق کس قاعدہ کے بموجب مشخص ہونا چاہئے - بلاشبہ شخص متوفی کی رشتہ داری کی قربت کے قاعدہ کے بموجب ہونا چاہئے اور مردون کی وراثت کی صورت مین اولاد نرینہ کو اور عورات کی وراثت کی صورت مین اولاد اناث کو ترجیح دیجائیگی پس بیٹا باپ کا وارث اس وجہ سے ہوتا ہے کہ وہ باپ کا ایک جزو سمجہا جاتا ہے اور بعینہ اسی قبیل کی وجہ سے بیٹی اپنی مان کی وارثہ قرار پاتی ہے - بنگال مین برہمنون کی دست اندازی کی وجہ سے تمتعات مذہبی کا ایک مزید قاعدہ نشو و نما پاگیا تھا اور وہ اس قاعدہ کا لازمی نتیجہ تہا کہ جو دولت جمع کی جاتی ہے وہ صرف مذہبی اغراض کے لئے مقصود ہوتی ہے -[1] لیکن اوس قاعدہ مین بہی تمتع کی وسعت شخص متوفی کی رشتہ داری کی قربت پر اس شرط کے ساتہہ منحصر ہوتی ہے کہ اولاد ذکور کو اولاد اناث کے مقابلہ مین ترجیح دیجائے -

وراثت بذریعہ وصیت

(۹۷) وراثت کی دوسری شکل یعنے انتقال جائداد بذریعۂ وصیت اسکے بعد کے زمانہ مین پیدا ہوئی اور ممکن ہے کہ وہ اوس زمانہ مین معرض

(۱) دائے بہاگ باب ۱۱-

ظہور مین لائی گئی ہو جبکہ ہر فرد بشر کے حق ملکیت کا استقرار بالاستحکام عمل مین آیا۔ روما مین اوس زمانہ مین ہی جبکہ قانون الواح اثنا عشر نافذ ہوا اسی ایسے کامل طور پر تسلیم کیا جاتا تھا کہ یہ قاعدہ کہ اوس شہر کا ہر باشندہ اپنی جائداد کو جسطرح چاہے منتقل کرسکتا ہے قانون مذکور مین سب سے مقدم تھا۔ کینٹ کہتا ہے کہ "حالت اصلی مین جبکہ انسان تہذیب کی مصنوعی قیود سے آزاد تھا بغیر وصیت کے وراثت کا تصور غیر ممکن ہے"(۱) لیکن ہم جانتے ہین کہ زمانہ سلف مین ایسی قومین تھین جو وصیت ناموں سے ناواقف تھین مثلاً اسپارٹا مین وصیت کے نام تک سے لوگ ناآشنا تھے۔ ایتھنس مین سولن نے وصیت ناموں کا طریقہ بذریعہ قانون جاری کیا تھا(۲) اور ہنود کی قدیم کتب قانونی مین انکا کوئی ذکر نہین ہے۔(۳) تاہم رعایائے اسپارٹا و ایتھنس اور ہنود نے صراحتاً وراثت کے متعلق ایک قانون مقرر کیا تھا۔ البتہ روما مین مجلس رعایا مین یا جنگ شروع ہونے کے قبل لشکر کے روبرو جو وصیت نامجات مرتب کئے جاتے تھے اونکی بنیاد بہت ہی قدیم زمانہ کی ہے۔(۴) لیکن رومیولس نے سکونت کے لئے چھوٹی چھوٹی

(۱) فلسفہ قانون صفحہ ۱۳۶۔ (۲) قانون روما مولفہ مویرہیڈ صفحہ ۴۔

(۳) دیکھو ٹگور لا لکچرز بابت ۱۸۸۰ء صفحہ ۲۴۳۔

(۴) گیئس جلد ۲ صفحہ ۱۰۱۔

جائدادون کے اس شرط پر دینے کا طریقہ جاری کیا تہا کہ وہ ورثا کے نام منتقل
ہوتی رہین اوسکی کیفیت کے معائنہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ قبل اس کے
کہ انتقال بذریعہ وصیت کا کسی کو علم ہوا وراثت کے متعلق ایک قاعدہ جاری تہا
علاوہ برین اس امر کا گمان غالب ہے کہ جو وصیت نامجات کہ روما مین مجلس
رعایا مین مرتب کئے جاتے تہے وہ دراصل واضعان قانون کی کارروائی
تہی جسکی رو سے ایک موصی کے ہمرتبہ اشخاص بلحاظ اون وجوہ کے جو اوسکے
اور نیز مجلس کے خیال مین کافی معلوم ہوتی تہین اوس خاص صورت مین معمولی
قواعد وراثت کی خلاف ورزی کو منظور کرتے تہے اور جو وصیت نامجات
جنگ کے شروع ہونے کے قبل سپاہی مرتب کرتے تہے اونکا منشا جائداد
موصی کو اوسکے حقیقی ورثا مین تقسیم کرنیکے سوا اسے اور کچہہ نہین تہا - البتہ
ایسے انتقالات کی حیثیت جو کوئی شخص بالارادہ اپنی حین حیات مین کرے
مختلف ہے - ایسے انتقالات کا اختیار اوس شخص کے اپنے قبیلہ سے
علیحدہ ہو جانے کی وجہ سے پیدا ہوتا تہا - اور بموجب تتریا برہمنا یہ خیال
کیا جاتا ہے کہ خود منو نے اپنی دولت اپنے بیٹیون مین تقسیم کردی -[1]
لیکن اسکے بعد کے زمانہ مین جبکہ جائداد متعلقہ خاندان مین خاندان کو بہئیت
مجموعی حق حاصل ہوتا تہا اور اوسکے ارکان کو بجز حق تصرف محاصل کے

(۱) جگہ ورلا لکچرز بابت ۱۸۸۰ء صفحہ ۲۴۴ -

اورکوئی حق نہین تہا اگر یہ کہا جائے کہ کوئی شخص ایسے انتقال کا اختیار استعمال کرسکتا ہے جو خود اوسکی وفات کے بعد شروع ہونے والا ہو تو الفاظ مین تناقص واقع ہوگا[1]

اہل ہنود مین وصیت ناجات

(۹۸) ہندوؤن مین وصیت ناجات کی تکمیل کا طریقہ تاریخ تحریر داے بہاگ سے عرصہ دراز کے بعد شروع ہوا - اس طریقہ کا معدا قانون رواجی تہا اور یہ غالباً عملداری برطانیہ سے پیشتر جاری تہا کلکتہ کی سوپریم کورٹ نے ۱۷۷۶ء مین ایک وصیت نامہ کا پروبیٹ[2] عطا کیا اور مشہور ومعروف اوماچند کے وصیت نامہ پر ۱۷۷۵ء کا سال مرقوم ہے اہل ہنود کے معاملات مین واضعان قانون ہند نے عرصہ دراز کے قبل یعنے ۱۷۹۹ء مین وصیت ناجات کو صراحتاً تسلیم کیا ہے[3] اور پریوی کونسل نے عموماً اونکو جائز رکہا ہے[4] ایک مقدمہ مین پریوی کونسل نے وصیت نامہ پر اس پہلو سے غور کیا ہے کہ وہ وقت وفات تک ایک

(۱) شاستر ہنود مولفہ مین دفعہ ۳۳۶ - (۲) لفظ پروبیٹ سے وصیت نامہ کی نقل جو ثبت مہر کسی عدالت ذی اختیار سے تصدیق ہوئی ہو جب اوسکے ساتہہ سند متضمن عطائے اختیار اہتمام ترکہ موصی کے شامل ہو مراد ہے - دفعہ ۳ - ایکٹ ۱۰ بابتہ ۱۸۶۵ء -

(۳) قانون ۵ بابت ۱۷۹۹ء دفعات ۱ و ۲ - (۴) بنگال لا رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۳۷۷ -

مسلسل فعل ہبہ ہے جسکا اثر بعد وفات کے شروع ہوتا ہے[1] لیکن اس خیال کی نسبت کہ قانون وصیت ابحاث محض قانون ہبہ سے تکمیل کو پہونچا ہے اشتباہ ظاہر کیا گیا ہے[2] اور نیز وصیت نامہ کو اسطرحپر بیان کرنا کہ وہ ایک مسلسل فعل ہبہ تا وقت وفات ہے اور اوسکا اثر بعد وفات شروع ہوتا ہے قابل اعتراض ہے۔ شخص متوفی کی جائداد کا انتقال یعنے وارث مقررہ کا اوسکو حاصل کرنا اور موصی کا اوس سے دست بردار ہونا ایک ہی وقت مین یعنی بوقت وفات واقع ہوسکتا ہے لیکن انتقال بہ نفسہ بغیر رضامندی یا قبول موہوب لہ کے مکمل نہین ہوسکتا۔ چنانچہ کنیٹ نے بیان کیا ہے کہ محض ایک فریق کی مرضی سے کوئی چیز درحقیقت کسی دوسرے شخص کو منتقل نہین ہوسکتی کیونکہ سوائے ایک فریق کے عہد کے (یعنی موصی کے اس عہد کے کہ اوسکی جائداد بعد وفات اوسکے اوس شخص کو منتقل ہوگی جسکا نام وصیت نامہ مین مندرج ہے) فریق ثانی کی قبول اور فریقین کے وقت واحد مین اپنی مرضی کو ظاہر کرنے کی ضرورت ہے[3] قبول نہ کئے جاسکنے وقت تک جائداد قانون روما مین ورثہ زیر التوا

---

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۳۷۷ — (۲) اُصول قانون مولفہ مارکبی دفعہ ۷۹۲ صفحہ ۳۸۵ — (۳) فلسفہ قانون صفحہ ۱۳۷ —

کہلاتی تہی اور وارث کا حق محض ایک اختیاری امر تہا کہ آیا وہ اوس جائداد کو جو اوسکو ہبہ کیگئی درحقیقت اپنی جائداد سمجہیگا یا نہین محض اس وجہ سے کہ موصی نے وصیت نامہ کے ذریعہ سے ایک شخص کو وارث قرار دیا اُس شخص کو موصی کی جائداد نہین ملتی تہی لیکن جب وہ قبول کرلیتا تہا تو یہ سمجہا جاتا تہا کہ جائداد بغیر کسی مزاحمت کے وارث کے نام منتقل ہوگئی - چنانچہ قانون استحقاق وراثت مجریہ ہند مصدرہ ۱۸۶۵ء اور قانون انگلستان کا منشا بعینہٖ یہی ہے جسکے مطابق موصی کی جائداد کا استحقاق خواہ مخواہ اور تمام صورتون مین وصی کو بفور وفات موصی حاصل نہین ہوتا کیونکہ وصی کو اختیار ہے کہ وہ بطور وصی کے عمل کرنے سے انکار کرے اور اگر وہ انکار کرے تو حق وراثت اوسکو کبہی حاصل نہین ہوتا - پس اوسکی جانب سے قبول کی اوسی قدر ضرورت ہے جیسی کہ قانون روما کے مطابق ایک وارث کے لئے تہی - مگر اس قبول کا اثر یہ ہے کہ وصی کے استحقاق کا تعلق موصی کی وفات کی تاریخ سے شروع ہوتا ہے (۱)

---

(۱) دیکہو دفعات ۷۰ و ۸۸ و ۹۴ و ۹۶ - ایکٹ ۱۰ ۱۸۶۵ء - تشریحات برِوم صفحہ ۶۱۶ (طبع اول) - اُصول قانون مولفہ مارکبی دفعہ ۸۰۲ تا ۸۰۴ -

(۹۹) اس باب سے علم اُصول قانون کا دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے - ابواب سابق مین علم قانون کے مراتب ابتدائی پر غور کرنا مقصود تھا جنمین علم مذکور کے اصل اُصول مختصر طور پر بیان کئے گئے ہین - طالب علم نے قانون اور حقوق کی صفات خاص سے واقفیت حاصل کرلی ہے - اَب وہ اِس سے ایک زیادہ وسیع مضمون شروع کرسکتا ہے جسمین علم حقوق پر زیادہ تفصیل کے ساتھ

بحث کیجائیگی۔ اسبارہ مین عمدگی سے بحث اوسوقت ہوسکیگی جبکہ حقوق کی تقسیم حقوق خانگی اور حقوق عام مین کیجائے جو ایما نیول کینٹ اور دوسرے مصنفین برّاعظم یورپ نے قانون روما سے اخذ کی ہے۔

حقوق خانگی اور حقوق عام کی تعریف اور اونکا فرق

(۱۰۰) پہلی تقسیم مین تمام حقوق شامل ہے جو رعایا کے مابین قائم رہتے ہین اور دوسری تقسیم حقوق مابین ریاست و رعایا سے متعلق ہے یا یون کہو کہ ایک قسم حقوق کی افراد کے اغراض کے لئے اور دوسری ریاست کے فائدہ کے لئے مقرر کیگئی ہے۔ حقوق خانگی کو بذریعہ کسی ظاہری اشاعت کی ضرورت نہین ہے برعکس اسکے حقوق عام کا لفظ اون تمام قوانین پر حاوی ہے جو ایک قوم کے لئے بحیثیت گروہ اشخاص کے جس سے ایک جداگانہ جماعت قائم ہوئی ہو ضروری ہین اور اونکو عام طور پر مشتہر کرنیکی ضرورت ہوتی ہے تاکہ سوسائٹی کی حالت باضابطہ قرار پاسکے (۱) حقوق خانگی مین بذریعہ معاہدات تبدیل ہوسکتی ہے لیکن حقوق عام وہ ہین جنمین اسطرح تبدیل نہین ہوسکتی۔ قسم اول کے حقوق مین راست بازی اور آزادی ذات خاص و مال و خاندان کی شامل ہین۔ حقوق قسم دوم سے ریاست یا کلیسا پر اثر پڑتا ہے اور علاوہ برین اونمین قانون امور ملکی و جرائم اور قانون متعلقہ

(۱) فلسفہ قانون مولفہ کینٹ دفعہ ۳۴ صفحہ ۱۶۱۔

ضابطہ فوجداری و دیوانی اور حسب رائے مقننین یورپ قانون مابین الاقوام شامل ہین۔ آسٹن کی رائے کے مطابق قانون کی اس اخیر شاخ کو جو صحیح طور پر قانون کے نام سے تعبیر نہین کیجا سکتی حقوق عام مین شامل کرنا ایک بہت بڑی استقرائی غلطی ہے جو اس دُہری اور ناقابل فہم تقسیم مین داخل ہوتی ہے۔[1] اس تقسیم کی نسبت آسٹن کا بڑا اعتراض یہ ہے کہ قانون کا ہر جزو ایک حد تک عام اور ہر جزو اوسکا ایک حد تک خانگی بہی ہوتا ہے اور اسلیے حقوق خانگی اور حقوق عام کے مابین کوئی بایک تمیز قائم کرنا ممکن نہین ہے۔[2] یہ تو سچ ہے اور بلاشبہ انسان دونون اقسام کے حقوق کا مرکز ہے۔[3] لیکن یہ تقسیم خواہ مخواہ کسی ایسی باریک تمیز پر مبنی نہین ہے اور اوسکو نہ صرف روما اور یورپ کے مقننون نے تسلیم کیا ہے بلکہ اوسکی تائید مین بہت کچہہ کہا جا سکتا ہے۔ لارڈ بیکن کی رائے مین یہ ایک صحیح اور مسلمہ تقسیم تہی ایک مین گویا جائداد کے اور دوسری مین ریاست کے رگ و ریشہ و عضلات شامل تہے۔[4] یہ تقسیم اس لحاظ سے مناسب خیال کی جاتی ہے کہ اوس سے قوانین متعلقہ رعایا قوانین متعلقہ

(۱) آسٹن صفحہ ۷۷۰۔ (۲) ایضاً صفحہ ۷۶۹۔ (۳) اسٹہیبل دفعہ ۳۸ صفحہ ۱۴۲۔ (۴) تصنیفات لارڈ بیکن جلد ۷ صفحہ ۷۳۱۔

سرکار سے دو وسیع اور مختلف قسمون مین جدا ہو جاتے ہین - ایک قسم سے اشخاص خانگی کے حق مین فائدہ متصور ہے اور دوسری سے عوام الناس مین حسن انتظام کا قیام - اور بغیر اس قسم کی تفریق کے کسی ملک کے قانون متعلقہ جرائم کی حیثیت کبھی قابل اطمینان نہو گی -

حقوق خانگی تین قسمون مین داخل ہوسکتے ہین

(۱۰۱) یہ کہا جا سکتا ہے کہ جملہ حقوق خانگی اقسام مندرجہ ذیل مین سے کسی ایک قسم مین داخل ہو سکتے ہین - (۱) وہ حقوق جو کسی شخص کی حفاظت اور آزادی عمل سے متعلق ہین - (۲) وہ حقوق جو جائداد سے متعلق ہین (۳) وہ حقوق جو خاندان سے متعلق ہین[1] - پھر ہر حق پر جو انمین سے کسی قسم مین داخل ہو بلحاظ اعتبارات مندرجہ ذیل غور کیا جا سکتا ہے -

حقوق اولیہ و حقوق چارہ جوئی

(الف) وہ حق جو بلا تعلق کسی امر ناجائز کے ارتکاب کے وجود پذیر ہوتا ہے جبکہ اوسکو حق اولیہ کہتے ہین جیسا کہ ہم پیشتر بیان کر چکے ہین اور (ب) وہ حق جس سے ہرجہ کی نالش کے لئے بنا قائم ہوتی ہی جبکہ اوس حق کی خلاف ورزی عمل مین آئے -

حقوق متعلقہ حفاظت و آزادی عمل

(۱۰۲) تقسیم مندرجہ بالا کے اختیار کرنے اور ابتداء ہر قسم کو حقوق اولیہ کی تقسیم مین داخل کرنے کے بعد ہم اون حقوق کا

---

(۱) اسٹیفن جلد ۲ کتاب ۳ دفعہ ۱ صفحہ ۲۵۵ -

بیان شروع کرینگے جو ہر شخص کی حفاظت اور آزادی عمل سے متعلق ہین -

ان حقوق مین سے کون امور داخل ہین

(۱۰۳) جو حقوق اس پہلی قسم مین داخل ہو سکتے ہین وہ وہ حقوق ہین جن پر کسی شخص کی ذات خاص کا وجود مبنی ہے اور اونمین جان و جسم کی حفاظت اور آزادی عمل اور نیک نامی کا حق اور قابلیت قانونی اور حقوق محصلہ کی صیانت شامل ہین -(۱)

حقوق بالتعمیم و حقوق بالتخصیص

(۱۰۴) جملہ حقوق مفصلۂ بالا وہ حقوق ہین جو تمام دنیا کے مقابلہ مین حاصل ہوتے ہین اور اسلئے وہ عموماً **حقوق بالتعمیم** کی مد مین داخل کئے جاتے ہین - نیز اونمین سے اکثر حقوق **حقوق بالتخصیص** کے ساتھہ یعنے اون حقوق کے ساتھہ جو بمقابلہ اشخاص معین کے حاصل ہوتے ہین شامل کئے جا سکتے ہین -(۲) اس باب مین ہم ان حقوق پر صرف مد اول کے لحاظ سے بحث کرینگے -

حقوق متعلقۂ حفاظت ذاتی و آزادی عمل

(۱۰۵) حقوق کی پہلی قسم جس پر ہمین غور کرنا ہے اون تمام حقوق پر مشتمل ہے جو متعلق بہ **حفاظت ذاتی و آزادی عمل** ہین - ممالک متمدنہ مین اس قسم کے حقوق ایسے حقوق تصور کئے جاتے ہین جو ہر آزاد شخص کو اوسکی پیدائش کی رو سے حاصل ہوتے ہین اور اسلئے

(۱) اسٹیفن جلد ۲ کتاب ۳ دفعہ ۱ صفحہ ۲۵ - (۲) آسٹن صفحہ ۷۶ او ۸۵ او ۳۸۱ -

حقوق فطرتی کہلاتے ہین یعنی وہ حقوق جو فطرتاً ہر شخص سے بالحاظ تمام افعال قانونی کے متعلق ہوتے ہین۔[۱]

حقوق متعلقہ حفاظت ذاتی کی مثالین

(۱۰۶) قسم اول الذکر یعنے حقوق متعلقہ حفاظت ذاتی کی مثالین ذیل مین بیان کیجاتی ہین۔

(الف) کوئی مضرت ذاتی صراحتاً خواہ معنًا کسی دوسرے شخص سے نہ پہونچے۔

مضرات صریحی وہ ہین جو صریح جبر سے پیدا ہوتی ہین مثلاً ضرب یا حملہ

مضرات معنوی وہ ہین جو دوسرون کی جانب سے اپنے حقوق کے نفاذ مین غفلت ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہین۔ مثلاً کسی مضرت رسان جانور کے رکھنے سے یا کسی مکان کو بغیر مرمت رکھنے سے۔

(ب) مضرت کی دہمکی یا تخویف یا توہین بالقصد سے محفوظ رہنا چنانچہ مجموعہ تعزیرات ہند مین تخویف مجرمانہ کی تعریف اسطرح کیگئی ہے۔ "کسی شخص کو اوسکے جسم یا نیکنامی یا مال کو اوس شخص کو خوف مین ڈالنے کی نیت سے نقصان پہونچانے کی دہمکی دینا" - اور اس جرم کے لئے دو سال کی قید کی سزا یا جرمانہ یا دونون سزائین مقرر ہین۔[۲] علی ہذا اسی

---

(۱) فلسفہ قانون مولفہ کینٹ صفحہ ۵۵ –

(۲) دفعہ ۵۰۳ و ۵۰۶ –

مجموعہ کی روسے توہین بالقصد اوسصورت مین جرم فوجداری متصور ہوتا ہے جبکہ اوسکا ارتکاب آسودگی عامۂ خلایق مین خلل ڈالنے کی نیت سے کیا جاے[1]

(ج) عورات کی صورت مین - اونکی مرضی کے خلاف اونکی عفت پر حملہ نہ کیا جاسئے یا اونکی حیا کی توہین بذریعہ حرکات کے بہی نہو - چنانچہ مجموعہ تعزیرات ہند کی روسے زنا بالجبر یا اقدام زنا بالجبر[2] اور نیز کسی عورت کی حیا کی توہین کی نیت سے کوئی بات منہہ سے نکالنا یا کوئی حرکت کرنا قابل سزا ہین[3]

حقوق بالا شخص کی وفات پر ساقط ہوجاتے ہین

(۱۰۷) لیکن گو حقوق مفصلۂ بالا ایسے حقوق ہین جو شخص متضرر کو تمام دنیا کے مقابلہ مین حاصل ہین تاہم وہ صرف اوسی شخص کی ذات خاص سے متعلق ہین - پس اگر کوئی شخص جسکو ضرر ذاتی پہونچا ہو قبل معاوضہ پانے کے مرجائے تو اوسکا حق بہی اوسکے ساتھہ فوت ہوجاتا ہے بلحاظ اس مسئلہ قانونی کے کہ "استحقاق نالش ذاتی شخص متضرر کی وفات پر ساقط ہوجاتا ہے"-

استثنا جو قانون موضوعہ کی روسے قائم کیا گیا ہے

لیکن انگلستان کینڈا امریکہ اور ہندوستان کے واضعان قانون نے اس قاعدہ کا ایک استثنا قائم کیا ہے - اور اب کسی ایسے شخص کا وصی یا مہتمم ترکہ جسکی وفات کسی دوسرے شخص کے فعل ناجائز یا غفلت یا

(۱) دفعہ ۵۰۴- (۲) دفعہ ۳۷۶ و ۵۱۱- (۳) دفعہ ۵۰۹-

قصور سے ہوئی ہو نالش رجوع کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ فعل ایسا ہو کہ اگر وفات نہوتی تو شخص متضرر نالش کرنے کا مستحق ہوتا[1] لیکن قانون انگلستان اور ہندوستان کی رو سے نالش صرف شخص متوفی کی زوجہ یا شوہر یا ماں یا باپ یا اولاد کے فائدہ کے لئے کیجا سکتی ہے اور اگر انمین سے کوئی موجود نہو تو مسئلہ مذکورۂ بالا کے بموجب حق نالش ساقط ہوجائیگا[2] پس یہ کہا جا سکتا ہے کہ جن حقوق پر ہم بحث کر رہے ہین وہ برعایت استثنائے متذکرہ صدر اوس شخص کی حیات یا وفات پر موقوف ہین جس سے کہ وہ متعلق ہون

حق آزادی عمل

(۱۰۸) آزادی عمل کا حق وہ حق ہے جسکی رو سے کوئی شخص اپنی مرضی یا خوشی کے مطابق یعنے کسی دوسرے شخص کی مرضی سے مجبور و پابند ہوئے بغیر عمل کر سکتا ہے۔ لیکن ضرور ہے کہ اوسکا عمل ملکیر قانون کے مطابق (جو ہر شخص کو بوقت نفاذ اپنے حقوق کے دوسرون کے حقوق کا

---

(۱) ایکٹ مجریہ ۹ و ۱۰ جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریہ باب ۹۳ ۔ اور ایکٹ ۱۳ سنہ ۱۸۵۵ مجریہ ہند اور دفعہ ۸ ۴ ۲ قانون استحقاق وراثت ہند۔ کینڈا مین اسبارہ مین قانون لارڈ کیمبل کے ایکٹ پر مبنی ہے۔ اور امریکہ کے بعض صوبجات متحدہ مین بھی اسی مضمون کے قوانین نافذ ہین جنکی فہرست قانون متعلقہ حوادث ریلوے مولفہ پٹرسن مین مندرج ہے۔ (۲) امریکہ کے بعض صوبجات مین کسی شخص کا قائم مقام یا وارث قانونی نالش مستفیدہونیکا دعوی کر سکتا ہے۔ قانون حوادث ریلوے مولفہ پٹرسن صفحہ ۴۰۴۔

لحاظ رکھنے پر مجبور کرتا ہے) اس حق کے ساتھہ باقی اشخاص کی اسی قسم کی آزادی کا وجود بھی قایم رہے ہے - اس محدود معنی مین آزادی وہ فطرتی حق ہے جو ہر شخص اس طور پر کام مین لاسکتا ہے کہ اوسکے فعل سے دوسرون کے حقوق کی خلاف ورزی نہ ہو یا اونکی کوئی چیز اونکی مرضی کے خلاف نہ لیجائے۔[1] درحقیقت ہر شخص سے متعلق ایک فطرتی مساوات ہوتی ہے جسکا منشا یہ ہوتا ہے کہ اوسکو یہ حق آزادی حاصل ہے کہ وہ دوسرے اشخاص سے کسی امر کے متعلق اوس حد سے زیادہ مجبور نہین کیا جا سکتا جس حد تک کہ وہ بھی اونکو بطریق مساوات مجبور کر سکے۔[2]

اس حق کا نقض قابل نالش ہے

(۱۰۹) پس اس لحاظ سے اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اس حق آزادی کے نفاذ سے روکے مثلاً وہ جہان چاہے وہان اوسکو جانے نہ دے بشرطیکہ وہ دوسرون کے حقوق مین مخل نہو تو شخص اول الذکر ایک ایسے فعل ناجائز کا مرتکب ہوگا جسکے لئے قانون چارہ کار عطا کرتا ہے - قانون دیوانی کی رو سے شخص ثانی الذکر ہرجہ کی نالش کر سکتا ہے اور قانون فوجداری ایسے ہر شخص کو سزا دے سکتا ہے جو کسی شخص کا بالارادہ اسطرح سدراہ ہو کہ اوس شخص کو کسی ایسی سمت مین

---

(۱) فلسفہ قانون مولفہ کینٹ صفحہ ۵۶ - (۲) ایضاً ایضاً

جانے سے روکے جسمین وہ جانے کا استحقاق رکہتا ہو۔[1] اور اگر مزاحمت اسطرح کی ہو کہ اوس شخص کو کسی خاص حدود محیط کے باہر جانے سے روکا جائے تو یہ جرم حبس بیجا کہا جائیگا جسکے لئے زیادہ سخت سزا مقرر ہے۔[2]

لیکن بعض صورتون مین جائز ہے

(۱۱۰) لیکن حق آزادی عمل کا نقض بر بنائے تعمیل حکمنامہ قانونی جائز ہو سکتا ہے کیونکہ جیسا ہمکو معلوم ہو چکا ہے حکمنامہ قانونی کی تعمیل سے کسی شخص کو نقصان نہین پہونچتا۔[3] دوسرے وجوہ جواز کے حق حفاظت خود اختیاری جسم یا مال اور حفاظت آسودگی عامۂ خلائق ہین

استحقاق نالش بوجہ نقض بعد وفات شخص متضرر کے باقی نہین رہتا

(۱۱۱) یہ حق بہی بالکل ایک ذاتی حق ہے اور شخص متضرر کے ساتھہ قائم اور فوت ہوتا ہے۔ چنانچہ حبس بیجا کے لئے نالش کرنیکا استحقاق کسی شخص کے اوصیا یا مہتمان ترکہ کو باقی نہ رہیگا۔[4]

حق نیکنامی

(۱۱۲) کسی شخص کی عزت بہی ایک ایسا حق ہے جو اسی عنوان مین داخل ہے۔ اس سے اوس جماعت انتظامی مین جسکا کہ وہ رکن ہو اُسکی اخلاقی قدر و منزلت ظاہر ہوتی ہے اور وہ اسبات کا مستحق ہے کہ اُسی جماعت کا ہر شخص اسکا لحاظ رکہے مثل حقوق متعلقہ حفاظت ذاتی و آزادی عمل

(۱) مجموعۂ تعزیرات ہند دفعہ ۳۳۹ و ۳۴۱۔ (۲) ایضاً دفعہ ۳۴۰ و ۳۴۲۔

(۳) دیکھو فقرہ ۹۰ کتاب ہذا۔ (۴) قانون استحقاق وراثت ہند دفعہ ۲۶۔

حق نیک نامی تمام اشخاص کو حاصل ہے اور تمام اشخاص کے مقابلہ مین نافذ کیا جاسکتا ہے۔ لیکن مثل اونہین حقوق کے وہ بہی ہر شخص کی ذات خاص سے متعلق ہے اور شخص حقدار کی وفات کے ساتھہ وہ بہی ساقط ہوجاتا ہے۔

یہ حق ذاتی ہے اور شخص حقدار کی وفات کے ساتھ ساقط ہوجاتا ہے

ازالہ حیثیت عرفی کی تعریف

(۱۱۲) بقید عبارت مندرجہ فقرہ مابعد ایسا ہر بیان جسکے ذریعہ سے کسی شخص کی نسبت کوئی اتہام لگایا جائے جسکی وجہ سے اوسکی تحقیر یا تفضیح یا تضحیک ہو یا لوگ اوسکو نفرت کی نگاہ سے دیکھین یا جو اوسکے عہدہ یا پیشہ کی نسبت کیا جائے جسکی وجہ سے اوسکو اوس عہدہ یا پیشہ کے متعلق نقصان پہونچے باعث اوس شخص کے ازالہ حیثیت عرفی کا ہوگا[۱] اور اگر بیان مذکور خواہ صراحتاً کسی شخص ثالث کے روبرو کیا جائے خواہ اسطرح مشتہر یا ظاہر کیا جائے کہ اوسکے مضمون سے لوگون کو عام طور پر اطلاع ہوجائے تو وہ قابل نالش ہوگا۔ لیکن اگر وہ بیان خود شخص متعلقہ ہی کے روبرو کیا جائے جس سے اور لوگون کی نظر مین اوس شخص کی خفت نہو تو یہ سمجہا جائیگا کہ کوئی نقصان نہین ہوا اور اسلئے وہ قابل نالش نہین ہے[۲] بیان مذکور بذریعہ الفاظ زبانی یا تحریری یا بذریعہ اشارون کے یا بذریعہ تصاویر یا کسی اور

(۱) دیکہو سر الف پولاک کے مسودہ قانون افعال ناجائز قابل نالش دیوانی کی دفعہ ۲۳۔

(۲) محمد اسمعیل خان بنام محمد طاہر لاء رپورٹ ممالک شمالی مغربی جلد ۶ صفحہ ۳۸۔

نقوش یا علامات کے ذریعہ سے (۱) خواہ صراحتاً خواہ کنایتاً یا بطور ہجو ملیح کے کیا جا سکتا ہے اور یہ عذر قابل لحاظ نہین ہے کہ بیان مذکور محض ایک افواہ کا اعادہ تہا (۲)

بیان مزیل حیثیت عرفی کب جائز ہو سکتا ہے

(۱۴۳) قانون جو کہ عامۂ خلایق کی رفاہ کے لحاظ سے عمل کرتا ہے خاص صورتون مین ایک بیان کو بعض اعتبارات سے مزیل حیثیت عرفی ہو جائز تصور کرتا ہے - چنانچہ فرایض منصبی کی عمدہ انجام دہی کی غرض سے اور امور عام کیطرف عامۂ خلایق کی توجہ بطور معقول مبذول کرنیکے لئے یہ قرار پایا ہے کہ امور متعلقہ عامہ خلایق پر یا ایسے امور پر جو اور نہج پر اچھی طرح عوام الناس کی نکتہ چینی کے لایق ہون نیک نیتی سے اپنے باستعمال احتیاط مناسب و اچھی طور پر رائے ظاہر کرنا یا مشتہر کرنا ازالہ حیثیت عرفی نہین ہے - اسطرح پر کسی عہدہ سرکاری کی انجام دہی مین

---

(۱) دیکھو مقدمۂ تمبر داس بنام دوارکا پرشاد رپورٹ ممالک شمالی و مغربی جلد ۳ صفحہ ۲۳۳ - قانون انگلستان مین توہین تحریری اور توہین زبانی کے درمیان جو فرق رکہا گیا ہے وہ کسی قابل فہم اُصول پر مبنی نہین ہے، اور عملی طور پر عدالت ہائے برٹش انڈیا نالشات فیمابین رعایائے ہندوستانی مین اسکو تسلیم نہین کرتی ہین - دیکھو جلد ۵ بنگال لا رپورٹ صفحہ ۱۵ - اور بمبئی ہائی کورٹ رپورٹ جلد ۸ صفحہ ۱ -

(۲) واٹکن بنام ہال - لا رپورٹ کوئنس بنچ جلد ۳ صفحہ ۳۹۶ -

کسی شخص کا طریق عمل عہدہ داران مختص المقام کا طریق عمل امور متعلقہ انتظام مختص المقام

کوئی کتاب یا تحریر مشتہرہ کوئی کار صنعت جو عامۂ خلایق کو دکھلایا جائے یا بیچنے

کے لئے رکھا جائے کوئی مکان عام یا نقشہ عمارت جو عامۂ خلایق کو دکھلایا جائے

کوئی صنعت کاری جدید جسکی تفصیل عامۂ خلایق کی اطلاع کے لئے بیان کیجائے

یا مشتہر کیجائے کوئی عام کہیل یا تماشہ اور عامۂ خلایق کی آمد و رفت کے مقامات

کسی شخص کا طریق عمل یہ سب ایسے امور ہین کہ اون پر عوام نکتہ چینی کرنیکے مجاز ہین

اسیطرح پر عہدہ داران عدالتی اور واضعان قانون کے فرائض منصبی کی بابت

ورعایت انجام دہی کو ترقی دینے اور عدالتون اور وضع قوانین کی مجلسون کی

کارروائیون کو بحد امکان مشتہر کرنیکی غرض سے یہ قرار پایا ہے کہ ایسی کارروائیون

کی بطور واجبی رپورٹین شایع کرنا ازالہ حیثیت عرفی نہین ہے

عدالتی کارروائیون کی صورت مین یہ امر قابل لحاظ نہین ہو کہ آیا کارروائیان

ابتدائی ہین یا قطعی آیا اونمین مباحثہ ہوا ہے یا وہ یکطرفہ ہین اور آیا وہ عدالت

کی اقتداری ہین یا نہین مگر یہ ضرور ہو کہ وہ بدوران مقدمہ ہوئی ہون (۱) ـ بیانات استحقاقی

(۱۱۵) قانون اون بیانات کو جو خاص صورتون مین کئے جائین استحقا

(۱) لوئی بنام لیوی لا جرنل کوئنس بنچ جلد ۲ صفحہ ۲۸۲ ـ عبدالحکیم بنام تیج چندر مکرجی ـ انڈین لا رپورٹ جلد ۳ ـ الہ آباد صفحہ ۸۱۵ ـ واٹسن بنام والٹر ـ لا رپورٹ کوئنس بنچ جلد ۴ صفحہ ۳۷ ـ

تسلیم کرتا ہے یعنے وہ ازالہ حیثیت عرفی کی حد تک نہین پہونچتے بشرطیکہ وہ
نیک نیتی سے کئے گئے ہون گو اونکا مضمون مزیل حیثیت عرفی ہو۔
سر ایف پولاک نے اپنے مسودہ قانون افعال ناجائز قابل نالش دیوانی مین (۱)
ان صورتون کو حسب ذیل بیان کیا ہے جو مطابق نظائر متعلقہ انگلستان ہین۔
(الف) کسی ایسے فرض قانونی اخلاقی اور معاشرتی کی انجام دہی مین جو
موجود ہو یا جسکا موجود ہونا شخص بیان کنندہ نیک نیتی سے
باور کرتا ہو اوس بیان کے متعلق اوس شخص کو جس سے کہ وہ بیان
کیا جائے اطلاع دینا یا
(ب) کسی ملازم سرکاری کو یا کسی شخص ذی اختیار کو کسی ایسے امر کے
متعلق جسکا اوسکے حیز اختیار مین ہونا عقلاً باور کیا جائے اطلاع
دینا واجب ہو۔ اس غرض سے کہ کسی جرم کا انسداد ہو یا اُسکی
بابت سزا دیجائے یا کسی عام شکایت کی دادرسی ہو۔ یا
(ج) اس غرض سے کہ شخص بیان کنندہ کے کسی حق کی معقول
طور پر ضروری حفاظت کیجائے۔ یا
(د) اس غرض سے کہ کسی ایسے حق کی معقول طور پر ضروری حفاظت

(۱) دفعہ ۲۸۔

کیجائے یا کسی ایسے فرض کی بطور مناسب تعمیل کیجائے جو شخص بیان کنندہ اور اوس شخص سے جس سے کہ بیان مذکور کیا جائے بالاشتراک متعلق ہو۔

کوئی بیان جو صحیح و مزیل حیثیت عرفی نہین ہے

(۱۱۶) لیکن یہ امر ذہن نشین رہنا چاہئے کہ حق نیک نامی صرف اوس صورت مین ایک قانونی حق کہا جا سکتا ہے جبکہ وہ صداقت کی مستحکم بنیاد پر مبنی ہو مثلاً کسی شخص کو ایک فرضی شہرت کا حق نہین ہے اور اسلئے اگر کسی شخص کی حیثیت عرفی کی قلعی کہولدیجائے جسکا کہ فی الواقع اوسکو استحقاق حاصل نہو تو یہ نہین کہا جا سکتا کہ اوسکا ازالہ حیثیت عرفی ہوا یہی وجہ ہے کہ قانون ازالہ حیثیت عرفی کی نالش مین اس عذر کو پوری طور پر تسلیم کرتا ہے کہ جو بیان کیا گیا وہ سچ ہے بشرطیکہ وہ شخص جسے اوس بیان کی صداقت پر اعتبار ہو کلی اور جزئی طور پر اوسکی صحت کو ثابت کرے[1] اسکو "عذر مبنی بر صداقت" کہتے ہین۔

استحصال حقوق کی قابلیت ہر شخص کی فطرت سے مخصوص ہے

(۱۱۷) استحصال حقوق کی عام قابلیت ایک دوسرا حق منجملہ اون

---

(۱) لیکن کارروائی فوجداری متعلقہ ازالہ حیثیت عرفی مین یہ امر کہ بیان مزیل حیثیت عرفی سچ ہے صرف اوس صورتمین کافی عذر ہو سکتا ہے جبکہ یہ ثابت کیا جائے کہ بیان مذکور عامۂ خلایق کے فائدہ کے لئے مشتہر کیا گیا۔ دفعہ ۴۹۹ مجموعۂ تعزیرات ہند مستثنے ۱۔

حقوق فطرتی کے ہے جنکی نسبت اب یہ خیال کیا جاتا ہی کہ وہ تمام دول متمدنہ
مین ہر شخص کو حاصل ہین - اس قابلیت سے یہ مراد ہے کہ قانون کی نظر مین
جملہ اشخاص بلا تفریق و تمیز اوسکے عام احکام سے مستفید ہونیکے مستحق اور
مساوی طور پر احکام مذکور کے تابع ہین - لیکن اس سے ایک قطعی اور
غیر مشروط مساوات مراد نہین جس سے جماعہ انسانی کے جملہ طبقات مین
کسی قسم کا امتیاز باقی نرہے اور سب لوگون کی حیثیت مساوی ہو - اسمین شک
نہین کہ یہ غیر ممکن الحصول مساوات فرنچ ریولیوشن (فرانس کے انقلاب عظمی) کا
نتیجہ تھی جسکا رعایائے فرانس کو فخر تھا - لیکن ایسا نتیجہ جو کسی ریاست کی بیخ و بنیاد ہی
کو منہدم کر دے قوانین قدرت کے لحاظ سے دواماً قائم نہین رہ سکتا -
اور گو زمانۂ حال مین فرانس کی سلطنت جمہوری ہے تاہم وہ اون امتیازات کو
تسلیم کرتی ہے جو تعلیم و تربیت اور دولت و مرتبت کسی شخص کو عطا کرتی ہین
اور جو ہر ریاست مین جہان ضوابط کا نفاذ ہو اور جہان حقوق کی جبراً تعمیل کرائی
جاتی ہو بالضرور جاری رہینگے - ہم دیکھہ چکے ہین کہ ہر شخص کی استحصال حقوق
کی قابلیت متعدد طریقون سے بلحاظ اوسکی عمر اور بباعث اوس کے
از قسم ذکور یا اناث ہونے اور بباعتبار اوسکے حالات ذہنی کے
محدود ہو جاتی ہے - نیز وہ اس قابلیت سے بوجہ
بعض سزاؤن کے یا بوجہ کسی فرقہ مذہبی مین داخل ہو کر تارک الدنیا ہونیکے

ہر قابلیت کا محدود [illegible]

محروم ہوجاتا ہے[1] چنانچہ قانون روما کے بموجب حقوق آزادی اور حقوق رعایا سے محروم ہونا بمنزلہ موت کے سمجھا جاتا تھا[2]۔ اسیطرح پر فرانس کے مجموعۂ دیوانی کے مطابق وہ اشخاص جنکو سزائے موت یا بعض دوسری سزائین (مثلاً مشقت تعزیری بر جہاز بحالت حبس دوام اور اخراج بلد) دیجائین قانوناً مردہ" اور آیندہ کے لئے تمام حقوق دیوانی سے محروم تصور کئے جاتے ہین۔ اونکی تمام موجودہ جائداد بفور اس قسم کی سزایابی کے اونکے ورثا کو بغیر کسی وصیت کے منتقل ہوجاتی ہے اور اونکی موت مجازی کے زمانہ مین وہ جوکچھہ حاصل کرین وہ سب بوقت اونکی موت طبعی کے سرکار مین داخل ہوجاتا ہے۔ اس زمانہ مین وہ کسی قسم کے عطیات نہ حاصل کرسکتے ہین نہ دے سکتے ہین نہ وہ ازدواج جائز کرسکتے ہین اور اونکا موجودہ ازدواج تمام معاملات دیوانی کے متعلق فسخ ہوجاتا ہے[3]۔ اسیطرح اگرچہ قانون انگلستان مین موت مجازی کا وجود نہین پایا جاتا اور کسی شخص کے کسی فرقہ مذہبی مین داخل ہونے سے حقوق

موت مجازی کا اثر

انگلستان مین اب موت مجازی مسلم نہین کیجاتی

---

(۱) یہ انگلستان کا قدیم قانون تھا۔ دیکھو رپورٹ ہائے کوک جلد ۳ صفحہ ۴۸۔

(۲) سیویگنی جلد ۲ صفحہ ۶۸ و ۶۹۔ (۳) دفعات ۲۲ تا ۲۵ و دفعہ ۳۳ کوڈ سیول

نیز دیکھو سیویگنی جلد ۲ دفعہ ۷۴۔

ملکیت تسلیم نہین کئے جاتے) داخل ہوجانے سے وہ اون حقوق سے جنکا وہ بصورت دیگر مستحق ہوتا محروم نہین ہوتا لیکن ہندوستان کی حالت مختلف ہے یہان اگر کوئی شخص تارک الدنیا ہوجائے اور کسی مذہبی جماعت یا فرقہ رہبانیہ مین داخل ہوجائے تو وہ قانوناً فوت او رجملہ حقوق وراثت سے دست بردار ہوجاتا ہے - پنجاب کی عدالتون نے یہ اصول فرقۂ اداسی کے سادہوؤن سے متعلق کیا ہے (۱)

لیکن ہندوستان مین تسلیم نہین کیجاتی ہے

(۱۱۸) لیکن جس صورت مین کہ استحصال حقوق کی قدرتی قابلیت خاص طور پر محدود نہین ہوتی تو قانوناً ہر شخص اُن تمام حقوق اور اختیارات خاص کا مستحق سمجھا جاتا ہے جو اوسکی حیثیت سے بلحاظ اوس ریاست کی رعایا ہونیکے جس سرکار اوسکو تعلق ہو ملحق ہوتے ہین - کوئی شخص اسکا مجاز نہین ہے کہ اوسکو اون حقوق اور اختیارات کے استفادہ سے روکے اور اگر روکے گا تو اس اُصول پر کہ "کوئی نقصان بغیر ہرجہ کے نہین ہے" ہرجہ کا ذمہ دار ہوگا - ایسی صورت مین یہ ممکن ہے کہ کسی شخص کو قانونی ضرر پہونچایا جائے اور گو در اصل اوس نے کوئی حقیقی نقصان نہ اٹھایا ہو تاہم اوسکو نالش کرنیکا حق حاصل ہوتا ہے (۲)

حقوق اور اختیارات خاص جو ایک شخص کی حیثیت رعیت سے متعلق ہین کسی شخص کے مقابلہ مین نافذ کرائے جا سکتے ہین

---

(۱) نمبر ۱ پنجاب رکارڈ ۱۸۶۸ء - نمبر ۵ پنجاب رکارڈ ۱۸۷۷ء - نمبر ۲۰ پنجاب رکارڈ ۱۸۸۳ء

(۲) کالی کشن ٹیگور بنام جدو معل ملک مورخہ ۱۸۷۹ء فیصلہ جات پریوی کونسل مرتبہ بلیو رام در سے صفحہ ۲۸۹ -

اس اہم اصول کی توضیح کیلئے ایک نامی مقدمہ ایشبی بنام وہائیٹ[1] کا حوالہ دیا جاسکتا ہی اس مقدمہ مین ایک افسر کے نام نالش دائر کیگئی تہی کہ پارلیمنٹ مین شریک کرنیکے لئے ایک قصبہ کے باشندون کے انتخاب کیوقت اوس نے مدعی کی رائے قبول کرنے سے خباثت سے انکار کیا۔ لارڈ ہولٹ چیف جسٹس اور ہاوس آف لارڈس نے تجویز کی کہ گو اون امیدوار ونکا جنکے حق مین رائے پیش کیگئی تہی فی الواقع انتخاب ہوچکا تہا تاہم نالش قایم ہوسکتی ہے۔ یہ تجویز اس وجہ پر مبنی تہی کہ مدعی کو اپنی رائے دینی کا قانونی حق تہا اور چونکہ اوس حق کے استفادہ مین خلل ڈالا گیا لہذا شخص مخل کے نام وہ نالش کرسکتا ہے۔ قریب قریب اسی قسم کا ایک مقدمہ بنگال میونسپل ایکٹ نمبر ۳ بابت ۱۸۸۴ء کی روسے واقع ہوا جسمین تجویز ہوئی کہ انتخاب کیلئے رائے دینے اور اپنے تئین امیدوارانہ پیش کرنیکے حق کے استقرار کے لئے نالش ہوسکتی ہے۔[2] اسیطرح مدراس مین بہی تجویز ہوئی کہ اگر کوئی شخص جو کسی عہدہ سرکاری مثل عہدہ میونسپل کمشنر پر مامور ہو جسکے لئے کوئی فیس یا تنخواہ مقرر نہو لیکن جسپر سے وہ صرف بصورت ثابت ہونے بد اعمالی کے برطرف کیا جاسکتا ہو بغیر ثبوت بد اعمالی برطرف

(۱) لارپورٹ لارڈ ریمونڈ جلد ۲ صفحہ ۹۵۳۔ (۲) سبہاپت سنگہ بنام عبد الغفور ۱۸۹۶ء۔ انڈین لارپورٹ جلد ۲۳ کلکتہ صفحہ ۱۰۷۔

کیا جائے تو سکرٹیری آف اسٹیٹ ہند باجلاس کونسل کے نام ہرجہ کی نالش ہوسکتی ہی[1]
یہ تجویز ایکٹ نمبر ۳ مصدرہ سنہ ۱۸۷۱ء مجریہ مدراس کے مطابق ہے - لیکن
واضح رہے کہ پنجاب کے میونسپل ایکٹ نمبر ۱۳ مصدرہ سنہ ۱۸۸۴ء کی روسے
لوکل گورنمنٹ کو بہ نسبت مدراس ایکٹ کے اس امر کا فیصلہ کرنیکے لئے کہ آیا
بداعمالی ثابت ہے یا نہین زیادہ وسیع اختیارات حاصل ہین[2]

حقوق محصلہ کی صیانت

(۱۱۹) استفادہ حقوق محصلہ کی صیانت کا حق اوس سلسلہ حقوق کا
آخری حلقہ ہے جو حقوق خانگی کی پہلی ضمنی تقسیم پر مشتمل ہے - لفظ شخص سے
جو تصور پیدا ہوتا ہے اوسکے ساتھ یہ حق صراحتاً وابستہ ہے اور شخص
مذکور کے تشخص سے جدا نہین ہو سکتا - بلحاظ ہونے حقوق محصلہ کے
وہ اون حقوق سے مختلف ہین جو فطرتی سمجھے جاتے ہین - لیکن ایسے حقوق
کی صیانت ہی فی نفسہ ایک حق فطرتی ہے - انسان من حیث الادراک
ایک ایسی ہستی ہے جو ایک فعّال زندگی بسر کرنیکے لئے پیدا کیگئی ہے
اور اکتساب حقوق کیلئے اوسکی قوت فاعلی کا تحریک مین آنا ایک ترقی
کرنے والی تمدنی زندگی کا محض ایک قدرتی نشو و نما ہے - لہذا یہ قوت
فاعلی اس قبیل کی ہے کہ اوسکی حفاظت قانون کو لازمی طور پر کرنی چاہئے ورنہ

(۱) انڈین لارپورٹ جلد ۷ مدراس صفحہ ۴۶۶ - (۲) دیکھو دفعہ ۱۶۰ -

گروہ انسانی کی تمام بنیادین منہدم ہوجائینگی۔

تمثیلات

(۱۲۰) مثلاً ہر شخص کو یہ حق ہی کہ اوس کام یا پیشہ کی انجام دہی مین جس سے کہ وہ اپنی زندگی بسر کرتا ہے کوئی شخص اسکا مزاحم نہو بشرطیکہ وہ کام یا پیشہ خلاف اخلاق یا خلاف قانون نہو اور اگر کوئی شخص اس حق کی خلاف ورزی خباثت سے یا باستعمال جبر کرے تو اوسپر نالش ہوسکتی ہے۔[1] مثلاً اگر کوئی شخص تشدد جسمانی کی سخت دہمکیون کے ذریعہ سے اپنا پیشہ یا کام ترک کردینے پر مجبور کیا جائے تو یہ ایک صورت جبر حسب مفہوم قانون کی ہوگی جس سے شخص مذکور کو کافی وجہ اوس شخص پر نالش کرنیکے لئے ملیگی جس نے دہمکی کا استعمال کیا۔[2] اسیطرح قانون جسکو اس بات کا ہر وقت خیال رہتا ہے کہ جائداد کی حقیت مین مزاحمت نہوا کرے کسی شخص کو اوسوقت تک انتظار کرنے پر مجبور نہین کریگا جب تک کہ وہ جائداد سے فی الحقیقت خارج یا جبراً بیدخل نہ کردیا جائے اگر کسی حیثیت یا حق کی بابتہ اوسکے استحقاق سے کوئی شخص انکار کرے تو

(۱) کیبل بنام ہیکرینگیل لاپورٹ مرتبہ ایسٹ جلد ۱۱ صفحہ ۵۷۴۔ اسمقدمہ پر ہاوس آف لارڈس نے مقدمہ ایلین بنام فلڈ (۱۸۹۸ء) مقدمات اپیل جلد ۱ بہت غور کیا ہے۔ عبارت مندرجہ متن فیصلہ لارڈ واٹسن صفحہ ۱۰۱ پر مبنی ہے۔

(۲) فیصلہ لارڈ واٹسن مقدمہ ایلین بنام فلڈ صفحہ ۱۰۵۔

وہ استقرار حق کی نالش کرکے فوراً چارہ جوئی کرنیکا مستحق ہے۔[1]

جب پیشہ خلاف اخلاق ہو تو قانون اوسکو تسلیم نہ کریگا

(۱۴۱) لیکن اگر وہ کام یا پیشہ خلاف اخلاق ہو مثلاً فعل شنیعہ تو قانون کوئی ایسی کارروائی نہین کریگا جس سے اوسکا جواز تسلیم کیا جائے[2] بلکہ قانون اس سے بھی آگے بڑھکر نابالغون کی حفاظت کے لئے ایک ایسی فعل کو جسکی ذریعہ سے کوئی شخص ایک خاص عمر سے کم عمر کے (مجموعہ تعزیرات ہند کی رو سے سولہ برس سے کم عمر کے) کسی نابالغ کو بیچے یا اجرت پر چلائے یا کسی اور طور پر اپنے قبضہ سے علیحدہ کرے اس نیت سے کہ وہ نابالغ فعل شنیعہ کے لئے مصروف کیا جائے یا کام مین لایا جانے ایک سنگین جرم فوجداری قرار دیگا۔[3] لیکن اس امر کی احتیاط بالخصوص ہندوستان مین ضروری ہے نہ یہ قاعدہ جسکی رو سے ایسے پیشہ جو خلاف اخلاق ہون ناجائز قرار دئے گئے ہین اون دوسرے پیشون سے متعلق نہ کیا جائے (مثلاً پیشہ رقاصان سے) جنمین فعل شنیعہ نہ شرط نفس الامری ہے نہ نتیجہ لازمی بلکہ محض ایک امر اتفاقی ہے جو معاشرتی اثرات کی وجہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ تجویز ہوئی ہے

---

(۱) دفعہ ۲۴ قانون دادرسی خاص مجریہ ہند مصدرہ ۱۸۷۷ء

(۲) انڈین لا رپورٹ جلد ۱ مدراس صفحہ ۱۸۱

(۳) دفعہ ۳۷۲ مجموعہ تعزیرات ہند۔

کہ ایک رقاصہ کا ایک لڑکی کو بطور دختر متبنی کرنا عدالت ہائے دیوانی مین قابل تسلیم ہے اور ایسی صورت مین دختر متبنی کو حقوق حاصل ہو سکتے ہین۔[1]

بعض پیشون مین محنتانہ کا حق حاصل نہین ہے

(۱۲۲) علاوہ برین بعض ایسے علمی پیشہ ہوتے ہین مثلاً پیشہ بیرسٹری (اور کچھ عرصہ پیشتر پیشہ طبی بہی)[2] جنکی نسبت ایک مفروضہ قانونی کی بناپر یہ تصور کیا جاتا ہے کہ وہ بغیر کسی غرض نفع کے اختیار کئے جاتے ہین۔ اور اس بناپر انگلستان مین ایک بیرسٹر[3] اور ہندوستان مین بہی بشرطیکہ وہ کسی ہائیکورٹ کے وکلا کی فہرست مین داخل کیا گیا ہو اپنی خدمات متعلقہ پیشہ کے معاوضہ مین محنتانہ پانے کے لئے معاہدہ کرنے کا مجاز نہین ہے اور نہ اوسپر کسی ایسے معاملہ کی بابت جسمین وکیل اور موکل کا تعلق موجود ہو نالش ہو سکتی ہے۔ یہ قاعدہ جسکی روسے کوئی اڈووکیٹ اپنے محنتانہ کی بابت معاہدہ کرنے کا مجاز نہین ہے روما کے قدیم قانونکے

(۱) انڈین لا رپورٹ جلد ۱۱ مدراس صفحہ ۳۹۳۔ انڈین لا رپورٹ جلد ۴ بمبئی صفحہ ۹۰۔

(۲) ایکٹ مجریہ ۲۲ و ۲۳ سنہ جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریہ باب ۹۰ دفعہ ۳۱۔ نیز دیکہو مقدمہ گیبن بنام بڈ لا رپورٹ مرتبہ ہرلسٹن وکولٹمین جلد ۲ صفحہ ۹۲۔ وایکٹ مجریہ ۳۱ و ۳۲ جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریہ باب ۲۹۔

(۳) کینڈی بنام بروان لا جرنل کامن پلیز جلد ۳۲ صفحہ ۱۳۷۔ رابرٹسن بنام میک ڈونو لا رپورٹ کوکس جلد ۶ صفحہ ۴۶۹۔ ہوبرٹ بنام ٹیلا آیرش لا رپورٹ اکسچیکر جلد ۹ صفحہ ۱۲۷۔ موریس بنام ہنٹ جلد ۱ چیٹی لا رپورٹ صفحہ ۵۴۴

چند احکام مین سے ہے جو انگلستان مین محفوظ رکہے گئے ہین اور اگر ہندوستان سے متعلق کیا جائے جہانکی عملدرآمد کی کیفیت بالکل مختلف ہے تو خالی از قباحت نہوگا۔ لیکن تاہم اعلےٰ حکام عدالت نے تجویز کی ہے کہ وہ ہندوستان سے بہی متعلق ہے اسلیئے وہ نظرانداز نہین کیا جاسکتا۔(۱) یہ قاعدہ ہندوستان مین بیرسٹرون سے بطور اوس قانون کے جزو کے متعلق ہے جو اونکی حیثیت پیشہ وری پر اثر ڈالتا ہے۔(۲) البتہ قاعدہ زیر بحث کا اطلاق صرف اون خدمات پر ہوسکتا ہے جو ایک بیرسٹر نے اپنے پیشہ کی انجامدہی مین ادا کی ہون یا جبکہ وکیل اور موکل کا تعلق موجود ہو لیکن بابت کسی دوسرے کام کے جو بیرسٹر نے انجام دیا ہو اوسکی حالت وہی ہوگی جو دوسرے عام اشخاص کی ہے۔ چنانچہ یہ قرار پایا ہے کہ وہ اثناے انتخاب ارکان مین ارکان منتخب شدہ کی فہرست مرتب کرکے بہیجنے کے کام کی بابت محنتانہ پاسکتا ہے۔(۳) اور وہ کمیشن کی بابت بہی فیس پانے کا مستحق ہے۔(۴) بیرسٹر کے محرر کی فیس بہی محض

(۱) رپورٹ ہائیکورٹ ممالک شمالی مغربی جلد ۳ صفحہ ۸۳۔ انڈین لا رپورٹ جلد ۷ مدراس صفحہ ۱۰۳ دربارہ اون خدمات کی جو علاوہ خدمات بیرسٹری کے انجام دیجائین شلاً مفصلات مین بطور اٹرنی کام کیا جائے دیکہو سمد ہر لینڈ ویکلی رپوٹر جلد ۵ صفحہ ۳۳۔ (۲) ملکہ معظمہ بنام داوتر (۱۸۸۴ع) مقدمات اپیل جلد ۹ صفحہ ۲۴۵۔ اور نمبر ۱۵ پنجاب رکارڈ ۱۸۹۵ع۔ (۳) ملکہ معظمہ بنام کنسنگٹن یونین گارڈینس کوئینس بنچ لا رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۹۳۵ (۴) استہنہ بنام ہکین لا رپورٹ فاسٹر و فنلاسن جلد ۲ صفحہ ۶۷۸۔

نذرانہ ہے جسکے لئے وہ قانوناً دعوی نہین کرسکتا۔[1] لیکن ایسی حالت مین کہ سولسٹر نادار ہوگیا تہا اور اوس نے قبل ناداری کے محنتانہ بیرسٹر کا وصول کرلیا تہا اِسکے ثابت کرینکا بمقدمہ ناداری اوس بیرسٹر کو موقع دیا گیا۔[2]

افراد کے حقوق کے اتلاف کو ریاست کی اغراض کے لئے گوارا کرنا چاہئے

(۱۲۳) اپنے حقوق محصلہ سے امن کے ساتہہ فائدہ اُٹہانے کا حق بہی اوس علے تر حق کے تابع ہے جو ریاست سے متعلق ہے اور جسکا تقاضا یہہ ہے کہ عامۂ خلایق کے فائدہ کے لئے شخص واحد کے حقوق کے اتلاف کو گوارا کرنا چاہئے جبکہ ایسی کوئی ضرورت فی الواقع پیدا ہو۔ ایسی صورتون سے یہ مسئلہ کہ "ریاست کی بہبودی اعلیٰ ترین قانون ہے" متعلق ہے مثلاً اگر کسی شخص کے مکان کو آگ لگے تو وہ مکان اور دوسرا مکان بہی جو آگ سے محفوظ ہو اِس غرض سے منہدم کردیا جاسکتا ہے کہ دوسری قیمتی جائداد تک آگ بڑہنے نہ پائے۔ ایسی صورت مین شخص غیر کی جائداد پر عام اشخاص کو بربنائے شدید حقیقی ضرورت کے حق عطا کیا جاتا ہے۔ اسطرح لڑائی کے وقت ہر شخص کی جائداد عام طور پر ریاست کی حمایت یا حفاظت کے لئے لیجا سکتی ہے۔[3] علی ہذا القیاس اگر کسی شخص کی ذاتی جائداد کی ضرور

(۱) مقدمہ کاٹن بکطرفہ۔ لا رپورٹ بیون جلد ۵ صفحہ ۱۰۷۔ جورسیٹ رپورٹس جلد ۱۰ صفحہ ۸۴۔

(۲) مقدمہ ہال۔ جورسیٹ رپورٹس سلسلۂ جدید جلد ۲ صفحہ ۱۰۷۶۔ (۳) مسائل قانونی مؤلفہ براؤن صفحہ ۱۷۷

کسی غرض عام کے لئے ہو مثلاً بغرض تعمیر ریلوے یا کسی شہر کے کار فائدہ بخش کے لئے تو بلالحاظ اس امر کے کہ شخص مذکور اوس جائداد کو بہت ہی قیمتی خیال کرتا ہے اور اوسکو چھوڑنا نہیں چاہتا وہ اس بات پر مجبور کیا جا سکتا ہے کہ وہ معاوضہ قبول کر کے اوس جائداد سے دست بردار ہو جائے باوجودیکہ قانون کا عام قاعدہ ہے کہ کوئی شخص اپنی جائداد کو اچھی قیمت پر بھی فروخت کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔[۱]

حقوق ملکیت

(۱۲۴) اب ہم **حقوق ملکیت** کا بیان شروع کرینگے۔ یہ حقوق اشیا سے متعلق ہوتے ہیں۔ لفظ اشیا کے وسیع قانونی مفہوم میں اشیاے مادی جو حواس بیرونی سے محسوس ہونے کے قابل ہیں اور نیز اشیائے ذہنی جنکا کوئی ممکن الاحساس وجود خارجی نہیں ہوتا داخل ہیں۔[۲] اسبارہ میں ایک عجیب سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا لاش انسانی کے متعلق حق ملکیت ہو سکتا ہے یا نہیں۔ قانون انگلستان کے مطابق اس سوال کا جواب نفی میں دینا پڑیگا کیونکہ قانون مذکور کی رو سے مردہ کے متعلق کوئی حق نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی شخص اپنی لاش کو بذریعہ وصیت کسی دوسرے کے نام منتقل کر سکتا ہے گو کہ عدالت کا میلان طبعی شخص متوفی کی معقول خواہش

(۱) دیکھو ایکٹ حصول اراضی نمبر ۱ ۱۸۹۴ء — (۲) دیکھو فقرہ ۲۰۷ کتاب ہذا

عمل مین لانے کیطرف ہو[1] البتہ تجہیز وتکفین تک شخص متوفی کے اوصیاء کو اوسکی نعش کی حفاظت اور قبضہ کے متعلق حق حاصل ہے اور بعد اسکے کردہ پاک زمین مین دفن کیجائے محکمہ امور مذہبی کی زیر حفاظت رہتی ہے اور قبر گنبد یا مقبرہ سے جسمین کہ وہ رکھی گئی ہو نکالی نہین جا سکتی الا اوس صورت مین کہ محکمہ امور مذہبی سے اجازت عطا کیجائے اور ایسی حالت مین بھی صرف پاک زمین کے احاطہ کے اندر کسی دوسری قبر یا گنبد مین منتقل کی جا سکتی ہے[2]

میری شئی از روئے حق" سے کیا مراد

(۱۲۵) عام طور پر کسی شئی کی نسبت یہ بات اوسوقت کہی جا سکتی ہے کہ "یہ شئے از روئے حق میری ہے" جبکہ مجھے اس سے اسقدر تعلق ہو کہ اگر کوئی شخص بغیر میری رضامندی کے اسے کام مین لائے تو وہ مجھکو مضرت یا نقصان پہونچائیگا[3] پس اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کسی شئے کے قبضہ یا ذاتی تصرف سے ہر دوسرے شخص کو خارج کرنے کا امکان وہ اصلی عنصر ہے جس سے میرا حق اوس شئے کے متعلق قائم ہوا پس کینٹ کا یہ قول بالکل صحیح ہے کہ اگر ایک انسان روئے زمین پر

(۱) دیکھو فیصلہ کنسیسٹری کورٹ آف لنڈن درباب نعش لیفٹنٹ کرنل ڈکسن - اخبار ٹائمز مورخہ ۳۰ جولائی ۱۸۹۲ع - (۲) ولیمس بنام ولیمس - لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۲۰ صفحہ ۶۵۹ -

(۳) فلسفہ قانون مولفہ کینٹ صفحہ ۶۱ -

بالکل تنہا ہوتا تو دراصل کوئی بیرونی شئے اوسکی ذاتی مِلک نہین ہوسکتی تھی اور نہ وہ ایسی کوئی شئے بطور اپنی ذاتی مِلک کے حاصل کرسکتا تھا۔[1] کیونکہ مابین اوسکے اور تمام اشیائے بیرونی کے وجوب کا کوئی تعلق نہین ہوسکتا۔ پس یہی تعلق ہے مابین قابض اور دوسرے اشخاص کے (جنکو وہ اوس شئے سے خارج کرسکتا ہے) جس سے حق کی بنیاد کے لئے شرط ضروری بہم پہونچتی ہے۔

قبضہ کے تصور کا تدریجی نشوونما

(۱۲۶) لیکن بنی نوع انسان کی عہد طفولیت مین ایک فطرتی تمیز لوگون کو اس بات کی ترغیب دیتی ہے کہ روی زمین پر جو اشیا اونکو زندگی کے برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہین اونہین اپنے تصرف مین لائین۔ مثلاً وہ میوے یا جڑین اوکھاڑ کر کہاتے تھے جانوران وحشی کو پکڑتے یا مار ڈالتے تھے اور اوسکے چمڑون کو بطور پوشاک کے کام مین لاتے تھے اور درختون سے شاخین توڑ کر اپنی بود و باش کے لئے وحشیانہ مسکن بناتے تھے۔ المختصر حوائج زندگی انسان کو اس بات پر مجبور کرتی تہین کہ اپنی حالت اصلی میں اون اشیائے مادی کو جنپر کہ وہ قابو پاسکتا تھا اپنے تحت تصرف مین لے آئے۔ پس اسکو اس امر کا علم ہوتا گیا کہ ان اشیا پر وہ غالب ہے اور وہ اوسی کے لئے مقصود ہین۔ اسطرح پر اوسکو اپنے شکار کے جانورون اپنے مال و اسباب

(۱) فلسفۂ قانون مولفہ کینٹ صفحہ ۸۶۔

اور اپنی عورتون پر قابو حاصل ہوتا گیا۔ پہلے اوس نے اونہین اشیا پر قناعت کی جو اوسکی روزانہ خوراک کے لئے ضروری تہین۔ یہہ زمانہ شغل کا تہا اور یہ حالت بقول شاافل مشابہ حالت جانوران وحشی تہی۔ لیکن رفتہ رفتہ ظاہر ہوتا گیا کہ آیندہ کے لئے ذخیرہ جمع کر کے رکہنا چاہئے اور اس ضرورت نے لوگون کو مجبور کیا کہ اوس ذخیرہ کو خارجی یورشون سے محفوظ رکہین۔ یہان سے قبضہ کی قدر و قیمت کا پہلا سراغ ملنے لگتا ہے۔ زمانۂ ابتدائی مین انسان کو حق ملکیت کی نسبت جو کہ قبضہ سے مختلف ہے درحقیقت کچہہ علم نہ تہا گر وہ اس بات کو بخوبی سمجہتا تہا کہ جب تک کہ کوئی چیز اوسکے قبضہ مین رہیگی اوس پر اوسکو اختیار حاصل ہوگا اور اسکا استعمال وہ کرسکیگا جب وہ اوسکے قبضہ سے دوسرے کے قبضہ مین چلی گئی تو وہ اوسکی ملک نہین کہلائیگی۔ بنتہم چاہے قبضہ کی اس اصلی شکل کو حقارت کی نظر سے دیکہے اور اوسے ناگوارہ اور غیر معین قرار دے لیکن تاہم حق ملکیت کے نشو و نما کا یہ پہلا درجہ تہا اور اس لحاظ سے طالب علم اصول قانون کے لئے وہ خالی از دلچسپی نہین ہے۔

حق ملکیت کا تصور قبضہ کے تصور کا نتیجہ ہے۔

(۱۲۷) جب ایک دفعہ ہم ارتقائے تمدن کی اوس منزل تک پہونچ جائین جسمین قبضہ کی قدر و قیمت تسلیم کیجاتی ہے تو ہمکو اس امر کا یقین ہوجانا چاہئے کہ حق ملکیت کے تصور کے نشو و نما کا عمل گویا شروع ہو گیا کیونکہ بقول لبک ضرور ہے کہ یہ تصور محض قبضہ کے تصور سے رفتہ رفتہ ترقی پذیر ہوا

تب یقیناً یہ سمجھنا چاہیے کہ خانہ بدوشی کی حالت موقوف ہوگئی اور بجائے اوسکے سکونت مستقل کا اختیار کیا جانا شروع ہوا اور جائداد کی ملکیت فی الفور صریحاً مشخص ہوگئی مگر ہنوز یہ ملکیت جائداد غیر منقولہ پر حاوی نہین بلکہ صرف مویشی اور غلامون تک محدود رہی پس یہ کہا جاسکتا ہے کہ جب تصور قبضہ کے ادراک کا زمانہ ختم ہونے لگتا ہے تو دوسرا زمانہ شروع ہوجاتا ہے جسمین ملکیت کا تصور بتدریج ترقی پذیر ہوتا ہے بلاشبہ اس نشو و نما کا زمانہ بہت طویل تہا جسمین صدیون تک لڑائی اور خون ریزی ہوتی رہی۔ اخیر مین جب یہ تصور پختہ ہوگیا تو کسی ترتیب یافتہ جماعت سے اوسکا جدا ہونا غیر ممکن ہوا۔ گو زمانہ حال مین یہ اس حد تک پہونچ گیا ہے کہ کچھہ اعتراض کسیقدر موجہ معلوم ہوتا ہے کہ ملکیت کے متعلق جو انتظام اسوقت مقرر ہے وہ بعید از انصاف ہے تاہم یہ ایک ایسا تصور ہے جو تمام منتظم ریاستون کی بنیاد مین موجود رہتا ہے اور گویا ایک ہبہ ہے جس سے کلیتاً دست برداری تو ہرگز ممکن نہین ہے گو یہ ممکن ہے کہ آئندہ اوسمین کچھہ ترمیم ہو۔ یہ امر کہ ترمیم مذکور کسطرح اور کس حد تک ہوگی ایک زبردست سوال ہے جسنے بقول لیسل زمانہ حال کے لوگون کو بے تاب کر رکھا ہے مگر خوش نصیبی سے اس کتاب کے احاطۂ مطلب سے باہر ہے۔

(۱۲۸) **قبضہ اور ملکیت مین سب سے پہلے قانون روما نے** واضح طور پر ایک مابہ الامتیاز قائم کیا۔ سر ڈیس کے زمانہ تک اشیائے

قانون روما مین قبضہ وملکیت قانون دیوانی اور قانون طبعی نے ممتاز تسلیم کیا گیا ہے

منقولہ کے متعلق باستثناء گرفتار کئے ہوئے غلامون یا مویشیون کے حق ملکیت کا وجود نہین تہا۔ مگر ان اشیاء کا قبضہ بوجہ موجودگی احکام امتناعی سرقہ یا جبر سے محفوظ تہا اور استقرار حق ملکیت کے لئے بذریعہ نالش چارہ جوئی ہوسکتی تہی۔ بوجہ چند اصلاحات کے جو سرویس نے جاری کئین بعض اشیائے منقولہ اراضیات، اور اکنہ کیطرح عدالت کے سپرد کئے جانے پر قابل انتقال قرار دیگئین اور اوسوقت اونکے متعلق حقوق ملکیت پیدا ہوئے۔(۱) اس زمانہ مین رعایائے روما نے شبانی طرز معیشت کو چہوڑ کر زراعت کا پیشہ اختیار کیا۔ اور اکثر لوگ جو پہلے بہیڑیون کے گلہ چرانے اور مویشی پالنے کے کام مین مصروف تہے اوس کام کو ترک کرکے انگور اور زیتون کی کاشت مین مشغول ہوئے۔ اب شبان کا عصا ترک کر دیا گیا اور بجائے اوسکے مزارع کا ہل ہاتہہ مین لیا گیا جسکی وجہ سے ماسن کے فصاحت شعار مقولہ کے مطابق اہل روما کو دوبارہ وہ باتین حاصل ہوگئین جنکا اکتساب اونہون نے ابتدأً بوساطت سیف و سنان کیا تہا۔ اس استحالہ کی بدولت اراضی مزروعہ کی ملکیت کے تصورات کے نشو ونما مین خود بخود تسہیل ہوتی چلی جسوقت تک لوگ شکاری یا شبانی زندگی بسر کرتے تہے قدرتی طور پر وہ خانہ بدوش اور غیر معین المساکن تہے۔ برازیل کے قدیم جنگلات کے باشندونکی

(۱) قانون روما مولفہ موئرہیڈ ۲۰۴ و نوٹ۔

یا تو درختون پر رہتے تہے یا جہونپڑیون مین جنہین وہ شہد کی مکہی کے چہتے کی طرح شاخون کو بل دیکر اور بن کر بناتے تہے اور اسکا تو نہین خیال بہی نہ تہا کہ ملکیت اراضی کسی کہتے ہین لیکن جون جون وہ درخت بوتے اور زراعت کرتے گئے ایسے مین مسکن اور حق ملکیت کا خیال اونمین پیدا ہوتا گیا۔ درخت کے اُگنے اور میوہ دار ہونیکے لئے کئی سال درکار ہوتے ہین اور اس اثنا مین بہت احتیاط سے نگہبانی کرنی پڑتی ہے اور ایسی نگہبانی کا ٹہیک طور پر ہونا صرف اونہین لوگون سے ممکن ہے جو موقع پر موجود ہون۔ اسوجہ سے تعمیر مکانات اور خانہ بدوشی کی حالت کو ترک کرکے معین مسکن اختیار کرنیکی ضرورت واقع ہوئی اور انگورون کی بیلون اور میوہ دار درختون کو وحشی جانورون اور دوسرے بیرونی دشمنون کی دستبرد سے محفوظ رکہنے کے لئے انکے گرد باڑ دینے کی ضرورت سے شخصی حق کا تصور پیدا ہوا جو اوس حق کی بنا ہے جسکو ہم سوسائٹی کی زیادہ ترقی یافتہ حالت مین حق ملکیت کہتے ہین پس حق ملکیت اراضی کی حالت تاریخی کا بڑا حصہ تمدن کی حالت تاریخی ہے۔ یہ امر قابل لحاظ ہے کہ اہل ہنود کے قانون قدیم مین بہی ہمکو فرق مابین **قبضہ جسمانی** و **ملکیت کامل** کی صاف شہادت ملتی ہے چنانچہ منو (۱) اور یاجنیاوالکیا (۲) دونون اوس حق کو جو قدامت کی رو سے حاصل ہو

(۱) باب ہشتم ۱۴۰ - (۲) باب دوم ۲۴ -

تسلیم کرتے ہین بشرطیکہ اشیائے غیر منقولہ کی صورت مین قبضہ بیس سال تک اور
اشیائے منقولہ کی صورت مین دو سال تک رہا ہو۔ ایسے قاعدہ کا بظاہر یہی منشا
معلوم ہوتا ہے کہ قبضہ جسمانی بوجہ امتداد زمانہ پختہ ہوکر ایک قطعی حق بن جاتا ہے
اور اس سے اِس اُصول کی صداقت کی مزید شہادت بہم پہونچتی ہے کہ گو (جیسا
کہ ہمکو آگے چلکر معلوم ہوگا) قبضہ بغیر ملکیت کے وجود پذیر ہو سکتا ہے لیکن
حق ملکیت قبضہ ہی سے بتدریج پیدا ہوتا ہے۔ لیکن جب ملکیت کا سوال
برپا ہوتا ہے تو بالآخر "میری شئے اور تیری شئے" کا مسئلہ نہایت ہی
مکمل طور پر معرض ظہور مین آتا ہے۔

قبضہ جسمانی فی نفسہ ایک حق ہے

(۱۲۹) جون جون قانون کا اثر ظہور پذیر ہوتا گیا پہلے جو محض
جسمانی حالت تھی اوسکی حیثیت باضابطہ ہوتی گئی۔ چنانچہ قبل اسکے کہ محض
قبضہ بوجہ قدامت مُبدل بحق ملکیت ہو وہ فی نفسہ ایک حق ہے جو روما کی
قانون قدیم اور نیز برٹش انڈیا کے قانون حال کے بموجب بذریعہ خاص سرسری
چارہ کارون کے محفوظ ہے۔ اسی بنا پر قانون دادرسی خاص مجریہ ہندمین
حکم ہے کہ اگر کوئی شخص بغیر اپنی رضامندی کے مال غیر منقولہ سے بیدخل
کیا جائے تو وہ یا کوئی شخص جو اوسکے ذریعہ سے دعویدار ہو بیدخلی
کی تاریخ سے چھ مہینے کے اندر نالش رجوع کرکے اوسکا قبضہ پھر حاصل
کرسکتا ہے گو کہ قبضہ کے سوائے کوئی اور حق بھی اوس نالش مین

ظاہر کیا جائے۔ ہائیکورٹ بمبئی کے اجلاس کامل نے بہی تجویز کیا ہے کہ جو شخص چاہے قانون دادرسی خاص کی دفعہ ۲۸ کے بموجب استقرار حق قبضہ کی نالش اوس شخص کے نام کرسکتا ہے جو اپنا استحقاق ثابت نہ کرسکے اور جو اوس حق سے جو مخص برہنائے قبضہ ہے انکار کرتا ہو یا انکار کر نیمین غرض رکہتا ہو بلالحاظ اس امر کے کہ آیا شخص آخر الذکر اسقدر مدت تک قابض رہ چکا ہو کہ اوسکو قانون میعاد سماعت کی دفعہ ۲۸ کے مطابق استحقاق مطلق حاصل ہو جائے[2] لیکن اس تجویز سے چیف کورٹ پنجاب کے ججون نے بہ غلبہ آراء اختلاف کیا ہے[3] لیکن اب اس مسئلہ کا تصفیہ چیف کورٹ پنجاب کی تجویز کے خلاف بذریعہ فیصلہ پریوی کونسل بمقدمہ اسمعیل عارف بنام محمد غوث[4] ہو چکا ہے جسمین یہ قرار پایا ہے کہ قبضہ جائز (گو وہ صرف چھہ سال سے ہو) کسی شخص کو ایک دوسرے شخص کے مقابلہ مین جسکو کوئی استحقاق نہ تہا اور جو محض مداخلت بیجا کا مرتکب تہا استقرار حق کا مستحق قرار دینے کے لئے کافی ہے۔

حق قبضہ کے قیام کے لئے کن امور کی ضرورت ہے

(۱۳۰) حق قبضہ کا تصور نہ صرف ایک جسمانی بلکہ ایک ذہنی عنصر پر

---

(۱) دفعہ ۹۔ (۲) انڈین لارپورٹ جلد ۸ بمبئی صفحہ ۲۹۱۔ (۳) بدرالدین بنام ابوالقاسم وغیرہ نمبر ۱۲۰ پنجاب رکارڈ ۱۸۸۸ء۔ (۴) انڈین لارپورٹ ۱۸۹۳ء کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۸۳۴۔

مشتمل ہے۔ اسٹاہل جو کہ گینس کی رائے سے اختلاف کرتا ہے اوسکا یہ اعتراض ہے کہ سچ پوچھو تو قبضہ کوئی حق نہین ہے بلکہ محض ایک "ایسی حالت مصنوعی ہے جو قانوناً محفوظ ہے" کیونکہ اوسکی بقا کے لئے حالت مذکورہ کے وجود کی ضرورت ہے جب یہ حالت معدوم ہو جاتی ہے تو حفاظت ملحقہ کا وجود ہی قائم نہین رہتا۔ لیکن چونکہ حق کی تعریف اس سے پیشتر (۱) اسطرح ہوچکی ہے کہ "حق وہ استعداد ہے جو کسی شخص کی ذات مین موجود رہتی ہے اور جسکے ذریعہ سے وہ شخص ریاست کی اجازت اور امداد سے دوسرے اشخاص کے افعال کو روک سکتا ہے" یا جیسا کہ اہیرنگ نے دوسرے الفاظ مین بیان کیا ہے کہ "حق ایک ایسا مفاد ہے جو قانوناً محفوظ ہے" لہذا حق کے ان معنون اور "حالت مصنوعی محفوظ بذریعہ قانون" مین جو مابہ الامتیاز قائم کیا گیا ہے اسکا پہچاننا دشوار ہے امریکہ کے ایک مشہور جج اور مصنف نے کیا خوب بیان کیا ہے کہ "جب کسی شخص کو ریاست کی طاقت کی تقویت ملتی ہے تو اوسکو قانونی حق حاصل ہوتا ہے"۔ اسیطرح جب قبضہ کی حفاظت کی جائے تو حق قانونی اوس اوسیطرح پیدا ہوتا ہے جیسا کہ حق ملکیت سے جبصورت مین کہ وہ بھی اسیطرح محفوظ ہو حقیقت یہ ہے کہ اسٹاہل اور اوسکے بعد کے دوسرے مقننون نے قبضہ پر مطلقاً ایک حالت جسمانی کے اعتبار سے غور کیا ہے مگر

(۱) دیکھو فقرہ (۱۱ - الف) کتاب ہذا۔

حسب مفہوم قانون قبضہ کے وجود کے لئے محض جسمانی یا مصنوعی حالت کافی نہین ہے بلکہ اسکے علاوہ حالت ذہنی یعنے نیت کی بہی ضرورت ہے جسکے ذریعہ سے ہر شخص کے مقابلہ مین باستثناء اصل مالک کے اگر وہ کسی وقت حاضر ہو جائے قبضہ قائم رکہا جا سکے۔ یعنے اوسکو اپنا ذاتی حق تصور کر کے اوس سے فائدہ اٹہانے کی نیت ہونی چاہئے۔ علاوہ برین ہمکو حق قبضہ (یعنے جو محض بوجہ ہونے قبضہ کے ہوم) اور قبضہ پانے کے حق کے مابین تمیز کرنی چاہئے مثلاً کسی چیز کے مالک کو اوسپر قبضہ پانے کا حق ہے گو درصل اوس چیز پر اوسکا حقیقی جسمانی قبضہ نہو۔ برعکس اسکے ایک چور کو بہی حق قبضہ حاصل ہے جو محض اس بنا پر پیدا ہوا کہ اوس چیز پر اوسکا واقعی قبضہ ہے اور اس حق کو وہ ہر ایسے شخص کے مقابلہ مین جو جبراً اوسکے نفاذ مین تعرض کرے باستثنائے اصل مالک کے کام مین لا سکتا ہے۔ اسیطرح پر اگر مین اپنے نوکر کو ایک بٹوا روپیون سے بہرا ہوا اس غرض سے دون کہ اوسکو میرے لئے محفوظ رکہے تو اوسکو اوس بٹوے یا روپئے پر کوئی قانونی حق نہین ہے گو اوسپر اوسکا جسمانی یا حقیقی قبضہ ہو۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ مینے اوس بٹوے پر سے اپنا جسمانی قبضہ اس نیت سے نہین چہوڑ دیا کہ اوسکی نسبت مجہے کوئی اختیار باقی نہ رہے اور نہ اوس نوکر کی اگر وہ متدین ہوم یہ نیت ہوسکتی ہے کہ

وہ اوسکو اپنے تصرف مین لاے۔[1] چنانچہ آرمری بنام ڈیلامیری کا نامی مقدمہ[2] اسی اُصول پر مبنی ہے۔ اِس مقدمہ مین ایک شخص ایک جواہر کو جو اوسے دستیاب ہوا تہا ایک جوہری کے پاس اوسکی راے دریافت کرنیکے لئے لے گیا۔ تجویز ہوئی کہ شخص مذکور جوہری کے نام جس نے بطور ناجائز اوس جواہر کو رکہہ لیا واسطے دلا پانے اوس جواہر کے نالش کرسکتا ہے اور اگرچہ اوس جواہر کے دستیاب ہونے سے مدعی کو اوسکے متعلق حق ملکیت مطلقاً حاصل نہین ہوا تاہم محض قبضہ سے اس امر کا کافی استحقاق پیدا ہوا کہ وہ اگر چاہے تو باستثناے اصلی مالک تمام اشخاص کے مقابلہ مین چارہ کار قانونی اختیار کرے۔ یہ واقعہ کہ مدعی نے چارہ کار قانونی اختیار کیا ثبوت قطعی اس امر کا تہا کہ اوسکی نیت اوس فائدہ سے مستفید ہونے کی تہی جو قانون کی روسے اوسکو بربناے قبضہ جسمانی حاصل تہا۔ پس اس نیت اور حالت جسمانی کی وجہ سے مرتکب فعل بیجا کے مقابلہ مین چارہ جوئی کرنیکا اوسکو مکمل حق حاصل ہوگیا۔[3]

(۱) اُصول قانون مولفہ مارکبی دفعات ۳۶۷ - ۳۶۹ - (۲) سمتہس لیڈنگ کیسیس جلد اطبع ششم صفحہ ۳۱۵ - (۳) حسب راے ونیڈشید کسی شئے کو بطور اپنی ملک کے تصرف مین لانیکا ارادہ خواہ صراحتاً ظاہر کیا جاسکتا ہے خواہ فعل سے مستنبط ہوسکتا ہے جلد دفعہ ۱۵۴ صفحہ ۴۶۷ -

اتصال جسمانی لازمی نہین ہے

(۱۲۱) واضح رہے کہ یہ ہرگز ضرور نہین ہے کہ عنصر جسمانی اس امر پر مشتمل ہو کہ کسی مال منقولہ یا غیر منقولہ سے اتصال جسمانی ہی ہونا چاہیے۔ صرف اسقدر کافی ہے کہ قابض کو اس امر کا اختیار جسمانی حاصل ہو کہ اوس مال کو بطور اپنی ملک کے بغیر دخل کسی اور شخص کے صرف کرے۔ مثلاً اگر ایک صندوق مین کچھہ روپیہ مقفل ہو اور وہ صندوق میرے مکان پر لایا جائے اور کنجی میرے ہاتہہ مین دیجائے تو اسمین کلام نہین کہ گو صندوق کو فی الحقیقت مین نے مس نہین کیا تاہم قبضہ مکمل طور پر مجھکو منتقل ہوا ہے۔ یا ایک دوسری معمولی مثال جو واضعان مجموعۂ تعزیرات ہند نے اپنی رپورٹ مین بیان کی ہے یہ ہے کہ اسمین کوئی شک نہین ہے کہ جب کوئی شخص کھانے کی دعوت دے تو یہی سمجھا جائیگا کہ اوسکے نقرئی کانٹے گو اوسکے مہمانون کے ہاتہہ مین ہین لیکن ہنوز دراصل اوسی کے قبضہ مین ہین[1]۔ اسیطرح ایک بڑی جائداد غیر منقولہ کی بیع کی صورت مین اگر مین قیمت دیدون اور قبالہ جات حسب ضابطہ رجسٹر کئے جانیکے بعد میرے حوالہ کئے جائین اور من بعد بایع مجھکو اوس جائداد پر لے جائے اور حسب ضابطہ جائداد مذکور پر مجھے قبضہ دیدے تو اسصورت مین بھی قبضہ کا انتقال مکمل ہو گیا گو کہ اس جائداد کے ہر ایک جزو کو مینے

(۱) انگلو انڈین کوڈس مولفۂ اسٹوکس جلد اصفحہ ۵۵۔

جسمانی طور پر مس نہ کیا ہو۔ تمثیلات مذکورہ بالا مین سے ہر تمثیل مین باوجود عدم موجودگی اتصال جسمانی کے قبضہ مکمل قرار دیا گیا ہے کیونکہ یہ امکان موجود ہے کہ قابض حسب اقتضائے رائے خود بغیر دخل کسی اور شخص کے مال کا استعمال کر سکتا ہے۔ (۱) اسیطرح پر جب سرکار نے ایک مقام پر جہان نمک بطور خود پیدا ہوا تہا پہرہ متعین کر دیا تو ہائیکورٹ مدراس نے تجویز کی کہ نمک پر قبضہ حاصل ہو گیا اور اگر کوئی شخص اُس مقام سے سرکار کی مرضی کے خلاف نمک اٹہا لے جائے اس نیت سے کہ اوس سے استحصال ناجائز ہو تو یہ سمجہا جائیگا کہ اوس نے سرقہ کا ارتکاب کیا۔ (۲)

پالو اور وحشی حیوانات کے قبضہ مین فرق

(۱۳۲) اِس اصول کی مزید توضیح جانوران زندہ کے قبضہ کی مثال سے ہو سکتی ہے جس قاعدہ کا اطلاق بالعموم اشیائے منقولہ پر ہوتا ہے وہی قاعدہ اسیقدر وسعت کے ساتہہ پالو جانورون پر بہی حاوی ہے جانوران وحشی پرندون مچہلیون اور دوسرے تمام جانورون کیصورت مین جو خواہ دریا یا ہوا مین یا زمین پر رہتے ہون اور جو وحشیانہ خصلت کی ہون

(۱) اصول قانون مولفہ مارکبی فعات ۴۵۳ تا ۴۵۵۔ اصول قانون مولفہ ہالینڈ صفحہ ۱۶۰

(۲) ملکہ معظمہ بنام تماگہیرتیا۔ انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۴ صفحہ ۲۲۸۔ اسپارہ مین لا رپورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۳۲۸ انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۸ صفحہ ۲۱۲۔ اور بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۴۷ ملاحظہ طلب ہین ان سے مجموعہ تعزیرات ہند کی دفعہ ۳۴۲ کی توضیح ہوتی ہے۔

اِس قاعدہ کا زیادہ سختی کے ساتھہ متعلق کیا جانا ضروری ہوتا ہی۔ دونون صورتون
مین قبضہ کو قانوناً جائز کرنیکے لئے جبرا امر کی ضرورت ہے وہ مقبوض علیہ پر
جسمانی قابو کے عمل مین لانے کا امکان ہے یعنے یہ امکان کہ قابض اوسکو
بطور اپنی ملک کے کام مین لائے۔ پالو جانور کی نسبت یہہ نہ سمجھنا
چاہئے کہ محض اسوجہ سے کہ مین ایک خاص وقت مین اُسکو پکڑ نہین سکتا میرا
قبضہ اوسپر سے جاتا رہا مثلاً اگر میرا کُتا میرے مکان سے گلی مین یا
اطراف کے میدان مین چلا جائے تو یہ خیال کرنا کہ مینے اوسپر سے اپنا قبضہ
کہو دیا لغو ہوگا۔ پالو جانور مثلاً گہر کے کُتے اوسی جگہ واپس جانے
کے عادی ہوتے ہین جہان اونکی پرورش ہوتی ہے اور اسلئے یہ قیاس
کرنا جائز ہے کہ اونمین یہ خصلت فطرتی ہے۔ لیکن ایک وحشی جانور کی نسبت
جسکو مینے گرفتار کیا ہو ایسا قیاس ممکن نہین ہے۔ پس بفور اسکے کہ وہ
میری آنکہہ سے اوجہل ہو کر یا میرے قابو سے بہاگ کر آزاد ہو جائے
وہ میرا جانور نہین کہلاتا اور قبل گرفتاری کے جس حالت مین تہا وہی حالت
پھر اختیار کرتا ہے یعنے اوسکا کوئی مالک نہین رہتا اور جو شخص اسکو
بعد اوسکے گرفتار کرے وہ اوسکا مالک ہوتا ہے۔ اِسی اُصول کی بنا پر
کہ جانوران وحشی کے قبضہ کے لئے یہ ضرور ہے کہ اونکو پوری طرح پر
گرفتار کیا جائے رومامین جسٹینین کے عہد مین یہ قرار پایا تھا کہ اگر

کوئی حیوان وحشی سخت مجروح ہوا اور اوسکا تعاقب کیا جائے تو تا وقتیکہ وہ فی الحقیقت گرفتار نہ کیا جائے تعاقب کنندہ اوسکا مالک نہین ہو سکتا اسیطرح امریکہ مین ایک مقدمہ مین جسمین ایک شخص نے ایک لومڑی کو جسکا پر تعاقب ایک دوسرے شخص نے کیا تھا مار کر لے لیا تو تجویز ہوئی کہ گو لومڑی اوسوقت اوس شخص کی نظر تہی جسنے پہلے اوسکا تعاقب کیا تہا تاہم اُس شخص پر جسنے لومڑی کو مار کر لے لیا نالش نہین ہو سکتی(۱)۔ ہندوستان مین تالاب کی مچہلیون کے قبضہ کے مسئلہ پر عدالت ہائے دیوانی نے کئی بار غور کیا ہے۔ ایسی صورتون مین یہ تجویز ہوا ہے کہ وہ مچہلیان جو کسی خلیج مین(۲) ہون یا جنوبی ہندوستان کے معمولی تالاب ہائے آبپاشی مین(۳) یا ایسی دریاؤن مین ہون جنمین کشتیان چلائی جاسکین(۴) اوس شخص کے قبضہ مین نہین ہین جو معمولی حقوق ماہی گیری کا مستحق ہو۔ لیکن

(۱) کامن لا مولفہ ہولمس صفحہ ۲۱۷ - (۲) ملکہ معظمہ بنام ریوا پوتا ڈو - انڈیئن لا رپورٹ مدراس جلد ۵ صفحہ ۳۹۰ -

(۳) ملکہ معظمہ بنام ریوا پوتا ڈو صفحہ ۳۹۱ نوٹ - اور انڈیئن لا رپورٹ جلد ۵ کلکتہ صفحہ ۲۰۴

(۴) ہری موتی موہرل بنام دینا ناتہہ ویکلی رپورٹر جلد ۱۹ - بہوسن پرین بنام دینا ناتہہ بناری ویکلی رپورٹر جلد ۲۰ - انڈیئن لا رپورٹ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۳۰۰ -

جس صورت مین کہ مچھلیان کسی ایسے تالاب مین ہون جسکے اطراف احاطہ ہونے کی وجہ سے وہ اوسمین سے نکل نسکین تو یہ قرار پایا ہے کہ وہ تالاب کے مالک کے قبضہ مین ہین[1] - برعکس اسکے جب ایک سانڈ ہندوؤنکے رواج کی بموجب آزاد کیا جائے تو یہ کہا جاتا ہے کہ اوسکا کوئی مالک نہین ہے اور کسی شخص معین کے قبضہ مین نہونے کی وجہ سے اوسکی نسبت سرقہ کا ارتکاب نہین ہوسکتا[2] - لیکن اسکی نسبت اشتباہ ظاہر کیا گیا ہے[3] اور ایک دوسرے مقدمہ مین یہ تجویز ہوئی ہے کہ وہ سانڈ جو کسی دیوتا کی مورت کے نام پر چھوڑا گیا ہو اور جسکو آوارہ پھرنے دیا جائے حیوان وحشی یا بغیر مالک نہین ہے بلکہ جو حقوق اور ذمہ داریان اوسکی ملکیت کے ساتھہ وابستہ ہین وہ بادی النظر مین اوس مندر کے امانت دار کو حاصل ہین جسمین مورت کی پرستش کیجاتی ہو[4] -

---

(۱) ملکہ معظمہ بنام شیخ آدم - انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۱۹۰ - بابا رام بنام پنجلا کتانی ۱۸۸۸ء انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۴۰۲ - (۲) انڈین لا رپورٹ جلد ۸ - الہ آباد صفحہ ۵۱ - وجلد ۹ - ایضاً صفحہ ۴۸۳ - نوریس ور سکیفرسن جسٹسون نے بمقدمہ روشن چندر بنام ہیرو مندل ان فیصلہ جات کی تقلید کی - دیکھو انڈین لا رپورٹ جلد ۷ کلکتہ صفحہ ۲۴۸ -

(۳) دیکھو پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء نمبر ۴۴ فوجداری - (۴) انڈین لا رپورٹ جلد ۱۱ مدراس صفحہ ۱۴۵ -

قبضہ بالنیابت

(۲۳۳۱) ہم دیکھہ چکے ہین کہ ایک ملازم کو جو اپنے قبضہ مین کوئی شئے اپنے آقا کی جانب سے رکہتا ہو اوس شئے کے متعلق قبضۂ مالکانہ کا حق نہین ہے گو اوسکو حق قبضہ محض حاصل ہوا ور معمولی طور پر یہ کہا جاسکے کہ وہ شئے اوسکے قبضہ مین ہے - ہم یہ بہی دیکھہ چکے ہین کہ حق اول الذکر کے لئے یہ ضروری ہے کہ شخص حقدار کی اوس شئے کو جسطرح چاہے استعمال کرنیکی نیت ہو اور قبضہ کی حیثیت مالکانہ ہو - لیکن اگر ملازم ایماندار ہو تو اوسکی کوئی ایسی نیت نہو گی اور اگر بعد مین وہ اوس شئے کے متعلق خود اپنے اختیار سے کے عمل مین لانیکا ارادہ کرے تو قانون اوسکو اس فریبی عمل سے فائدہ اوٹہانے کی اجازت نہین دیگا - حسب مفہوم قانون دو اشخاص ایک ہی وقت مین مکمل طور پر ایک شئے کے قابض نہین ہو سکتے اور چونکہ بوجہ عدم موجودگی نیت ملازم کو مکمل حق نہین ہے اور آقا نے اپنے حق کو قائم رکہنے کی نیت کبہی ترک نہین کی اسلئے قانون یہی تصور کرتا ہو کہ قانونی قبضہ ہنوز آقا ہی کو حاصل ہے - اِس قسم کے قبضہ کو **قبضہ بالنیابت** یا **قبضہ تاویلی** کہتے ہین اور یہ اطفال اور اشخاص فاتر العقل سے بہی متعلق کیا جاتا ہے - گو اِن اشخاص مین تصمیم ارادہ کی استعداد نہین ہتی لیکن یہ نقص اونکے والدین یا اولیا یا محافظین جائداد سے رفع ہو سکتا ہے اور اونکے ذریعہ سے وہ حق قبضہ کو قانوناً عمل مین لا سکتے ہین -

فرق مابین قبضۂ بالنیابت و قبضۂ ماخوذہ

(۱۳۴) نائب کو بذات خود اوس شئے پر جو اوسکے جسمانی قابو مین ہو قبضہ نہین ہے۔ حقیقی قبضہ اوسکے مالک کا ہوتا ہے۔ یہی عنصر ہے جو **قبضہ بالنیابت** اور **قبضہ ماخوذہ** کے مابین فرق قائم کرتا ہے قبضہ آخر الذکر فی الحقیقت قانونی قبضہ ہے کیونکہ قابض کی ذات مین عناصر جسمانی و ذہنی جو اوسکے قیام کے لئے ضروری ہین دونون داخل ہین اوسکو اوس شئے پر جسمانی قابو حاصل ہے اور اوسکی نیت ہے کہ اوسکو بطور اپنی ملک کے اپنے قبضہ مین رکھے۔ مثلاً ایک داین کو اون اشیا پر جو اوسکے پاس گرو رکھی گئی ہون[۱] یا ایک مین کو مال امانتی پر یا مرتہن کو مال مرہونہ پر یا گھڑی ساز کو اوس گھڑی پر جو بغرض مرمت اوسکے حوالہ کیگئی ہوتا وقتیکہ اوسکی محنت کے معاوضہ مین کوئی رقم اوسے واجب الوصول ہو **قبضہ ماخوذہ** حاصل ہے۔ انمین سے ہر صورت مین قابض کو ایک قسم کا خاص محدود حق منتقل کیا جاتا ہے جسکی نوعیت مثل اوس حق کے ہے جو جس ان ری ایلا نیا کہلاتا ہے یعنے ایسا حق جو جائداد کی ملکیت کامل سے علیحدہ کرکے قائم کیا گیا ہو۔ اور یہ حق تمام دنیا کے مقابلہ مین نافذ کیا جا سکتا ہے[۲] حتی کہ خود مالک بہی اوس صورت مین مرتکب سرقہ

(۱) دیکھو تمثیلات (ی) و (ک) دفعہ ۳۸۷ مجموعہ تعزیرات ہند۔ (۲) اصول قانون مولفۂ مارکبی دفعات ۳۸۲ تا ۳۹۰۔ اصول قانون مولفۂ ہالینڈ صفحہ ۱۶۲ تا ۱۶۴۔

ہوگا اگر وہ اوس مال کو بدنیتی سے ایسے قابض کے قبضہ سے علیحدہ کرے - مثلاً گھڑی ساز کی مثال لیجئے - اسکو گھڑی کی مرمت کی بابت کچھہ روپیہ واجب الوصول ہے ایسی حالت مین گھڑی ساز کو ازروئے قانون یہ استحقاق حاصل ہے کہ اوس رقم کی ضمانت کے طور پر وہ اوس گھڑی کو روک رکھے[1] اور اگر گھڑی کا مالک اوسکے قبضہ مین سے اوس گھڑی کو اس نیت سے لیلے کہ وہ اوسکو اوس مال سے جو اوسکے قرضہ کی ضمانت کے طور پر رکھا گیا تھا محروم کرے تو مالک سرقہ کا مرتکب ہوگا[2] - قانون روما مین پاذیل کا ریا بھوگ بندھک دار[3] قابض جائز نہین سمجھا جاتا تھا بلکہ اوسکی حیثیت مشابہ حیثیت ملازم سمجھی جاتی تھی لیکن واضعان مجموعۂ تعزیرات ہند کو بظاہر اس سے اختلاف تھا کیونکہ مجموعۂ مذکور کی دفعہ ۳ کی تمثیل (ھ) سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ یہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ قبضہ مال امانتی کا امین کو حاصل ہوتا ہے اور اسی لحاظ سے ذخیل کار اور بھوگ بندھک دار کے متعلق بھی بلا شبہ انکی رائے یہی ہوگی - قانون معاہدہ ہند مین بھی واضعان قانون نے

(۱) دیکھو دفعہ ۱۷۰ قانون معاہدہ ہند - (۲) دیکھو تمثیل (ی) دفعہ ۳۷۸ مجموعہ تعزیرات ہند - (۳) بھوگ بندھک دار سے مراد وہ مرتہن ہے جو جائداد مرہونہ پر تا ادائے زر رہن قابض رہے اور زر لگان اور منافع جو اوس جائداد سے پیدا ہو لیتا ہے

اسی رائے کے مطابق عمل کیا ہے - چنانچہ اگر ایک شخص ثالث بطور ناجائز
امین کو استعمال یا قبضہ مال امانتی سے محروم کرے یا اوس مال کو کوئی ضرر پہونچاوے
تو امین کو استحقاق ہے کہ وہی تدابیر عمل مین لائے جو کہ مالک اسی نہج کی صورت
مین بحالت نہونے تحویل امانت کے عمل مین لاتا -(۱)

قبضہ حصہ داران مشترک

(۱۳۵) اوپر بیان ہوچکا ہے کہ حسب مفہوم قانون ایک شئے
مادی پر ایک وقت واحد مین صرف ایک ہی شخص مکمل قبضہ پا سکتا ہے
لیکن جبکہ کوئی جائداد مادی دو یا زیادہ اشخاص کی ملک ہو جو بالاشتراک
چند معین حصص کے مالک ہون اور اونکو اپنے اپنے حصون کے متعلق
مساوی اختیار حاصل ہو اور وہ بصورت ضرورت اوس اختیار کو اپنی جانب سے
استعمال کرنے کی نیت رکھتے ہون تو ایسی صورتمین اونمین سے ہر شخص
کی نسبت یہ خیال کیا جائیگا کہ اوسکو جائداد مذکور مین اپنے اپنے حصہ کا
قبضہ حاصل ہے - چنانچہ پریوی کونسل نے اپیل بنام رامسو بھائی ایان کے
مشہور مقدمہ مین(۲) تجویز کی کہ ہنود کے قانون متاکشرا کے بموجب "جبکہ ایک
غیر منقسم خاندان کے اراکین کسی خاص جائداد کے متعلق آپسمین اس
امر کا عہد کرین کہ آیندہ سے جائداد مذکور مین اونکے چند معین حصص رہینگے

(۱) دیکھو دفعہ ۱۸۰ قانون معاہدہ ہند - (۲) ۴ ہو رز انڈین اپیلس ۲ - نیز دیکھو نمبر ۲ پنجاب کارڈ ۱۸۸۲ء

جائداد مذکور کی حیثیت غیر منقسمہ نرہیگی اور نہ استفادہ مشترک ہوگا بلکہ اس عہد کے بعد جائداد مذکور مین اوس خاندان کے ہر شخص کا معین اور مشخص حصہ ہوگا جس سے ہر شخص منفرداً فائدہ اوٹھانے کے حق کا دعوی کرسکتا ہے گو جائداد کی تقسیم فی الحقیقت نہوئی ہو۔ قانون ہنود مروجہ بنگال کے مطابق بلحاظ تعلق حق و قبضہ ملکیت مشترکہ کا وجود نہین پایا جاتا بلکہ ہر شریک کا معین حصہ ہوتا ہے اور اوسکا حق ایک خاص حصہ سے متعلق ہوتا ہے اور یہ حصہ قبل تقسیم کے حالت غیر مشخص مین رہتا ہے اور بعد تقسیم کے مشخص ہوجاتا ہے۔(۱)

قبضہ ہم شکل قبضہ حقیقی

(۱۴۳۶) چونکہ قبضہ کا قانونی تصور شئے مقبوضہ پر جسمانی قابو عمل مین لانیکے امکان پر بلاتعلق ملکیت منحصر ہے اور اوسکے لئے خواہ مخواہ اتصال جسمانی کی ضرورت نہین ہے لہذا کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی کہ ایسا حق جو کسی شئے کے متعلق ہو قبضہ کی بنا کیون نہو۔ لیکن بوجہ اسکی کہ ہم معمولی بول چال مین ایک غیر مادی دیعنے غیر محسوس) شئے کی نسبت یہ نہین کہہ سکتے کہ وہ کسی شخص کے قبضہ مین ہے اسلئے اوس شخص کی نسبت جو اوس شئے پر محض حق استعمال کرتا ہو یہ کہا جائیگا کہ اوسکو قبضہ ہم شکل قبضہ حقیقی حاصل ہے۔(۲) اس مفہوم مین رومہ کے

(۱) ٹگور لا لکچرز بابتہ ۱۸۷۸ء صفحہ ۱۷۱۔ (۲) جسٹینین مولفہ سانڈرس (۲۳ صفحہ ۱۹۵ طبع سوم۔ اصول قانون مولفہ مارکبی دفعات ۲۹۱ و ۲۹۳۔ اصول قانون مولفہ ہالینڈ صفحہ ۱۶۷۔

مقدن ایسے تمام حقوق کو جو ایسی جائدادون کے متعلق ہون جنپر حق ملکیت
نہو سروِیٹیوڈس (یعنے حقوق بر ملکیت غیر) کی شق مین داخل کرتی ہی
ان حقوق سے اشخاص متعدد کو متعدد فوائد حاصل ہوتے تہے یا شخص
مستوجب الفرض پر بار عاید ہوتا تہا۔ مثلاً ایک شخص پر فرض ہے کہ اپنی جائداد
مکان متصلہ کے مالک کو حق آسایش توت سے فائدہ اوٹہانے دے
یا ایک ہمسایہ کو اوس شخص کی دیوار مین ایک کڑی داخل کرنیکا حق ہے
یا اوس شخص کو یہ حق نہین ہے کہ وہ اپنے مکان کو بلند کرے یا اپنے
ہمسایہ کے مکان مین جو روشنی جاتی ہو اوسکا مزاحم ہو۔ فی زمانہ ایسے
حقوق جنکی نوعیت کی تشریح زیادہ تفصیل کے ساتھہ آگے چلکر کیجائیگی اکثر
حقوق آسایش کہلاتے ہین اور ایسے سروِیٹیوڈس (یعنے
حقوق بر ملکیت غیر) جنمین کسی دوسرے شخص کی اراضی مین داخل ہوکر
اوس سے کوئی چیز اپنی منفعت کے لئے اوٹہا لیجانیکا حق مثلاً شی معدنی
یا مٹی کہود کر لیجانے کا حق داخل ہو قانون انگلستان مین پرافٹ اپرنڈر
کہلاتی ہین۔ مثلاً میری ہمسایہ کی اراضی کے ایک چشمہ سے پانی لینے کا حق حق آسایش ہی
لیکن مٹی یا گہاس لینے کا حق پرافٹ اپرنڈر ہے۔ یہ فرق بہت
ہی باریک ہے اور ہند کے واضعان قانون نے اسپر لحاظ نہین کیا ہی[1]

(۱) دیکہو دفعہ ۴ تشریح قانون حقوق آسایش ۱۸۸۲ء۔

قبضہ کا ساقط ہونا

(۱۴۷) قبضہ اوسوقت ساقط ہوجاتا ہے جبکہ منجملہ اون اجزا کے جو اوسکے وجود کے لئے ضروری بیان کئے گئے ہین ایک جزو ساقط الاثر ہوجائے [۱] لیکن جب ایک دفعہ عنصر ذہنی کا اظہار بذریعہ ارادہ ہوچکے تو یہ ضرور نہین ہے کہ اوسکے عمل کا تسلسل قائم رہے۔ تاوقتیکہ اوسکا اثر جدید فعل ارادی سے جو اوس ارادہ کے تناقض ہو جسکے ذریعہ سے قبضہ حاصل کیا گیا تہا معدوم نہو جائے یہی قیاس کیا جائیگا کہ وہ جاری ہے [۲] علاوہ اسکے اگر عنصر جسمانی کسی خاص وقت مین فی الحقیقت موجود نہو تو تعلق قبضہ کا سلسلہ منقطع نہین ہوتا مثلاً کسی مکان کا قابض مکان کو بند کر کے ایک مدت کے لئے دوسری جگہ چلا جائے اور اوسکا ارادہ اوس مکان کو یا اپنے قبضہ کو چہوڑنے کا نہو یا ایک شخص کسی جگہ کچہہ خزانہ دفن کرے اور اسکے بعد تہوڑی دیر کے لئے بہول جائے کہ اوس نے کہان دفن کیا تہا اس نہج کی صورتون مین قبضہ معدوم نہین ہوتا کیونکہ تعلق کو حسب دلخواہ پہر پیدا کرنیکا اختیار موجود ہے [۳] نیز قانون یہ فرض کرتا ہے کہ میرے مکان یا باغ کی ہر چیز بوجہ اسکے میرے قبضہ مین ہے کہ مجہکو اوسپر

(۱) ڈائجسٹ ۴۴ (۲) (۲) ڈائجسٹ ۰۵ (۱۷) (۱)

(۳) ونڈشید جلد ۱ دفعہ ۱۵۶۔ اُصول قانون مولفہ مارکبی دفعہ ۳۶۲۔ اُصول قانون مولفہ ہالینڈ صفحہ ۱۴۸ و ۱۴۹۔

کمل اور بلا شرکت غیرے اختیار حاصل ہے۔[1] اس اصول کے اطلاق سے یہ قرار پایا ہے کہ اگر میرے باغ مین میرے ہاتھہ مین سے ایک سکہ یا انگوٹھی گرجائے اور باوجود تلاش کے دستیاب نہو تو اوس شئے سے میرا قانونی قبضہ ساقط نہین ہوگا۔

ملکیت

(۱۳۸) تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ جس طرح کہ ابتدائی انسان کی حالت ایک شکاری زندگی سے ایک چوپان کی زندگی مین اور ایک چوپان کی زندگی سے ایک مزارع کی زندگی مین بدلتی گئی اوسی طرح قانون کا تصور بتدریج **قبضہ** سے **ملکیت** تک پہونچا۔ جس زمانہ مین انسان شکاری زندگی بسر کرتا تھا اوسوقت اوسکی حاجتین بہت کم تھین اور یہ سب اوسکی چستی و چالاکی سے پوری ہوتی تھین اور جو کچھہ ہر روز ملتا تھا وہ اوس روز کی ضرورت کے لحاظ سے اوسے کافی ہوتا تھا حق جائداد کا خیال اوسی قدر تھا جسقدر کہ ضروریات قدرت اوسکو اوس حق کے عمل مین لانے پر مجبور کرتی تھین۔ جنگل سے جن حیوانون کو وہ پکڑتا تھا یا جو کچھہ میوہ اوسے ملتا تھا اونپر قابو قائم رکہنے کے لئے وہ اس وجہ سے مستعد تھا کہ اوسکی زیست اسپر منحصر تھی۔ جبکہ اس

(۱) سیونگنی دفعہ ۱ صفحہ ۲۵ دفعہ ۱۳۳ صفحہ ۴۹۔

قسم کی اشیائے خوراک اوسکی گرفت مین رہتی تہین اور اونپر اوسکو پورا اختیار تہا تو جسمانی قبضہ کی وجہ سے حق کا کچہہ خفیف سا خیال اوسکے ذہن مین پیدا ہوتا گیا - جن جانورون کو وہ مار ڈالتا اور گرفتار کرتا تہا یا جو میوہ اوسکو ملتا تہا اونپر چونکہ اوسکو اختیار واقعی تہا لہذا وہ انکو اپنی ملک سمجہتا تہا لیکن اس قسم کا ناقص تصور حالت جسمانی کے قیام پر منحصر تہا یعنے اگر یہ حالت معدوم ہوجاتی تو حق کا تصور بہی جو اوسپر منحصر تہا فوراً معدوم ہوجاتا تہا - پس وس زمانہ مین یہ خیال کیا جاتا تہا کہ قبضہ سے حق حاصل ہوتا ہے لیکن ایسی ملکیت کی نسبت کسی قسم کا تصور موجود نہ تہا جس سے ایک ایسے شخص کی حالت ظاہر ہو جسکو کسی شئے کے متعلق حقیقی قانونی اختیار حاصل ہوتا ہے جو بلا لحاظ قبضہ واقعی یا جسمانی وجود پذیر ہوسکتا ہے - لیکن جبکہ شکاری بتدریج شبان بن چلا اور ریوڑ کی پرداخت اور نگہبانی مین مشغول ہونے لگا تو قبضہ کے متعلق اوسکا تصور خودبخود وسیع ہوتا گیا - اب وہ سمجہنے لگا کہ کوئی شئے گو فی الواقع اوسکے ہاتہہ مین نہوتاہم اوسکے قبضہ مین ہوسکتی ہے - اوسکی بہیڑین اور بکریان جنگل یا پہاڑ کے قریب چرتی چرتی کبہی اوسکی نظر سے دور ہوجاتی تہین مگر چونکہ یہ جانور وحشی حالت مین نہین تہے اور اوسکو اس امر کا علم تہا کہ وہ اوسکی آواز پر واپس چلے آئینگے اسلئے وہ یہ سمجہتا تہا کہ وہ ہنوز اوسی کے قبضہ مین

خواہ وہ اوسکے پاس جمع ہوجائین خواہ چرنے کے لئے جائین۔ بالآخر
جبکہ چوپان اپنی شبانی زندگی کے علاوہ ایک مزارع کی طرز معیشت
اختیار کرتا ہے یا طرز اول الذکر کو ترک کرکے طرز آخر الذکر اختیار کرتا ہی
تو اوس حق کے تصورات مین جو قبضہ سے حاصل ہوتا ہے زیادہ ترقی
ہوتی ہے۔ جو اراضی اوسکے قبضہ مین آتی ہے اور جس سے
وہ اپنی قوت حاصل کرنیکی امید رکھتا ہی وہ بغیر مشقت کے پیداوار نہین
دیتی۔ اسلئے پہلے اوسکو اراضی پر ہل چلانا اور اوسکے بعد تخم ڈالنا پڑتا ہے
اور جبکہ ایک زمانہ تک صبر سے انتظار کرنیکے بعد بالآخر تخم اُگنے لگتا ہے تو
نگہبانی کی ضرورت واقع ہوتی ہے اور اوسوقت تک جاری رہتی ہے
جب تک کہ فصل تیار ہوکر پیداوار جمع نہو جائے۔ تردد اور امید
کے درمیانی زمانہ مین مزارع یہ خیال کرتا ہے کہ اراضی مزروعہ اُسکے
قبضہ مین ہے اور سال بسال ہل جوتنے بیج بونے اور فصل درو کرنیکے
اسی عمل کے تکرار سے قبضہ کا تصور اوسکے ذہن مین اسقدر مستحکم ہوجاتا ہے
کہ اوسکے اور محض ملکیت کے تصور کے مابین فرق معلوم نہین ہوتا
پس زمانہ ابتدائی کی طرز معیشت کی تمام منازل پر یعنے خانہ بدوشی کی
حالت سے لیکر اوس زمانہ تک کی حالت پر جبکہ مستقل سکونت اختیار
کیگئی غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھہ کہ اس سے پیشتر

بیان کیا گیا ہے وہ صحیح ہے یعنی یہ کہ ملکیت محض ایک قدرتی نشو و نما ہے
اوس حق قبضہ کا جو پیشتر سے موجود تہا۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ یہ تصور
قدرتی طور پر پیدا نہین ہوتا بلکہ انسان کی ترقی کا نتیجہ ہے۔ انسان کی زندگی
کی بہت ہی قدیم حالت مین جبکہ لوگ ہنوز شکاری زندگی بسر کرتے تہے
حق قبضہ بہت ہی ابتدائی اور ناقص حالت مین تہا۔ شبانی زندگی مین یہ حق زیادہ
وضاحت کے ساتہہ لوگون کے ذہن نشین ہو گیا۔ تاہم اکثر صرف اشیائے
منقولہ تک محدود تہا۔ مزارع کی زندگی مین حق مذکور کا اطلاق اشیائے
غیر منقولہ پر ہوا اور اسقدر مستحکم اور مستقل ہو گیا کہ اسمین اور حق ملکیت مین
کوئی امتیاز باقی نہین رہا۔ تمدن کی اس منزل پر پہونچکر یہ بات محسوس
ہونے لگتی ہے کہ گو فلاخن یا کمان یا قرابین کا استعمال اچھا ہو لیکن ہل کا
استعمال اس سے بہتر ہے۔ بہ نسبت درختون کی شاخون کے گو ایک
وحشی کی جہونپڑی مین اچھا سایہ ملتا ہو لیکن خرمن اور مکان کو اوس پر
ترجیح حاصل ہے۔

ملکیت کی سب سے پہلی شکل

(۱۳۹) اسمین ذرا بہی شک نہین کہ ملکیت کی سب سے پہلی شکل
جو غار یا جہونپڑی یا شکار پر ذاتی قبضہ حاصل کرنے کے ابتدائی
تصور سے بتدریج نشو و نما پا گئی (جیسا کہ ہم پیشتر بیان کر چکے ہین[1])۔

(۱) دیکہو فقرہ (۱۲۶) کتاب ہذا۔

مشترکہ یا خاندانی ملکیت تہی - سطح زمین کی حالت جسقدر ویران اورافتادہ تہی اوسیقدر ضرورت اس امر کی تہی کہ لوگ آپسمین ملکراوسکی اصلاح کیلئے کاشتکاری ور مشقت کرین - جائداد ہائے مشترکہ کا تصور زمانہ قدیم کی اقوام خانہ بدوش کی عادات اورخیالات کا نتیجہ لازمی ہے - اس زمانہ مین اقوام خانہ بدوش کو اپنی قوت بسری کے لئے جنگلون مین آوارہ پھرنا پڑتا تھا اوراسی وجہ سے جس جگہ وہ عارضی طورپر سکونت پذیر ہوئین اوسکا استعمال مشترکاً کرنے کی ضرورت لاحق ہوئی جو عادات اورخیالات کہ اسطرح پیدا ہوئے وہ اوس زمانہ کے بعد بہی موجود رہے جبکہ ایک حد تک سکونت مستقل اختیار کرلیگئی جس جگہ اس طورپر سکونت اختیار کیجائے اوسکو مشترکاً استعمال کرنے کی ضرورت اسوجہ سے جاری رہتی ہے کہ اوسکو کما حقہٗ آپسمین تقسیم کرلینے کی قابلیت نہین رہتی اور علی الانفراد بلاشرکت غیرے قبضہ حاصل کرنیکے لئے وجوہ تحریک بہت کم اوراُس سے بامن متمتع ہونیکے موانع بکثرت ہوتے ہین - اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جسقدر ایک جماعت انسانی قدیم ہوگی اسیقدر ملکیت مشترکہ کا اصول زیادہ یقینی طورپر اوسپر حاوی ہوگا اور انقسام جائداد کا سراغ بالکل معدوم ہوگا یا اگر پایا جائیگا تو بہت کم - چنانچہ زمانہ حال مین بہی ہندوستان مین اہالیان موضع کی جماعت کا بالکل خالص نمونہ وہ ہے

جسمین ملکیت مشترکہ و غیر منقسمہ کا رواج ہے۔ ملکیت جداگانہ زمانہ مابعد کی ترقی کا نتیجہ ہے جسکے لئے ایک ایسی ترتیب یافتہ ریاست کی ضرورت ہے جو ہر فرد بشر کے حقوق جداگانہ کی حفاظت کر سکے۔ یہ دراصل حق ملکیت کی ایک شکل تہی جو روما کی عالمگیر اور ذوالجلال سلطنت کے زور سے ترقی پذیر ہوئی۔ روما سے یہ مسئلہ یورپ کی دوسری اقوام تک پہونچا حتی کہ اب یورپ کے قریب قریب تمام ممالک مین عام ہو گیا ہے۔ ہندوستان مین بہی معلوم ہوتا ہے کہ جائداد کی انفرادی حالت سے پیشتر ملکیت اراضی کی حالت مجموعی تہی[1] قبضہ مشترکہ اوس تمام جائداد کا جو گہر کے بزرگ کی زیر نگرانی رہتی ہے اون قدیم گوترا جماعتون کا خاصہ تہا جو بعد مین متعدد ذاتون مین تقسیم ہو گئین۔ اوساناس نے جو شاستر ہنود کے قدیم مولفون سے تہا اشیائے ناقابل انقسام مین کہیت اکشیترا ( ) دستاویزات (تیرا) خوراک پختہ پانی اور عورات کو شامل کیا ہے[2] لیکن برہمنونکی بدولت ملکیت مجموعی کا اصول بتدریج ضعیف ہوتا گیا۔ خاندان ہائے مشترکہ مین سے جو قیود لگی ہوئی رہتی ہین اون سے برہمنون کی دولت

---

(۱) ٹگور لا لکچرز بابت ۱۸۸۴ء صفحہ ۹۰۔ (۲) متاکشرا باب ۱ فصل ۴ فقرہ ۲۶ دیکہو ترجمہ متن مندرجہ ٹگور لا لکچرز بابت ۱۸۸۴ و ۱۸۸۵ء صفحہ ۲۰۔

اضافہ ہونے کی امید نہ تھی۔ اِسلئے منو نے یہ اُصول قائم کیا کہ جائداد کی تقسیم مذہب کی ترقی کے لئے مفید ہے کیونکہ اگر بجائے ایک کے متعدد خاندان ہون تو رسوم مذہبی کی تعداد کثیر ہوتی ہے[1] یہی وجہ ہے کہ بنگالہ اور دوسرے صوبجات مین جہان بہ نسبت پنجاب وغیرہ کے برہمنونکا زیادہ رسوخ تھا ملکیت منقسمہ کا پھیلاؤ ممالک آخرالذکر کے مقابلہ مین زیادہ تیز اور عام تھا۔ مثلاً یہ امر قابل لحاظ ہے کہ وا یے بھاگ مین جسکی سند بنگالہ کے معاملات وراثت مین مسلم ہے جائداد منفرد کو خاندان مشترکہ کی ملکیت کے مقابلہ مین بہت بڑی ترجیح دیگئی ہے برخلاف اِس کے متاکشرا مین جو ممالک شمالی مغربی مین مستند شمار کیا جاتا ہے اور جو بلاشبہ دایے بھاگ سے زیادہ قدیم ہے خاندان مشترکہ کی ملکیت پر زیادہ زور دیا گیا ہے[2] زمانہ حال مین ہندوستان کے اکثر حصون مین خاندانہا ہنود کی تقسیم یوماً فیوماً ہوتی جاتی ہے۔ آجکل یہ بات بہت کم دیکھنے مین آتی ہے کہ اہل ہنود بکثرت جمع ہوکر ایک ہی احاطہ مین سکونت پذیر اور عموماً سب ملکر کھانا کھاتے ہون اور سب کا سرمایہ مشترک اور ذریعہ معاش بھی ایک ہی ہو اور سب ایک ہی مذہب کے پابند اور ایک ہی مورث اعلے کی تعظیم کرتے ہون۔ یہ سب خاصیتین ایک قدیم ہندو قبیلہ سے مخصوص تھین

(۱) باب ۹ شلوک ۱۱۱۔

(۲) گھورلاک۔ بابت ۱۸۸۵–۱۸۸۴ء۔

اور اگر اس زمانہ مین کہین پائی بہی جائین تو اوسقدر مکمل حالت مین نہین ہونگی جیسی کہ زمانۂ قدیم مین تہین۔

ملکیت کی تعریف

(۱۴۰) ملکیت بابت کسی شئے کے ہوتی ہے یا کسی حق کے (مثلاً حق مصنفی یا سند ایجاد)[۱] اور اوس سے یہ مراد ہے کہ وہ شخص جو اوس شئے یا حق کا مالک ہو بلا شرکت غیرے اوسپر قابض ہو یا اوس سے تمتع اوٹہائے۔ آسٹن نے اسکی تعریف یون کی ہے کہ وہ شئے متعلق کے متعلق ایک ایسا حق ہے جسکا استعمال کرنے والا غیر معین جسکا انتقال غیر مقید اور جسکی بقا غیر محدود ہے"[۲] وہ ایک اصلی حق ہی جو بذات خود موجود رہتا ہے۔ برخلاف اسکے باقی کل حقوق مادی بابت کسی شئے کے (مثلاً حق راہ یا حق چرائی یا حق کسی دہارہ سے پانی لینے کا) ایسے ہوتے ہین

(۱) بعض مصنفین کو اس سے انکار ہے کہ کسی حق کی ملکیت ہو سکتی ہی مثلاً ونیڈ شیڈ کہتا ہی کہ کسی شخص کو ایک قانونی حق حاصل ہو سکتا ہی لیکن یہ کہنا کہ وہ اوس حق کی ملکیت رکہتا ہی اس امر کا باور کرانا ہی کہ تمام قواعد متعلقہ ملکیت حقوق سے بہی جو کہ غیر محسوس ہین متعلق ہین اور یہ صحیح نہین ہی (جلد ۲ دفعہ ۶۰ صفحہ ۱۲۵) لیکن جرمنی کے بہت سے مقننین کی راے اسکے خلاف ہے یہی اختلاف قانون روما مین بہی پایا جاتا ہی۔ قانون انگلستان صاف طور پر اون اشیا کی ملکیت کو بہی تسلیم کرتا ہے جو کوئی مادی وجود نہ رکہتی ہون مثلاً سند ایجاد حق مصنفی نشان حرفہ وغیرہ۔ (۲) اصول قانون جلد ۲ صفحہ ۴۷۷۔

کہ اونکے لئے ضروری ہے کہ کوئی دوسرا شخص اوس شے کا مالک ہو۔ اسیوجہ سے یہ کہا جاتا ہے کہ کسی شخص کو خود اپنی جائداد پر حق آسایش حاصل نہیں ہو سکتا۔ ایسی صورت مین حق اعلے مین ہر ایسا حق ادنی شامل ہوگا جو جائداد مذکور سے متعلق ہو اور جو دیگر نہج پر بذریعہ اثر قانون یا معاہدہ اون سے علیحدہ نہ کیا گیا ہو۔ ایسے علیحدہ شدہ حقوق جُزو ران ری ایا اینا[1] کہلاتے ہین ملکیت کی دو بڑی خصوصیات یہ ہین۔ (الف) شے مملوکہ سے اس کے ساتھ تمتع اٹھانا اور (ب) اوسکے متعلق حق انتقال کا حاصل ہونا۔

قیود متعلقہ اختیارات مالک

(۱۴۱) یہ دونون خصوصیات بذریعہ معاہدہ یا بذریعہ اثر قانون محدود ہو سکتی ہین مثلاً مالک کسی اراضی کا ایک خاص مدت کے لئے اوس اراضی کے حقیقی تمتع سے دست بردار ہوجائے یا کسی دوسرے شخص کے حق مین اوس جائداد پر کوئی حق آسایش قائم کرے جس سے اوسکے کامل حقوق ملکیت کے تمتع مین معتدبہ تخفیف ہو۔ علاوہ برین مثل دوسرے تمام حقوق کے حق ملکیت بھی اس شرط کے تابع ہے کہ مالک دوسرون کے حقوق مین مداخلت نہ کرے۔ یہ اصول اس مشہور مقولہ کا مصدر ہی کہ تم اپنی جائداد کا استعمال اسطرح کرو کہ اوس سے تمہارے

---

(۱) یعنی ایسے حقوق جو ملکیت کامل جائداد سے علیحدہ کرکے قائم کئے گئے ہون۔ مترجم۔

ہمسایہ کی جائداد کو نقصان نہ پہونچے"۔ اور نیز ایک دوسرا اسی قسم کا مقولہ کہ "اپنی اراضی پر تعمیر کرنا جس سے دوسرے کو نقصان پہونچے جائز نہین ہے" اصول مذکور پر مبنی ہے۔ مقولہ اول الذکر کی بنا پر ایک مجلس انتظام تجہیز و تکفین ایک گھوڑے کی قیمت کی بابت ذمہ دار قرار دیگئی۔ یہ گھوڑا ایک قریب کی چراگاہ مین چر رہا تہا اور چرتے وقت اوس نے ایک درخت کی اُن شاخون کے پتے کہائے تہے جو چراگاہ کے کنارہ تک آتی تہین لیکن اس درخت کو مجلس مذکورہ نے اپنی زمین پر اوس جنگلہ سے جو چراگاہ اور اس زمین کی حد فاصل تہا چار فیٹ کے فاصلہ پر بو رکہا تہا اور ان پتونکے زہریلے اثر کی وجہ سے گہوڑا مر گیا تہا(۱)۔ مقولہ آخر الذکر کے بارہ مین یہ کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ مہذب انسان کی بود و باش کے لیئے مکانونکی ضرورت رہتی ہے اور مکان کی مقدم غرض یہی ہے کہ وہ بود و باش کے قابل

(۱) کروہرسٹ بنام امرشیم مجلس انتظام تجہیز و تکفین۔ لاء رپورٹ اکسچیکر ڈویژن جلد ۴ صفحہ ۵۔ لاجرنل اکسچیکر جلد ۴۸ صفحہ ۱۰۹۔ نیز دیکھو وہالی بنام لنکشائر و یورکشائر ریلوے کوئنس بنچ ڈویژن جلد ۱۳ صفحہ ۱۳۱۔ لاجرنل کوئنس بنچ جلد ۵۳ صفحہ ۲۸۵۔ بلیک بنام کرائسٹ چرچ فینانس کمپنی (۱۸۹۴ع) مقدمات اپیل صفحہ ۴۸۔ لاجرنل پریوی کونسل جلد ۶۳ صفحہ ۳۲۔ رین بنام نناٹی چانسری ڈویژن جلد ۲۴ صفحہ ۶۸۵۔ لاجرنل چانسری جلد ۵۸ صفحہ ۸۷۔

ہو لہذا میرا ہمسایہ مجاز اسکا نہوگا کہ وہ اپنی اراضی پر کوئی ایسی چیز تعمیر کرے
جس سے میری آسایش جسمانی مین اصلیتاً خلل واقع ہو یا جو میری جائداد
کی قیمت گھٹا دینے کیطرف راجع ہو اور نہ وہ مجاز اسکا ہوگا کہ میرے مکان
مین قدیم سے جو روشنی آتی ہو اوسمین مزاحمت کرے یا ایک ایسے نالہ سے
جو اوسکی اراضی پر سے گذرتا ہو پانی آنے دینے مین مزاحمت کرے
بشرطیکہ مینے اوس پانی سے بغیر تعرض بطور استحقاق کے بیس برس تک
تمتع اٹھایا ہو۔ اسیطرح پر بہت سی اقوام کے قوانین کے بموجب جائداد کو
بذریعہ ہبہ جیتے جی یا بذریعہ وصیت منتقل کرنیکا اختیار محدود کر دیا گیا ہے۔
مثلاً اہل اسلام کے فرقہ سنت کے قانون کے بموجب کوئی شخص کسی
اجنبی کو بذریعہ وصیت یا بذریعہ ہبہ بحالت مرض الموت اپنی جائداد کے
ایک ثلث سے زیادہ حصہ کو منتقل نہین کرسکتا اور نہ اپنی جائداد کا کوئی حصہ
اپنے ایک یا چند وارثون کو ہبہ کرسکتا ہے الا اوس صورت مین کہ باقی
ورثا نے اوسکے ایسا کرنیکے متعلق اپنی رضامندی ظاہر کی ہو[1] اور
نہ کوئی ہندو جو قانون متاکشرا کے تابع ہو اشیائے غیر منقولہ موروثی کو
بیٹے یا پوتے کی موجودگی مین بغیر اوسکی رضامندی کے منتقل کرسکتا ہے

---

(۱) ٹگور لا لکچرز ۱۸۷۴ء صفحہ ۱۸ و ۴۳ و ۵۴ -

الااوس صورتمین کہ کوئی شدید ضرورت ہو مثلاً اپنے خاندان کی پرورش یا بیٹے یا بیٹی کی شادی یا ایسے فرایض مذہبی کی انجام دہی جو لازمی ہون[1]۔ اسیطرح پنجاب کے قانون رواجی کی روسے زمینداروں کے اختیارات انتقال جایداد متعدد قیود کے محدود کردے گئے ہین۔

ملکیت محدود

(۲۴۱) اسوقت تک جو کچھہ بیان ہو چکا ہے اوس سے واضح ہو گا کہ ملکیت سے مراد ملکیت تامہ ہے۔ لیکن اس حق کی ایک محدود شکل بھی وجود پذیر ہو سکتی ہے۔ مثلاً بعض حالتون مین ایک شخص کسی جایداد سے صرف اپنی زندگی بھر کے لئے متمتع ہوتا ہے۔ ایسی صورت مین اوس جایداد کے مالک کو قانون انگلستان مین مالک عین حیات کہتے ہین۔ یا کبھی ملکیت کی شکل مین اس سے بھی زیادہ تبدیلی ہو سکتی ہے جو خاص اغراض کے لئے ملکیت تامہ کی صفات اختیار کرتی ہے اور دوسری صورتون مین اوسپر میعاد کی قید لگائی جاتی ہے۔ یہ عجیب شکل قانون اہل ہنود مین اور پنجاب کے قانون رواجی مین واقع ہوتی ہے۔ مثلاً ایک ہندو بیوہ یا ایک کاشتکار کی بیوہ عموماً اپنے شوہر کی جایداد بصورت عدم موجودگی اولاد نرینہ اپنی بیوگی کے زمانہ تک وراثتاً پانیکی مجاز ہے۔ لیکن اوسکی حیثیت مالک عین حیات حسب مفہوم قانون انگلستان کی حیثیت سے فی نفسہ مختلف،

(۱) متاکشرا باب فصل ۱۔ فقرہ ۲۰۰۰۔ نیز ایضاً فصل ۵ فقرہ ۹ و ۱۰۔

مالک حین حیات کسی صورت مین اپنی حیات کے بعد کے زمانہ کے لئے جائداد کو
نہ کسی قسم کا بار عاید کر سکتا ہے نہ اوسکو منتقل کر سکتا ہے - برعکس اسکے ہندو
بیوہ خاص صورتون مین مثلاً کسی ضرورت قانونی کے رفع کے لئے جائداد کو
مطلقاً منتقل کر سکتی ہے -

ملکیت شرطیہ

(۱۴۴) ملکیت شرطیہ بہی ہو سکتی ہے - مثلاً ہندوستان مین
تمام زمیندار سرکار مین ایک معین رقم سالانہ بطور لگان داخل کرنیکے مستوجب ہین
اِلا اوس صورت مین کہ وہ خاص طور پر مستثنی کئے گئے ہون اور بصورت
عدم ادائی رقم مذکور باقی دار کی جائداد قابل نیلام ہوگی[۱] - اسیطرح ایک
ہندو بیوہ اپنے شوہر کی جائداد اس شرط پر وراثتاً پانے کی مستحق ہے کہ
وہ دوسرا بیاہ نہ کرے اور بصورت ازدواج ثانی اوسکے تمام حقوق ساقط
ہو جاتے ہین[۲] - اسیطرح حق ملکیت ایک امر غیر متحقق کے ظہور مین
آنے یا کسی خاص امر غیر متحقق کے ظہور مین نہ آنے پر یا کسی خاص شرط کی
تعمیل پر اثر پذیر قرار دیا جا سکتا ہے[۳] - مثلاً اگر زید بکر کو کوئی جائداد یا کسیقدر
زر نقد اس شرط پر دے کہ بکر خالد کی رضامندی سے کسی کے ساتھ

(۱) دفعہ ۶۷ و دفعات مابعد قانون معاملہ زمین پنجاب ایکٹ نمبر ۱۷ ۱۸۸۷ء

(۲) دفعہ ۲ - ایکٹ نمبر ۱۵ ۱۸۵۶ء - (۳) دفعات ۲۱ و ۲۵ قانون انتقال
جائداد مجریہ ہند نمبر ۴ ۱۸۸۲ء -

کتخدائی کرے تو یہ انتقال شرطیہ ہوگا اور تاوقتیکہ بکر اوس شرط کی تعمیل نہ کرے جائداد مذکور اسکو حاصل نہوگی۔[1] اسیطرح جائداد اس شرط پر بھی منتقل ہو سکتی ہے کہ اگر ایک خاص واقعہ غیر متحقق وقوع مین آئے تو استحقاق متعلقہ جائداد مذکور کسی دوسرے شخص کو منتقل ہو جائیگا یا اگر ایک خاص واقعہ غیر متحقق وقوع مین نہ آئے تو استحقاق متعلقہ جائداد مذکور کسی دوسرے شخص کو منتقل ہوگا[2] مثلاً کسی جائداد کا انتقال اس شرط کے ساتھہ اثر پذیر قرار دیا جا سکتا ہے کہ وہ شخص جسکو جائداد مذکور ابتداءً حاصل ہوئی ہو اپنا مذہب بدلدے یا کوئی خاص مذہبی زندگی اختیار کرے یا ایک خاص عمر کو پہونچنے کے قبل مرجائے۔

حصول ملکیت کے دو بڑے طریقے

(۱۴۴) حصول ملکیت کے دو بڑے طریقے ہین جو اصلی اور ماخوذہ کہلاتے ہین ملکیت اصلی خود حاصل کنندہ کے ذاتی فعل کیوجہ سے بلا تعلق کسی دوسرے امر کے حاصل ہوتی ہے۔ ملکیت ماخوذہ مالک سابق کے حقوق سے اخذ کیجاتی ہے اور یہ خواہ بذریعہ انتقال حین حیاتی ہو خواہ بذریعہ ترکہ یا ہبہ بحالت مرض الموت۔

اقسام ملکیت اصلی

(۱۴۵) ملکیت اصلی کی تین قسمین ہین۔ (الف) مطلق

---

(۱) دفعہ ۲۶ قانون انتقال جائداد مجریہ ہند مصدرہ ۱۸۸۲ء

(۲) دفعہ ۲۸ ایضاً ایضاً

جو بابت کسی ایسی شئے کے ہو جسکا پیشتر کوئی مالک نہ تہا ۔ (ب) مزیل جو حاصل کنندہ کے فعل مخالفانہ سے حق ملکیت سابقہ کو زایل کردے ۔ اور (ج) اضافی جو اصل جائداد مین اضافہ ہونے کی وجہ سے حاصل ہو ۔

ملکیت اون اشیا کی جنکا کوئی مالک نہو

(۲۶۴) اون اشیا کی صورت مین جنکا کوئی مالک نہو قاعدہ کلیہ جو بقول جسٹینین عقل طبعی پر مبنی ہے یہ ہے کہ پہلا قابض مالک ہوتا ہے ۔ اس طریقہ حصول کے لئے شئے کو نفس الامری طور پر اپنے جسمانی قابو مین لانا لازمی ہے ۔ وحشی حیوانات یا پرند مچھلیان جو عام ندیون مین ہون شہد کی مکھیان تاوقتیکہ وہ چھال مین جمع نہون اور جواہرات وغیرہ جو ساحل پر پائے جائین یہ سب منجملہ اون اشیا کے ہین جو اس طریقہ سے حاصل ہوتی ہین لیکن قانون انگلستان کی روسے حیوانات وحشی اور مچھلیان اوس شخص کے قبضہ مین تصور کی جاتی ہین جسکی اراضی پر وہ موجود ہون اور مارڈالے یا پکڑے جانے کی صورت مین وہ مالک اراضی کی ملک ہوتے ہین نہ اوس شخص کی جو اونکو مارڈالے یا پکڑے ۔ مگر بنگالہ مین زمیندار لازمی طور پر اون جھیلون پر جو اوسکی اراضی پر واقع ہون حلکر یعنے حق ماہی گیری سے متمتع نہین ہوسکتا ۔ کہاجاتا ہے کہ یہ حق اوس صورت مین اوسکو حاصل ہوتا ہے جبکہ سرکار نے بوقت بندوبست استمراری جداگانہ

تشخیص کی ہو - اگر ایسی کوئی تشخیص نہوئی ہو تو حق ملکیت بربنائے اثر قانون ۲
بابت ۱۸۱۹ع سرکار کو حاصل ہوتا ہے - چنانچہ پرگنہ کوتوالی پورہ ضلع فریدپور
مین یہی قاعدہ ہے - لیکن بنگالہ مین زمیندار کی حیثیت کو خود سرکار انگریزی
نے قائم کیا ہے کیونکہ وہ بوقت بندوبست استمراری مالک اراضی قرار
دیا گیا ہے گو اکثر صورتون مین وہ شخص جسکی حیثیت ایسی قرار دیگئی ہے
درحقیقت اُس اراضی کے متعلق کوئی حق مالکانہ نہین رکھتا تھا - لہذا سرکار
اِس بات کی مجاز ہوتی ہے کہ اوسکی اراضی پر حسب اقتضائے رائے
خود قیود عاید کرے - بنفاذ اوس اختیار اعلےٰ کے جو ہر ریاست کو حاصل ہے
گورنمنٹ آف انڈیا نے فلزات اور کوئلہ اور دیگر اشیائے معدنی کی تمام کانونی
ز استحقاق کا اظہار کیا ہے[1] اور اِسی استحقاق کی بنا پر بیشتر واضعان قانون
کی مدد سے دفینہ کے متعلق سرکار اور عام اشخاص کے حقوق کو
معین کردینے کی غرض سے خاص قواعد مقرر کئے گئے تھے[2] -
اب برٹش انڈیا مین دفینہ کے متعلق قانون موجودہ ایکٹ نمبر ۶ مصدرہ ۱۸۷۸ع
مین مندرج ہے - اس قانون کے بموجب ہر ایسی شئے جو کچھ مالیت کی ہو
اور زیر زمین یا کسی شئے ملصق بزمین مین مخفی ہو دفینہ کہلاتی ہے - اگر

(۱) دفعہ ۴۱ قانون معاملہ زمین پنجاب ایکٹ نمبر ۱۸۸۷ع

(۲) دیکھو قانون بنگالہ نمبر ۵ ۱۸۱۷ع اور قانون مدراس نمبر ۲ ۱۸۳۲ع

کوئی دفینہ جسکی تعداد یا مالیت دس روپیہ سے زیادہ ہو پایا جائے اور کوئی شخص یہ ثابت نہ کر سکے کہ اوس دفینہ کو اوس نے یا کسی دوسرے شخص نے جو بذریعہ اوسکے دعویدار ہو پانے کی تاریخ سے سو برس کے اندر کہا تھا تو کلکٹر مجاز ہوگا کہ اوس دفینہ کو ایسا تجویز کرے کہ اوسکا کوئی مالک نہین ہے جب ایسی تجویز ہو چکے اور مالک اوس جگہ کا جہان وہ دفینہ پایا گیا ہو حاضر ہوکر حسب طریقہ مندرجہ ایکٹ مذکور دعوے کرے تو اوسکو ایک ربع اوس دفینہ کا اور باقی پانے والے کو دیا جائیگا۔ اگر مالک اوس جگہ کا حاضر ہوکر دعوی نہ کرے تو کل دفینہ پانے والے کو دیا جائیگا۔ لیکن اس ایکٹ کی روسے کلکٹر کو یہ اختیار بھی دیا گیا ہے کہ وہ دفینہ منجانب سرکار لیلے اور اُن اشخاص کو جو اوسکے مستحق ہون روپیہ بقدر مالیت اشیائے دفینہ باضافہ ایک خمس اوس مالیت کے ادا کرے۔[۱] انگلستان مین دفینہ بادشاہ کی مِلک ہے۔ قانون روما کی روسے پابندہ اور مالک اوس جگہ کا جہان دفینہ دستیاب ہوتا تھا مساوی طور پر تقسیم کرلیتے تھے[۲] اور یہی قاعدہ علی العموم بر اعظم یورپ مین بھی جاری ہے۔

اسپیسی فیکیشیو

(۱۴۷) ملکیت مطلق کے حصول کا دوسرا طریقہ وہ ہے

(۱) دفعہ ۱۶۔ (۲) ونیڈ شیڈ جلد ۱ دفعہ ۸۴ اصفحہ ۸۷ ۵۔

جسکو روما کے مقنن اسپیسی فکیشیو کہتے تہے یعنی اوس مصالح سے جو دوسرے شخص کی ملک ہو ایک جدید شئے بنانا جسٹینین کے زمانہ سے پیشتر اس قسم کی اشیا کی ملکیت کے متعلق دو مختلف آرا قرار پائی تہین۔ جو لوگ لیبیو نامی مشہور مقنن کے نامور شاگرد پروکیولس کی تقلید کرتے تہے اونکا یہ بیان تہا کہ ایسی شئے کا کوئی مالک سابق نہین ہو سکتا کیونکہ وہ مجدداً بنائی جاتی ہے اور اسلئے اوسکا بنانے والا ہی اصل مالک ہو سکتا ہے۔ برخلاف اسکے جو لوگ سیبائینس کی پیروی کرتے تہے وہ یہ کہتے تہے کہ مصالح موجود رہتا ہے گو اوسکی شکل تبدیل پذیر ہوا اور مالک اوس مصالح کا شئے تیار شدہ کا مالک ہوتا ہے۔ جسٹینین بادشاہ نے ایک درمیانی رائے اختیار کی جو تمیز مندرجہ ذیل پر مبنی تہی۔ اگر شئے تیار شدہ پہر مصالح سابق کی اصل حالت مین لائی جا سکے تو ایسی صورت مین مالک مصالح شئے تیار شدہ کا بہی مالک متصور ہوگا۔ لیکن اگر نہ لائی جا سکے تو وہی شخص اوسکا مالک ہوگا جس نے اوسکو تیار کیا۔ اسکے متعلق اسٹاپل کا یہ قول برجستہ ہے کہ یہ معیار قابل اطمینان نہین ہے۔ ایک بت تراش کی مثال لیجئے جس نے کسی دوسرے شخص کی مٹی سے ایک بت بنایا۔ یہ بت یقیناً اوس مصالح کی جس سے کہ وہ بنایا گیا اصل حالت مین پہر لایا جا سکتا ہے لیکن اوس بت کی اصل مالیت اوسکی شکل ہی مین ہے

اور اس جز و نفس الامری سے قطع نظر کر کے مالک مصالح کو مالک ثابت تصور کرنا حسب اقتضائے حق اور انصاف کے نہوگا ۔ انگلستان مین اس سوال کے پیدا ہونے کا احتمال نہین ہے کیونکہ وہان یہ قاعدہ ہے کہ اگر مین کسی دوسرے شخص کا مال لون اور اپنے مال کے ساتھہ ملا دون تو مین اوس مال کی قیمت اور اوسکو روک رکہنے کی بابت ہرجہ کی ادائی کا مستوجب ہونگا (۱)

حصول بوجہ ازالہ حقوق مالک سابق

(۲۴۸) دوسری شکل ملکیت اصلی کی وہ ہے جو بوجہ زائل ہونے حقوق مالک سابق کے حاصل ہوتی ہے - یہ اون صورتون سے متعلق ہے جہین کوئی شئے بوجہ قبضہ مزمن و مسلسل کے یعنے بذریعہ قدامت کسی شخص کو بطور مالک کے حاصل ہو مثلاً قانون روما مندرجہ الواح اثنا عشر کے مطابق اگر کوئی شخص کسی شئے منقولہ کا ایکسال تک اور شئے غیر منقولہ کا دو سال تک نیک نیتی سے قابض ہے تو اوس شخص کو شئے مذکور کے متعلق مستقل استحقاق حاصل ہوگا ۔ اسکے بعد قانون جسٹنین کے بموجب اشیائے منقولہ کے متعلق تین سال اور اشیائے غیر منقولہ کے متعلق اوس صورت مین جبکہ اشخاص ایک ہی ملک مین رہتے تھے

(۱) اصول قانون موافقہ مارکبی دفعہ ۴۹۲ -

دس سال اور اُس صورتمین جبکہ وہ مختلف ممالک مین رہتے تھے بیس سال کا زمانہ
مقرر کیا گیا - ایکٹ مصدرہ ۱۸۳۳ء جلوس ولیئم چہارم باب ۲۷ کے بموجب
بعد ختم ہونے میعاد مقررہ ایکٹ مذکور کے کسی شخص کا حق اوس اراضی پر
از سرنو قبضہ حاصل کرنیکے متعلق جس سے کہ وہ بے دخل کیا گیا ہو زائل
ہوجاتا ہے[1] واضعان قانون ہند نے اسی پر اکتفا نہین کیا بلکہ قانون میعاد
سماعت مصدرہ ۱۸۷۷ء کی دفعہ ۲۸ مین یہ قاعدہ مقرر کردیا ہے کہ بروقت
ختم ہونے اوس میعاد کے جو از روئے قانون مذکور ہر شخص کیلئے
واسطے رجوع کرنے نالش قبضہ کسی ملکیت کے (جس سے مراد جائداد
منقولہ و غیر منقولہ دونون ہے)[2] مقرر کیگئی ہے اوس شخص کا حق نسبت
اوس ملکیت کے زائل ہوجائیگا - مالک سابق کے استحقاق کے ازالہ کا
عملی اثر یہ ہے کہ وہ استحقاق قابض جدید کو حاصل ہوتا ہے اور اگر خود
اوس قابض کا قبضہ بصورت جائداد غیر منقولہ بارہ سال تک جاری رہی تو

(۱) دیکھو مقدمہ ڈاکنس بنام لارڈ پنرہین ۱۸۷۸ء مقدمات اپیل جلد ۴ صفحہ ۵۸ - انڈین لا رپورٹ جلد ۱۱ - الہ آباد صفحہ ۴۳۵ -

(۲) دیکھو انڈین لا رپورٹ جلد ۴ کلکتہ صفحہ ۲۹ - ایضاً جلد ۵ صفحہ ۹۴۹ - ایضاً جلد ۶ صفحہ ۵۱۷ - نمبر ۷۰ انتخاب مذکارہ ۱۸۸۳ء - انڈین لا رپورٹ جلد ۳ - الہ آباد صفحہ ۵۳۴ - انڈین لا رپورٹ جلد ۱۳ مدراس صفحہ ۱۹۴ -

یہ استحقاق مطلق ہونا قابل زوال ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے اس طریقہ حصول کو ھزیل کے نام سے تعبیر کرتے ہین۔

اضافہ

(۱۴۹) بالآخر ملکیت اصلی اصل جائداد مین اضافہ ہونیکی وجہ سے بھی حاصل ہوسکتی ہے۔ مثلاً اگر کسی درخت پر پھل لگے یا کسی پالے ہوئے جانور کے بچہ پیدا ہو تو وہ درخت یا جانور کے مالک کی ملک ہوگا الّا او صورتمین کہ وہ اس حق سے دست بردار ہوگیا ہو۔ اسیطرح جو فصل کسی زمین مین بوئی گئی ہو وہ اوس زمین سے جدا نہین ہوسکتی اور جو اشیا کسی عمارت سے ملحق ہون اور جو فکسچر(۱) کی تعریف مین داخل نہون بموجب اس مسئلہ قانونی کے کہ جو شئے اراضی سے ملصق ہو وہ اوسی سے متعلق ہے" قانوناً اسی عمارت کے اجزا سمجھی جاتی ہین(۲)۔ ایک اور مثال جسپر حصول کے اس اصول

(۱) لفظ فکسچر" سے مراد وہ شئے ہے جو کسی جائداد غیر منقولہ سے ملحق کیجائے اور جو قانوناً اوس جائداد سے علیحدہ کیجا سکتی ہے۔ قانون ٹارٹ مولفہ کالیٹ دفعہ ۲۲۴ طبع پنجم
(۲) لیکن دیکھو دفعہ ۱۰۸ (ح) قانون انتقال جائداد مصدرہ ۱۸۸۲ء مجریہ ہند۔ دفعہ مذکور کی رو سے پٹہ گیرندہ کو اختیار ہے کہ دوران میعاد پٹہ مین جس وقت چاہے وہ تمام اشیا دور کر دے جو اوس نے زمین سے ملصق کی ہون۔ لفظ "ملصق زمین" بہت وسیع معنی مین مستعمل ہوا ہے جیسا کہ تعریف مندرجہ دفعہ ۳۔ ایکٹ مذکور سے واضح ہوگا

اطلاق ہوتا ہے اور جس سے ہم بخوبی آشنا ہین شکست و پیوست اراضی ہے جو ہندوستان
مین بسا اوقات دریاؤن کے بہاؤ کا رخ بدلنے سے وقوع مین آتی رہتی ہے
جہان اس قسم کی تبدیلیان واقع ہوتی ہین وہان اشخاص متعلقہ کے حقوق کو اصولی
طور پر رسم منضبط کرتی ہے بشرطیکہ ایسی کوئی صاف اور معین رسم پائی جائے (۱)
پنجاب مین اس قسم کی بہت سی خاص رسوم کا موجود ہونا ثابت ہوا ہے ۔ مثلاً دریا برد
کشتی بنہ یعنے گہری دہار کا قاعدہ ، ورگرونی یعنے دریا کے ادہر کا اٹھنا
اور وار پار یا کچہہ مچہہ جسکی رو سے صرف اصلی رقبہ پر لحاظ کیا جاتا ہے
اور جو اراضیات ان حدود مین واقع ہون وہ ہمیشہ جائداد متعلقہ کے ساتھہ
رہتی ہین عام اس سے کہ وہ دریا کے پاٹ مین ہون یا اوس سے باہر
لیکن جہان کسی خاص رسم کا وجود ثابت نہو انتقال ملکیت بوجہ دریا برآمد و دریا
برد کا تصفیہ بر طبق احکام مندرجہ قانون بنگالہ نمبر ۱۱ بابت ۱۸۲۵ء کیا جاتا ہے
پریوی کونسل نے تجویز کیا ہے کہ ایسی صورتون مین اصول متذکرہ بالا کے
اطلاق مین اون احکام سے جو صریحاً قانون مذکور مین مندرج ہین تجاوز
نہین کیا جاسکتا ۔ مثلاً جو زمین طغیانی سے بہ جائے اور بعد مین از سر نو اپنی
پرانی جگہ پر نکل آئے اور پہچانی جائے کہ یہ وہی زمین ہے تو وہ حسب

(۱) یہ ایک صریح صاف مثال اون صورتون کی ہے جنمین واضعان قانون ہند نے قانون رواج کی
تاثیر کو صریحاً تسلیم کیا ہے ۔ دیکھو دفعہ ۲ قانون نمبر ۱ سنہ ۱۸۲۵ء

منشاے قانون مذکور ایسی اراضی نہین ہے جو بتدریج پیدا اور حاصل ہو بلکہ جب اسطرح نکل آنیکے بعد شناخت کیجاے تو مالک سابق ہی کی ملک رہتی ہے اور بروقت دریا برد ہوجانیکے جسقدر حقوق اوسکے متعلق موجود تھے وُہ سب اوس اراضی کے برآمد ہونے پر پھر پیدا ہوتے ہین[1] البتہ اِس شرط پر کہ کسی دوسرے شخص کو اراضی برآمدہ پر عرصہ دراز سے قبضہ مخالفانہ ہونیکی وجہ سے مستقل استحقاق حاصل نہوا ہو[2]

بروقت انتقال جائداد اس قسم کے اضافہ کا کون مستحق ہے

(۱۵۰) یہ امر کہ اِس قسم کے اضافہ سے جو تکمیل بیعنامہ اور جائداد مبیعہ پر واقعی قبضہ پانے کی مدت درمیانی کے اندر پیدا ہو متمتع ہونیکا کون مستحق ہے اِس امر پر منحصر ہے کہ قانون معاہدہ انتقال کو موثر انتقال حق ملکیت ہونیکے لئے کسوقت کمل تصور کرتا ہے - قانون روما کے بموجب حوالگی قبضہ ضروری تھی - لیکن فرانس و انگلستان کے قانون موجودہ کی روسے انتقال معاہدۂ انتقال کی تکمیل کے ساتھہ ہی پورا ہوجاتا ہے[3] قانون ہند نے قانون انگلستان سے صرف

(۱) جلد ۵ بنگال لا رپورٹ صفحہ ۱۲۰ پریوی کونسل - جلد ۲۰ ویکلی رپورٹر کلکتہ صفحہ ۲۴۴ - نمبر ۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۹ مقدمہ سورج رت دیبیا بنام سورج یا کنت آچاریا فیصلجات پریوی کونسل مرتبہ بلدیو رام دیوا صفحہ ۴۲ - (۲) انڈین لا رپورٹ جلد ۲ کلکتہ صفحہ ۹۶ - جلد ۲ ایضاً صفحہ ۲۲۵ - نمبر ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۷ - (۳) آرٹیکل ۱۱۳۸ - ۱۵۸۳ اسٹاہل جلد ۲ کتاب ۲ دفعہ ۵ صفحہ ۳۰۳ - اصول قانون مولفہ ہالینڈ صفحہ ۱۷۶ - نیز دیکھو دفعہ ۶۳ - ایکٹ مجریہ ۱۸۹۸ء جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریہ باب ۷۱ - درباب قانون ہند متعلقہ اشیاء منقولہ دیکھو دفعہ ۷۸ قانون معاہدہ ہند -

اس حدتک انحراف کیا ہے کہ قانون اول الذکر جائداد غیر منقولہ حقیقی کی صورتمین جسکی مالیت ایکسو روپیہ یا اوس سے زیادہ ہو انتقال کو بجز اسکے کہ وہ بذریعہ ایسی دستاویز کے عمل مین آیا ہو جسکی رجسٹری حسب قانون نافذ الوقت متعلقہ رجسٹری دستاویزات (یعنی ایکٹ ۱۸۷۷ء) ہوئی ہو تسلیم نہین کرتا اور اسی قسم کی جائداد مالیتی کم ازیکصد روپیہ کی صورتمین اوسوقت تک انتقال کو جائز نہین قرار دیتا جب تک کہ وہ بذریعہ دستاویز رجسٹری شدہ یا بذریعہ حوالگی جائداد کے نہو[(۱)] پس تاوقتیکہ دستاویز انتقال کی رجسٹری یا (جائداد غیر منقولہ حقیقی مالیتی کم از یکصد روپیہ کی صورتمین) حوالگی نہو انتقال ملکیت مکمل نہین ہوتا اور اسلئے منتقل الیہ نہ اوس نقصان کے گوارا کرنے کا پابند ہوگا جو جائداد کے اتلاف یا اوسکو ضرر پہونچنے سے یا کم مالیت ہوجانے سے واقع ہوا ہو اور جو بائع کے فعل سے نہوا ہو۔ اور نہ وہ مستحق اس امر کا ہوگا کہ انتفاع کسی کار فائدہ بخش کا جو جائداد پر ہوا ہو یا جس سے جائداد کی مالیت بڑھ گئی ہو اور نیز جائداد کا تمام زر لگان اور منافع حاصل کرے[(۲)]۔ ایسی جائداد غیر منقولہ کی صورت مین جو پٹہ پر دیگئی ہو اگر دوران میعاد پٹہ مین جائداد مین کچھہ اضافہ ہوجائے تو پٹہ گیرنڈ

(۱) دفعہ ۵۴۔ ایکٹ نمبر ۴ مصدرہ ۱۸۸۲ء۔ (۲) دفعہ ۵۵ (۶) ج و ۲۔ الف (قانون انتقال جائداد۔ لیکن قانون انگلستان کی روسے ایک معاہدہ کی تاریخ سے جسکی تعمیل مختص ہوسکتی جائداد مشمولہ معاہدہ مشتری کی ملک سمجھی جاتی ہے۔ ایڈورڈس بنام ویسٹ لاء رپورٹ جلد ۷ چانسری ڈیویژن صفحہ ۸۵۸ =

مستحق ہوگا کہ وہ اضافہ (بپابندی قانون متعلقہ اراضی دریا برآمد) کے جو اسوقت نافذ ہو) حاصل کرے (۱)

حصول ملکیت ماخوذہ

(۱۵۱) ہم بیان کرچکے ہین کہ حصول ملکیت ماخوذہ بذریعہ انتقال جائداد حین حیاتی واقع ہوتا ہے یا بذریعہ ترکہ یا ہبہ بحالت مرض الموت - اسکو برخلاف اصلی کے ماخوذہ اس وجہ سے کہتے ہین کہ اسکے ذریعہ سے حاصل کنندہ مالک سابق کے حقوق اخذ کرتا ہے - حاصل کنندہ کے حقوق کا دائرہ اوس شخص کے حقوق سے محدود ہوتا ہے جس سے کہ وہ حقوق حاصل ہوتے ہین کیونکہ عام طور پر دیکھا جائے تو کوئی شخص اوس حق سے زیادہ منتقل نہین کرسکتا جو خود اوسکو حاصل ہے - لیکن یہ قاعدہ (جو اصول قانونکا ایک عام مسئلہ ہونیکی حیثیت سے بالکل معقول ہے) زمانہ حال مین عملی طور پر معاملات تجارتی مین بالکل مضر ثابت ہوا ہے بالخصوص وسوقت سے جب سے کہ مال کی ضمانت پر قرضہ دینے کا طریقہ اسقدر اہم ہوگیا جیسا آب ہے (۲) انگلستان اور اسکاٹ لینڈ مین یہ قاعدہ بعد کسیقدر ترمیم کے بذریعہ فیکٹرس ایکٹ" اور ہندوستان مین بذریعہ قانون معاہدہ (۳) جاری

---

(۱) دفعہ ۱۰۸ (د) ایکٹ انتقال جائداد - (۲) حسب تجویز لارڈ بلیکبرن بمقدمہ سیٹی بنک بنام بیرو - مقدمات اپیل جلد ۵ (۱۸۸۰ء) صفحہ ۶۷۸ - (۳) دفعہ ۱۰۸ مستثنی (۱) اور دفعہ ۱۷۸

کیا گیا ہے اور جب کسی خاص مقدمہ کے متعلق اس قاعدہ کے اطلاق پر غور کیا جائے تو ان قوانین کو ملحوظ رکھنا چاہیے جس صورت مین کہ حصول ملکیت انتقال بین حیاتی کا نتیجہ ہو تو جو کچھہ کہ قبضہ کی ضرورت کے متعلق قبل ازین بیان ہو چکا ہے وہ ذہن نشین رہنا چاہیے۔ ہبہ خاص کی صورت مین یعنی جبکہ جائداد موصی کا کوئی خاص حصہ ہبہ کیا جائے تو موصی لہ مستحق ہے کہ تاریخ وفات موصی سے جسقدر نفع اوس سے پیدا ہوا ہو اوسکو بلا کم و کاست حاصل کرے اور یہی قاعدہ جائداد مابقی کے ہبہ عام کے موہوب لہ پر بھی دربارہ نفع جائداد مابقی حاوی ہے۔[1] موصی لہ کو حق ملکیت حاصل ہونے کے لئے حوالگی کی ضرورت نہین ہے۔ مثلاً اگر شئے موہوبہ کی ادائی یا حوالگی کے لئے کوئی وقت خاص مقرر نہوا ہو اور موصی لہ بعد موصی کے مگر قبل دستیاب کرنے شئے موہوبہ کے فوت ہو جائے تو وہ شئے اوسکے قائم مقامون کو پہونچیگی[2] ہبہ جات بحالت مرض الموت اون ہبہ جات اشیائے منقولہ کو کہتے ہین جو حالت بیماری مین مرض لاحقہ سے مرجانیکے خوف مین کئے جائین اور اگر موہوب لہ واہب سے پہلے مرجائے تو ہبہ جات مذکور غیر موثر سمجھے جاتے ہین۔ لیکن موہوب لہ کو حق حاصل

---

(۱) دفعات ۹۰ و ۱۰۳ قانون استحقاق وراثت واقع ہند مصدرہ ۱۸۶۵ء و قانون اوصیاء مولفہ ویلمس صفحہ ۱۲۴۴۔ (۲) دفعہ ۹۱ قانون استحقاق وراثت ہند۔

ہونیکے لئے حوالگی ہونی چاہئے اور یہ حوالگی خواہ حقیقی ہو یا معنوی یعنے بذریعہ حوالگی کلید صندوق جسمین شئے موہوبہ رکھی گئی ہو۔[1]

ملکیت مشترکہ

(۱۵۲) بعینہ قبضہ کی طرح ملکیت کے بارہ مین ہی یہ ناممکن ہے کہ دو اشخاص وقت واحد مین ایک ہی شئے کے قابض یا مالک ہون - لیکن کوئی وجہ نہین ہے کہ دو یا زیادہ اشخاص ایک ہی شئے کی ملکیت سے بالاشتراک متمتع ہون - اس قسم کے تمتع کو ملکیت مشترکہ کہتے ہین اسکی دو قسمین ہین - ایک قسم وہ ہے جسمین ہر مالک کو جائداد کے ہر جزو اور نیز کل جائداد پر پورا قبضہ حاصل ہے - اپنے شریک کی شرکت کے اعتبار سے ہر مالک مشترک کو کل جائداد پر قبضہ حاصل ہے لیکن انتقال و ضبطی جائداد کی اغراض کے لئے وہ صرف اپنے غیر منقسم حصہ کا مالک ہے - اس قسم کی ملکیت کی خصوصیت یہ ہے کہ مالکان مشترک مین سے کسی ایک کی وفات پر کل جائداد پس ماندون کو از روئے حق پسماندگی منتقل ہوتی ہے۔[2] اس قاعدہ کی

(۱) دفعہ ۱۰۸ او تمثیل ب قانون استحقاق وراثت ہند - دیکھو مقدمہ رابسن بنام ہیملٹن جلد ۲ چانسری ڈیویژن ۱۸۹۱ء صفحہ ۵۵۵ - نیز دیکھو مقدمہ مصطفی بنام ویڈلیک ویکلی نوٹس بابت ۱۰ ڈسمبر ۱۹۰۱ء جسمین ایک صندوق کی کنجی کی حوالگی اون تمسکات کے ہبہ کی تکمیل کیلئے کافی قرار دیگئی جو اوس صندوق مین تھے۔ (۲) تشریحات کینٹ جلد ۴ صفحہ ۳۶۰

عمدہ مثال مقدمہ زیت سنگ بنام محمد علی حسین خان منفصلہ پریوی کونسل سے ملتی ہے۔
اس مقدمہ مین تین بھائیون کی اراضیات ضبط کی گئین بعد ازان سرکار نے
بڑے بھائی کے پسر نابالغ اور چھوٹے بھائی کی بیوہ اور پسر نابالغ
اور بیٹی کے فائدہ کے لئے لگان ادا کرنے والی اراضیات معین بحصص
مین عطا کین۔ عطیہ مین اس امر کی تصریح نہین تہی کہ ہر معطی الیہ کے حقوق
کیا ہین۔ اسلئے تجویز ہوئی کہ عطیہ کا منشا یہ سمجھنا چاہئے کہ چھوٹے بھائی
کی بیوہ اوسکے بیٹے اور بیٹی کی وفات پر بوجہ پسماندگی کے اوس جائداد
کی جو تینون کے فائدہ کے لئے دیگئی تہی تنہا مالک ہے(۱) ملکیت مشترکہ
کی دوسری شکل مین مالکان مشترک کا ایک معین حصہ جائداد مین رہتا ہے
اور انمین پسماندگی کوئی چیز نہین ہے۔ اس قسم کی ملکیت کو قانون انگلستان
مین ٹننسی ان کامن کہتے ہین۔ یہ دونون صورتین شاستر ہنود مین
بھی موجود ہین قسم اول خاندان مشترکہ بموجب اصول متاکشرا کے مماثل
اور قسم دوم خاندان مشترکہ بموجب دائےبھاگ یعنی قانون صوبہ بنگالہ کی مماثل ہے(۲)
قانون متاکشرا کی رو سے جب تک کہ کوئی خاندان ملکر رہے اور جائداد

(۱) انڈین لا رپورٹ جلد ۱۱ کلکتہ صفحہ ۱۔ نیز دیکھو نمبر ۲ پنجاب رکارڈ سنہ ۱۸۹۵ء جسمین چیف کورٹ نے نظیر محولہ کے مطابق عمل کیا۔ (۲) گورلال کچنر بابت سنہ ۱۸۸۸ء صفحہ ۲۳۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۵۔

اوسکی غیر منقسم ہو اور اوسکے متعلق اہالی خاندان کے حقوق مشخص نہون
اور خاندان کے کسی شخص کو کوئی ایسا حق مالکانہ حاصل نہین ہوتا جسے وہ
منتقل کرسکے یا اوسپر کوئی بار عاید کرے - ایسے حالات مین جائداد تمام اہالی
خاندان کی اسیطرح پر مشترکہ ملک ہوتی ہے جیسے کہ ایک جماعت سندیافتہ
کی اور اونمین سے کوئی شخص منفرداً جائداد مذکور مین کوئی حصہ نہین رکھتا
جسکو وہ بطور ملکیت کے اپنے تصرف مین لاسکے (۱) برعکس اسکے بنگالہ
مین جائداد غیر منقسمہ مین ہر شخص کا حصہ معین ہوتا ہے اور اس سے
وہ حسب مرضی خود جائداد کو منتقل کرسکتا ہے - (۲) پنجاب کے دیہات مین اراضی

---

(۱) مہراج ابہ پرشاد بنام رامیا دسنگھ جلد ۲ مورز انڈین اپیل ریپورٹ صفحہ ۱۰۴ - لالہ چندر لعل بنام فتح بہادر لعل جلد ۱۳ ویکلی
رپورٹر صفحہ ۴۰۳ - انڈین لا ریپورٹ جلد ۱ کلکتہ صفحہ ۲۰۱ - نیز دیکھو ٹاگور لا لکچرز بابت سنہ ۱۸۸۰ء [illegible] صفحہ ۱۹۰-۱۹۱-
اور نیز [illegible] ایکٹ [illegible] نمبر ۱ - ایضاً - انڈین لا ریپورٹ جلد ۵ - الہ آباد صفحہ ۵۰۴ - لیکن مدراس مین ایکجائداد
غیر منقسمہ [illegible] منفرد [illegible] انتقال تسلیم کیا گیا ہے (دیکھو مدراس ہائیکورٹ ریپورٹ جلد ۱ صفحہ ۱۸۴ - جلد ۲ - ایضاً صفحہ ۲۱۴ -
جلد ۳ - ایضاً صفحہ ۴۲۲ [illegible] جلد ۵ ایضاً صفحہ ۱۲۰ - ہائیکورٹ بمبئی نے [illegible] اوس کے موجب عمل کیا ہے بمبئی
چالس [illegible] ریپورٹ [illegible] ایک حصہ [illegible] بذریعہ وصیت اپنا حصہ ایک اجنبی کے نام اسطرح
۱۹ دسمبر [illegible] اوسکی وفات کے بعد [illegible] دوسرے حصہ دار جو زندہ ہوں پابند ہو جائینگے - جلد ۱۱ - ایضاً صفحہ
کافی قرار دیگئی [illegible] صفحہ [illegible] - دیکھو نمبر ۹ [illegible] پنجاب ریکارڈ بابت [illegible] جسمین حصہ دار کے حقوق مین

شاملاتی کے بارہ مین یہ قرار پایا ہے کہ مالکون مین سے کوئی شخص بغیر رضامندی جملہ حصہ دارون کے کوئی فعل نہین کرسکتا جس سے جائداد کی حالت بدل جاوے[1] نیز جبکہ کسی موضع مین جائداد مشترکہ کو اسطرح منتقل کرنیکا سوال درپیش ہو کہ جس سے مالکان جائداد دیگر کو اوسکے تصرف مین نہ لاسکین تو بصورت عدم موجودگی رواج اہالی دیہہ کی تعداد کثیر کی مرضی تعداد قلیل کی مرضی پر غالب نہین آسکیگی[2] قانون انتقال جائداد مجریہ [illegible] دفعہ ۴۴ مین حکم ہے کہ جب منجملہ دو یا چند حصہ داران جائداد غیر منقولہ کے ایک حصہ دار جو انتقال کرنے کا قانوناً مجاز ہو جائداد مذکور مین سے اپنے حصہ کو یا اوس

(۱) دیکھو ڈائجسٹ آف سیویل لا مولفہ سر رٹیگن دفعہ ۲۲۷ - اور نمبر ۵ پنجاب رکارڈ [illegible] نمبر ۸ پنجاب رکارڈ [illegible] نمبر ۳۷ پنجاب رکارڈ [illegible] نمبر ۴۵ و ۱۲۱ پنجاب رکارڈ [illegible] نمبر ۷۰ پنجاب رکارڈ [illegible] - نیز دیکھو انڈین لا رپورٹ جلد ۵ کلکتہ صفحہ ۱۸۱ -

(۲) نمبر ۹۰ پنجاب رکارڈ [illegible] - نمبر ۸ ایضاً [illegible] - لیکن جس صورت مین کہ کسی اراضی شاملات پر بغیر رضامندی حصہ داران مشترک اور باوجود اوسکے اعتراض کے مکان بنایا جاوے تو وہ حصہ دار جنکو اعتراض ہو اوس مکان کو منہدم کرانے کے مستحق نہونگے الا اوس صورت مین کہ وہ ثابت کرسکین کہ اوس سے ان کو اسقدر اہم نقصان ہوا ہے کہ اوسکی تلافی اراضی شاملات کی تقسیم کر دینے سے نہین ہو سکتی (انڈین لا رپورٹ جلد ۷ الہ آباد صفحہ ۱۰۰ - انڈین لا رپورٹ جلد ۳ کلکتہ صفحہ ۲۳۰ - نمبر ۴ پنجاب رکارڈ [illegible] نمبر ۹۰ پنجاب رکارڈ [illegible] نمبر ۹۵ پنجاب رکارڈ [illegible] - نیز دیکھو انڈین لا رپورٹ جلد ۱۲ الہ آباد صفحہ ۴۹۴ اور انڈین لا رپورٹ جلد ۹ کلکتہ صفحہ [illegible]

جائداد کے متعلق اپنے استحقاق کو منتقل کرے تو نسبت ایسے حصہ یا استحقاق کے
اور جہانتک انتقال کو اثر پذیر کرنیکے لئے ضرور ہے منتقل الیہ کو حق انتقال
کنندہ کا دربارہ قبضہ شاملاتی یا انتفاع شاملاتی یا اجرائے انتفاع جائداد
مذکورہ کے اور حق اوسکے تقسیم کرا لینے کا حاصل ہوتا ہے مگر پابندی
اون شرائط اور ذمہ داریوں کے جو انتقال کی تاریخ تک حصہ یا استحقاق
منتقل شدہ سے متعلق تھیں (۱) لیکن قانون مذکور میں ایک شرط اضافہ کیا گیا اس
مضمون کی قائم کیگئی ہے کہ اگر منتقل الیہ کسی حصہ مکان سکونت کا جو کسی خاندان
غیر منقسم کی ملک ہو کوئی ایسا شخص ہو جو شریک اوس خاندان نہو تو اوس دفعہ
کی کسی عبارت سے شخص مذکور کو کچھ استحقاق مکان کے قبضہ شاملاتی یا انتفاع
شاملاتی یا اوسکے کسی جزو کے قبضہ یا تصرف کا حاصل نہوگا۔ نیز جب
کسی جائداد غیر منقولہ کے چند حصہ داران مشترک جائداد مذکور کا کوئی
حصہ منتقل کریں اور اسکی صراحت نہ کہیں کہ انتقال کا اثر انتقال کرنیوالون کے
کسی خاص حصہ یا حصص پر مترتب ہوگا تو مابین ایسے انتقال کنندگان کے جبتک اونکے
حصص برابر ہوں ایسا انتقال کل حصص پر برابر اثر رکھتا ہے اور جہانتک وہ حصص برابر
نہوں وہ انتقال مذکور ہر حصہ پر اوسکی مقدار کے بموجب اثر رکھیگا (۲)

---

(۱) دفعہ ۴۴ (۲) دفعہ ۴۴

ترجیح حقوق جو بذریعہ انتقال مین حیاتی پیدا ہون

(٣٥١) ایک اور اہم امر جو حصول ملکیت ماخوذہ بذریعہ انتقال مین حیاتی کے متعلق ذہن نشین رکھنے کے قابل ہے اون حقوق کے تقدم کا مسئلہ ہے جو بذریعہ انتقال وجود مین آئین یا جنکا وجود مین آنا معلوم ہوتا ہو - اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ کوئی شخص چند انتقالات کی روسے اوقات مختلف پر ایک ہی جایداد مین حقوق مختلف قائم کرتا ہے اور یہ غیر ممکن ہوتا ہے کہ وہ جملہ حقوق وقت واحد مین وجود پذیر ہون یا اونکا نفاذ کامل ایک ہی وقت ہو - ایسی صورت مین اس امر کا تصفیہ کرنا نہایت اہم ہے کہ منجملہ منتقل الیہم کے کس شخص کو ترجیح دیجائے - تاوقتیکہ انتقال ملکیت کی تکمیل کے لئے شئے منتقل شدہ کی حوالگی ضروری تھی اسبارہ مین کوئی قاعدہ مقرر کرنیکی حاجت نہ تھی - لیکن جبکہ ایک دفعہ یہ امر تسلیم کیا گیا کہ انتقال ملکیت مابین فریقین محض بذریعہ معاہدہ انتقال مکمل ہوسکتا ہے اور اوسکے لئے قبضہ کا انتقال لازمی نہین ہے تو متعدد منتقل الیہم کے حقوق کی تجویز کے لئے ایک قاعدہ مقرر کرنیکی فوری ضرورت واقع ہوئی - قاعدہ کلیہ جو قانون رومار سے اخذ کیا گیا ہے اور جسکا اطلاق معاملات گروپر ہوسکتا ہے یہ ہے کہ جس شخص کو وقت کے لحاظ تقدیم حاصل ہو اوسکا دعوی قانوناً سب سے قوی ہے - اس قاعدہ مین خاص ضوابط کے اضافہ کرنے سے بعض صورتون مین تبدیلیان

پیدا ہو جاتی ہین اور اگر ان ضوابط کی پابندی نہ کی جائے تو انتقال بلالحاظ
وقت کالعدم ہو جاتا ہے - مثلاً قانون انگلستان کی روسے عطیہ اراضی
سربمہر ہونا چاہیے - قانون ہند کے بموجب اگر جائداد ایک خاص تعداد سے
زیادہ مالیت کی ہو تو انتقال صرف بذریعہ دستاویز رجسٹری شدہ کے
ہو سکتا ہے اور اگر اوس سے کم مالیت (یعنے ایکسو روپیہ سے کم) ہو تو
انتقال بذریعہ دستاویز رجسٹری شدہ کے ہو سکتا ہے یا بذریعہ حوالگی
جائداد کے -[1] قانون فرانس مین حکم ہے کہ معاہدہ انتقال "نوٹری"
کے مواجہہ مین ہونا اور اوسکا رجسٹر سرکاری مین لکھا جانا لازمی ہے[2]
قانون پرشیا کے مطابق فریقین کو عدالت مین درخواست دیکر اجازت
حاصل کرنی چاہیے اسکے بعد منتقل الیہ کا نام رجسٹر مین درج کیا جاتا ہے - اشیائے
منقولہ متحققہ کی صورت مین قانون ہند انتقال کو اوسوقت مکمل سمجھتا ہے
جبکہ قیمت کامل یا جزو یا جبکہ بیعانہ ادا کیا جائے یا جبکہ کل یا جزو اشیا کا
حوالہ کیا جائے -[3] پس بپابندی اوس تبدیل یا ترمیم کے جو قانون
بطور خاص مقرر کرے قاعدہ عام دربارہ تقدم حقوق وہی ہے

---

(۱) دفعہ ۵۴ قانون انتقال جائداد ۱۸۸۲ء - (۲) کوڈ سیویل دفعہ ۲۱۲۶ -

(۳) دفعہ ۷۸ قانون معاہدہ ہند ایکٹ ۹ ۱۸۷۲ء - ان اشیا کے متعلق جو ہنوز متحقق ہونیوالی ہون خاص
قواعد منضبط کرے گئے ہین دیکھو دفعات ۷۹ - ۸۴ قانون مذکور -

ساقط ہونا حق ملکیت کا

(الف) بذریعہ ضبطی جائداد

جو اوپر بیان ہوچکا ہے اوجسکو واضعان قانون ہند نے اختیار کیا ہے۔[1]

(۱۵۴) حق ملکیت بوجہ سزاسئے فوجداری یا بذریعہ اثر قانون[1] یا بوجہ حکمنامہ عدالت ساقط ہوسکتا ہے۔ چنانچہ بعض جرائم کے ثابت ہونے پر مجرم کی جائداد ضبط ہوسکتی ہے اور بعض صورتون مین ضرور ہے کہ ضبطی جائداد کی سزا بطور حکم سزا کے ایک جزو کے تجویز کی جائے۔ مثلاً مجموعہ تعزیرات ہند کے بموجب اگر کسی شخص کی نسبت ثابت ہوکہ اوس نے ملکہ معظمہ کے مقابلہ مین جنگ کی یا ایسی جنگ کرنے کا اقدام کیا یا ایسی جنگ کرنے مین اعانت کی[2] یا آدمی یا ہتیار یا گولی یا بارود کی قسم کا کوئی سامان فراہم کیا یا کسی اور طرح سے جنگ کی تیاری کی اس نیت سے کہ ملکہ معظمہ کے مقابلہ مین جنگ کرے یا جنگ کرنے پر تیار رہے[3] تو نتیجہ لازمی یہ ہوگا کہ اوسکی جائداد ضبط کرلیجائیگی۔ عدالت فوجداری کو اوس صورت مین بھی ضبطی جائداد کی تجویز کرنیکا اختیار ہے جبکہ کسی شخص پر ایسا جرم ثابت ہوسکی پاداش مین سزائے موت مقرر ہے اور جب کسی شخص پر کوئی ایسا جرم ثابت ہو جسکی پاداش مین حبس بعبور دریائے شور یا سات برس یا زیادہ کی قید کا حکم صادر ہو تو عدالت کو یہ تجویز کرنے کا اختیار ہے کہ حبس بعبور دریائے شور

(۱) دفعہ ۴ قانون انتقال جائداد ۱۸۸۲ع۔ (۲) دفعہ ۱۲۱ مجموعہ تعزیرات ہند۔ (۳) دفعہ ۱۲۲ مجموعہ تعزیرات ہند۔

یاقید کی میعاد کے اور مجرم کی کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ کا لگان اور
کرایہ اور منافع اس شرط کے ساتھ گورنمنٹ بحق ضبط ہے کہ مجرم کے
اہل و عیال اور متوسلون کے واسطے سزاے مذکور کی میعاد مین جو
وجہ معاش گورنمنٹ مناسب سمجھے اوس محاصل سے معین کیجائے (۱)
اس مجموعہ کی روسے اگر کوئی شخص کسی ایسے جرم کا مجرم ثابت ہو جائے
جسکی پاداشن مین وہ اس امر کا مستوجب ہو کہ اوسکی کل جائداد ضبط
کیجائے تو مجرم کسی مال کے حاصل کرنیکے قابل نہوگا (اور اگر حاصل بھی
کرے تو ایسے مال سے گورنمنٹ منتفع ہوگی) تاوقتیکہ وہ سزاے مجوزہ یا
دوسری سزا جو اوسکے بدلے تجویز ہوئی ہو بھگت نہ لے یا وہ معاف
نہو (۲) لیکن مثل قانون انگلستان کے ضبطی بروے مجموعۂ تعزیرات ہند
کی تاثیر سے نسل محروم الارث نہین ہو جاتی ہے اور سرکار کوئی ایسی
شئے نہین لیتی جسکو خود مجرم منتقل نہین کر سکتا تھا۔ اسلئے جبکہ کسی
ایسے ہندو خاندان غیر منقسمہ مین جو قانون متاکشرا کے تابع ہو باپ کی
نسبت ضبطی جائداد کی سزا صادر ہو تو اوسکے بیٹے کے حقوق وراثت پر
کوئی اثر نہین پڑیگا (۳) تاریخ ثبوت جرم تک جسقدر مواخذ دجات جائداد کے
ہون بشرطیکہ وہ نیک نیتی پر مبنی ہون اون سب کے ساتھ جائداد سرکار کو

(۱) دفعہ ۶۲ مجموعہ تعزیرات ہند۔ (۲) دفعہ ۶۱ مجموعہ تعزیرات ہند۔ (۳) اسٹوکس
گلو انڈین کوڈس جلد ۱ صفحہ ۱۲۲ و ۱۲۳ دیکھا جاے۔

حاصل ہوگی لیکن اگر ثبوت جرم کے خوف سے اور سرکار کی حق تلفی کی نیت سے کوئی انتقال فریباً کیا جائے تو وہ ناجائز ہوگا[1] قواعد پرمٹ یعنی کرورگیری و مالگزاری کی خلاف ورزی کی پاداش مین بھی جائداد ضبط کی جاسکتی ہے[2] مثلاً بصورت ثبوت جرم حسب دفعہ ۹ - ایکٹ متعلقہ نمک ہند (نمبر ۱۲ مصدرہ ۱۸۸۲ع) اوس مجسٹریٹ کو جو ثبوت جرم کی تجویز عمل مین لائے اختیار ہے کہ اسسٹنٹ کمشنر یا عہدہ دار آمدنی نمک کی درخواست پر تمام عمارتون اور مصالحہ اور آلات کو جو واسطے تیاری یا صفائی نمک یا شورہ خلاف احکام ایکٹ مذکور یا کسی قاعدہ کے جو ایکٹ مذکور کی رو سے بنایا جائے تعمیر یا تیار کیے گئے ہون ضبط قرار دے اور وہ تمام نمک یا شورہ بھی جو بطور ناجائز تیار کیا گیا ہو قابل ضبطی ہے[3] اسی طرح پر اگر کوئی شخص بغیر لیسنس کے کسی یورپین سولجر یا اوسکی زوجہ کے ہاتھ یا اوسکے استعمال کے لئے کسی قسم کی شراب مقطر یا وائین یا اشیائے مسکرہ بیچنے کی پاداش مین دوبارہ سزایاب ہو تو تمام شراب مقطر یا وائین یا اشیائے مسکرہ جو اندرون حدود چھاونی اوسکے قبضہ مین ہون قابل ضبطی ہونگی[4] - اسی قسم کی سزا در صورت ثبوت ہر جرم کے حسب دفعہ ۴

---

(۱) مقدمہ جائداد سانڈرس - کاکس لا رپورٹ مقدمات فوجداری جلد ۹ صفحہ ۲۷۲ -

(۲) وینڈ شیڈ جلد ۱ دفعہ ۱۴۷ صفحہ ۵۵۷ -

(۳) دفعہ ۱۳ - (۴) دفعہ ۱ - ایکٹ نمبر ۳ مصدرہ ۱۸۶۷ع اور دفعہ ۲ - ایکٹ نمبر ۱۰ مصدرہ ۱۸۶۸ع جو ہنوز سندھ مین نافذ ہے -

یا دفعہ ۹ مندرجہ ایکٹ نمبر ۱۹ مصدرہ ۱۸۶۳ء یعنے ایکٹ بمراد انضباط احکام خاص بابت شخیص محصول اشیا جو محض فنون اور دستکاریون یا علم کیمیا مین مستعمل ہون تجویز کی جا سکتی ہے(۱) اور نیز درصورت ثبوت جرم حسب دفعہ ۴ مندرجہ ایکٹ نمبر ۱۲ مصدرہ ۱۸۵۵ء یا حسب دفعہ ۹ مندرجہ ایکٹ نمبر ۱ مصدرہ ۱۸۶۰ء یا حسب دفعات ۱۱ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۴ وغیرہ مندرجہ قانون محصول ریاست شور (ایکٹ نمبر ۹ مصدرہ ۱۸۶۲ء)۔

(ب) بذریعہ اثر قانون

(۱۵۵) ملکیت کا انتقال بذریعہ اثر قانون دقطع نظر اوس صورت کے جسمین بوجہ ثبوت جرم جائداد ضبط کی جائے) حسب قوانین نا داری(۲) یا جیسا کہ ہم پیشتر بیان کر چکے ہین بذریعہ قدامت یا حسب قانون استحقاق وراثت بلا وصیت ہو سکتا ہے۔

(ج) بذریعہ حکمنامہ عدالت

(۱۵۶) انتقال ملکیت بذریعہ حکمنامۂ عدالت یا تو بذریعہ صریح تجویز عدالت کے یا بتعمیل ڈگری عدالت بذریعہ قرقی و نیلام کے ہو سکتا ہے۔

ملکیت جائداد غیر متحقق

(۱۵۷) پیشتر بیان ہو چکا ہے(۳) کہ حق ملکیت جائداد غیر متحقق یعنی ایسی جائداد کے متعلق بھی ہو سکتا ہے جو نا قابل مس ہو چنانچہ

---

(۱) دیکھو دفعہ ۹ - ایکٹ مذکور - (۲) دفعات ۷ و ۱۱ - ایکٹ مجریہ ۱۱ و ۱۲ء ملکہ معظمہ وکٹوریہ باب ۲۱ - (۳) دیکھو فقرہ (۱۴۰)

بغرض ترویج اشاعت علوم وفنون اکثر ممالک مین واضعان قانون نے ملکیت مصنفی وصنعت کاری اسکے نام سے ایک حق قائم کیا ہے۔ اس قسم کی ملکیت تصانیف اورکارہائے صنعت کو تیار کرکے شایع کرنے سے حاصل ہوتی ہے اور چند مدت متعلقہ رجسٹری پر عمل پیدا ہونے کے بعد یہ حق مداخلت یا غصب سے محفوظ رہتا ہے۔ حق مصنفی مختار تمام مالکین ہی بذریعہ عہدنامہ قائم ہوسکتا ہے۔ ہندوستان مین اسکے متعلق قانون ایکٹ نمبر ۲۰ مصدرہ ۱۸۴۷ع مین مندرج ہے جسکا بڑا حصہ انگلستان کے ایکٹ مجریہ ۱۸۴۲ع جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریہ باب ۴۵ پر مبنی ہے۔ حق مصنفی منتقل ہوسکتا ہے لیکن یہ انتقال قانونًا اثر پذیر ہونے کے لئے درج رجسٹر ہونا چاہئے (۱) بروے قانون ہند جو صرف کتابون سے متعلق ہے یہ قرار پایا ہے کہ حق بابت نمونہ یا طرز نقش و نگار آئین ممالک متحدہ برطانیہ کلان و آئرلینڈ کی روسے قائم کیا گیا ہے اور صراحتًا ہندوستان سے متعلق نہین کیا گیا ہے اور اسلئے برٹش انڈیا کی عدالتین اوسکو تسلیم نہین کرسکتین اور نہ اوسکی جبرًا تعمیل کرائی جاسکتی ہے (۲) لیکن اس تجویز کی وجہ سے واضعان قانون ہند نے ایک ایکٹ نافذ کیا جسکی روسے

(۱) نظیر ت ۵۵ ۴ ۱ - ایکٹ نمبر ۲۰ سنہ ۱۸۴۷ع - (۲) بنگال رپورٹر جلد ۲ صفحہ ۴۰ —

بابت کسی نمونہ یا طرز جدید نقش و نگار کے یا اُسکو کسی مادہ یا شئے مصنوعی مین مستعمل کرنیکے لئے استحقاق تیاری و فروخت و استعمال تا مدت سہ سال بلا شرکت غیرے قائم کیا گیا ہے[1] ہندوستان مین جدید صنعتون کے موجد نواب گورنر جنرل بہادر با جلاس کونسل سے اپنی ایجادون کی کیفیت داخل کرنے کی اجازت حاصل کرکے ایجادہای مذکورہ کو محفوظ کر سکتے ہین - بعد حصول اجازت جبکہ کیفیت مذکور پیش ہو درخواست گذار کو برٹش انڈیا مین چودہ برس تک اپنی صنعت کاری کو تیار اور فروخت کرنے اور استعمال مین لانے کا اختیار خاص حاصل رہتا ہے اور اس چودہ سال کی مدت مین اور چودہ سال کا اضافہ بپابندی چند شرایط کے بعد مین ہو سکتا ہے[2] نواب گورنر جنرل بہادر ہند با جلاس کونسل کو اختیار ہے کہ ہر ایسے اختیار خاص کی نسبت یہ ظاہر کرکے کہ اوسکے اجرا یا طرز استعمال سے سرکار یا عوام الناس کو عموماً نقصان پہونچتا ہے اوسکو موقوف کرنیکا حکم صادر کرین[3] اس قسم کے اختیار خاص کو پٹینٹ یعنے سند ایجاد کہتے ہین اور وہ منتقل ہو سکتا ہے اور نیز اوصیا اور مہتممان ترکہ کو

سند ایجاد

یہ استحقاق کسطرح موقوف ہوتا ہے

(۱) دفعات ۲ و ۳ و ۴ - ایکٹ ۱۳ سنہ ۱۸۸۳ء - (۲) دفعہ ۴ - ایکٹ ۱۵ مصدرہ ۱۸۵۹ء

(۳) دفعہ ۱۶ - ایکٹ ۱۵ مصدرہ سنہ ۱۸۵۹ء -

تفویض کیا جا سکتا ہے۔

حق عاری

(۱۵۸) اب ہم ملکیت کی مختلف اقسام پر غور کر چکے ہین اور یہ بھی دیکھ چکے ہین کہ یہ حق کن طریقون سے حاصل یا ساقط ہوتا ہے۔ لیکن جیسا کہ ہم پیشتر بیان کر چکے ہین(۱) یہ ممکن ہے کہ جن عناصر پر ملکیت کا عام تصور مشتمل ہے اونکے بہت سے ضمنی حصے اصل حق سے جدا ہو کر دوسرے اشخاص کو بطور حقوق جداگانہ حاصل ہون۔ جب یہ ضمنی حقوق اس طور پر جدا ہو جاتے ہین تو حق باقی ماندہ پھر بھی اصل مالک کے پاس موجود رہتا ہے اور گو رومیوں کے مقنن اسکو "حق عاری" کہتے تھے تاہم یہ ایک ایسا حق ہے کہ اسکی قانونی وقعت بہت زیادہ ہے۔ چنانچہ سر ولیم مارکبی کہتے ہین(۲) کہ اس حق کے ذریعہ سے شخص حقدار تمام قانونی نزاعون مین ایک ایسی حیثیت اختیار کر سکتا ہے کہ فریق مخالف پر اسے بہت کچھ تفوق حاصل ہو جاتا ہے۔ وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ ہر ایسی چیز جسکی نسبت یہ نہ ثابت ہو کہ وہ کسی دوسرے شخص کی ہے میری ملک ہے۔ ہر شخص جو دست اندازی کرتا ہے وہ مداخلت بیجا کا مرتکب ہے بجز اسکے کہ وہ اسطرح مداخلت کرنیکے متعلق اپنا حق ثابت کرے۔ نیز ہر شخص کو ضرو

(۱) دیکھو فقرہ (۱۴۰)۔ (۲) اصول قانون دفعہ ۳۱۹۔

اوسیقدر لینا چاہیے جسکا کہ وہ مستحق ہے نہ اوس سے زیادہ - قیاس قانونی بقبضہ مالک کے حق مین قائم ہوگا - "(۱)

حقوق ضمنی کی اقسام رومن لا مین

(۱۵۹) قانون رومامین ان ضمنی حقوق کی چار مختلف اقسام تسلیم کی جاتی ہین جو حسب ذیل ہین - (الف) سروی ٹیوڈس (یعنے حقوق بر ملکیت غیر) - (ب) پلیج (یعنے گرو) - (ج) امفی ٹیوسیس (د) سوپر فیشیس - انمین سے پہلی دو اصطلاحات آجتک محفوظ و مستعمل ہین لیکن پچھلے دو حقوق کی رومن اصطلاحات گو زمانہ حال کے قانون مین پائی نہین جاتین تاہم یورپ اور ہندوستان کے قوامین چند تعلقات قانونی کو تسلیم کرتے ہین جو کلی طور پر اونہین اصول کے تابع ہین جسقدر قانون روما کے اصول متعلقہ امفی ٹیوسیس وسوپر فیشیز کے مشابہ ہین (۲) پس ہم منجملہ ان چارون حقوق کے ہر حق پر علیحدہ علیحدہ غور کرینگے -

ان حقوق کی ابتدا

(۱۶۰) حق ملکیت بلا شرکت غیرے کے تصورات کی ترقی کے ساتھہ ساتھہ اس امر کی ضرورت لاحق ہوئی کہ جائداد بائے متعلقہ کے

---

(۱) دیکھو دفعہ ۱۱۰ قانون شہادت مجریہ ہند - اور انڈین لا رپورٹ جلد (۱) الہ آباد صفحہ ۱۹۴ - (۲) دینڈ شیڈ جلد ۱ دفعہ ۲۱۰ صفحہ ۶۹۰ تا ۶۹۹ -

مالکون کے حقوق و فرائض باہمی مقرر کئے جائین جب ملکیت اجتماعی سے ملکیت انفرادی کا تصور پیدا ہوا تو نتیجہ یہ ہوا کہ جو لوگ بہم ملکر رہتے تھے وہ جدا ہو گئے اور انہون نے اراضیات مزروعہ کو آپسمین تقسیم کرلیا اوسوقت ضرور ہوا کہ حقوق راہ اور حقوق ولسطے لینے اور رستے جانے پانی کے اپنی اپنی اراضیات کے لئے اور حقوق چرانے اور پانی پلانے مویشی کے اور اسی قسم کے دوسرے حقوق کے بارہ مین کچھ انتظام کیا جائے جنکے بغیر اپنی اپنی جایداد سے منتفع ہونا محال ہوتا۔ ہندوستان کے دیہات مین اب بھی یہی طریقہ جاری ہے مثلاً جب موضع مشترک رہتا ہے تو ایسی ملکیت کو زمینداری کہتے ہین اور جب مختلف حصون مین تقسیم کیا جاتا ہے تو ملکیت پٹی داری یا بھیا چارہ کہلاتی ہے۔ جب لوگ شہرون اور قصبون مین رہنے لگے تو اس امر کی ضرورت ہوئی کہ ہر شخص کے مکان مین بلا تعرض اور آزادانہ طور پر روشنی اور ہوا کا سمت الراس گذر ہو یا ایک شخص کو اپنے مکان کی چھت سے اپنے ہمسایہ کے مکان کی چھت پر بارش کا پانی گرانے یا اپنے ہمسایہ کے مکان کی دیوار مین کڑی داخل کرنے یا مکان ملحقہ سے قوت پہلوئی کا حق حاصل ہو۔ اسیطرح جن ممالک کی مستورات مین پردہ کا رواج ہے وہان اس امر کی سخت احتیاط کیجاتی

کہ ہمسایہ کی پردہ داری مین خلل نہو (۱) رومائے مقنن اس قسم کے حقوق کو کنایۃً "سروٹیوڈس" کہتے کیونکہ "سروٹیوڈس" سے مراد اطاعت ہے - اور ایسے حقوق کے وجود سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ جس اراضی یا مکان سے حقوق مذکور متعلق ہین وہ گویا ایک قید یا اطاعت کی حالت مین رہے - اور جسطرح ایک شخص حالت اطاعت مین صرف اوسوقت رہتا ہے جبکہ وہ دوسرے کی خدمت کرنے کا مستوجب ہو بعینہ اوسیطرح پر "سروٹیوڈ" صرف دوسرے شخص کی جائداد غیر منقولہ کی بابت ہی وجود پذیر ہوسکتا تھا - اسی لحاظ سے یہ قاعدہ مقرر ہے کہ کسی شخص کو ایسی جائداد پر جسکا وہ خود مالک ہو "سروٹیوڈ" حاصل نہین ہوسکتا (۲) اور نہ ایک "سروٹیوڈ" دوسرے "سروٹیوڈ" کی بابت ہوسکتا ہے (۳)

اقسام سروٹیوڈس

(۱۲۱) قانون روما مین "سروٹیوڈس" کی تقسیم موجبہ

(۱) اسی لحاظ سے واضعان قانون ہند نے اس قسم کے ایک حق آسایش کی ضرورت کو تسلیم کیا - دیکھو دفعہ ۵ تمثیل (ب) ایکٹ نمبر ۵ مصدرہ ۱۸۸۲ع - بہ باب ان شرائط کے جنکے بموجب پنجاب مین ایسے حق کی جبراً تعمیل کرائی جاسکتی ہے دیکھو نمبر ۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ع -

(۲) ڈائجسٹ ۸ (۲ - ۲۶) - (۳) ڈائجسٹ ۳۳ (۱ و ۲) -

ور سالبہ مین کی جاتی تہی (۱) موجبہ وہ ستہے جنکی رو سے شخص مستحق اپنی
مرضی کے مطابق عمل کرسکتا تہا یعنی شخص غیر کی شئے پر یا اوسمین یا اوسکے
متعلق کوئی فعل کرسکتا تہا اور اوس شخص غیر کو فعل مذکور کے منظور کرنے پر
مجبور کرتا تہا - سالبہ وہ ستہے جنکی رو سے شخص مستحق کو یہ حق حاصل
ہوتا تہا کہ کسی شئے کے مالک کو کسی ایسی فعل کے کرنے سے باز رکھے
جسکو وہ بحیثیت مالک کے کرسکتا تہا اور شخص مذکور مالک کو اوس فعل سے
اجتناب کرنے پر مجبور کرتا تہا (۲) ایک اور اہم تقسیم شخصی اور متعلقہ جائداد
غیر منقولہ مین کی جاتی تہی (۳) شخصی حقوق وہ ستہے جو کسی شخص کے
فائدہ کے لئے قائم کئے جاتے تہے اور اسلئے غیر قابل انتقال
اور اوسکی وفات کے ساتھ فوت ہوجاتے ستہے - (۴) حقوق متعلقہ
جائداد غیر منقولہ کسی اراضی یا دوسری جائداد غیر منقولہ کے فائدہ کے لئے

(۱) ڈائجسٹ ۸ (۱۵۱و۱)

(۲) ونڈشیڈ جلد ۱ دفعہ ۱۰۲ صفحہ ۴۴۹ - رومن پرائیویٹ لا مولفہ سلکوسکی دفعہ ۹۸ صفحہ ۳۴۴ و ۳۴۶ - اصول قانون مولفہ مارکبی دفعہ ۲۴۸ - (۳) ڈائجسٹ ۸ (۱و۱) - (۴) انسٹیٹیوٹ آف جسٹینین جلد ۲ (۴ و ۳) ڈائجسٹ ۷ (۱ و ۳۴) - ڈائجسٹ ۷ (۴ - ۳ - ۳) - ڈائجسٹ ۱۰ (۲ - ۱۵) ونڈشیڈ جلد ۱ دفعہ ۲۰۱ صفحہ ۶۴۱ - دفعہ ۲۰۲ صفحہ ۶۴۴ -

قائم کئے جاتے تہے اور بصورت بیع مشتری کے نام منتقل ہو جاتے تہے [1]
یہ ضرور تہا کہ اون سے جائداد مستقل کی حاجت دوامی پوری ہو [2] اخیر مین
سروٹیوڈس [3] بلحاظ اسکے کہ اونکا تصرف فعل انسان پر منحصر ہو یا نہو متواتر
یا غیر متواتر ہو سکتے تہے [3] اور یہ اصطلاحات قوانین انگلستان
وہندوستان [4] مین اور فرانس اور اطالیہ کے مجموعون [5] مین قائم رکہی
گئی ہین -

تقسیم اوسکی بروے قانون انگلستان

(۱۶۳) انگلستان کے مقننون نے حقوق بر ملکیت غیر کو
(جنکو مقننین رومائسروٹیوڈس کہتے تہے) ایزمنٹس (یعنی
حقوق آسایش) اور پرافٹس اپرنڈر (یعنے کسی جزو زمین کو
جو غیر کی ملک ہو یا کسی شئے کو جو اوس زمین پر اگی ہوئی ہو یا موجود ہو تصرف
مین لانے کے حقوق) مین تقسیم کیا ہے - ان دو اقسام کے حقوق
کے مابین جو فرق ہے وہ بطور مختصر بیان کیا جاتا ہے - ایزمنٹ
یعنے حق آسایش وہ حق ہے جسکی وجہ سے کوئی شخص بروے

---

(۱) ڈائجسٹ ۸ (۳ - ۳ - ۱۲) - (۲) رومن پرایوٹ لا مولفہ سلکوسکی دفعہ ۴ صفحہ ۲۹۴
(۳) ونیڈشیڈ جلد ا دفعہ ۲۰۱ صفحہ ۱۲۲ - (۴) ڈائجسٹ قانون حقوق آسایش متعلقہ
انگلستان مولفہ انیس صفحہ ۳ طبع سوم - قانون حقوق آسایش مجریہ ہند مصدرہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۵ -
(۵) دفعہ ۶۸۸ و ۶۸۹ مجموعہ فرانس - دفعہ ۶۱۷ مجموعہ اطالیہ -

اپنے استحقاق متعلقہ جائداد غیر منقولہ کے ایسی جائداد کے فائدہ یا سہولت کی غرض سے اس امر کا مستحق ہے کہ جائداد ملحقہ کا قابض اوس جائداد ملحقہ مین کسی شئے کے کیئے جانے پر راضی ہو یا اوس جائداد ملحقہ مین کسی شئے کے کرنے سے باز رہے۔(۱) لیکن اس حق کی رو سے شخص حقدار جائداد ملحقہ کے کسی جز و زمین سے یا کسی ایسی شئے سے جو اوس پر اگی ہوئی ہو یا موجود ہو منفعت اٹھانے کا (مثلاً گھاس یا اشیا معدنی کھود کر لے جانے یا شکار کرنے اور جانور مار کر لے جانے کا) مستحق نہین ہے۔ اس قسم کے حق کا صحیح نام پرافٹ اپرنڈر ہے۔ واضعان قانون ہند نے دانشمندی سے اس امتیاز کو نظر انداز کیا ہے جو اس ضعیف بنیاد پر مبنی ہے کہ حق آسایش محض بغرض سہولت ہے

(۱) ڈائجسٹ قانون حقوق آسایش متعلقہ انگلستان مولفہ انیس صفحہ (۱) طبع سوم۔ دیکھو کتاب حقوق آسایش مولفہ گیل صفحہ ۸۔ نیز دیکھو نمبر ۱۳ اسر پنجاب رکارڈ ۱۸۸۰ع

(۲) دیکھو تشریح دفعہ ۴۔ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۲ع۔ یہ ایکٹ ابتداءً صرف اون ممالک سے متعلق تھا جو زیر انتظام گورنر مدراس باجلاس کونسل و چیف کمشنر ممالک متوسط کے تھے لیکن بذریعہ ایکٹ نمبر ۸ مصدرہ ۱۸۹۱ع بمبئی اور ممالک مغربی شمالی و اودہ سے بھی متعلق کیا گیا ہے۔ نیز دیکھو تعریف حق آسایش (ایزمنٹ) مندرجہ دفعہ ۳ قانون میعاد سماعت مصدرہ ۱۸۷۷ع

اُوور پرافٹ ایسرنڈر" بغرض منفعت۔ لیکن اس امتیاز کی ضرورت کو سمجھنا مشکل ہے
کیونکہ جب یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ کسی شخص کی اراضی سے پانی لے جانیکا
حق حق آسایش ہے حالانکہ بقول سر ولیئم مارکبی یہ ممکن ہے کہ پانی جو
اسطور پر لایا جائے وہ بعد مین شراب کی تیاری مین کام مین لایا جائے
اور شراب کو بیچ کر اوس سے منفعت اٹھائی جائے تو کوئی وجہ معلوم
نہین ہوتی کہ دوسرے شخص کی اراضی سے لکڑی کاٹ کر لے جانیکا
حق اسی حق مین کیون نہ شامل کیا جائے۔

حقوق آسایش متعلقہ جائداد غیر منقولہ و حقوق آسایش شخصی

(۲۹۴) حقوق آسایش جائداد غیر منقولہ کے متعلق یا
شخصی بہی ہوتے ہین حقوق اول الذکر وہ ہین جنمین نہ صرف استفادہ
بلکہ مواخذہ داری بہی اراضی پر عاید ہو۔ حقوق شخصی وہ ہین جنمین ایک
خاص ضلع کی رعایا یا وہ اشخاص جو کوئی خاص پیشہ کرتے ہون ان سے
متمتع ہون۔ حق آسایش شخصی صرف بذریعہ رسم حاصل کیا جاسکتا ہے

انگلستان مین کسطرح حاصل ہوتا ہے

لیکن حق آسایش متعلقہ جائداد غیر منقولہ کا حصول متعدد طریقون سے
ممکن ہے مثلاً (۱) بذریعہ عطیہ صریحی سرکاری بربناے ایکٹ واضعان
قانون (۲) بذریعہ عطیہ صریحی خانگی خواہ (الف) حین حیات
خواہ (ب) بذریعہ وصیت (۳) بذریعہ عطیہ معنوی جبکہ اوس
جائداد کے ساتھ جو صریحاً عطا کیگئی ہو حق آسایش کے عطا کرنے کی

ہندوستان میں کسطرح حاصل ہوتا ہے

نیت ہی پائی جائے - (۲) بذریعہ قدامت جسکے لئے ایک خاص مدت تک تصرف کی ضرورت ہے (۱) ہندوستان میں حصول حق آسائش بذریعہ قدامت کے لئے قانون میعاد سماعت میں قاعدہ مندرج ہی (۲) لیکن پریوی کونسل نے تجویز کیا ہے کہ قانون میعاد سماعت کا منشا یہ ہی کہ اس سے ایک شخص کو چارہ کار عطا ہو اور یہ نہ تو امتناعی ہے نہ تفصیلی کہ کل صورتون پر حاوی ہو (۳) اور واقع مین اگر یہ کوشش کیجائے کہ حقوق آسائش کی ایک مکمل فہرست مرتب کیجائے تو ایسا کرنا محال ہوگا - پس حقوق آسائش کے حصول کے دوسرے طریقون کے بارہ مین یا تو احکام مندرجہ قانون حقوق آسائش مجریہ ہند مصدرہ ۱۸۸۲ء کی پابندی ہونی چاہئے (یعنے جہان قانون مذکور نافذ ہو) یا باعتبار رسم عمل کیا جائے یا قانون انگلستان کے اصول سے مدد لینی چاہئے

(۱) قانون حقوق آسائش متعلقہ انگلستان مولفہ انیس صفحہ ۳ طبع سوم -

(۲) دفعہ ۲۶ - ایکٹ ۱۵ مصدرہ ۱۸۷۷ء -

(۳) راج روپ کنور بنام عبدالحسین انڈین لا رپورٹ جلد ۶ کلکتہ صفحہ ۳۹۴ - جسکی تقلید مقدمات ذیل مین کیگئی ہی - انڈین لا رپورٹ جلد ۷ بمبئی صفحہ ۲۰ اور انڈین لا رپورٹ جلد ۵ مدراس صفحہ ۲۲۶ - ایضاً صفحہ ۳۰۵ - او پنجاب مین مقدمہ نمبر ۳۴ بابت ۱۸۸۲ء جو درج رپورٹ نہین کیا گیا ہے -

بہت بڑا حصہ اس باب مین قانون روما سے اخذ کیا گیا ہے اور جو بدین وجہ مقامی خصوصیتون سے خلاف معمول کسیقدر معتبر ہین ۔ حق آسایش شخصی جسکا قیام رسم پر مبنی ہے اوسکی مثال حسب ذیل ہے ۔ پنجاب کے ایک ضلع کے زمینداروں کو موضع ملحقہ کی اراضیات سے بغرض مرمت پل مینڈ سے آب پہاڑی کاٹنے کا حق حاصل ہے(۱) - برعکس اسکے بنگال کے ایک علاقہ زمینداری کا حق ماہی گیری جسکا باعتبار رواج حاصل ہونا بیان کیا گیا تھا اور جو غیر معقول ہونے کے باعث ناجائز قرار دیا گیا (دیکھو مقدمہ بابو لچھمی پت سنگہ بنام سعد اللہ شیخ منفصلہ ہائیکورٹ بنگال(۲)) -

(۱۹۴) اراضی جسکے تصرف بالاستفادہ کا حق موجود ہو ارش مستقل اور مالک یا قابض اوسکا مالک مستقل کہلاتا ہے - اراضی جسپر مواخذہ داری عاید کی جاسکے ارش خدمتی اور مالک یا قابض اوسکا مالک خدمتی کہلاتا ہے(۳) -

ارش مستقل و ارش خدمتی و مالک مستقل و مالک خدمتی

(۱۹۵) نیز ایک شخص دوسرے سے بذریعہ عطیہ (صریحی یا ضمنی) بلا تعلق کسی جائداد کے جسکا وہ مالک یا قابض ہو حق عمل مین لانے یا حق عمل مین لاتے رہنے کسی ایسے فعل کا جائداد عطا کنندہ مین

لیسنس

(۱) نمبر ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ع - (۲) انڈین لا رپورٹس جلد ۹ کلکتہ صفحہ ۶۹۸

(۳) دفعہ ۴ قانون حق آسایش مجریہ ہند مصدرہ ۱۸۸۲ع

یا جائداد عطا کنندہ کے اوپر حاصل ہو سکتا ہے جو بحالت نہونے ایسے حق کے قانوناً ناجائز ہو۔ جب یہ حق جائداد غیر منقولہ کے متعلق ہو تو وہ لیسنس اور جب اشیائے منقولہ کے متعلق ہوتا ہے تو عاریت کہلاتا ہے(۱) مثلاً زید کی اراضی پر سے ہرن کا شکار کرکے لیجانیکا لیسنس ہے لیکن بکر کو مستعیر ہونا نہ ایک کتاب بغرض مطالعہ لینے کی اجازت عاریت ہے۔ لیسنس سے کوئی استحقاق پیدا نہیں ہوتا نہ کسی شئے کی ملکیت منتقل ہوتی ہے نہ اسمیں کوئی تبدیلی ہوتی ہے۔ اوس سے صرف ایک فعل قانوناً جائز ہوجاتا ہے جو بغیر اوسکے ناجائز ہوتا۔(۲) کل لیسنس جو کسی حق کے تصرف یا کسی استحقاق کے استعمال کے لئے ضروری ہیں واسطے قائم کرنے ایسے حق یا استحقاق کے ضمنی ہیں۔ ایسے لیسنس لیسنس ضمنی کہلاتے ہیں۔ مثلاً زید نے اون درختون کو جو اوسکی اراضی پر اگے ہوئے تھے یا اونکے میوہ کو بکر کے ہاتھ بیع کیا۔ زراعت اونکو

(۱) ڈائجسٹ قانون حقوق آسایش متعلقہ انگلستان مولفہ انیسر صفحہ ۔ طبع سوم۔ قانون حق آسایش مجریہ ہند سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۵۲۔

(۲) مقدمہ ٹامس بنام سوریل۔ واگھن لا رپورٹ صفحہ ۳۵۱۔

جاسکے اور درخت یا میوہ کو اٹھا لے جاینگا حق جو بکر کو حاصل ہے لیسنس دخل ہے جو زید کے حق کی بیع سے ضمناً قائم ہوا۔(۱)

(۱۶۲) جائداد کی ملکیت کامل کے جن حقوق پر اسوقت تک ہم غور کر چکے ہیں اون سے مختلف وہ حق ہے جو ملکیت کامل سے علیحدہ کر کے قائم کیا جاتا ہے اور جسکو رعایائے روما نے "پگنوس" کا نام دیا تھا اور جسے انگلستان کے مقنن پلیج یعنی گرو کہتے ہیں حسب مفہوم قانون اس حق کی غرض یہ ہے کہ ایک داین کو اوسکے دعوے کی ادائی کا اطمینان دلایا جائے۔ اس حق کی تمیز اسی قسم کے دوسرے حقوق سے (یعنی اون حقوق سے جو جائداد کی ملکیت کامل سے علیحدہ کر کے قائم کئے جاتے ہیں) بوجہ اسکی جداگانہ حیثیت کے ہوتی ہے۔ اس قسم کے دوسرے حقوق اس غرض سے وجود پذیر ہوتے ہیں کہ شخص حقدار اوس شے کی صفات طبعی سے جو اون حقوق کے تابع ہے متمتع ہو۔ لیکن گرو کی غرض بالکل علیحدہ ہے حقوق مذکور الذکر کی رو سے شخص مستحق کی قوت ارادی بفور انتقال قبضہ شے مقبوضہ پر حاوی ہو جاتی ہے۔ لیکن گرو کی صورت مین ارادہ صرف اوسوقت غالب ہوتا ہے جبکہ میعاد معہود ختم ہو تاکہ شخص مستحق

گرو

(۱) دفعہ ۵۵ قانون حق آسائش مصدرہ ۱۸۸۲ء - دیکھو نمبر ۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۷ء

ایک دوسرے حق سے متمتع ہو سکے۔ گرو کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ شئے گرو شدہ کے مالک کے حقوق قطعاً محدود ہو جاتے ہین۔ منجملہ اون حقوق کے جو ملکیت کامل سے علیحدہ کر کے قائم کئے جاتے ہین کوئی حق ایسا نہین ہے جس سے حقوق مذکور مین اس قسم کی مداخلت جائز تصور کی جائے۔ مثلاً گرو یدار اپنے حق بیع کے نفاذ مین مالک شئے گرو شدہ کے حق کو بالکل معدوم کر سکتا ہے اور اوس حق کو کسی دوسرے شخص کے نام منتقل کر سکتا ہے۔ گرو ایک ایسی قسم کا حق ہے جسکا وجود ایک دوسرے حق کے وجود پر منحصر ہا اور جو اوس دوسرے حق کی شرائط اور قیود کے تابع ہے (۱) لیکن اس قاعدہ کا ایک استثنا ہے جو اوس واقعہ سے پیدا ہوا ہے کہ ایک وجوب قدرتی (مثلاً ایک ایسا وجوب جسکی تعمیل بذریعہ قانون دیوانی نہین کرائی جا سکتی) گرو کے قیام کے لئے کافی ہے۔ پس اگر گرویدار شئے گرو شدہ کو اپنے قبضہ مین رکھتا ہو تو گو وہ اوس مطالبہ کی استحقاقاً تعمیل نہ کرا سکے

(۱) ونیڈ شیڈ جلد ا دفعہ ۲۲۵ صفحہ ۸۱۰ و ۸۱۹۔ اگر اصل دعوی مین بوجہ ادائی کمی یا بوجہ اجتماع سود زیادتی ہو تو گرو پر بھی اسیطرح اثر پڑتا ہے۔ ایضاً صفحہ ۸۲۱۔ دیکھو ردمن پرائیویٹ لا مولفہ سلکوسکی دفعہ ۱۰ صفحہ ۴۸۶۔ (۲) ڈائجسٹ ۲۰ ۳۶ (۱۰۵۹)

حاصل کا گرو اسی سے اخذ کیا گیا ہے۔ اس حق گرو سے شئے گرو شدہ کی ملکیت کا واقعی انتقال لازم نہیں آتا تھا بلکہ دائن صرف اوس شئے پر بطور ضمانت ادائے قرضہ قبضہ کا استحقاق رکھتا تھا۔ پہلے [illegible] اختیار نہ تھا الا اوس صورت میں کہ کوئی صریح معاہدہ [illegible] قانون نے یہ اختیار اور شئے گرو شدہ کو پھر گرو رکھنے کا اختیار [illegible] اگر شئے گرو شدہ سے کوئی پیداوار حاصل ہوتی تھی تو اوسکی قیمت جو منافع ہوتا وہ اولاً سود میں اور اوسکے بعد اگر کچھ باقی رہتا تو اصل قرضہ کی ادائی میں محسوب کیا جاتا تھا۔ اگر یہ قرار پایا ہوتا کہ پیداوار بعوض سود کے لیجائے تو اس قرارداد کا صحیح نام انٹی کریسس ہوتا تھا[2]۔ لیکن جون جون تعلقات باہمی وسیع اور تجارت اور زراعت میں ترقی ہوتی گئی اوسیقدر ادائے قرضہ کی ضمانت کے لئے بغیر ضرورت انتقال قبضہ لازمی طور پر زیادہ سہولتوں کی ضرورت پیش آنے لگی۔ قانون روما کا یہ قدیم اصول کہ محض معاہدہ سے اوس شخص کو جسکے حق میں وہ معاہدہ کیا گیا ہو اوسکی جبراً تعمیل کرانیکے حقوق

(۱) ڈائجسٹ ۲۰ (۵)۔ کوڈ ۸ (۲۴) ۲۔ (۲) پنڈکٹس جلد ۱ دفعہ ۲۳۴ صفحہ ۵۷۵ و ۵۷۶ نوٹ (۵)۔ ڈائجسٹ ۲۰ (۱) ۱ (۲) ۲ دفعہ ۱۔

حاصل نہین ہوتے" ترقی زمانہ کی ضرورتون کے لحاظ سے موقوف ہوگیا - کاشتکارون کے پاس عموماً بجز مویشی اور آلات کشاورزی کے اور کچہہ نہ تہا اور ان اشیا کو بذریعہ امانت یا گرو لے لینا بظاہر کاشتکارونکو اون خدمت کی انجام دہی سے معذور کردینا تہا جسکے لئے وہ مقرر کئے گئے تہے - ساتھہ ہی اِسکے زرلگان کی ادائی کے لئے زمیندار کو خواہی نخواہ کچہہ نہ کچہہ ضمانت کی ضرورت تہی(۱) - اس بنا پر محض معاہدہ کے ذریعہ سے بغیر تبدیل قبضہ شئے گروشدہ گرو کرنیکا طریقہ قائم ہوا - اس طریقہ کو اولاً سیلوئیس نامی جج نے قابل تسلیم قرار دیا جو قانونی اصطلاح مین ہیپوتہیکا کہلاتا تہا(۲) - ابتداءً یہ جدید طریقہ ضمانت کا زمیندار کے اوس رواجی حق تک محدود تہا جو اوسکو غلامون اور مویشیون پر اور زر لگان کی ادائی کے لئے اسامی کے آلات کشاورزی پر حاصل تہا - لیکن تجربہ سے بہت جلد یہ بات ثابت ہوگئی کہ اس طریقہ مین بہت ہی آسانیان ہین اور کچہہ زیادہ عرصہ نہ گذرنے پایا تہا کہ عام طور پر اسے تمام قرضخواہون سے متعلق کیا گیا عام اس سے کہ اونکے دعاوے

(۱) قانون روما مولفہ میورہیڈ صفحہ ۱۵۰ و ۲۶۷ - و اصول قانون مولفہ ارکبی دفعہ ۳۴۴ - (۲) ڈائجسٹ ۱۲ (۱ و ۹ و ۲) -

کسی نوعیت کے ہون (۱) - پس اس تمام کیفیت سے ظاہر ہے کہ
قبل اسکے کہ قانون متعلقہ ضمانت تکمیل کو پہونچا اوسکو مختلف مدارج
طے کرنے پڑے - ابتداءً داین عدم ادائی قرضہ کی صورت مین مدیونکو
گرفتار کرکے جبر و تعدی سے کام لیتا تہا - اسکے بعد اپنے شہر
کے چند معتبر لوگون کی شخصی ضمانت لینے لگا - لیکن جب ضمانت
جائداد کا تصور پیدا ہوا تو ابتدا مین بغیر کسی اسلوب کے اس طریقہ
کے بموجب عمل ہوتا رہا - اب داین حق ملکیت کے انتقال کو اس
شرط پر قبول کرنے لگا کہ جائداد اوسکی قبضہ مین اس غرض سے امانتاً
رہے کہ بعد ایفائے دعوے پھر مالک کے حوالہ کردیجائے -
اسکے بعد صرف قبضہ منتقل کیا جاتا تہا اور حق ملکیت مدیون ہی کو حاصل
ہوتا تہا - نوبت اخیر مین جائداد بغیر انتقال قبضہ رہن رکھی جاتی تہی -
لیکن اس آخر الذکر طریقہ کے اجرا کے کچھہ عرصہ کے بعد بیع کا اختیار
داین کو دیا گیا - ابتداءً یہ حق صرف اوس صورت مین استعمال کیا جاتا
تہا جبکہ ایسا کوئی صریحی عہد موجود ہوتا لیکن الپئین کے زمانہ مین یہ
قاعدہ جاری ہوا کہ جو جائداد قرضہ کی ادائی کے لیے بطور ضمانت رکھی
جائے اوسکو فروخت کرنیکا اختیار داین کے حق کا ایک جزو

(۱) قانون روما مولفۂ میور ہیڈ صفحہ ۲۶۶ و ۲۶۷ -

نفس الامری سے ہے حتی کہ اسکے بعد کے زمانہ مین اسکے خلاف عہد ہونے پر
بھی دائن اپنی حق بیع سے محروم نہین رہتا تھا۔

(۱۴۶۱) ہندوستان مین **مال مرہونہ کی امانتی** قانون

سوالگی کے متعلق ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ع (قانون معاہدہ) کے باب ۹ مین
مندرج ہے۔ گرویدار مال گروشدہ کو صرف واسطے ادا ئے
قرضہ یا تعمیل عہد کے بلکہ بابت سود قرضہ اور تمام ضروری اخراجات کے
جو اوس مال کو اپنے قبضہ مین رکھنے کی وجہ سے یا بابت نگہداشت
مال مذکور کے عاید ہوئے ہون روک سکتا ہے[۱]۔ لیکن اوسکو لازم ہے
کہ مال گروشدہ کی تا وقتیکہ وہ اوسکے قبضہ مین ہو اوسیقدر احتیاط رکھے
جسقدر کہ کوئی شخص محتاط حسب دستور اونہین حالات مین اوسیقدر
اور اوسی قسم اور اوسی قیمت کے اپنے مال کی احتیاط کرتا[۲]۔ اگر گروی کنندہ
قرضہ کے ادا کرنے یا تعمیل عہد مین قصور کرے تو گرویدار کو اختیار ہے
کہ گروکنندہ کو اطلاع مناسب دیکر مال گروشدہ کو بیچ ڈالے[۳]۔ نیز
گرویدار کو اختیار ہے کہ مال گروشدہ کو یا سند استحقاق مال مذکور کو

---

(۱) دفعہ ۱۷۳- ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ع (۲) دفعہ ۱۵۱- ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ع

(۳) دفعہ ۱۷۶- ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ع

بقدر اپنی حقیت کے گرو کرے[1] اگر ایک شخص ثالث بطور ناجائز گرویدار کو قبضہ مال سے محروم کرے تو گرویدار کو یہ حق حاصل ہے کہ وہی تدابیر عمل مین لائے جو کہ مالک اسی نہج کی صورت مین عمل مین لاتا[2]۔

رہن بلا قبضہ بذریعہ عدالت

(۱۶۹) قطع نظر معاہدہ مابین فریقین کے رہن بلا قبضہ بذریعہ تجویز عدالت یا تعمیل تجویز عدالت قائم ہو سکتا ہے۔ ایسا اتفاق قانون روما مین بہت سی صورتون مین ہوتا تھا۔ مثلاً جبکہ وارث موصی لہٗ کو اوس ترکہ کے دینے سے انکار کرے جو اوسکے لئے چھوڑا گیا ہو یا جبکہ کسی ایسی اراضی کا مالک جس سے اوسکے ہمسایہ کو ضرر پہونچنے کا خوف ہو ایک قرارنامہ کی تعمیل سے انکار کرے[3] ایسی صورتون مین موصی لہٗ یا ہمسایہ کو نالش کا استحقاق تھا۔ یہ طریقہ رہن بلا قبضہ بذریعہ عدالت کا جو روما مین جاری تھا ہمارے زمانہ تک پہونچا ہے

بیع صرف اقسمین رہن بلا قبضہ

اور قانون ہند مین بھی اسکا ذکر ہے چنانچہ جب اجراء کسی ڈگری کا کلکٹر ضلع کے پاس منتقل کیا جائے تو کلکٹر کو اختیار ہے کہ مدیون کی جائداد غیر منقولہ کے کل یا جزو کو رہن کرکے اصل اور سود کی

(۱) دفعات ۱۷۸ و ۱۷۹ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ء — (۲) دفعہ ۱۸۰ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ء

(۳) ونیڈشیڈ جلد ا دفعہ ۲۳۲ صفحہ ۷۴۶ — ۸۴۷ قوانین جسٹینین ۲ (۳ و ۴)

رقم جو ڈگری کی رو سے واجب الادا ہو فراہم کرے۔(۱) اسی قسم کا اختیار بلا و پریسنڈنسی کی اون عدالتون کو جو مقدمات متعلقہ دیوالیہ کی سماعت کی مجاز ہین دیا گیا ہے۔(۲)

ضمنی رہن بلا قبضہ

(۱۰۷) رہن بلا قبضہ قانون کے کسی قاعدہ کے اطلاق سے بہی قایم ہوسکتا ہے ایسی صورت مین اوسکو رہن ضمنی کہتے ہین۔ مثلاً سرکار کو کل دعاوے کی نسبت اِس قسم کا ضمنی حق حاصل ہے(۳) جسکی رو سے عام اشخاص کے دعاوے کے مقابلہ مین سرکار کے دعاوے کو سبقت حاصل ہوتی ہے(۴) اور یہ ایک ایسا استحقاق ہے جو بغیر رضامندی فرمانروائے وقت زائل نہین ہوسکتا۔(۵) جسٹینین کے زمانہ کے قانون کے بموجب زوجہ کو بطور استحقاق ذاتی اپنے شوہر کی جائداد پر بطور ضمانت ادائے جہیز و مہر کے رہن ضمنی کا حق حاصل تہا

(۱) دفعہ ۳۲۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ نمبر ۱۴ مصدرہ ۱۸۸۲ء۔ نیز دیکہو دفعہ ۳۰۵ مجموعہ مذکور۔

(۲) دفعہ ۲۳۔ ایکٹ مجریہ ۱۱ و ۱۲ جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریہ باب ۲۱ قانون روما مین اسی قسم کا قاعدہ ہے دیکہو کوڈ ۸ (۱۴ و ۱۵ و ۲۰)۔ (۳) قانون روما کا یہ قاعدہ تہا کہ خزانہ سرکاری کو ہمیشہ گرو کا حق حاصل ہے۔ ڈائجسٹ ۴۹ (۱۴ و ۴۶ و ۳)۔ وینڈشیڈ جلد ۱ دفعہ ۲۳۲ صفحہ ۱۸۷۔

(۴) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۲۳۔ (۵) انڈین لا رپورٹ جلد ۱ بمبئی صفحہ ۷۔

جسکو دوسری تمام مواخذہ داریون پر ترجیح دیجاتی تہی[1]۔ ہندوستان مین ایک وقت یہ تجویز ہوئی تہی کہ ایک مسلمان بیوہ جو اپنے شوہر کی جائداد پر قابض ہو بطور ایک تہن یا گرویدار کے جہانتک کہ اوسکی مہر سے تعلق ہے سمجہی جائیگی اور تا وقتیکہ اوسکے دعوی کا ایفا نہو قبضہ سے محروم نہین ہوسکتی[2]۔ لیکن اسکے بعد پریوی کونسل نے تجویز کی کہ اسبارہ مین قانون یہ ہے کہ مسلمان بیوہ کی مہر کے لئے جائداد مرہون نہین رہتی بلکہ دوران قبضہ مین بیوہ کا حق اوسکے اس اختیار پر مبنی ہے کہ وہ اپنے شوہر کی جائداد کو مثل داین کے تا ادائی دین روک سکتی ہے[3] لیکن بطور دین کے وہ دوسرے داینون کے مطالبات کے ساتہہ واجب الادا ہے[4]۔

رہن سادہ (۱۷۱) قانون انتقال جائداد مجریہ ہند مصدرہ ۱۸۸۲ء مین جو معاملہ بنام رہن سادہ موسوم کیا گیا ہے وہ قریب قریب قوانین روما و یورپ کے معاملہ ہیپوتہیک کے مشابہ ہے۔ یہ ایک قسم کی ضمانت ہے جسمین

---

(۱) قوانین جسٹینئین جلد ۸ (۱۶ و ۲۹) ۲۲۔ (۲) ویکلی رپورٹر جلد ۸ صفحہ ۲۳۹
(۳) ویکلی رپورٹر ۱۸۶۴ء جلد ۷ صفحہ ۱۱۳ پریوی کونسل۔ مورز انڈین اپیلس جلد ۱۱ صفحہ ۷۷۳۔ ویکلی رپورٹر جلد ۲۴ صفحہ ۱۱۸۔ انڈین لا رپورٹ جلد ۱۷۔ الہ آباد صفحہ ۹۳۔ (۴) ویکلی رپورٹر جلد ۷ صفحہ ۱۷۵

جائداد مرہونہ پر دخل دیئے بغیر راہن اپنی ذات کو اسبات کا پابند کرتا ہے
کہ زر رہن ادا کر دیگا او رصریحًا یا معنًا اقرار کرتا ہے کہ معاہدہ کے مطابق
دین ادا نہ کرنے کی صورت مین مرتہن مستحق ہوگا کہ جائداد مرہونہ کو نیلام کرائے
اور جو روپیہ اس سے وصول ہو اوسکو حسب ضرورت زر رہن کے
بیباق کرنے مین لگائے[1] ان دونون طریقون مین فرق اسقدر رہے
کہ قانون ہند کے بموجب معاملہ رہن صرف ایسی حقیقت کے متعلق ہونا چاہئے
جو کسی خاص جائداد غیر منقولہ مین واقع ہو لیکن قانون روما کی روسے معاملہ
ہیپوتھیک" اشیائے منقولہ (بشرطیکہ وہ غیر قابل بیع و شرا نہون)
اور غیر منقولہ اور درحقیقت ہر ایسی شئے پر جو قانونًا قابل بیع ہو حاوی تہا[2]

رہن کی دو سری اقسام ہندوستان مین

(۱۷۳) قانون مجریہ ہند مین رہن کی اور تین اقسام بیان کیگئی
ہین یعنے (الف) رہن بیع بالوفا (ب) رہن بہوگ
بندہک (ج) رہن انگلشیہ[3]

---

(۱) دفعہ ۵۸ (۲) ڈائجسٹ ۲۰ (۳ و ۱) دفعہ ۲
درباب رہن جائداد آیندہ دیکھو انڈین لا رپورٹ جلد (۱۰) الہ آباد صفحہ ۱۳۳ اور
قانون امانت مولفہ اسٹوری دفعہ ۲۹۳ -
(۳) دفعہ ۵۸ قانون انتقال جائداد مجریہ ہند -

رہن بیع بالوفا

(۱۷۳) رہن بیع بالوفا بظاہر ایک قسم کی بیع ہے جو اس شرط کے تابع ہے کہ بجز اسکے اور اوس وقت تک کہ زر رہن ایک تاریخ مقررہ پر ادا نہ کیا جائے معاملہ بیع کا بیعات یعنے کامل نہین ہوتا[1]۔ اس قسم کے معاملات رہن اور اون معاملات بیع مین جنمین یہ شرط ہو کہ بایع جائداد کو شرایط مقررہ پر پھر خریدیگا احتیاط کے ساتھ تمیز کرنی چاہئے۔ یہ فرق موجودگی یا عدم موجودگی نیت پر موقوف ہے۔ لیکن جس صورت مین کہ یہ نیت ہو کہ جائداد بذریعہ بیع کے محض اس شرط پر منتقل کیجائے کہ آیندہ پھر خریدی جائیگی تو اس معاملہ پر قوا- متعلقہ معاملات رہن موثر نہونگے[2]۔ ایک حقیقی رہن بیع بالوفا کی صورت مین جو ممالک بنگالہ و بہار و اوڑیسہ اور ممالک شمالی مغربی مین قبل یکم جولائی سنہ ۱۸۸۲ء کے ہوا ہو اور اسی نہج کے تمام معاملات مین جو پنجاب مین بلالحاظ تاریخ واقع ہوئے ہون بغیر اختیار کرنے ایک خاص ضابطہ

---

(۱) قانون روما مین کہ جو معاملہ اس شرط پر ہو سکتا تھا کہ اگر قرضہ ایک معین میعاد کے اندر ادا نہ کیا جاتا تو داین جائداد پر بطور مشتری قبضہ پانے کا مستحق ہوگا اور اوسوقت اوس جائداد کی قیمت کی تخمینہ اوسکی صحیح مالیت کے مطابق کیجائیگی۔ ڈائجسٹ ۲۰ (۱ و ۱۶) دفعہ ۹ - (۲) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۹ - الہ آباد رپورٹ جلد ۱ - انڈین اپیلس صفحہ ۲۲۹ - انڈین لا رپورٹ جلد ۲ - الہ آباد صفحہ ۳۶۹ ایضاً جلد ۹ صفحہ ۳ - نیز دیکھو مقدمہ نمبر ۱۱۲ بابت سنہ ۱۸۶۶ء منفصلہ چیف کورٹ پنجاب جو شایع نہین ہوا ہے

مقرر ہے کہ جسکی پوری تعمیل ہونی چاہئے معاملہ بیع بیعبات نہین ہوسکتا۔(۱)
سوائے پنجاب کے دوسرے ممالک متذکرۂ بالا مین اون معاملات رہن
کی بابت جو یکم جولائی ۱۸۸۲ء کے بعد مکمل ہوئے ہون قانون انتقال جائداد
کے مطابق عمل ہوگا لیکن یہہ قانون پنجاب سے متعلق نہین ہے۔ قانون
نمبر ۱ بابت ۱۸۸۱ء مدراس اور بمبئی سے متعلق نہین ہے۔ مدراس مین
اون معاملات رہن کی بابت جنکی تعمیل بتاریخ یکم جولائی ۱۸۸۲ء یا اوسکے
بعد ہوئی ہو قانون انتقال جائداد کے مطابق عمل ہوگا اور اون معاملات
رہن کی صورتمین جنکی تکمیل [illegible] کے قبل و ۱۸۸۲ء تک ہوئی ہو انگلستان کی کورٹ آف
چانسری(۲) کے اصول کی پابندی کیجائیگی اور اون دستاویزات کی

---

(۱) دیکھو قانون بنگالہ نمبر ۱ بابت [illegible] دفعات ۷ و ۸ - اسیار ہینی نامی مقدمہ فاریسن نام امیر النسا منفصلہ پریوی کونسل ہے جسمین معاہدہ کے متعلق تمام قانون بیان کردیا گیا ہے۔ ویکلی رپورٹر جلد ۵ صفحہ ۴ پریوی کونسل - نیز دیکھو انڈین لا رپورٹ جلد ۲ کلکتہ صفحہ ۱۱۴ - جلد (۸) الہ آباد صفحہ ۳۸ نمبر ۱۳ و ۲۴ پنجاب رکارڈ بابت [illegible] - نمبر ۸۲ پنجاب رکارڈ [illegible] - نمبر ۸۸ و ۱۳۹ اور ۱۷ پنجاب رکارڈ [illegible] - نمبر ۱۳۲ و ۵۵ و ۵۵ پنجاب رکارڈ [illegible] - نمبر ۱۰۴ و ۱۴ پنجاب رکارڈ [illegible] - نمبر ۱۲ پنجاب رکارڈ [illegible] - نمبر ۱۰۶ پنجاب رکارڈ [illegible] - نمبر ۱۴ پنجاب رکارڈ [illegible] - پنجاب رکارڈ نمبر ۲۴ [illegible]۔ قانون بنگالہ نمبر ۱ بابت [illegible] ہنوز پنجاب مین نافذ نہین ہوا ہے۔

(۲) انگلستان مین [illegible] سے اعلی درجہ کی عدالت جسکے [illegible] بالخصوص ایکوئیٹی کے مطابق مقدمات فیصل کرتے ہین [illegible]

صورت مین جنکی تکمیل بعد ۱۸۸۲ء کے ہوئی ہو معاملہ بیع بالوفا کی پوری تعمیل کرائی جائیگی - بمبئی مین ہنوز عدالت ہائے چانسری کے اصول کی پابندی ہوتی ہے (۱)

رہن بہوگ بندہک

(۱۷۴) جب راہن جائداد مرہونہ پر مرتہن کو قابض کرا دے اور اوسکو اختیار دے کہ تا ادائی زر رہن وہ اوسپر قابض رہے اور زر لگان اور منافع جو اوس جائداد سے پیدا ہو لیتا رہے اور زر لگان اور منافع کو بجائے سود یا بجائے اصل زر رہن یا جزاً بجائے سود اور جزاً بوجہ اصل کے محسوب کرے تو یہ معاملہ رہن بہوگ بندہک کہلاتا ہے (۲)

رہن انگلشیہ

(۱۷۵) اخیر قسم رہن کی وہ ہے جسکو رہن انگلشیہ کہتے ہین - یہ ایک ایسا معاملہ ہے جسمین راہن یہ اقرار کرتا ہے کہ کسی تاریخ مقررہ پر زر رہن ادا کر دیگا اور جائداد مرہونہ کو قطعی مرتہن کے پاس منتقل کر دیتا ہے مگر بحفظ اس شرط کے کہ جس وقت زر رہن حسب اقرار ادا کر دیا جائے تو مرتہن جائداد مذکور کو پھر راہن کے پاس

(۱) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۶۹ و ۱۷ و ۲۷ و ۹۷ - انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۲۳ - (۲) قانون انتقال جائداد ۱۸۸۲ء دفعہ ۵۸ (د) -

منتقل کردیگا[1]

مسئلہ ٹیکنگ

(۱۷۶) قانون روما کے مطابق اگر دائن کو مدیون پر متعدد دعاوے ہوتے تو جو ضمانت ایک دعوی کے متعلق ہوتی تہی اوسی سے وہ دوسرے دعاوی کے متعلق بہی استفادہ کرسکتا تہا بشرطیکہ کوئی صریح اقرار اسکے خلاف نہوتا۔[2] لیکن انگلستان کے مقننون نے اسبارہ مین اپنی طرف سے ایک خاص اصول قائم کیا ہے یعنی جبکہ مرتہن اولی کو اسبات کا علم نہو کہ جائداد مرہونہ پر ایک اور رہن ہے اور وہ اوسی کی ضمانت پر اور قرضہ دے یا جبکہ مرتہن ثالث یا ما بعد بغیر اطلاعیابی رہن ثانی یا کسی دوسرے رہن درمیانی کے رہن اول کو خرید کرلے تو ایسی حالت مین ان دونون مرتہنون کو مقابلہ مرتہن ثانی یا درمیانی کے سبقت دیجائیگی۔[3] اس قاعدہ کو "ٹیکنگ" کہتے ہین اور یہ اس تصور سے پیدا ہوا کہ چونکہ مرتہن اولی کا دعوے نہ صرف قانون پر مبنی ہے بلکہ اصول انصاف رسانی پر بہی اسلئے وہ اوس شخص سے مغلوب

(۱) قانون انتقال جائداد ۱۸۸۲ء دفعہ (۹۳)۔ (۲) وینڈ شیڈ جلد ۱ دفعہ ۲۲۶ صفحہ ۷۲۴۔ (۳) اس مسئلہ کے متعلق مشہور مقدمہ بریس بنام ڈچیس آف مالبرو منندرجہ رپورٹ پیر ولیمس جلد ۲ صفحہ ۴۹۱ ہے

نہین ہوسکتا جسکا دعوے محض اُصول انصاف رسانی پر مبنی ہے - یہ ایک مقولہ قانونی ہے کہ جُب انصاف دونون جانب مساوی ہو تو قانون غالب آتا ہے اور جس شخص کا استحقاق صرف انصاف پر مبنی ہے اوسکو اوس شخص پر ترجیح نہ دینی چاہئے جسکا استحقاق قانون اور انصاف پر مبنی ہے"[1] یہ مسئلہ جو خاص طور پر قانون انگلستان سے متعلق ہے ہندوستان مین تسلیم نہین کیا گیا[2] اور بذریعہ قانون انتقال جائداد مصدرہ ۱۸۸۲ء صریحًا منسوخ کیا گیا ہے[3] قانون ہند کی روسے برخلاف قانون انگلستان کے رہن اول کو رہن ثانی پر اون قرضہ ہائے آیندہ کی بابت جو بعد رہن ثانی دئے گئے ہون صورت ذیل مین ترجیح دیجائیگی - مثلاً جب رہن بنظر اطمینان ادائے قرضہ ہائے آیندہ یا اطمینان تعمیل کسی معاہدہ یا اطمینان ادائے زر باقی حساب روان کے ہو اور رہن نامہ مین باقی کی تعداد انتہائی جسکے لئے جائداد مرہون ہوئی ہو بصراحت مندرج ہو تو رہن ثانی جو اوسی جائداد پر ہوا ہو اگر بعد اطلاعیابی رہن مقدم کے وقوع مین آیا ہو بمقابلہ مطالبہ رہن مقدم کی بابت جملہ زرہائے قرضہ یا دیون کی جنکی میزان تعداد انتہائی سے زائد نہ ہو گو وہ قرضہ یا دیون بعد

یہ مسئلہ ہند وستان مین منسوخ ہو گیا

قرضہ ہائے آیندہ کی بابت خاص صورت مین ترجیح دیا گیا ہے

(۱) کتاب ایکوئٹی مولفہ فانبلینک صفحہ ۲۰۴ طبع پنجم - (۲) بنگال لا رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۴۶۲ - انڈین لا رپورٹ جلد ۳ کلکتہ صفحہ ۳۰۷ - انڈین لا رپورٹ جلد ۷ الہ آباد صفحہ ۵۰۷ - (۳) دفعہ ۸۰ -

اطلاع بابت رہن موخر کے دئے گئے ہون صرف حق موخر رکھیگا[1] - قانون انگلستان کے مطابق اگر مرتہن مقدم کو بوقت دینے قرضہ ہائے آئندہ کے رہن ثانی کی اطلاع ہو تو اس اطلاع کا اثر یہ ہوگا کہ وہ قرضہ ہائے مذکور کی بابت حق موخر رکھیگا[2] -

عام قاعدہ درباب حق ترجیح کفالت نامجات متعدد

(۱۷۷) لیکن باستثناء اوس صورت کے جسکا ذکر فقرہ ماسبق مین کیا گیا ہے اور نیز بجز اوس صورت کے کہ جب بوجہ فریب یا خلاف بیانی یا غفلت صریح کسی مرتہن مقدم کے دوسرے شخص کو اوسی جائداد مرہونہ کی کفالت پر روپیہ قرض دینے کی ترغیب دیجائے تو ایسی حالت مین مرتہن مابعد کو مرتہن مقدم پر ترجیح دیجائیگی[3] قانون نے تمام کفالتونکے

(۱) دفعہ ۹ - لیکن چونکہ قانون انتقال جائداد کی روسے رہن سے مراد انتقال حقیت واقع کسی جائداد غیر منقولہ اسلئے یہ دفعہ اس قسم کے معاملات بابت جائداد منقولہ سے متعلق نہوگی بلکہ ایسی صورتون مین قانون انگلستان کے اصول کے بموجب کارروائی ہونی چاہئیے

(۲) ہاپکنسن بنام ہولٹ - مقدمات ہاوس آف لارڈس جلد ۹ صفحہ ۵۱۴ -

(۳) دفعہ ۷۸ قانون انتقال جائداد مجریہ ہند - درباب تعریف فریب و خلاف بیانی دیکھو فقرہ (۹۴) کتاب ہذا - دربارہ تاثیر غفلت دیکھو فیصلہ انگلیش کورٹ آف اپیل بمقدمہ کمپنی بیمہ آتشزدگی متعلقہ ممالک شمالی انگلستان بنام وہیپ لا رپورٹ چانسری ڈیویژن جلد ۲۶ صفحہ ۴۸۲ نیز دیکھو مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۳۶۹ اور انڈین لا رپورٹ جلد ۱۰ مدراس صفحہ [illegible] -

متعلق یہ قاعدہ مقرر کیا ہے کہ جس شخص کو وقت کے لحاظ سے تقدیم حاصل ہو اوسکا استحقاق سب سے قوی ہے"۔ اس امر کا معلوم کرنا خالی از دلچسپی نہوگا کہ خود ہمنے اِس قاعدہ قانون کو اُصول قانون روما سے اخذ کیا ہے اور ہندوؤن کے رشی مسمی یاجنیاوالکیا نے بھی اسی پر زور دیا ہے وہ کہتا ہے کہ "گرو اور ہبہ اور بیع کی صورتمین معاہدہ مقدم کو سب سے زیادہ وثوق ہوگا"[1]۔

ترتیب کفالت ناجات

(۱۷۸) ایک اور اہم مسئلہ متعلقہ قانون رہن مسئلہ ترتیب **کفالت ناجات** ہے۔ عام قاعدہ قانون یہ ہے کہ اگر داین اول کے پاس دو جائدادین مکفول ہون تو وہ دونون جائدادون سے یا انمین سے کسی ایک جائداد سے اپنا قرضہ وصول کر سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ صرف ایک ہی جائداد سے اپنا قرضہ وصول کرکے داین ثانی کو جسکے پاس بجز اوس جائداد کے کوئی دوسری کفالت نہو مایوس کرے تو انصاف اِس غرض سے مداخلت کریگا کہ داین اول کفالت آخرالذکر سے اپنا قرضہ وصول کرنے سے اسوقت تک روکا جائے جبتک کہ دوسری کفالت جو صرف اوسی کو حاصل ہے باقی نرہے"[2]۔ مثلاً زید کو رامنگر اور بہادنگر نامی دو جائدادون پر مواخذہ

(۱) متاکشرا باب ۲ فصل ۲ فقرہ (۵) — (۲) شرح قانون انتقال جائداد مولفہ شیپرڈ و بروان صفحہ ۱۶۰۔

حاصل ہے اور اگر بکر کو صرف بہاونگر پر مواخذہ حاصل ہو تو زید کو لازم ہے کہ
پہلے صرف رامنگر سے اپنا قرضہ وصول کرے اور بہاونگر کو رہنے دے
تاکہ بکر جو دوسرا داین ہے اوس سے اپنا قرضہ وصول کر سکے (۱) اس اصول
کی پابندی عدالت ہائے ہندوستان نے کی ہے (۲) اور واضعان قانون
ہند نے قانون انتقال جائداد مصدرہ ۱۸۸۲ع مین یہی اصول قائم کیا ہے (۳)
لیکن اس اصول سے مستفید ہونیکا صرف وہی مرتہن ثانی استحقاق رکھتا ہے
جس نے بغیر اطلاع رہن مقدم معاملہ رہن کیا ہو اور ضرور ہے کہ دعوے
ترتیب کفالت ناجات سے مرتہن اول یا کسی اور شخص کے حقوق مین
خلل نہ پہونچے جو دونون مین سے کسی جائداد پر بعوض بدل قیمتی کے کسیطرح کا
حق رکھتا ہو (۴)

مسئلہ حصہ رسدی زر رہن

(۱۷۹) مسئلہ حصہ رسدی زر رہن اوس مسئلہ سے
مختلف ہے جسکا ذکر ابھی ہم اوپر کر آئے ہین مسئلہ ترتیب کفالت
ناجات کا اثر مواخذہ دارون کے حقوق پر پڑتا ہے اور مسئلہ حصہ رسدی

---

(۱) ویب بنام امیتھہ لا رپورٹ چانسری ڈیویژن جلد ۹ صفحہ ۲۰۰ —
(۲) ویکلی رپورٹر جلد ۱۶ صفحہ ۳۰۳ — انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۷۱۱ — انڈین لا رپورٹ
جلد ۸ بمبئی صفحہ ۱۷۰ — (۳) دفعہ ۸۱ — (۴) دفعہ ۸۱ قانون انتقال جائداد
۱۸۸۲ع — علاوہ برین یہ اصول صرف ایک ہی شخص کی داینون سے متعلق ہے جنکے مطالبات
اوس شخص کی جائداد پر ہون — انڈین لا رپورٹ جلد ۱۲ مدراس صفحہ ۲۰۳ —

مالکان جائداد ہائے ماخوذہ کے حق مین مفید ہے - اس مسئلہ کا اثر قانون انتقال جائداد مجریہ ہند مین اسطرح بیان کیا گیا ہے - جب چند جائدادین عام اس سے کہ اونکا ایک مالک یا چند مالک ہون قرضہ واحد کے ادا کے لئے مرہون کی جائین تو جائداد ہائے مذکور (درآنحالیکہ کوئی معاہدہ اسکے خلاف نہو) بعد اسکے کہ تعداد کسی اور مطالبہ کی جسمین وہ بوقت ارتہان ماخوذ ہون ہر ایک جائداد کی مالیت سے وضع کر لیجائے بقدر حصہ رسدی اوس دین کی ذمہ دار ہونگی جسکے لئے رہن عمل مین آیا تھا - نیز جب دو جائدادین ایک ہی شخص کی ملکیت ہون اور ایک ونمین سے ایک قرضہ کے اطمینان کیلئے اور دونون کسی اور دین کے اطمینان کے لئے رہن کیجائین اور دین اول جائداد اول الذکر سے ادا ہو جائے تو اگر کوئی عہد خلاف اسکے نہوا ہو ہر ایک جائداد حصہ رسدی کی رو سے بعد اسکے کہ تعداد دین اول اوس جائداد کی مالیت سے وضع ہو لے جس سے وہ ادا ہوا ہو دین ثانی کے پٹانے کی ذمہ دار ہوگی[1] - کلکتہ ہائیکورٹ نے ایک مقدمہ مین یہ تجویز کیا ہے کہ قانون کے اس حکم کا صحیح منشا یہہ نہین ہے کہ مرتہن کے حق کفالت کے ٹکڑے کئے جائین بلکہ صرف

---

(۱) دفعہ ۸۲ قانون انتقال جائداد ۱۸۸۲ء -

یہ ہے کہ اون مختلف اشخاص کے مابین جو ایک ہی قرضہ کی بابت ذمہ دار ہون حصہ رسدی کا اصول مشخص کردیا جائے۔[1]

حق کفالت

(۱۸۰) ہم دیکھہ چکے ہین[2] کہ گرویدار کو یہ حق حاصل ہے کہ اگر گروکنندہ وقت مقررہ پر قرضہ ادا کرکے شئے گروشدہ کا انفکاک کرلے تو اوس شئے کو بطور اپنی ملک کے استعمال کرے۔ اس حق کے علاوہ ایک اور محض ذاتی حق مال کو روک رکہنے کا ہے جو بلفور علیحدہ ہونے قبضہ کے زائل ہوجاتا ہے۔[3] یہ حق **حق کفالت** کہلاتا ہے اور اسکا اثر محض اسقدر ہے کہ اوس سے مدیون کی قوت ارادی پر بوجہہ اوس تکلیف کے جو اوسکو اپنی جائداد سے محروم رکہے جانے سے پہونچتی ہے دباؤ پڑتا ہے۔[4]

اقسام حق کفالت

(۱۸۱) **حق کفالت** کی دو قسمین ہین (۱) **عام** اور (۲) **خاص**۔ **حق کفالت عام** ساہوکار اور کوٹہی وال اور گہاٹ وال اور ہائیکورٹ کے اٹرنی اور بیمہ کے دلالون کو حاصل ہوتا ہے اور **حق کفالت خاص** اشخاص مندرجہ ذیل کو۔ (۱) بایع جسکو اشیائے بیعہ کی قیمت وصول نہوئی ہو۔ (۲) امین

---

(۱) انڈین لا رپورٹ جلد ۸ کلکتہ صفحہ ۲۰۲۔ (۲) دیکہو فقرہ (۱۶۶) و (۱۶۷) کتاب ہٰذا
(۳) فیصلہ لارڈ چیف جسٹس ....ن بمقدمہ ڈونالڈ بنام سکلنگ لا رپورٹ کوئنس بنچ جلد ۱ صفحہ ۶۱۲
(۴) اصول قانون مولفہ مارکبی دفعہ ۳۶۰۔

جس نے مطابق غرض تحویل امانتی کے کوئی خدمت جو مشقت یا ہنر پر مشتمل ہے نسبت مال امانتی کے ادا کی ہو۔ (۳) یا بندۂ مال جسکو مال کی نگہداشت اور مالک کی تلاش مین تکلیف اور خرچ لاحق ہوا ہو۔ (۴) یا بندۂ مال جبکہ مالک مال نے ایک خاص انعام کا دینا واسطے واپسی مال گم شدہ کے قبول کیا ہو۔ (۵) کارندہ جس نے اپنے مالک کا مال فروخت کیا ہو۔ (۶) کارندہ جو کمیشن اور اخراجات اور خدمات کی بابت پانے کا مستحق ہو۔ اور (۷) شرکا بوقت فسخ شراکت اسصورت مین ہر شریک کو جائداد شراکتی پر حق کفالت اس غرض سے حاصل ہوتا ہے کہ جائداد مذکور اولاً کوٹھی کے دیون کے ادا کرنے مین صرف کیجائے اور بعد ازان اپنے جداگانہ دیون کے ادا کرنے مین سرکار کو بھی بابت زرمالگذاری اور نزول زمین اور نذرانہ اور محصول راہ کے اراضی اور فصل پر اور پیداوار جنگل اور مال درآمد یا برآمد پر بابت محصول غیر مودی کے حق کفالت حاصل ہے۔[۱]

دیگر حقوق جو ملکیت کامل سے علیحدہ کرکے قائم کئے جاتے ہین

(۱۸۲) اب ہم تمام اہم اقسام اون حقوق کی جو ملکیت کامل سے علیحدہ کرکے قائم کئے جاتے ہین ختم کر چکے ہین لیکن ان کے

(۱) انگلو اینڈ ئین کوڈس مولفۂ اسٹوکس جلد اول صفحہ ۲۹ و ۳۰

علاوہ اور دو اقسام ہین جو قانون روما مین بہت اہم سمجھی جاتی تہین اور قریب قریب ایسی ہی صورتین اُصول قانون یورپ (مثلاً قانون جرمنی) اور قانون ہند مین پائی جاتی ہین - یہ امفی ٹیوسیس اور سپر فیشیز ہین ان دونون حقوق کا مختصر بیان اس موقع پر ضروری معلوم ہوتا ہے -

امفی ٹیوسیس

(۱۸۳) امفی ٹیوسیس ایک محدود حق تہا جو اراضی سے متعلق عطا کیا جاتا تہا اور اُسکے استعمال کی یہ غرض تہی کہ میونسپالٹیون اور کلیسا اور زمیندارون کی اراضی کے اون وسیع قطعات مین زراعت کیجائے جو بفاصلہ دور دراز دیہات مین ہونیکی وجہ سے اور نگہداشت نہونے کے باعث بنجر پڑے رہتے تہے (۱) - معطی لہٗ یعنے جس شخص کو اراضی دیجاتی تہی مالک نہین ہوتا تہا بلکہ عطا کنندہ ہی مالک جائز رہتا تہا مگر معطی لہٗ کو جو حق حاصل تہا وہ گو محض ایک ایسا حق تہا جو ملکیت کامل سے علیحدہ کرکے قائم کیا جاتا تہا تاہم اسقدر وسیع تہا کہ اوسکو حق ملکیت حقیقی سے تمیز کرنا مشکل تہا - جو اراضیات عطیہ مین شامل تہین اُنکی نسبت معطی لہٗ اور اوسکے ورثا کو ایک حق دائمی حاصل ہوتا تہا اور اِسکے معاوضہ مین وہ مالک اراضی کو ایک

---

(۱) [illegible]

مقررہ رقم سالانہ ادا کرتا تہا اور چند شرایط معہودہ کی پابندی قرار واقعی اوسپر لازم تہی - وہ اپنا حق دوسرے کسی کو منتقل کرنے یا بذریعہ وصیت ہبہ کرنیکا مجاز تہا اور مثل مالک کے وہ ہی اپنے حقوق کی حفاظت بذریعہ نالش کرسکتا تھا - ساتہہ ہی اِسکے معطی لہ کو یہ ہی لازم تھا کہ اراضی کو اچہی حالت مین رکہے جو کچہہ محصول اوسپر عاید ہو اوسکو ادا کرتا رہے مالک اراضی کو رقم معہودہ ہر سال بلا کم و کاست دیتا رہے اور بغیر رضامندی مالک کے اسکو اراضی چہوڑ دینے یا جن وجوبات کو اوس نے اپنے ذمہ لیا تہا اون سے آزادی حاصل کرنیکا اختیار نہ تہا[1] - ہندوستانی طالب علم کو اس امر کے یاد دلانے کی غالباً ضرورت نہوگی کہ یہ طریقہ کس حد تک انتظام رعیت واری کے مشابہ ہے لیکن حقیت دخیلکاری مروجہ پنجاب سے اسکو بہت کچہہ مشابہت ہے - عملداری انگریزی کی ابتدا مین جبکہ زمین بکثرت موجود تہی اور زراعت پیشہ لوگ بہت کم تہے اوسوقت اراضی افتادہ کے وسیع قطعات کا مالک جس نے اراضی مذکور غالباً سرکار انگریزی سے خدمت ذاتی کے صلہ مین حاصل کی تہی اکثر آسامیون کو اوس اراضی پر اِس شرط سے سکونت اختیار کرنے لازم

(۱) قانون روما مولفۂ میور ہیڈ صفحہ ۴۲۱ - ویٹنشیڈ جلد ۱ دفعہ ۱۹ ‌و صفحہ ۷۰۰ - رومن پریوٹ لا مولفۂ سلکوسکی دفعہ ۹۹ صفحہ ۶۷۴ -

اوسکو کاشت کرنے کی ترغیب دیتا تھا کہ بلحاظ اوسکے حق مالکانہ کے
کاشتکار ہر سال کچھہ لگان بذریعہ جنس یا زرنقد ادا کرتا رہے اور اوسکے
معاوضہ مین اوسکو اراضی مذکور مین حقوق دائمی اور قابل وراثت حاصل
ہوتے تھے۔ (۱) اس قسم کی دخیلکاری کی ضرورت ایک ایسے ملک مین
جہان حقوق مزارعان بکثرت ہوتے ہین اور اونکی بڑی قدر کیجاتی ہے
اور بالخصوص ممالک بنگالہ و شمالی مغربی پنجاب مین اسقدر شدت سے واقع
ہوئی کہ واضعان قانون ہند نے اسبارہ مین بہت غور کے بعد اون
ممالک اور ہندوستان کے دوسرے مقامات مین مختلف اقسام کے
اسامیون کے حقوق اور وجوبات کے متعلق خاص قوانین نافذ
کئے۔ (۲) لیکن گو حقوق دخیلکاری جو اس طور پر بذریعہ قانون عطا کئے
گئے ہین اون حقوق سے ادنی نہین ہین جو روما کے "امفی ٹیوسیس"
مین شامل تھے تاہم زمیندار اس امر پر اصرار کرنیکا مستحق ہے کہ اراضی اوسی
کام مین لائی جائیگی جسکے لئے وہ عطا کیگئی تھی۔ اور گو عدالتین ایسے

(۱) دیکھو فیصلہ چیف کورٹ پنجاب مقدمہ نمبر ۴۶ بابت ۱۸۸۵ء۔

(۲) مثلاً قانون متعلقہ دخل میعادی زمین ملک بنگال مصدرہ ۱۸۵۹ء۔ ایکٹ نمبر ۸ مصدرہ ۱۸۸۵ء۔ قانون لگان ممالک مغربی شمالی مصدرہ ۱۸۸۱ء۔ قانون متعلقہ دخل میعادی زمین پنجاب مصدرہ ۱۸۶۸ء۔ قانون مالگزاری ممالک متوسط۔ قانون لگان ملک اودھ مصدرہ ۱۸۸۶ء۔

مقدمات مین اسامی کے حقوق کی تعبیر رعایت کے ساتھہ کرنیکی طرف مائل ہونگی لیکن ساتھہ ہی اسکے یہ امر جائز نہین رہینگی کہ طریقہ تصرف بالکل بدل دیا جائے[1] اسیطرح اگر کوئی اسامی اپنی مقبوضہ اراضی کو اوسکی زراعت کے لئے کوئی دوسرا انتظام کئے بغیر بالارادہ ایک سال سے زیادہ مدت تک چھوڑ دے تو اوسکی جائداد قابل قرقی ہوگی[2] اور نہ وہ مجاز ہے کہ اپنی اراضی کے صرف ایک جزو کو چھوڑ دے[3]

سوپر فیشیس

(۱۸۴) سوپرفیشیس اور امفی ٹیوسیس مین اہم فرق یہ تہا کہ جو حق بذریعہ امفی ٹیوسیس حاصل ہوتا تہا وہ اراضی کے متعلق اور سوپر فیشیس کے ذریعہ سے ایک شخص کو اوس عمارت پر حق ہمیشگی ملکیت حاصل ہوتا تہا جو دوسرے شخص کی اراضی پر تعمیر کیجاتی تہی اور جو ازروئے قانون ملکی و قدرتی اِس اُصول پر کہ جو شئے اراضی سے ملصق ہو وہ اوسی سے متعلق ہے" اوسی شخص کی ملکیت سمجہی جاتی تہی جو اراضی کا مالک تہا[4] جو شخص اس حق سے فائدہ اٹہاتا تہا اوسکے حقوق اور وجوبات قریب قریب اوسی

(۱) انڈین لا رپورٹ جلد ۳ کلکتہ صفحہ ۱۰۰ (۲) دفعہ ۱۲ قانون لگان ملک اودہ مصدرہ ۱۸۶۸ء - اور دفعہ ۳۰ قانون متعلقہ دخل رعیتانہ زمین پنجاب مصدرہ ۱۸۶۸ء (۳) دفعہ ۳۰ قانون متعلقہ دخل رعیتانہ ملک پنجاب مصدرہ ۱۸۶۸ء - اور دفعہ ۳۰ (۳) قانون لگان ملک اودہ مصدرہ ۱۸۶۸ء

(۴) ڈائجسٹ ۴۳ (۸ و ۲)

قسم کے تھے جوانفی ٹینیمنٹس سے متعلق تھے۔ وہ اپنا حق جیتے جی یا بذریعہ
وصیت کے جو اوسکی وفات پر اثر پذیر ہوتی تھی منتقل کرسکتا تھا۔ وہ اوس
عمارت پر حقوق استفادہ عاید کرنے اور اپنے حق کو گرو رکھنے کا مجاز
تھا اور اوسکو اختیار تھا کہ جو شخص اوسکے قبضہ اور تصرف مین مخل ہو
اوسپر حسب ضابطہ نالش کرے۔ نیز اوسپر لازم تھا کہ مالک اراضی کو سالانہ
لگان ادا کرتا رہے۔ یہ حق بذریعہ عطیہ منجانب مالک اراضی یا بذریعہ
تجویز عدالت یا بذریعہ قدامت حاصل ہوتا تھا۔

قانون حال میں اس قسم کا حق موجود نہیں ہے

(۱۸۵) کوئی ایسا حق جو بعینہ حق "سوپرفیشیس" کے مشابہ
ہو ہمارے زمانہ تک نہیں پہونچا ہے گو یہ کہا جاتا ہے کہ یہ حق اکثر امور مین
اوس حق کے بہت مشابہ ہے جو بروے اون پٹہ جات تعمیر کے
حاصل ہوتا ہے جو زمینداران انگلستان بعوض زر لگان اور بحفظ حق
ملکیت اراضی عطا کرتے ہین۔ ہماری عدالتون کو اکثر اون اشخاص کے
حقوق کی بابت تجویز کرنیکی ضرورت ہوتی ہے جو دوسرے اشخاص
کی زمین پر عمارات تعمیر کرتے ہین۔ ایسے مقدمات مین معمولی قاعدہ
یہ ہے کہ جو شے اراضی سے ملصق ہو وہ اوسی سے متعلق ہے۔
لیکن جبکہ تعمیر کنندہ نے نیک نیتی سے عمل کیا ہو یا مالک اراضی نے
سکوت اختیار کرکے اپنی اراضی پر بغیر اصرار یا اعتراض کے

عمارتون کی تعمیر ہونے دی ہو تو ایسی صورتون مین عدالتہائے انگلستان
و ہندوستان نے (جیسا کہ ہم قبل ازین بیان کر چکے ہین[۱]) اصول
انصاف رسانی پر عمل کیا ہے اور تعمیر کنندہ کو معاوضہ دلایا ہے اور
بعض صورتون مین اوس اراضی کو خرید کر لینے کی اجازت دی ہے[۲]
ایک خاص قسم کے زراعتی آسامیان اپنی مقبوضہ اراضیات پر ایسی عمارات
تعمیر کرنے کے مستحق ہین جو زراعت کی سہولت اور ترقی کے لئے
ضروری ہون اور ایسی کوئی آسامی بیدخل نہین کیجا سکتی تاوقتیکہ اوسکو

(۱) دیکھو فقرہ (۷۷ - ب) کتاب ہذا۔ (۲) دیکھو انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد
انڈین لا رپورٹ جلد ۵ کلکتہ صفحہ ۶۸۸ ویکلی رپورٹر جلد ۶ صفحہ ۲۲۸ ۔ ویکلی رپورٹر جلد ۱۰ صفحہ ۸۵۲ ۔ ویکلی رپورٹر
جلد ۱۱ صفحہ ۳۷۵ ۔ ویکلی رپورٹر جلد ۱۲ صفحہ ۵۹۳ ۔ ویکلی رپورٹر جلد ۵ صفحہ ۲۰۳ ۔ ویکلی رپورٹر
جلد ۲۰ صفحہ ۱۶۹ ۔ ویکلی رپورٹر جلد ۷ صفحہ ۷۰ و ۹۷ و ۳۰۸ ۔ ویکلی رپورٹر جلد ۲۰ صفحہ ۳۲۸ ۔
ویکلی رپورٹر جلد ۵ صفحہ ۲۱۱ ۔ بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۱۰ (صیغہ مرافعہ)
جلد ۸ ایضاً صفحہ ۷۷ (ابتدائی دیوانی) ۔ درباب اون عمارات کے جو اراضی
شاملات پر بغیر رضامندی حصہ دارون کے بنائی گئی ہون اور درباب اس امر کے کہ کن شرائط پر
حصہ داران مذکور اونکو منہدم کرا سکتے ہین دیکھو انڈین لا رپورٹ جلد ۹ الہ آباد صفحہ ۱۶۶ ۔ جلد ۱۲
ایضاً صفحہ ۶۳۴ ۔ انڈین لا رپورٹ جلد ۴ کلکتہ صفحہ ۶۳۱ ۔ انڈین لا رپورٹ جلد ۳ بمبئی صفحہ ۳۳۱
نمبر ۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ع ۔ نمبر ۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ع نمبر ۹۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ع نمبر ۴ پنجاب ریکارڈ [illegible]

معاوضہ نہ ملجائے جو زمین کے پٹہ منفعتی کے عطا سے ادا کیا جا سکتا ہے۔[1]
اسیطرح پر جبکہ ایک معدن کے مالکون نے کل اور عمارات ضروری تعمیر کین
جنکا پہلے سے کار معدن کے ساتھ تیار کیا جانا مقصود تہا تو یہ قرار
پایا کہ یہ مسئلہ کہ جو شئے اراضی سے ملصق ہو وہ اوسی کا جزو ہے[1] اس
غیر متعلق ہے اور مالکان معدن مذکور اون عمارات کو اوسوقت جبکہ اُس
معدن مین اونکی حقیت موجود تہی منہدم کرنیکے مستحق تہے۔[2] یہ بہی
ہوسکتا ہے کہ مالک اراضی ایک قطع زمین کا کسی شخص کو اس غرض سے دے
کہ وہ اپنے خرچ سے اوسپر مکان بنائے۔ ایسی حالت مین بصورت نہونے
کسی صریح اقرار یا رواج مقامی کے یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ دونون فریقین کا
یہ ارادہ ہے کہ جو شخص مکان تعمیر کرے اوسکو دائمی حق دخیلکاری کا حاصل ہوگا۔[3]

---

(۱) دفعات ۳۳ و ۴۸ و ۳۷ قانون متعلقہ دخل رعیتانہ زمین ملک پنجاب مصدرہ ۱۸۸۷ء۔
اور دفعات ۲۲ و ۲۶ و ۲۸ قانون لگان ملک اودہ ۱۸۸۶ء۔ دیکہو رپورٹ جلد ۶ صفحہ ۴۰۔
دیکہو نمبر ۲ پنجاب رکارڈ ۱۸۸۵ء (مالگذاری)۔
(۲) دیکہو بنام ہال مقدمات اپیل جلد ۳ صفحہ ۱۹۔ لا جرنل کوئنس بنچ جلد ۲ صفحہ ۴۹۔ نیز
دیکہو مقدمہ ہویت بران بنام اپسلی چانسری ڈیویژن جلد ۳ صفحہ ۸۵۴۔ لا جرنل چانسری ڈیویژن
جلد ۵ صفحہ ۶۱۷ (۳) نمبر ۴۴ پنجاب رکارڈ ۱۸۸۲ء۔ نمبر ۵ پنجاب رکارڈ ۱۸۸۸ء۔ انڈین لا رپورٹ جلد ۲
کلکتہ صفحہ ۱۰۳۔ انڈین لا رپورٹ جلد ۴ مدراس صفحہ ۱۷۳۔

حقوق بالتعمیم جو خاندان سے متعلق ہین

(۱۸۶) دوسری قسم حقوق بالتعمیم کی جسکی طرف اب ہمکو توجہ کرنی چاہیئے وہ نہایت ہی اہم مجموعہ ہے جو متعلق ہے خاندان سے بلحاظ اون تعلقات کے جو اوسکو دنیا کے ساتھہ ہوتے ہین - واضح ہو کہ اسوقت ہم اون حقوق پر غور نہین کرینگے جو خاندان کا ہر شخص واحد اوسی خاندان کے دوسرے اشخاص کے مقابلہ مین رکہتا ہے - ان حقوق دوسرے حقوق بالتخصیص کے ہمراہ باب آیندہ مین بحث کی جائیگی -

دستور ازدواج کا نشو و نما -

(۱۸۷) اسوقت ہمکو جن حقوق سے بحث ہے اونکے دائرہ مین وہ تمام حقوق داخل ہین جو تعلقات خانہ داری مبنی بر ازدواج سے پیدا ہوتے ہین - اگر ہم اس دستور ازدواج کے حالات ابتدائی پر جس نے انسان کو اشرف المخلوقات بنانے اور اوسکی فطرت کو پاکیزگی کا لباس پہنانے مین بہت کچہہ مدد دی ہے نظر ڈالین تو معلوم ہوگا کہ اسکے نشو و نما کی رفتار قریب قریب ملکیت کے تصور کے نشو و نما کی رفتار سے مشابہ ہے - جیسا کہ ہمنے پیشتر بیان کیا ہے کہ جائداد کے استحقاق کی ابتدائی شکل ملکیت مجموعی تہی جو چند اشخاص کا ایک چہوٹا گروہ بغرض حفاظت جان و مال ایک جگہ جمع ہو کر اختیار کرتا تہا بعینہ ویسا ہی اوسی زمانہ مین یہ لوگ مخلوط حالت مین رہتے تہے اور مانند جائداد کے بیویون کا بہی مشترکاً استعمال کرتے تہے لیکن جب ملکیت انفرادی کا تصور نشو و نما پاتا ہے تو

ہم زینہ تہذیب کے پہلے قدم پر پہونچتے ہین جہان یہ مخلوط حالت مبدل بہ ازدواج انفرادی ہوتی ہے لیکن درمیانی مدارج تبدریج قائم ہو گئے۔ پہلے ہر قوم مین یہ رواج تہا کہ ایک عورت کے کئی شوہر ہوتے تہے۔ یہ رواج رفتہ رفتہ موقوف ہوتا گیا اور بعد مین گو ایک عورت کے کئی شوہر ہوتے تہے لیکن یہ سب بہائی ہوتے تہے۔ بلاشبہ یہ طریقہ خیالات کفایت شعاری سے اور بوجہ قلت عورات اور بلحاظ اون فوائد کے جو جائداد ہائے سوروثی کے ایک ہی خاندان مین رہنے سے پیدا ہوتے ہین اختیار کیا گیا۔ چونکہ بڑا بہائی عموماً سرگروہ خاندان تصور کیا جاتا تہا وہ بتدریج عورت کے شوہر کی حیثیت اختیار کرنی لگا اور جو اطفال مکان یا خیمہ مین پیدا ہوتے تہے اون سب کا محافظ اور پرورش کنندہ بن جاتا تہا۔ اسکے بعد ازدواج منفردہ کا ترقی پذیر ہونا کوئی دشوار امر نہ تہا۔ بڑا بہائی یہ خواہش کرنے لگا کہ خاص اوسکی زوجہ علیحدہ ہو۔ اس خواہش کے پورا کرنے کے لئے اوسکو ضرور تہا کہ اپنے چہوٹے بہائیون کے لئے دوسری بیوی کی تلاش کرے۔ اسطرح سے رفتہ رفتہ ازدواج منفردہ اور حیثیت پدری کا اصول قائم ہوا۔

ازدواج کی قدرتی بنیاد

(۱۸۸) پس ازدواج ذکور اور اناث کے باہمی اختلاط فطرتی پر مبنی ہے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ قدرت کی غرض و غایت ذکور

اور اناث کے درمیان خواہش اور رغبت کا میلان قائم کرنے مین بہی تہی کہ اطفال کی پیدایش اور تعلیم ہو - لیکن زمانہ حال مین اقوام یورپ مین ازدواج کے جواز کے لئے یہ امر ضروری نہین خیال کیا جاتا ہے کہ جو اشخاص بیاہ کرین وہ اِسی غرض و غایت کو مدنظر رکہین ورنہ پیدایش اطفال کی موقوفی کے ساتہہ ہی ازدواج خودبخود فسخ ہوجایگا - بہرکیف اِسمین کوئی کلام نہین کہ زمانہ قدیم مین زوجہ عقیمہ کو شوہر چہوڑ دینے کا مجاز تہا - روما مین بہی طریقہ رائج تہا چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص نے منظوری مجلس موزخانہ داری اپنی زوجہ کو جس سے اوسکو بڑی محبت تہی بدین وجہ چہوڑ دیا کہ وہ عقیمہ تہی اور اسلئے وہ حکام عدالت کو اپنے ایمان سے اس امر کا اطمینان نہین دلا سکتا تہا کہ اوسکو اپنی زوجہ سے اولاد ہونے کی توقع تہی - زمانہ قدیم مین جرمنی مین بہی یہی رواج تہا اور نیز ہر زوجہ کو بہی اِس بات کا حق تہا کہ اگر شوہر کی نامردی کی وجہ سے اولاد نہو تو اُس سے علیحدہ ہوجائے - ہندوستان مین شاستر ہنود کی روسے بیاہ ایک معاملہ متبرک اور ناقابل انفساخ قرار دیا گیا ہے اور شوہر کو صراحتاً اس امر کا اختیار دیا گیا ہے کہ زوجہ عقیمہ کو چہوڑ کر دوسرا بیاہ کرے - ایسی صورت مین قانون متاکشرا کے بموجب پہلی عورت شوہر سے اسقدر روپیہ پانے کی مستحق ہے جسقدر کہ دوسرے بیاہ مین صرف ہوا ہو

لیکن طریقہ حال کے مطابق شوہر پر صرف اسقدر لازم ہے کہ پہلی زوجہ کے لئے نان ونفقہ مقرر کرے[1] پنجاب مین یہ تجویز ہوا ہے کہ ایسی صورتون مین شوہر کی وفات پر پہلی زوجہ کا حق وراثت زائل نہین ہوتا[2] یہ تجویز اس دلیل پر مبنی ہے کہ شاستر ہنود مین طلاق تسلیم نہین کیا گیا ہے۔ لیکن جس صورتمین کہ بروئے رسم مقامی ایسا طریقہ جائز ہو تو البتہ وہ بمنزلہ قانون ہوگا[3]

ازدواج سے چند حقوق بالتعمیم پیدا ہوتے ہین

(۱۸۹) پس ازدواج پر اگر اوس قانونی رشتہ کی حیثیت سے نظر ڈالی جائے جو اوس وجوب سے نتیج ہوتا ہے جو مدت العمر کے لئے دو اشخاص از قسم ذکور و اناث کے قوائے متناسلہ کے استفادہ باہمی پر آپسمین عقد کر لینے سے پیدا ہوتا ہے تو خارجی طور پر اوس سے چند حقوق و فرائض تمام دنیا کے مقابلہ مین مترتب ہوتے ہین جنکا نہ انتقال ہوسکتا ہے اور نہ وہ ترک کئے جا سکتے ہین۔

حقوق شوہری

مثلاً شوہر کو اپنی زوجہ کی صحبت کا حق حاصل ہے جسکو وہ ہر ایسے شخص کے مقابلہ مین عمل مین لاسکتا ہے جو اوسکی زوجہ کو اپنے خاوند کا گھر چھوڑنے پر مجبور کرے یا چھوڑنے کی ترغیب دیکر یا اغوا کرکے اوسکو حق مذکور سے محروم کرنیکی کوشش کرے۔ یہ حق رشتہ ازدواج کے قیام تک قائم رہتا ہے

(۱) قانون ہنود مولفہ میکناٹن باب ۵۔ (۲) نمبر ۹ پنجاب رکارڈ ۱۸۷۵ء۔
(۳) دفعہ ۵۔ ایکٹ نمبر ۴ مصدرہ ۱۸۷۲ء اور انڈین لا رپورٹ جلد ۴ کلکتہ صفحہ ۴۳۰۔

اور بالآخر صرف ایک فریق کی وفات پر یا ازدواج کے بذریعہ تجویز عدالت مجاز منسوخ ہو جانے سے معدوم ہوتا ہے۔

حقوق والدین

(۱۹۰) دوسرا حق جو ازدواج جائز سے پیدا ہوتا ہے حق والدین ہے جسکی رو سے والدین کو یہ اختیار حاصل ہے کہ ازدواج مذکور سے جو اولاد پیدا ہو اوسکو اپنی حفاظت اور نگرانی مین رکھین اور جو کچھہ وہ اپنی محنت کے ذریعہ سے حاصل کرے اوسکو تا وقتیکہ وہ سن بلوغ کو پہونچکر قانون کی رو سے حصول جائداد کی جداگانہ قابلیت اختیار نہ کرے خود تصرف مین لائین (۱)۔ قانون روما کے اصول کی بموجب جو اطفال اثنائے

یہ حقوق بذریعہ ازدواج جائز پیدا ہوسکتے ہین

ازدواج جائز مین پیدا ہوتے تہے وہ اپنے والد کی حیثیت اختیار کرتے تہے اور اوسی کی نگرانی مین رہتے تہے اور جو اطفال بغیر ازدواج جائز کے پیدا ہوتے تہے وہ ماں کی نگرانی مین رہتے تہے اِلّا اوس صورت مین کہ کوئی خاص قانون اسکے خلاف موجود ہو۔ اسبارہ مین قانون انگلستان مین بہی یہی قاعدہ ہے۔ قانون روما کے بموجب "باپ ہی سمجھا جاتا تہا جسکو ازدواج ظاہر کرے"۔ اور یہ امر قابل لحاظ ہے کہ

(۱) مثلاً شرع محمدی کی رو سے باپ خود اپنے قرضہ کی بابت اپنے نابالغ بیٹے کا مال گرو رکھہ سکتا ہے اور بیٹا مجاز اسکا ہوگا کہ سن بلوغ کو پہونچنے کے بعد اس معاہدہ کو فسخ کر دے۔ ٹگور لا لکچرز بابت ۱۸۷۳ع صفحہ ۴۸۲ و ۴۸۳۔

بعینہ اسی مضمون کا مسئلہ شرع محمدی مین مندرج ہے یعنی الولد للفراش جس سے یہ مراد ہے کہ بیٹا اوسی شخص کا سمجہا جائیگا جسکا نکاح اوس بچہ کی مان کے ساتہہ ہوا ہو۔ حقوق والدین بذریعہ تبنیت بہی حاصل ہو سکتے ہین۔ اِس دستور سے طالب علم ہند بخوبی واقف ہے کیونکہ یہ شاستر ہنود اور نیز رسم کی روسے جائز ہے۔ ہر ایسا فعل جو والدین کے اپنے اطفال کی حفاظت کے اختیار کے نفاذ مین مخل ہو یا جو والدین کو اپنے اطفال کی خدمات سے محروم رکہے بمنزلہ خلاف ورزی حقوق مذکور کے ہوگا اور ایسی خلاف ورزی قابل نالش ہے۔

یا بذریعہ تبنیت حاصل ہوسکتے ہین

مدت قیام حقوق والدین کی

(۱۹۱) حقوق والدین باپ یا مان یا طفل کی وفات پر یا طفل کے بذریعہ تبنیت کسی دوسرے خاندان مین منتقل ہو جانے سے (ایسی صورت مین حقوق مذکور اوس شخص کو حاصل ہوتے ہین جو تبنی کرے) یا بوجہ سن بلوغ کو پہونچنے طفل مذکور کے یا بوجہ تجویز عدالت کے معدوم ہو جاتے ہین۔ اگر لڑکی ہو تو اوسکے ازدواج پر یہ حقوق زائل ہو جاتے ہین اِلّا اوس صورت مین کہ کسی ملک مین ازدواج نابالغان رائج ہو اور زوجہ نابالغہ تا سن بلوغ اپنے والدین کے ساتہہ رہے۔

حقوق قابل تفویض ہین

(۱۹۲) باوجود اسکے کہ حقوق والدین والدین مین سے کسی ایک کی وفات پر معدوم ہو جاتے ہین لیکن یہ حقوق والدین کے عین حیات

اور نیز بذریعہ وصیت بعد وفات کے اشخاص دیگر کے تفویض کیے جانے کے قابل ہین - مثلاً اوستاد کے سپرد کیے جاسکتے ہین یا طفل کو کوئی پیشہ سکہانے کی غرض سے کسی دوسرے شخص کے تفویض ہوسکتے ہین - اسیطرح پر والد اپنے اطفال نابالغ کے لیے ولی مقرر کرنے کا مستحق ہے اور والد کی وفات پر والدہ کو بہی یہی استحقاق حاصل ہوتا ہے -

ولی بذریعہ وصیت

(۱۹۳) لیکن ولی عدالت کے ذریعہ سے بہی مقرر ہوسکتا ہے - مثلاً اون صورتون مین جن مین ایکٹ نمبر ۹ مصدرہ ۱۸۶۱ء کے بموجب عمل ہو یا اس عہدہ کی ذمہ داریان بذریعۂ قانون والد یا والدۂ متوفی کے چند خاص رشتہ دارون پر عاید ہوسکتی ہین[1] یا عدالت خود یہ منصب اختیار کرسکتی ہے مثلاً کورٹ آف وارڈس جو زمینداران نابالغ کی نسبت حسب احکام مندرجۂ دفعہ ۳ - ایکٹ نمبر ۱۲ مصدرہ ۱۸۷۶ء عمل کرے -

دوسری اقسام کے اولیا

(۱۹۴) حقوق خاندان کی فہرست مین وہ حقوق بہی شامل کیے جاسکتے ہین جو بذریعہ معاہدہ حاصل ہوتے ہین - مثلاً آقا کو اپنے ملازم کی

حقوق خاندان بذریعہ معاہدہ

(۱) اس امر کے متعلق کہ اسبارہ مین قانون منہود کیا ہے دیکہو ہندو لا مولفہ میکناٹن باب مذہبات مسلمانون کے دیکہو گورا لکچرز بابت ۱۸۷۳ء صفحہ ۴۰۵ - ۴۰۸ - اور قانون اہل اسلام مولفہ امیر علی صفحہ ۱۱۰ - ۱۱۳ -

خدمات سے فائدہ اٹھانے کا حق حاصل ہے اور جو شخص اوسکو ایسا فائدہ اوس
اٹھانے سے محروم کرے اوسپر ہرجہ کی نالش ہوسکتی ہے۔ علی ہذا القیاس
مہتمم کسی ناٹک کا دوسرے ناٹک کے مہتمم پر جو اوسکی گاینون کو ترغیب
وتحریص دیکر لے جائے ہرجہ کی نالش کرسکتا ہے (۱)۔

(۱) مقدمہ لملی بنام گائے۔ ایلیس و بلیکبرن لارپورٹ جلد ۲ صفحہ ۲۱۶۔ اور مقدمہ بودین بنام ہال لارپورٹ کوئنس بنچ ڈیویژن جلد ۶ صفحہ ۳۳۳۔

باب ۸

حقوق بالتخصیص

حقوق بالتخصیص

(۱۹۵) اس باب مین اون جمیع حقوق سے بحث کیجائیگی جو معاہدے سے پیدا ہوتے ہین یا جو بذریعہ قانون لاحق کیے جاتے ہین - حقوق ول الذکر کے وجود کی نوعیت ہی سے ظاہر ہے کہ وہ صرف بعض یا معین اشخاص کے مقابلہ مین نافذ کیے جاسکتے ہین اور اسلیے بالکل ٹہیک طور پر حقوق بالتخصیص کہلاتے ہین - لیکن قسم دوم کر بہت سے حقوق اون تعلقات سے پیدا ہوتے ہین جن پر عام یا خاص پہلو سے نظر ڈالی جاسکتی ہے یعنی خواہ اون سے وہ حقوق پیدا ہوتی ہین جو عموماً تمام اشخاص کے مقابلہ مین نافذ کیے جاسکتے ہین (جن پر ہم لحاظ اون کے حقوق بالتعمیم سے متعلق ہونیکے بحث کر چکے ہین) یا وہ حقوق جو معین اشخاص کے مقابلہ مین نافذ کیے جاسکتے ہین اور اسصورتمین وہ دراصل حقوق بالتخصیص ہین اور ان حقوق پر ہم باعتبار حقوق اولیہ یعنے اون حقوق کے جو قبل واقع ہونے کسی خلاف ورزی کے موجود ہوتے ہین باب ہذا مین غور کرینگے

معاہدہ کی ابتدائی

(۱۹۶) طالب علم اصول قانون کے لئے کوئی امر اس سے زیادہ دلچسپ نہوگا کہ قانون متعلقہ معاہدہ کے تدریجی نشو و نما کے حالات دریافت کئے جائین اور اون مدارج پر غور سے لحاظ کیا جائے جن سے کہ نشو و نما کا یہ طریقہ واضح ہوتا ہے - جب ہم یہ طریقہ تحقیقات اختیار کرتے ہین تو درحقیقت ہم انسان کی اوس حالت کی تفتیش کرتے ہین جسمین اشخاص کے تعلقات ابتداءً خاندان کے تعلقات سے ملے ہوئے رہتے ہین اور اوسکے بعد ایک ایسا انتظام معاشرتی قائم ہوجاتا ہے کہ یہ جملہ تعلقات افراد کے آزادانہ معاہدہ سے پیدا ہوا کرتے ہین اور حالت سابقہ باقی نہین رہتی - ہماری تحققات مین ہر قدم ہمکو اس مسئلہ کی تکمیل کے قریب لے آتا ہے کہ افراد کے حقوق اور فرائض باہمی کا خود اونہین کے قابو مین رہنا ضرور ہے اور اون کی ترتیب بھی اونہین کے معاہدات باہمی کے ذریعہ سے ہونی چاہئے - یہ میلان قانون کے ہر شعبہ کے حالات تاریخی مین پایا جاتا ہے - چنانچہ قانون متعلقہ ملکیت مین یہ نمایان ہے - اسی طرح جب غلام کی ملازمت جبریہ کا رواج موقوف ہوا اور بجائے اوسکے ملازم خانگی کو بلا جبر و اکراہ ملازمت مین داخل کرنیکا طریقہ قائم ہوا تو اس حالت مین بھی اسی میلان کا وجود پایا جاتا ہے - زمانہ حال مین بھی

ہم دیکھتے ہین کہ روز بروز رشتہ ازدواج اور اون حقوق و فرائض کو
جو اوس سے پیدا ہوتے ہین بذریعہ معاہدہ فریقین ترتیب دینے کیطرف
میلان بڑہتا جاتا ہے اور پہلے یہ جو خیال تہا کہ یہ رشتہ محض قانون آلہی
کی بنا پر قائم ہوتا ہے جو دو اشخاص از قسم ذکور واناث کے ناقابل تاویل
اتحاد سے ملحق ہے اور بنیاد اسکی اون اشخاص کے قوائے
تناسلہ کے استفادہ باہمی پر ہے وہ اب باقی نہ رہا - زمانہ قدیم
مین جبکہ خاندان یا قوم کے باہر اختلاط لا معلوم یا نہایت ہی محدود تہا
بہت کم مواقع ایسے پیش آتے تہے جن سے کوئی ایسا واقعہ وقوع
مین آسکے جو زمانہ حال کے معاہدہ کے مشابہ ہو - بلا شبہ تبادلہ اشیا کا
دستور اپنی صورت ابتدائیہ مین رائج تہا لیکن یہ ایسے معاملات تہے کہ
ایک شئے کو دوسری شئے کے بدلے مین دیکر اوسیوقت طے
کر لئے جاتے تہے اور ظاہر اکسی وجوب آئندہ کے پیدا ہونے کا
موقع نہ پڑتا تہا - لیکن جبکہ انفرادی حیثیت سے انسان کا رسوخ خارجی دنیا پر
بڑہتا گیا اور معاشرتی اور تجارتی تعلقات کا دائرہ وسیع ہوتا گیا تو اس
امر کی ضرورت لاحق ہوئی کہ کوئی ایسا انتظام کیا جائے کہ ایک شخص
کوئی فعل اس اعتماد پر کر سکے کہ دوسرا شخص اوسکے لئے کوئی دوسرا فعل
زمانہ آئندہ مین کرنے کا اقرار کرے - جس زمانہ مین کہ تنازعات خانگی کو

تصفیہ کے لئے عدالتون کے تقرر کی ضرورت کا کسی کو خیال ہی نہ تہا
اور حق کا تصور ہنوز نا مکمل حالت مین تہا او سوقت ایک شخص کو ایک ایسے
وجوب کی تعمیل کے لئے جو اوسکے ہمسایہ نے اپنے ذمہ لیا ہو جو
اطمینان حاصل تہا وہ صرف یہی تہا کہ اوسکی نیک نیتی اور دیانت پر بھروسہ
کرے - قدیم رومیون کو اسکا بہت بڑا خیال تہا یہانتک کہ اونہون نے
ایمان کو ایک دیوتا کا رتبہ بخشا اور اسکی پرستش کے لئے ایک خاص طریقہ
مقرر کرکے اوسکی قدر و منزلت کے ثبوت مین ایک معبد تعمیر کیا اور
اس طور پر اس نیکی کے لئے اپنی تعظیم و تکریم کا اظہار کیا - یہ معبد اوس عام ایمان کے
یادگار کے طور پر قائم رہا جسکے لئے ابتدائی سلطنت جمہوری مشہور تہی اور
جسکا کہ اوسکو واجبی طور پر فخر تہا - نیک نیتی کا اقرار دہنے ہاتہہ کو جسکی نسبت
مخزن ایمان ہونے کا گمان تہا دوسرے کے دہنے ہاتہہ پر مار کر کیا
جاتا تہا اور خلاف ورزی کی صورت مین نیک نامی کا اتلاف لازم آتا تہا
اور بہت سے حقوق زائل ہوجاتے تہے - بوجہ اسکے کہ ایک
ایسے اقرار کی عدم تعمیل جو ایک دیوتا کے مواجہہ مین کیا جاتا تہا نہایت ہی
شاذ و نادر تہی (جسکی تصدیق آلس گیلیس نے کی ہے) فریب اور مغالطہ دہی کے لئے
کوئی چارہ کار مقرر کرنے کی ضرورت (سلطنت جمہوری کے ایام اخیر تک
جبکہ اخلاق مین فساد آپڑا) واقع نہین ہوئی - بذریعہ معاہدات کے

ایک دوسرے کو پابند کرنے کے لئے مذبح ہرقلس کے روبرو جو کہ بازار مویشی مین تعمیر کیا گیا تھا حاضر ہونے کے جس رواج کا ذکر ڈایونیسیئس نے کیا ہے اوس سے ہندوستان کے طالب علم کو اسی قسم کا ایک رواج یاد آئیگا جو ہندوستان مین جاری ہے اور جسکے مطابق ایک اہم معاہدہ کی تکمیل باقرار صالح ایک مسجد یا دیول مین کیجاتی ہے یا کسی نزاع کا تصفیہ ایک فریق کے حلف کی بنا پر بشرطیکہ وہ اسی قسم کی متبرک عمارت مین اٹھایا گیا ہو کیا جاتا ہے۔ اسی طرح قدیم مصرمین فریقین اپنے اپنے گواہون کے ساتھہ کسی عبادت گاہ کے دروازہ پر جاکر گواہون کے روبرو اپنے معاہدہ کی تکمیل کرتے تھے۔ یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ گواہون کے روبرو معاہدات کرنے کی اہمیت تاکہ اونکی تشہیر ہو اور وہ آیندہ ثابت کئے جاسکین جسطرح قدیم قانون روما کے ساتھہ مخصوص تھی اوسی طرح قوانین ہنود و انگلوسیکسن کے ساتھہ بھی ہے۔ قانون روما مین معاہدات قرضہ کی تکمیل کے وقت علاوہ ترازو بردار کے پانچ گواہون کی ضرورت ہوتی تھی اور قانون مندرجہ الواح اثنا عشرمین یہ حکم تھا کہ اگر انمین سے کوئی گواہ بروقت ضرورت شہادت دینے سے انکار کرے تو وہ ذلیل سمجھا جائے اور کسی ایسی دستاویز کی تکمیل کرنے یا اوسپر بحیثیت گواہ تصدیق کرنے یا اوس سے کسی قسم کا فائدہ اٹھانے کے ناقابل قرار دیا

جسپر گواہون کی تصدیق کی ضرورت ہو۔ اسی طرح پر نارد یہ قاعدہ ظاہر
کرتا ہے کہ کسی معاملہ کے ثبوت کیلئے کم از کم تین گواہون کی ضرورت ہے[۱]۔
اور انگلو سکسنو نمین معاہدہ بیع واجب التعمیل نہ تہا اِلّا اوس صورت مین کہ وہ دو
یا تین گواہان سرکاری کی مواجہہ مین کیا جائی جو ان اغراض کیلئے ہر قصبہ مین مقرر کئے
جاتے تہے۔ ان گواہان تصدیق کنندہ کی راست گوئی پر بہی بہت زور دیا گیا ہے۔
ہندو مقنن مذکور کہتا ہی کہ جب تو شہادت دینے کیلئے آتا ہی تو تیرے آباواجداد اس
تردد مین ہتے ہین کہ آیا تو ہمکو دوزخ سے بچائیگا یا اوسمین دہکیل دیگا"[۲]۔ اور اگر یہ
کہا جائی کہ زمانہ حال مین ہندو اپنی راست گوئی کیلئے مشہور نہین ہی تو کم از کم وہ
یہ ظاہر کرسکتا ہی کہ قدیم مقننین یہ تعلیم دیتے تھے کہ "راست گوئی انسان کی روح ہی"۔
درحقیقت زمانہ قدیم کی متعلق جبکہ لوگون کو محض اون اشخاص کی دیانت پر جنکی ساتھہ
وہ معاملہ کرتے تہے بھروسہ کرنا پڑتا تہا اور معاہدات کی تکمیل زبانی ہوتی تہی یہ فرض
کرنا آسان ہے کہ نیک نیتی اور صداقت کی صفات کی قدرومنزلت بدرجہ غایت
ہوتی ہوگی اور دروغ گوئی ایک نہایت ہی سنگین جرم قرار دیجاتی ہوگی۔ ایسے
زمانہ مین بقول نارد "ہر چیز صداقت پر مبنی ہے"[۳] پس جیسا کہ لانتزی نامی ایک
فیلسوف چین نے بیان کیا ہے "جو شخص دانشمند ہوتا ہے وہ اپنے معاہدہ کا پابند رہتا"

(۱) منا کشرا باب ۲ فصل ۱ فقرہ ۵ و ۶ - (۲) توضیح نارد مولفہ جالی صفحہ ۲۲ -
(۳) ترجمہ جالی باب ۵ فقرہ ۶۸ صفحہ ۴۲ و ۴۳ -

اور دوسرون پر جبر نہین کرتا"(۱) صرف ایک ہی صورت مستثنی تھی جسمین شاستر ہنود کے بموجب جھوٹ بولنا جائز سمجھا جاتا تھا(۲) احکام منو کے برہمن مولفون نے خود اپنے ہی فرقہ کا لحاظ رکھکر یہ قاعدہ مقرر کیا کہ درصورت ایک ایسے وعدہ کی جو ایک برہمن کی حفاظت کیلئے کیا گیا ہو اگر دروغ حلفی کیجائے تو یہ کوئی گناہ عظیم نہین ہے -

معاہدہ کی ابتدائی شکلیت

(۱۹۷) منجملہ اون ابتدائی معاہدات کے جو انسان کو اپنی زندگی کی ضرورتون کی لحاظ سے مجبوراً کرنے پڑتے ہین ایک معاہدہ وہ ہی جو قرض لینے کے طریقہ پر مبنی ہے - یہ ایک ایسا طریقہ ہی جسکی رو سے ایک شخص جسکے ذرایع آمدنی استقدر کافی نہین ہین کہ اون سے اوسکی موجودہ حاجتین رفع ہوسکین اپنے متمول ہمسایہ کے زیادہ وسیع ذرایع سے بعوض ادا ل مستفید ہوسکتا ہی - روما مین اس قسم کے معاملہ کو "نیکسم" کہتے تھے اور یہ اسطرح عمل مین آتا تھا کہ ایک شخص پانچ گواہون کے روبرو رقم بذریعہ ترازو تولتا تھا جو بشرط واپسی دیجاتی تھی - لیکن اس سے پیشتر کے زمانہ مین جبکہ قیمت بذریعہ گوسفند یا مویشی ادا کیجاتی تھی اور ہنوز فلزات کو اس کام مین لانے کا طریقہ جاری نہ تہا اور جائداد کا بڑا حصہ غلام اور مویشی کی شکل مین تہا معاملہ بیع اس طور پر کیا جاتا تہا کہ بایع شئے خرید شدہ کو مشتری کے ہاتھہ مین دیدیتا تہا اور مشتری اوسیوقت بایع کو قیمت معہودہ ادا کرتا تہا - الغرض جون جون زمانہ قدیم کے

(۱) ترجمہ تو تھو کنگ جو اخبار سوفیسٹ بابت جولائی ۱۸۹۵ء صفحہ ۱۰ مین طبع ہوا ہے - (۲) منو باب ۸ شلوک ۱۱۲ -

معاہدات کے حالات ہم دریافت کرتے جائنگے اوسیقدر زیادہ سختی اون ضوابط اور طرق معینہ مین پائی جائیگی جنکی پابندی قبل اسکے کہ معاہدات قانوناً جائز قرار دئے جائین ہونی چاہئے۔ چنانچہ ابتدأ پانچ گواہون کی حاضری کی ضرورت تہی۔ اسکے بعد چند خاص لفاظ کا زبان سے نکالا جانا لازم تہا۔ بعد ازان ضمانت لینے کا طریقہ مقرر ہوا جبکہ تجارت بڑہتی گئی اور رعایای ممالک غیر کے ساتہ تعلقات وسیع ہوتے گئے تو وہ معاہدات جو محض فریقین کی رضا و رغبت پر مبنی ہوتے ہین اوجنہین روما کے قدیم قانون دیوانی کی عجیب خصوصیتونمین سے کوئی خصوصیت موجود نہ تہی زندگی روزمرہ کی نہایت ہی معمولی معاملاتمین سے چار معاملات یعنی بیع و عاریت و شراکت و کارندگی کے متعلق جاری ہوئے اور ایسے معاہدات کی بذریعہ نالشات عدالتی جبراً تعمیل کرانے کی اجازت دیگئی۔ یہ قاعدہ نشوونما کا جس سے تمام امور متعلقہ ضابطہ و معاہدہ قانونی مین وہ قانون جو ابتدأ سخت تہا رفتہ رفتہ نرم ہوتا جاتا ہے قریب قریب جملہ اقوام کے قانون کی ترقی کے ساتہ مخصوص ہے۔ مثلاً انگلستانمین تیرہوین صدی کے وسط مین بہی وہ معاملات جو محض فریقین کی رضا و رغبت سے تکمیل پاتے ہین اوسیقدر کم نافذ تہے جیسے کہ روما مین ابتدأ تہے۔ ایک اور مثال اسکی قوانین انگلستان و جرمنی مین معاملات قرضہ کے حالات تاریخی سے ملسکتی ہے جو کسی نے ہنوز مکمل طور پر نہین لکہے ہین لیکن جنکی ایک مختصر کیفیت مسٹر او ڈبلیو ہولمس نے اپنی کتاب متعلقہ کامن لا مین نہایت عمدگی

بیان کی ہے[1] - یہ امر نہایت ضروری ہے کہ طالب علم اصول قانون اس قاعدہ
نشو و نما سے بخوبی واقف ہو اور یہ بھی سمجھ لے کہ گو زمانہ حال مین تجارت
کی بے انتہا ترقی نے معاملات تجارتی مین بہ نسبت زمانہ سابق کے زیادہ
پیچیدگی پیدا کر دی ہے مگر وہ اصل قواعد جو زمانہ حال مین قانون تجارتی سے
متعلق ہین نفس الامر مین اون قواعد سے مختلف نہین ہین جو اصول قانون روما مین
مندرج ہین - بلا شبہ نشو و نما کے قانون قدرتی نے ضروریات زمان و مکان کے
لحاظ سے تبدیلیان قائم کی ہین - قانون امانت اب مکمل ہوگیا ہے اور جن
اصول قانون تجارت سے مقننین روما واقف تھے اونمین اب قانون متعلقہ پرامیسری نوٹ
و بل آف ایکسچنج و بیمہ اضافہ کیا گیا ہے - لیکن زمانہ حال کے تمام قانون معاہدہ
کی بنیاد قانون روما پر مبنی ہے اور اوسکے حالات تاریخی محض اس مسئلہ کی
صداقت کو ثابت کرتے ہین کہ "اسما ممکن التغیر ہین لیکن اشیا ناممکن التغیر ہین" - فی الواقع
نام بدل گئے ہین لیکن وہ اصول جو عقل و معمولی سمجھ اور نیک نیتی اور انصاف پر
مبنی ہین ہنوز قائم اور بمنزلہ اوس بنیاد کے ہین جسپر زمانہ حال کا قانون معاہدہ بنایا
گیا ہے -

اجزائے معاہدہ

(۱۹۸) معاملہ جو از روئے قانون نافذ ہو سکتا ہے قانونی
اصطلاح مین **معاہدہ** کہلاتا ہے[2] اگر ہم معاہدہ کا تجزیہ کرین تو واضح ہوگا

(۱) باب ۱۰ صفحہ ۲۴۴ تا ۲۸۸ - (۲) قانون معاہدہ مجریہ ہند دفعہ ۲ -

کہ اِسکے اجزا حسب ذیل ہین[1]

(۱) چند اشخاص جو معاہدہ کرنے کے مجاز ہون

(۲) فعل دو جانبہ جسکے ذریعہ سے فریقین اظہار معاملہ کرین -

(۳) امر معہودہ جو (الف) ممکن اور (ب) جائز اور (ج) اس نوعیت کا ہو کہ اوس سے ایک ایسا نتیجہ پیدا ہو جو قانوناً واجب التعمیل اور فریقین کے تعلقات باہمی پر موثر ہو -

(۴) اکثر صورتون مین پابندی طریقہ معینہ کی یا کوئی واقعہ جس سے وجہ تحریک معاملہ کی پائی جائے -

اب ہم انمین سے ہر جزو پر علیحدہ علیحدہ غور کرینگے -

فریقین جو معاہدہ کرینگے کی تعداد

(۱۹۹) چونکہ معاہدہ محض ایک اصطلاحی نام ہے ایسی معاملہ کا جو از روئے قانون نافذ ہو سکتا ہے لہذا ظاہر ہے کہ اسکے لئے کم از کم دو فریق ہونے چاہئین اور یہ دونون فریق متفق الرائے ہون اور اِن باہمی اتفاق سے اونکے حقوق مشخص ہو جائین یا اونکا مشخص ہو جانا مقصود ہو - یہ عہد کہ مین خود اپنی ذات کو کچھہ روپیہ ادا کرونگا بحسب مفہوم قانون کوئی عہد نہین ہے کیونکہ اوس سے کوئی وجوب قانوناً قائم نہین ہوتا -[2] چنانچہ ایک کمپنی کے دو مختلف صیغہ جات تھے ایک صیغہ

---

(۱) اصول قانون معاہدہ مولفہ پالک صفحہ ۱۲ و ۱۳ انگلو انڈین کوڈ مولفہ اسٹوکس جلد ۱ صفحہ ۴۹۲ - (۲) چنانچہ جسٹس پولاک نے مقدمہ مالک بنام لواکسچکر جلد ۲ صفحہ ۹۰ میں بیان کیا ہے کہ میرے خیال مین ایسا معاہدہ بے معنی ہے - مین نہین جانتا کہ قانون اسکے کیا معنی ہو سکتے ہین کہ ایک شخص اپنی ذات کو کچھہ رقم ادا کریگا نیز دیکھو قانون معاہدہ مولفہ کلارک صفحہ ۱۷۴ - اور قوانین سیلیکشن جلد ۱ صفحہ ۲۲۹ و بحث دوم (۱۲ و ۱۳)

بیمہ کا تھا اور دوسرا مطالبات سالانہ کا تو اسصورت مین یہ قرار پایا کہ صیغہ آخر الذکر صیغہ اول الذکر کے ساتھہ جائز طور پر معاہدہ نہین کرسکتا[1] پس ضرور ہے کہ معاہدہ کیواسطے کم سی کم دو جداگانہ فریق ہون یعنی معاہد اور معاہد لہُ علاوہ اسکے یہ بھی ضرور ہی کہ فریقین معاہدہ کرنیکے مجاز ہون - اسبارہ مین قانون معاہدہ مجریہ ہند مین حکم ہی کہ ہر وہ شخص مجاز معاہدہ ہے جو بعمر بلوغ مطابق اُس آئین کی جسکا کہ وہ تابع ہے پہونچ گیا ہو اور جو صحیح العقل ہو اور از روئی کسی آئین کے جسکا کہ وہ تابع ہے معاہدہ کرنیکے ناقابل نہو[2]

فعل دو جانبہ

(۲۰۰) اگر ہر معاہدہ پر فی نفسہ خارجی طور پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ دو افعال قانونی پر مشتمل ہے - ایک جانب ایجاب ہوتا ہی اور دوسری جانب **قبول ایجاب**[3] ایک فریق دوسرے سی کسی امر کے عمل مین لانے یا اوس سے اجتناب کرنیکے لئی اپنی رضامندی ظاہر کرتا ہے اور دوسرا فریق اپنی منظوری

(۱) گرسے بنام ایلیسن لا رپورٹ مرتبہ کیفرڈ جلد ۱ صفحہ ۴۴۳ -

(۲) دفعہ ۱۱ قانون معاہدہ ایکٹ نمبر ۹ مصدرہ ۱۸۷۲ء چونکہ نابالغ معاہدہ کرنیکا مجاز نہین ہے اسلئی جو معاملات اوس نے کئی ہون وہ کالعدم ہین کہ ٹکسن الا لنقباتی نمبر ۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء - انڈین لا رپورٹ جلد ۴ کلکتہ صفحہ ۲۶۵ - نیز دیکھو نمبر ۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء نابالغی کا عذر فریق ثانی کی تائید دعوی کی میابی کیساتھہ نہین پیش کیا جا سکتا - انڈین لا رپورٹ ۱۸۹۸ء - انڈین لا رپورٹ جلد ۲ کلکتہ صفحہ ۱۳۴ - اور نہ ایک نابالغ جس نے اپنی تئین بالغ بیان کیا ہو ایکایسے مقدمہ مین جو اوس نے معاہدہ کو برنبائے نابالغی فسخ کرنیکی غرض سی دائر کیا ہو اسکے خلاف کوئی دوسرا بیان پیش کرسکتا ہی - انڈین لا رپورٹ جلد ۱۲ بمبئی صفحہ ۴۹۰ ۱۸۹۶ء -

(۳) دفعہ ۲ قانون مؤلفہ کینٹ صفحہ ۱۳۱ -

اوس عمل یا اجتناب کی نسبت ظاہر کرتا ہے[۱] ایجاب جسوقت قبول کیا جائے عہد ہوجاتا ہے اور ہر عہد اور ہر اجتماع عہود جو باہم اسطور پر ہون کہ ہر ایک اونمین سے واسطے دوسرے کے بدل ہو **معاملہ** ہے اور ہر معاملہ جو از روے قانون نافذ ہوسکتا ہو **معاہدہ** ہے - ایجاب کو عہد کے رتبہ پر پہونچانیکے لئے ضرور ہے کہ قبول قطعی اور بلا شرط ہو اور اظہار اوسکا کسی طریق معمولی و قرین عقل پر ہو اِلّا اوس حال مین کہ ایجاب مین وہ طریقہ بیان کیا جائے جسکے مطابق اوس ایجاب کو قبول کرنا چاہیے - اگر ایجاب مین وہ طریقہ بیان کیا گیا ہو جسکے مطابق اوسکو قبول کرنا چاہیے اور قبول اس طریقہ کے بموجب نہو تو ایجاب کنندہ کو اختیار ہے کہ جب قبول کا اظہار اوس سے کیا جائے تو اوسکے بعد عرصہ مناسب مین اس بات پر اصرار کرے کہ اوسکا ایجاب اُسی طریقہ کے بموجب ہونا چاہیے جیسا کہ بیان کیا گیا اور کسی دوسرے طریقہ کے بموجب نہیں لیکن اگر ایجاب کنندہ اصرار نہ کرے تو یہ سمجھا جائیگا کہ اوس نے قبول کو منظور کرلیا[۲] مثلاً جبکہ مال کسی خاص وجہ سے ایک غیر معمولی راستہ سے منگوایا گیا لیکن قبل اسکے کہ مال روانہ کیا جائے وہ وجہ باقی نہ رہی اور مال معمولی راستہ سے بہیجا گیا تو کوئنس بنچ نے تجویز کی کہ چونکہ مشتری نے اسکو منظور کرلیا اسلئے یہ سمجھا جائیگا کہ کافی تعمیل اصل معاہدہ کی

ایجاب کا قبول کیسا ہونا چاہئے

(۱) انگلو انڈین کوڈ مولفہ اسٹوکس جلد ۱ صفحہ ۴۹۲ -

(۲) دفعہ ۷ - ایکٹ ۹ بابت ۱۸۷۲ء

ہوئی نہ کسی دوسرے معاہدہ کی جو بعوض اسکی قائم ہوا ہو اور اسلئے ایسی دوسرے معاہدہ مبنہ کی یادداشت خاص کی پابندی احکام اسٹیٹوٹ آف فراڈ ضرورت نہ تھی۔[1]

ایجاب و قبول کا اظہار اور استرداد

(۲۰۱) محض یہ امر کہ ایک فریق نے دوسرے سے ایجاب کیا اوس فریق کو اپنے ایجاب کے استرداد سے روک سکتا ہے اور بدینوجہ دوسرا فریق اس بات کا مستحق ہو سکتا ہے کہ اسکی تعمیل پر اصرار کرے گو ایجاب کنندہ کو بوقت استرداد دوسرے فریق کے قبول کی اطلاع نہو۔ اس لحاظ قانون ہند مین صریح قواعد اس امر کے متعلق منضبط ہین کہ ایجاب اور قبول ایجاب کا اظہار کسوقت مکمل ہوتا ہے۔[2] ایجاب کا اظہار اوسوقت مکمل ہوتا ہے جبکہ وہ اوس شخص کو معلوم ہو جس سے کہ ایجاب کیا جائے اور قبول ایجاب کا اظہار بمقابلہ ایجاب کرنے والے کے اوسوقت مکمل ہوتا ہے جبکہ کلام قبول ایجاب کرنے والے کے پاس پہونچنے کی ایسی سبیل مین ہو کہ قبول کرنیوالے کے اختیار سے باہر ہو جائے اور بمقابلہ قبول کرنیوالے کے اوسوقت

(۱) لیتھم کلاتھ کمپنی بنام ہیروسمس۔ لا رپورٹ کوئنس بنچ جلد ۰ صفحہ ۱۴۰۔

(۲) دیکھو ایک عجیب مقدمہ متعلقہ معاملہ خرید و فروخت بذریعہ تار برقی جسمین یہ قرار پایا کہ قبول ایجاب صریحی ہونا چاہئے اور معنوی نہین ہو سکتا۔ ہاروی بنام فیسی (۱۸۹۳ء) مقدمات اپیل صفحہ ۵۵۲۔

مکمل ہی جب اُس قبول کا علم ایجاب کرنے والے کو حاصل ہو۔ مثلاً جب فریقین بذریعہ خط وکتابت معاہدہ کرین تو ایجاب اسوقت مکمل ہوتا ہے جبکہ خط جسمین کلام ایجاب مندرج ہو اوس شخص کے پاس پہونچے جسکے نام وہ لکھا گیا ہو لیکن قبول ایجاب بمقابلہ ایجاب کنندہ کے اُسوقت جبکہ خط ڈاک مین ڈالا جائے اور بمقابلہ قبول کرنیوالے کے اوسوقت جبکہ خط ایجاب کنندہ کو وصول ہو مکمل ہوتا ہے۔ پس یہ ہوسکتا ہی کہ ایجاب کنندہ پر تو پابندی ایسے قبول کی جسکا علم اوسکو حاصل نہوا ہو لازم ہو اور قبول کرنے والا تمام ذمہ داری سے جو اپنے قبول سے پیدا ہو بری ہو (۱) برعکس اسکے استرداد ایجاب کا جو قبل ڈاک مین ڈالی جانے خط مشعر اظہار قبول کے روانہ ہو چکا ہو بروقت منتصور ہوگا باوجود اسکے کہ وہ قبول کرنے والے کے پاس بعد اسکے کہ اوس نے خط مشعر اظہار قبول کو ڈاک مین ڈال دیا پہونچے۔ انگلستان اور امریکہ مین قاعدہ کسیقدر مختلف ہے وہان یہ امر اس سوال پر منحصر ہے کہ آیا استرداد کا اظہار قبل اسکے کہ خط مشعر اظہار قبول ڈاک مین ڈالا گیا وصول ہوا تھا یا نہین نہ اس سوال پر کہ وہ پہلے لکھا گیا یا پہلے ڈاک مین ڈالا گیا یا نہین (۲) اسپارہ این قانون ہند مین قدیم قانون دیوانی کا قاعدہ اخذ کیا گیا ہے جسکی رو سے یہ ضروری تھا کہ جسوقت معاہدہ بذریعہ قبول

(۱) انگلو انڈین کوڈس مولفۂ اسٹوکس جلد ۱ صفحہ ۳۹۴۔

(۲) قانون معاہدات مولفۂ جے آئی کلارک ہیر صفحہ ۲۶ و ۲۸ و ۳۔ نیز دیکھو مقدمہ بیرن بنام دوان ٹین ہوتن کامن پلیز ڈیویژن لا رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۳۴۴۔

مکمل ہوا اوسوقت دونون فریقین ایک غرض مشترک کی بابت متفق الرائے ہون اور ایجاب بعد اسکے کہ مسترد کیا جائے قبول نہین کیا جا سکتا گو درحقیقت استرداد کی اطلاع نہ پہونچائی گئی ہو[1] لارڈ جسٹیس بووین نے بیان کیا ہے کہ یہ مسئلہ کہ قبول ایجاب کا اظہار ہونا چاہئے محتاج اس تشریح کا ہے کہ چونکہ قبول ایجاب کا اظہار ایجاب کرنیوالے کے فائدہ کے لئے ضروری ہے اسلئے اگر ایجاب کرنیوالا مناسب سمجھے تو ایسے اظہار سے درگذر کرے اور اگر وہ اپنے ایجاب مین صراحتاً یا معناً ظاہر کرے کہ اوسکو قبول ایجاب کی اطلاع دئے بغیر اوس ایجاب کی مطابق عمل کرنا کافی ہوگا تو شرط کی تعمیل بغیر اظہار کے بمنزلہ قبول ہوگی۔ مثلاً جبکہ مدعا علیہم نے جو کہ کاربولیک اسموک بال“ نامی ایک دوا کے مالک تھے ایک اشتہار جاری کیا جسمین اونھون نے کسی ایسے شخص کو جو بعد اسکے کہ اوس نے اونکی دوا کو ایک خاص طریقے سے اور مدت معین تک استعمال کیا ہو مرض ”انفلیوانزا“ میں مبتلا ہو ایک سو پونڈ دینے کے لئے آمادگی ظاہر کی تو تجویز ہوئی کہ تعمیل شرط سے پیشتر قبول ایجاب کے اظہار کی ضرورت نہ تھی اور بوجہ اسکے کہ شرط کی تعمیل ہو چکی تھی اظہار قبول سے درگذر کیا گیا[2]

(۲۰۲) ایجاب مندرجہ ذیل طریقون سے کسی ایک طریقہ سے

استرداد کس طرح ہوتا ہے

(۱) قانون معاہدات مولفہ جے آئی کلارک ہیر صفحہ ۲۶۳- (۲) کارلیل بنام کاربولیک اسموک بال کمپنی (۱۸۹۳ء) کوئنس بنچ جلد ۱ صفحہ ۲۶۹-

مسترد ہوسکتا ہے - (۱) ایجاب کنندہ فریق ثانی کو استرداد کی اطلاع پہونچا دے (۲) ایجاب کے قبول کیواسطے جو وقت مقرر کیا گیا ہو وہ منقضی ہو جائے یا جس حالمین کہ کوئی وقت مقرر نہوا ہو قبول کے ظاہر کرنیکے بغیر ایک عرصہ مناسب منقضی ہو - (۳) جب قبول کرنے والا ایفا ایسی شرط کا نہ کرے جوکہ قبول پر مقدم ہو - (۴) ایجاب کرنے والے کی وفات یا اوسکے مجنون ہوجانے سے اوس حالمین کہ اوسکی وفات یا اوسکا مجنون ہوجانا قبول کرنے والے کو قبول سے پہلے معلوم ہوگیا ہو۔[1]

معاہدات جو بغیر رضامندی آزادانہ کیگئی ہون قابل انفساخ ہین

(۲۰۳) لیکن ضرور ہے کہ فعل دوجانبہ جس سے معاملہ ہوتا ہے بوجہ جبر یادباب ناجائز یا فریب یا خلاف بیانی[2] واقع نہوا ہو اور وہ فریق جسکی رضامندی اس نہج پر پیدا کیگئی ہو مجاز ہے کہ معاہدہ کی پابندی سے انکار کرے - یا اگر اوسکی رضامندی فریب یا خلاف بیانی سے پیدا کیگئی ہو تو اوسے اختیار ہے کہ اگر مناسب جانے تو اوس معاہدہ کے ایفا پر اور اس بات پر اصرار کرے کہ اوسکے حق مین عمل اوس معاہدہ پر اوسی نہج پر ہوجانا چاہئے جس نہج پر کہ اوس بیان کے سچے ہونیکی صورت مین ہوتا - لیکن قاعدہ اول الذکر کے متعلق ایک مستثنی ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر اوس فریق کو جسکی رضامندی اس نہج پر پیدا کیگئی ہو معمولی درجہ کی سعی سے سچ دریافت

(۱) قانون معاہدہ ہند دفعہ ۶ - (۲) ان اصطلاحات کے معنے فقرہ (۴۹) کتاب ہذا مین بیان کئے گئے ہین۔

کرنیکے وسائل حاصل ہون تو او سے معاہدہ کو ممکن الانفساخ قرار دینے کا حق باقی نہ رہیگا۔[1] نیز جب فریقین معاملہ کسی امر واقعہ کی نسبت جو نفس معاملہ ہے غلطی مین ہون (بشرطیکہ ایسی غلطی ماسوا ئے رائے غلط نسبت تشخیص مالیت اُس شئے کے ہو جسکی بابت معاملہ ہو) تو قانون ہند کے بموجب وہ معاملہ کالعدم ہوگا۔[2]

"کالعدم" اور "ممکن الانفساخ" مین جو فرق ہے وہ اسطرح بیان کیا جا سکتا ہے لفظ اول الذکر ایک ایسے معاملہ کے اظہار کے لئے مقصود ہے جو ازروئے قانون نافذ نہین ہوسکتا۔ اور جو معاملہ کہ فریقین مین سے ایک یا زیادہ کی مرضی پر ازروئے قانون نافذ ہوسکتا ہو لیکن دوسرے یا دوسرون کی مرضی پر نہو سکتا ہو وہ "ممکن الانفساخ" کہلاتا ہے۔[3]

معاملہ کا اظہار کسطرح ہونا چاہئے

(۲۰۴) ایڈورڈ چہارم کے عہد مین چیف جسٹس برائین نے کس لطیف پیرایہ مین بیان کیا تہا کہ "یہ ایک معمولی قاعدہ ہے کہ انسان کا باطن قابل تجویز عدالت نہین ہے کیونکہ خود شیطان ہی نہین جانتا کہ انسان کا باطن کیا ہے"[4] لیکن اگر عام طور پر دیکہا جائے تو یہ رائے ٹہیک نہین ہے

(۱) دفعہ ۱۹ قانون معاہدہ ہند۔ (۲) دفعہ ۲۰ قانون معاہدہ ہند۔ نیز دیکہو انڈین لارپورٹ جلد ۳ کلکتہ صفحہ ۲۰۲ ۔ جلد ۶ ایضاً صفحہ ۶۰۴ ۔ (۳) دفعہ ۲ قانون معاہدہ ہند۔ نیز دیکہو فقرہ (۵۵) کتاب ہذا۔ (۴) لارڈ بلیکبرن بمقدمہ بروگڈن بنام مٹرو پولیٹن ریلوے کمپنی لا رپورٹ مقدمات اپیل جلد ۲ صفحہ ۶۹۲ ۔ اُصول قانون مولفہ ہالینڈ صفحہ ۲۲۲ طبع سوم۔ قانون معاہدات مولفہ انسن طبع چہارم صفحہ ۱۶ ۔

کیونکہ مقدمات فوجداری مین عدالتون کو اکثر اس امر کی تحقیق کے لئے کہ آیا ایک شخص کی نیت مین خباثت یا فریب یا بد دیانتی ہے یا نہین اوسکے باطن کا تجزیہ کرنا پڑتا ہے۔ پس ان معنو مین انسان کا باطن قابل تجویز عدالت ہے۔ مگر فاضل چیف جسٹس ایک ایسے قبول ایجاب پر بحث کر رہے تھے کہ جسکا اظہار نہین ہوا تھا اور ایسے امر کے متعلق اونکا بیان بلاشبہ ہوشیار و صحیح ہے۔ جو معاملہ ایجاب قبول شدہ سے پیدا ہوا اوسکے لئے ضرور ہے کہ وہ بذریعہ الفاظ یا اشارات یا طریق عمل کے جو اس خارجی کو محسوس کرایا جائے ہر مقدمہ مین سوال ایک ہی ہوگا یعنے یہ کہ آیا ایجاب کی شرایط کی کامل اطلاع قبول کنندہ کو ہوچکی تھی یا نہین اور آیا اوس نے اونکو قبول کیا یا نہین۔ انگلستانی تجویز عدالت کا میلان اس قاعدہ عام کیطرف ہے کہ اگر کوئی شخص ایک دستاویز کو جسمین شرایط ایجاب کا مندرج ہونا معلوم ہوتا ہو قبول کرے تو وہ جملہ شرایط کا پابند ہوجاتا گو وہ اونکو مشتمل پاکر اونکے وجود سے ہی مطلع ہونیکی تکلیف نہ اٹھاسکے[۱]۔ اس قاعدہ کے سمجھنے مین آنے کے لئے اون مقدمات سے ایک تمثیل دیکھا سکتی ہے جو اکثر اوس صورت مین پیدا ہوتے ہین جبکہ کسی ریلوے کمپنی کے ساتھ مدعی یا اوسکے سامان کے بحفاظت لے جانے یا ایک حجرہ مین اوسکی سامان کے امانتاً رکھے جانے کے بارہ مین معاہدہ کیا گیا ہو۔ ایسے مقدمات

---

(۱) قانون معاہدات مولفۂ انسن صفحہ ۱۵۔

متعلق لارڈ جسٹس میلیش نے اختصار کے ساتھ حسب ذیل قانون بیان کیا ہے - اگر اوس شخص نے جسکو ٹکٹ دیا گیا ہو یہ نہ دیکھا ہو یا اوسے اس بات کا علم نہو کہ اوس ٹکٹ پر کچھہ لکھا گیا ہے تو شرائط کی پابندی اوسپر لازم نہیں ہے اگر وہ یہ جانتا ہو کہ ٹکٹ پر کچھہ لکھا گیا ہے اور جانتا یا باور کرتا ہو کہ جو کچھہ لکھا گیا ہے وہ شرائط پر مشتمل ہے تو اوسپر شرائط کی پابندی لازمی ہے - اگر وہ یہ جانتا ہو کہ ٹکٹ پر کچھہ لکھا گیا ہے مگر یہ نہ جانتا یا باور کرتا ہو کہ جو کچھہ لکھا گیا ہے وہ شرائط پر مشتمل ہے تو بہی اوسپر پابندی لازم ہوگی بشرطیکہ ٹکٹ کا اس طور پر اوسکے حوالے کیا جانا کہ جو کچھہ اوسپر لکھا ہوا ہے اوسکو وہ دیکھہ سکے جوری کی رائے میں اس امر کا مناسب اعلان ہو کہ اوسمیں شرائط مندرج ہیں[1] منجملہ مقدمات متذکرہ صدر قسم اول کے مقدمات کی مثال مقدمہ ہنڈرسن بنام اسٹیونسن[2] اور قسم دوم کی مقدمہ پارکر بنام ساوتہہ ایسٹرن ریلوے کمپنی[3] سے ملسکتی ہے

قانون معاہدہ مجریہ ہند کی رو سے اگر ایجاب یا قبول کسی عہد کا بذریعہ الفاظ کے کیا جائے تو وہ عہد صریحی ہے اور اگر بجز الفاظ کے اور طور پر کیا جائے تو وہ عہد معنوی ہے[4] پس اگر ایک گونگا شخص اشارونکے

---

(۱) پارکر بنام ساوتہہ ایسٹرن ریلوے کمپنی لارپورٹس کامن پلیز ڈیویژن جلد ۲ صفحہ ۴۲۳ -

(۲) لارپورٹ ہاؤس آف لارڈس سکاٹیش اپیلس جلد ۲ صفحہ ۴۷۰ -

(۳) لارپورٹ کوئنس بنچ ڈیویژن جلد ۱ صفحہ ۵۱۵ - (۴) دفعہ ۹ -

ذریعے سے ایجاب کو قبول کرے تو قانون ہند کے مطابق یہ صرف عہد معنوی ہوگا جو کسی قدر عجیب معلوم ہوتا ہے۔ ٹھیک تو یہ ہوگا کہ وہ تمام معاہدے جو محض طریق عمل سے مستنبط ہوں معنوی قرار دئے جائیں اور باقی سب عہود صریحی میں شامل کئے جائیں [۱]

بذریعہ کارندہ ہو سکتا ہے

(۲۰۵) ایجاب اور قبول ایجاب نہ صرف خود فریقین کی جانب سے بلا واسطہ ہو سکتا ہے بلکہ بذریعہ کارندگان مجاز کے بھی [۲] ایسی صورت میں تو یہ مشہور قاعدہ قانون کہ جو شخص کوئی فعل کسی دوسرے شخص کی وساطت سے کرتا ہے اوسکی نسبت بھی تصور کیا جائیگا کہ وہ فعل خود اوسی نے کیا متعلق ہے۔ اس لحاظ سے یہ قرار پایا ہے کہ کارندہ کا فعل مالک ہی کا فعل ہے بشرطیکہ وہ کارندہ کے حیطۂ اختیار کے اندر کیا گیا ہو۔ لیکن جس حال میں کہ کوئی شخص جو یہ ظاہر کرے کہ میں دوسرے کا کارندہ ہوں معاہدہ کرنے کے وقت اوس دوسرے شخص کیطرف سے کام کرنے کا مجاز نہو جسکا کارندہ

(۱) اصول قانون مولفۂ ہالینڈ صفحہ ۲۲۲ طبع سوم۔ (۲) قدیم قانون رومامین اور نیز قانون مصر مین عام طور پر کارندگی کی اجازت نہین تہی۔ چنانچہ الپیئن کہتا ہے کہ کوئی شخص دوسرے کیطرف سے عدالت مین نالش نہین کر سکتا (ڈائجسٹ ۵۰۔ ۱۷۔ ۱۲۳) لیکن عوام الناس درا و لیا اس قاعدہ سے مستثنیٰ تہے (قوانین جسٹینین ۴۔ ۱۰) اسیطرح بچے اور صغیر تو ن کے کہ ضمن اشخاص کسی شخص کی نگرانی مین ہون کوئی شخص ثالث دوسرے کی جانب سے کوئی معاہدہ جائز نہین کر سکتا تہا (گیئس ۳۔ ۱۰۳) قانون روما کا یہ قدیم قاعدہ مصر کے قدیم قانونین بھی پایا جاتا ہے۔

ہونا وہ بیان کرتا ہے تو وہ بذریعہ منظوری مابعد کے اوس شخص کا رندہ بابت اون افعال کے جو اوس نے کئے ہون قرار دیا جاسکتا ہے[1]۔ یہ ایک مثال اس مسئلہ قانونی کی ہے کہ "منظوری ہر ایسے فعل کی جو کیا جاچکا ہو ابتداسے اثر پذیر ہوگی اور بمنزلہ حکم سابق کے ہے"۔ لیکن اسکے متعلق ایک اہم مستثنی ہے۔ جو فعل ایک شخص دوسرے کیطرف سے بلا اجازت اوس دوسرے شخص کے عمل مین لائے اور وہ ایسا ہو کہ اگر با جازت عمل مین لایا جاتا تو ایک شخص ثالث کے ہرجہ یا انقطاع حق یا استحقاق کا باعث ہوتا وہ فعل منظوری کے باعث اوس تاثیر کے پیدا کرنیکی وجہ نہین ہوسکتا[2]۔ مثلاً اگر زید کے پاس عمر کی طرف سے ایک پٹہ ہو جو تین مہینے کی اطلاع پر منقضی المیعاد ہوجائیگا اور بکر ایک شخص غیر مجاز اطلاع انقضائی میعاد کی زید کو دے تو ایسی صورت مین اس اطلاع کی منظوری منجانب عمر ایسی تاثیر نہین رکھہ سکتی کہ زید پر واجب الاتباع ہو[3]۔ یا اگر زید جو ایک بل آف ایکسچیج کا فریق نہین ہے اور جو اس بات کی اطلاع دینے کا مجاز نہین کیا گیا ہے کہ اس بل کے سکارنے سے انکار کیا گیا ہے ایسی اطلاع دے تو اس اطلاع کی منظوری ایسی تاثیر نہین رکھہ سکتی کہ اوس بل کی پشت پر بیچا کرنیوالے یا اُس بل کے لکھنے والے پر واجب الاتباع ہو[4]۔

---

(۱) دفعہ ۱۹۶ قانون معاہدہ ہند۔ (۲) دفعہ ۲۰۰ قانون معاہدہ ہند۔ (۳) دفعہ ۲۰۰ قانون معاہدہ ہند تمثیل (ب)۔ (۴) قانون متعلقہ کارندگی مولفہ اسٹوری دفعہ ۲۴۴

کارندہ کو اختیار بذریعہ اجازت صریحی یا معنوی ہوسکتا ہے

(۲۰۶) کارندہ کو اختیار بذریعہ اجازت صریحی یا معنوی حاصل ہوسکتا ہے اختیار صریحی اوسصورت مین کہلاتا ہے جبکہ بذریعہ الفاظ زبانی یا تحریری دیا جائے اور اختیار معنوی وہ ہے جوکہ حالات مقدمہ سے مستنبط ہو[1] لیکن قانون اکثر خاص اغراض کے لئے طریقہ تقرر کا مقرر کردیتا ہے اور جب ایسے احکام موجود ہون تو اونکی پوری پابندی ہونی چاہیئے اس قسم کے احکام قانون رجسٹری دستاویزات مجریہ ہند کی دفعات ۳۲ و ۳۳ مین اور مجموعہ ضابطہ دیوانی کی دفعات ۳۷ و ۳۹ و ۴۱ و ۴۲ و ۴۶ مین اور قانون کمپنی ہائے ہند مصدرہ ۱۸۸۲ء کے نقشہ الف فقرات ۴۰ تا ۷۱ مین اور دوسرے چند ایکٹون مین مندرج ہین جس حال مین کہ کوئی کارندہ کسی خاص فعل کے عمل مین لانے کے لئے مقرر کیا گیا ہو تو اوسکو اجازت ہر امر جائز کے عمل مین لانے کی ہے جو اوس فعل کے واسطے ضروری ہو اور جب کارندہ کو اجازت کسی کاروبار کے سلسلہ کے جاری رکھنے کی ہو تو اوسکو اجازت ہر امر جائز کے عمل مین لانے کی ہے جو اوس کاروبار کے اغراض کے لئے ضروری ہو یا اوس کاروبار کے اجرا مین حسب معمول عمل مین لایا جاتا ہو[2] لیکن بوقت ضرورت یہ قیاس کرلیا جائیگا کہ کارندہ کو یہ اجازت حاصل ہے کہ اپنے مالک کو نقصان سے محفوظ

(۱) دفعہ ۱۸۷ قانون معاہدہ ہند۔ (۲) دفعہ ۱۸۸ قانون معاہدہ ہند۔

رہنے کے لئے وہ تمام امور عمل مین لائے جو ایک معمولی سمجھہ کا شخص ویسی صورت مین خود اپنے کام کے لئے عمل مین لاتا[1]- مثلاً ایک جہاز کا ناخدا اور ایک بل آف اکسیچنج کا سکارنے والا اوس بل کے لکہنے والے کی عزت برقرار رہنے کے لئے بوقت ضرورت بغیر صریح اجازت کے اپنے مالک کیطرف سے روپیہ قرض لے سکتا ہے[2]- لیکن محض ضرورت سے بوجود خدمت کارندگی پیدا نہین ہوسکتی - چنانچہ انگلستان مین ایک مقدمہ مین یہہ تجویز ہوئی ہے کہ ریلوے کمپنی ایک ایسے جراح کی فیس کی ادائی کی ذمہ دار نہین ہے جسکو اوس کمپنی کے اسٹیشن ماسٹر نے اون مسافرون کے معالجہ کے لئے جنکو ایک حادثہ کی وجہ سے صدمہ پہونچا تہا طلب کیا تہا[3]- کارندگی معنوی کی ایک معروف مثال یہ ہے کہ جب شوہر اپنی زوجہ کو کاروبار خانگی کے انتظام کی اجازت دے تو یہ قیاس کیا جائیگا کہ ایسے جملہ امور مین زوجہ مثل اپنے شوہر کے کارندہ کے کام کرسکتی ہے اور صرف اس اجازت کی بنا پر جو اوسکو اپنے شوہر کی جانب سے حاصل ہوتی ہے شوہر اوسکے تمام افعال کا پابند ہے - اس لحاظ سے عدالت ہائے انگلستان نے تجویز کیا ہے کہ جب شوہر نے اپنے اعتبار پر معاملہ کرنے سے زوجہ کو منع کیا ہو

(۱) دفعہ ۱۸۹ قانون معاہدۂ ہند- (۲) انگلو انڈیئن کوڈس مولفۂ اسٹوکس جلد ا صفحہ ۶۳۱ نوٹ ام- (۳) کوکس بنام مڈلینڈ ریلوے کمپنی ایکسچیکر لا رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۲۶۸-

اور ایسا کوئی کاروبار نہو جسکا زوجہ انتظام کر سکے تو یہ کارندگی معنوی کیصورت نہوگی اور ایسی حالتمین شوہر کی ذمہ داری اِس پر منحصر نہین ہے کہ آیا اصل حقیقت کی اطلاع تاجر کو تہی یا نہین یا آیا جو مال بہم پہونچایا گیا وہ شوہر کی حیثیت کے موافق تہا یا نہین (۱)۔ لیکن ایک نامی مقدمہ ڈیبن بنام سیلن مین جسمین یہ اصُول قرار دیا گیا تہا ہاؤس آف لارڈس نے احتیاطًا یہ ظاہر کیا کہ یہ سوال کہ آیا زوجہ اپنے شوہر کے اعتبار پر معاملہ کرنے کی مجاز ہے یا نہین ایک سوال متعلقہ امر واقعہ ہے اور اِسکا تصفیہ ہر مقدمہ کے حالات کے لحاظ سے ہونا چاہئے (۲) ہاؤس آف لارڈس مین جو مقدمہ پیش تہا اوسمین شوہر اور زوجہ دونون مالکان مسافرخانہ کے ملازم تہے مسافرخانہ ہی مین رہتے تہے اونکے خورونوش و بود و باش کا جملہ انتظام مسافرخانہ مین مہیا تہا اور اسوجہ سے کوئی علیحدہ گھربار نہین تھا جسکا انتظام ہوسکے در حقیقت کسی قسم کا انتظام متعلقہ خانہ داری ہی نہ تہا۔ مدعی نے ایک عورت کو جو ایسے حالات مین اپنے شوہر کے ساتھہ رہتی تہی قرضہ دیا۔ اسبارہ مین

(۱) جولی بنام ریس کامن بنچ لارپورٹ (سلسلہ جدیدہ) جلد ۱۵ صفحہ ۶۲۸ ہاؤس آف لارڈس نے بعد مین اسمقدمہ کے اصول کو بمقدمہ ڈیبن ہام بنام میلن رپورٹ مقدمات اپیل جلد ۶ صفحہ ۲۴ مین منظور کیا نیز دیکہو لاجرنل کوئنس بنچ جلد ۵۰ صفحہ ۵۱۵۔ (۲) دیکہو رائے لارڈ چانسلر بمقدمہ جولی بنام ریس صفحہ ۵۱۵ و ۱۵۱۶۔ اور رائے لارڈ بلیکبرن مندرجہ لاجرنل جلد ۵۰ صفحہ ۱۶۱۔

نہایت معقول تجویز ہوئی کہ چونکہ واقعات مقدمہ سے یہ نتیجہ نکالنا ممکن تہا کہ زوجہ کو ایسا کوئی اختیار تہا جسکی روسے وہ اپنے شوہر کو اپنے افعال کا پابند کرسکے بلکہ شوہر نے صراحتاً اوسکو اپنی طرف سے معاملہ کرنے کی ممانعت کردی تہی اسلئے شوہر اپنی زوجہ کے افعال بلا اجازتی کا ذمہ دار نہین ہی۔ قانون معاہدہ ہند بہی اختیار زوجہ کو حالات مقدمہ سے مستنبط کرنیکی اجازت دیتا ہے۔ (۱) اور اگر شوہر اپنی زوجہ کو امور خانہ داری کی عنان انتظام اپنے ہاتہہ مین لے لینے کی اجازت دیدے تو ایک تاجر یہ قیاس کرسکتا ہے کہ زوجہ کو اپنے شوہر کی حیثیت کے موافق مایحتاج بہم پہونچانیکے لئے شوہر کے اعتبار کو کام مین لانے کا اختیار ہے الّا اوس حال مین کہ کوئی صریح اطلاع اسکے خلاف دیگئی ہو۔ ٹہیک طور پر یہ نہین بتایا جاسکتا کہ لفظ "مایحتاج" مین کیا چیزین داخل ہین لیکن علی العموم یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس سے مراد ایسی چیزین ہین جو اوس شخص کے درجہ کے موافق اوسکی خوراک لباس وبود وباش تعلیم اور ہمچشمون کی نظرون مین شایستہ پیرایہ مین ظاہر ہونے کے لئے عقلاً ضروری ہون (۲) معلوم ہوتا ہے کہ قانون ہنود قریب قریب انہین اصول پر مبنی ہے جنپر کہ قانون انگلستان کا دار و مدار ہے۔ جو شخص ایک ہندو کی زوجہ کے ساتہہ بیوپار کرے اور ذمہ داری اوسکی اوسکے شوہر پر مقبول

(۱) دفعہ ۱۸۷۔ نیز دیکہو دفعہ ۲۰ قانون معاہدہ ہند۔ (۲) تجویز برامویل مقدمہ رائیڈ بنام واہول لا رپورٹ اکسچیکر جلد ۲ صفحہ ۹۶۔

عاید کرنا چاہئے اوسکو یہ ثابت کرنا چاہئے کہ زوجہ اپنے شوہر کے ساتھہ رہتی ہے اور اوسکے کاروبار خانگی کا انتظام کرتی ہے۔ یا ایسی حالت کا وجود ثابت کرنا چاہئے جس سے اوسکا اپنے شوہر سے علیحدہ رہنا اور نان ونفقہ کا دعوی کرنا جائز ہو۔ صورت اول الذکرمین کارندگی معنوی بغرض خریدی مایحتاج قیاس کیجائیگی اور صورت آخر الذکرمین قانون زوجہ کو اس امر کا اختیار معنوی عطا کریگا کہ اگر شوہر اوسکے نان ونفقہ کا بطور کافی انتظام نہ کرے تو بابت اوس مایحتاج کے جو اوسکو زمانہ افتراق مین بہم پہونچایا گیا ہو شوہر کو ذمہ دار قرار دے[1] جس صورتمین کہ زوجین برضامندی باہمی سے علیحدہ ہوجائین اور خود اپنی اپنی شرایط مقرر کرلین تو اجازت معنوی جس سے شوہر ذمہ دار گردانا جائے بوجہ موجودگی صریح شرایط کے باقی نہین رہتی[2]۔

کارندہ بابت ان معاہدات کے جو اوس نے بحشیت کارندگی کئے ہون تنہا نالش نہین کرسکتا اور نہ تنہا اوس پر نالش ہوسکتی ہے

(۲۰۶ - الف) چونکہ ہر ایسے معاہدہ کی نسبت جو کارندہ مجاز کرے یہی سمجھا جائیگا کہ وہ معاہدہ خود اوسکے مالک نے کیا پس اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کارندہ تنہا نالش نہین کرسکتا اور نہ تنہا اوسپر نالش کیجاسکتی ہے

(۱) تجویز چیف جسٹس اسکاٹلینڈ مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۲۷۰ - نیز دیکھو انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۱۲۲ - ہندو لا مولفہ میکناٹن جلد ۲ صفحہ ۲۸۱ - ہندو لا مولفہ مین دفعہ ۲۸۹

(۲) السیٹ لینڈ بنام برچل لا رپورٹ کوئنس بنچ ڈیویژن جلد ۳ صفحہ ۴۳۲

مستثنیات

اس قاعدہ کے متعلق چند مستثنیات ہین مثلاً (الف) جس حال مین کہ کارندہ نے معاہدہ بابت فروخت یا خرید مال کے ایسے سوداگر کیطرف سے کیا ہو جو ملک غیر مین (یعنے بیرون برٹش انڈیا) رہتا ہو۔ اور (ب) جبکہ کارندہ اپنے مالک کا نام ظاہر نہ کرے۔ اور (ج) جبکہ مالک پر باوجود ظاہر کردینے اوسکے نام کے نالش نہو سکتی ہو[1]۔ مالک ایسے معاہدہ کی تعمیل کراسکتا ہے جو اوسکے کارندہ کے ساتھہ کیا گیا ہو باوجود اسکے کہ فریق ثانی کو کچھہ علم یا وجہ معقول اس امر کے اشتباہ کی نہو کہ جس شخص کے ساتھہ وہ معاملہ کر رہا ہے وہ ایک کارندہ ہے لیکن ایسی صورتمین مالک معاہدہ کی تعمیل صرف اون حقوق اور شرائط کی پابندی سے کرا سکتا ہے جو کارندہ اور معاہدہ مذکور کے فریق مقابل کے مابین وقوع پذیر ہون[2]۔ برعکس اسکے اگر زید عمرو کے ساتھہ معاہدہ کرے اور بعد ازان اوسکو معلوم ہو کہ عمرو کارندہ بکر کا تھا تو زید کو اختیار ہے کہ اس معاہدہ کی بابت عمرو یا بکر یا دونون پر نالش کرے[3]۔ جو شخص کہ خلاف واقع اپنے تئین

ذمہ داری کارندہ ادعائی کی

کارندہ مجاز دوسرے شخص کا ظاہر کرے اور اس نہج پر اپنے کو کارندہ ظاہر

(۱) دفعہ ۲۳۰ قانون معاہدہ ہند۔ نیز دیکھو کتاب سٹوری متعلقہ کارندگی دفعات ۵۵ و ۲۶۶ و ۲۶۸ و ۲۹۰ و ۲۹۱۔ (۲) دفعہ ۲۳۱ و ۲۳۲ قانون معاہدہ ہند (۳) دفعہ ۲۳۳ قانون معاہدہ ہند۔

کرکے ایک شخص غیر کو معاملہ کرنے کی تحریک کرے تو وہ اوس شخص غیر کو معاوضہ دینے کا ہر نقصان یا ہرجہ کی بابت جو کہ اوس شخص غیر کو ایسے معاملہ کی ہوا ہو ذمہ دار ہے[1] لیکن جو شخص بطور کارندہ جھوٹا معاہدہ کرے وہ مستحق اوس معاہدہ کی تعمیل کرانے کا نہین ہے[2]

نایب کارندہ

(۲۰۷) اس بنا پر کہ جو اختیار کسی شخص کو دیا جائے اوسکو وہ دوسرے کے تفویض نہین کرسکتا کارندہ معمولاً دوسرے شخص کو واسطے انصرام اون امور کے جنکی انجام دہی اوس نے اپنی ذات پر صریحاً یا ضمناً اختیار کی ہو مامور نہین کرسکتا اِلّا اوس حال مین کہ کاروبار کی رسم معمولی کی روسے یا خدمت کارندگی کی نوعیت سے ایسا طریقہ جائز یا ضروری ہو[3] لیکن جس حال مین کہ نائب کارندہ بطور واجبی مامور کیا گیا ہو جہانتک کہ تعلق اشخاص غیر کو ہو وہ نائب کارندہ قائم مقام اصل مالک کا ہے اور وہ اصل مالک پابند اور جوابدہ اوسکے افعال کا اوسی نہج پر ہوتا ہے گویا کہ وہ بطور کارندہ مالک کیطرف سے دراصل مامور کیا گیا تھا۔ تاہم کارندہ واسطے افعال نایب کارندہ کی

(۱) دفعہ ۲۳۵ قانون معاہدہ ہند۔ مقدار ہرجہ کے متعلق دیکھو قانون ہرجہ مولفہ مین صفحہ ۳۲ و ۳۳ طبع چہارم۔ (۲) دفعہ ۲۳۶ قانون معاہدہ ہند۔

(۳) دفعہ ۱۹۰ قانون معاہدہ ہند۔

مواخذہ دار مالک ہوتا ہے اور نائب کارندہ اپنے افعال کے لئے مواخذہ دار کارندہ کا ہے نہ اصل مالک کا بجز اون صورتون کے جنمین فریب یا بالارادہ امر بیجا کا ارتکاب کیا گیا ہو(۱) کارندہ کو صراحتاً اس امر کا اختیار بھی دیا جا سکتا ہے کہ کارندگی کے کاروبار مین مالک کیطرف سے کام کرنیکے لئے دوسرے شخص کو مقرر کرلے یا ایسا اختیار معناً بھی حاصل ہوتا ہے مثلاً کسی سالسٹر کو واسطے وصولیابی روپیہ کے جو مالک کو واجب الوصول ہو ہدایت کرنا۔ ہر دو صورتون مین وہ شخص جو اس طور پر مقرر کیا جائے مالک کا کارندہ واسطے اوس جزو کاروبار امور کارندگی کے ہے جو اوسکو مفوض ہون نہ نائب کارندہ(۲)۔

کارندگی کیسے ختم ہوتی ہے

(۳۰۵) کارندگی مفصلہ ذیل طریقون مین سے کسی ایک طریقہ سے ختم ہوجاتی ہے(۳)۔

(الف) جب مالک اپنی اجازت کو مسترد کرلے۔ لیکن مالک کے اس اختیار کے استعمال پر چند قیود حاوی ہین۔ مثلاً جب کارندہ خود اُس مال مین کچھہ غرض رکھتا ہو جسکی بابت معاملہ کارندگی قرار پایا ہو تو وہ کارندگی در صورت نہونے کسی معاہدہ صریحی کے اس نہج پر ختم نہین ہوسکتی ہے

---

(۱) دفعہ ۱۹۲ قانون معاہدہ ہند۔

(۲) دفعہ ۱۹۴ — ایضاً

(۳) ۲۰۱ — ایضاً

وہ غرض فوت ہوجائے۔[1] نیز جبکہ اجازت پر جزاً عمل کیا گیا ہو تو استرداد
اون افعال اور ذمہ داریون پر موثر نہوگا جو بکار کارندگی افعال موقوعہ سے
پیدا ہوئی ہون۔[2] لیکن محض یہ امر کہ صراحتاً یا معنًا یہ قرار پایا ہے کہ کارندگی
کسی میعاد تک قائم رہے مانع اسکا نہوگا کہ مالک قبل میعاد مذکور اختیار
کارندگی کو مسترد کرے لیکن اگر استرداد بلا وجہ کافی قبل از اختتام میعاد مقررہ
واقع ہو تو ضرور ہے کہ مالک کارندہ کو ہرجہ ادا کرے۔[3]

(ب) جب کارندہ کاروبار کارندگی کو چھوڑ دے۔ اگر یہ ترک
کاروبار قبل از اختتام اوس میعاد کے جو صراحتاً یا معنًا کارندگی کے قیام
کیلئے مقرر کیگئی ہو واقع ہو تو ضرور ہے کہ کارندہ مالک کو ہرجہ ادا کردے[4]

(ج) جب کاروبار کارندگی تکمیل کو پہونچے یا موقوف ہوجائے۔

(د) جب مالک یا کارندہ فوت یا فاترالعقل ہوجائے لیکن جس
حال مین کہ نیک نیتی سے کسی مختارنامہ کے مطابق کوئی رقم ادا کیجائے
یا کوئی فعل کیا جائے تو وہ ادائی یا فعل اسوجہ سے ناجائز نہوگا کہ اُس
ادائی یا فعل سے پہلے عطا کنندہ مختارنامہ فوت، یا مجنون یا دیوالیہ ہوگیا تھا

(۱) دفعہ ۲۰۳ قانون معاہدہ ہند۔ دیکھو انڈین لا رپورٹ جلد ۵ بمبئی صفحہ ۲۶۵ و جلد ۲ بمبئی
ہائیکورٹ رپورٹ صفحہ ۱ (صیغہ مرافعہ)۔ (۲) دفعہ ۲۰۴ قانون معاہدہ ہند۔
(۳) دفعہ ۲۰۵ قانون معاہدہ ہند۔ (۴) دفعہ ۲۰۵ قانون معاہدہ ہند۔

یا اوس مختار نامہ کو منسوخ کر چکا تہا بشرطیکہ اوس شخص کو جسنے وہ رقم ادا کی ہو یا وہ فعل کیا ہو عطا کنندہ کے فوت یا مجنون یا دیوالیہ ہو جانے یا تنسیخ مختار نامہ کا علم نہ تہا (۱)

(ھ) جب بموجب احکام کسی ایکٹ مجریہ وقت کے جو درباب سبکدوشی مقروضان مفلس کے ہو مالک مفلس قرار پائے۔

معاہدہ کا تیسرا جزو

(۲۰۹) معاہدہ کا تیسرا جزو نفس الامری یہ ہے کہ امر معہود (الف) ممکن اور (ب) قانوناً جائز اور (ج) اس نوعیت کا ہو کہ اوس سے ایک ایسا نتیجہ پیدا ہو جو قانوناً واجب التعمیل اور فریقین کی تعلقات باہمی پر موثر ہو۔ شرائط غیر ممکن پر اس سے پیشتر کسی حد تک بحث کیجا چکی ہے (۲) قانون روما کی رو سے ضرور تہا کہ عدم امکان (عام اس سے کہ وہ حقیقی ہو یا قانونی) اوس چیز کی نوعیت پر مبنی ہو جسکا کیا جانا مقصود ہو نہ اوس شخص کی عدم قابلیت پر جو اوسکو کرنا چاہے (۳) مثلاً اگر کوئی امر ایسا ہو کہ اوسکو ہر شخص

(۱) دفعہ ۳۔ ایکٹ متعلقہ مختار نامجات مصدرہ ۱۸۸۲ء۔ (۲) دیکھو فقرہ (۱۶۱) کتاب ہذا۔ (۳) پالس اسی طرح ادا کرتا ہے جو طریقہ قدرت کے خلاف ہو یا جو قانوناً ممنوع ہو۔ سیوگنی نے نہایت صاف طور پر یہ فرق بیان کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ عدم امکان خواہ خود فعل کی نوعیت میں ہو سکتا ہے یا معاہد کی خاص حالات میں۔ صرف قسم اول کے عدم امکان کو قانون تسلیم کرتا ہے۔ دوسری قسم کی معاہد کسیطرح مستفید نہیں ہو سکتا اور نہ وہ اپنی معاہدہ کی دانستہ عدم تعمیل کے معمولی نتائج سے بری ہو سکتا ہے۔ اس اخیر امر کے متعلق نہایت ہی بین مثال یہ ہے کہ ایک یون کے ذمہ کسیقدر زر نقد واجب الادا ہو لیکن اوسکے پاس نہ دولت ہو نہ وہ شخص معتبر ہو۔ دنیا میں دولت بہت سی موجود ہے اور اگر یون کو اوسقدر روپیہ نہیں ملسکتا جو اوسکے ذمہ واجب الادا ہے تو یہ ایک ایسا امر ہے جو خود اوسی کی ذات سے متعلق ہے الخ

بذریعہ وسائل مناسب اور ضروری لیاقت اور واقفیت کی وساطت سے انجام
دے سکے تو معاہد اِس وجہ سے ذمہ داری سے سبکدوش نہین ہو سکتا تھا
کہ خاص اوسکے لئے اوس امر کا کیا جانا غیر ممکن تھا۔ انگلستان کے کامن لا مین (۱)
یہ قاعدہ تھا کہ اگر کوئی شخص کسی ایسے امر کے کرنے کا اقرار کرے جو حقیقت اشیاء
کے متناقض ہو یا کئے جانیکے قابل نہو مثلاً یہ اقرار کرے کہ وہ ایک ایسی
کل تیار کریگا جو دوامًا چلتی رہیگی یا دنیا مین جسقدر جَو موجود ہین اون سے
زیادہ مقدار مین بہم پہونچا کر حوالہ کریگا تو وہ عدم امکان تعمیل کا عذر پیش نہین
کرسکتا (۲)۔ تھارن برو بنام وہٹیکر (۳) کے نامی مقدمہ مین جسمین تعمیل معاہدہ کا عدم
امکان صریحًا ظاہر تھا لارڈ ہالٹ نے مدعا علیہ کے عذر کو جو عدم امکان
تعمیل پر مبنی تھا ناقابل تسلیم قرار دیکر یہ بیان کیا کہ "اگر کوئی شخص روپیہ کے
عوض کسی غیر ممکن امر کے کرنیکا اقرار کرے تو اوس امر کے نہ کرنے کی صورت مین
اوسپر نالش ہو سکتی ہے"۔ اسیطرح پر ایک حال کے مقدمہ مین یہ بیان کیا گیا
تھا کہ اگر لوگ ایسے امور کے کرنیکا اقرار کرین جنکا میعاد مقررہ کے اندر
کیا جانا غیر ممکن معلوم ہو تو لازم ہے کہ وہ اسکے نتائج برداشت کرین اور

(۱) اس سے وہ قانون مراد ہے جو قبل نافذ ہونے کسی ایکٹ پارلیمنٹ کے جاری تھا۔ مترجم
(۲) قانون معاہدات مولفہ جے آر کلارک صفحہ ۴۴۹ - (۳) لارڈ ریمنڈ مرتبہ لارڈ ریمنڈ جلد ۲ صفحہ ۱۱۶۴

اسلئے اگر تم ایسا معاملہ کروگے تو ظاہر ہوگا کہ تمہارا منشا کسی ایسی شرط کے عاید کرنیکا نہ تہا جو اوس سے غیر متعلق ہو" (۱) لیکن چونکہ انگلستان کے قاعدۂ قدیم کے بموجب ایسی نالش کے لئے جو ایسے نقصان کے ہرجہ کے دلائی جانیکے متعلق ہو جو عدم تعمیل عہد سے ہوا ہو لازم تہا کہ نہ صرف یہ ظاہر ہو کہ مدعا علیہ نے عہد کیا اور مدعی نے وہ طریقہ اختیار کیا جو اوس عہد سے مقصود تہا بلکہ یہ بہی کہ مدعی نے مدعا علیہ کے اقرار پر بہروسہ کرکے ایسا طریقہ اختیار کیا اسلئے عدالتین رفتہ رفتہ عہد کی نوعیت پر لحاظ کرنے لگین۔ پس اگر عہد کی نوعیت ایسی تہی کہ کوئی صحیح العقل شخص بلحاظ معلومات موجودہ کے اوسپر اعتبار نہ کرسکتا تہا تو یہ تجویز کیجاتی تہی کہ ایک جزو نفس الامری موجود نہین ہے اور نالش قائم نہین ہوسکتی۔ اسیطرح مقدمہ کلیفرڈ بنام واٹس (۲) مین جسٹس بریٹ نے اسبارہ مین حسب ذیل قاعدہ مقرر کیا۔ "میری دانست مین مدعا علیہ صرف اس بنا پر کہ اوس نے کسی ایسے امر کے کرنے کا اقرار کیا ہو جو طبعاً غیر ممکن ہے یہ کہنے کا مجاز نہین ہے کہ کوئی معاہدہ واجب التعمیل نہین ہوا۔ مین خیال کرتا ہون کہ اون تمام مقدمات مین جنمین ایسا عذر پیش

(۱) جونس بنام سینٹ جانس کالیج لارپورٹ کوئنس بنچ ڈویژن جلد ۶ صفحہ ۱۱۵ و ۱۲۶۔

(۲) لارپورٹ کامن پلیز جلد ۵ صفحہ ۵۸۸۔

کیا جائے یہ ظاہر ہوگا کہ امر بیہودہ بلحاظ معلومات زمانہ کے اسقدر لغو ہو کہ یہ نہین خیال کیا جا سکتا کہ فریقین نے ایسا معاہدہ کیا ہوگا لیکن یہ لازم نہین ہے کہ کوئی امر اس وجہ سے غیر ممکن ہو کہ اوسکے ممکن ہونے کا علم نہ تھا۔ اِسکا ذکر جسٹیس ویلس نے مقدمہ محولہ بالا مین خوبی کے ساتھہ کیا ہے اور یہ عام طور پر معلوم ہے کہ اب بہت سے امور ممکن ہین جو زمانہ سابق مین قطعاً غیر ممکن خیال کئے جاتے تھے [۱] پس اس سوال کا جواب کہ آیا عدم امکان کا عذر قابل تسلیم ہے یا نہین اس امر پر منحصر ہے کہ آیا وہ امر ایسا ہے کہ اشخاص ذی عقل اگر فریقین ہوتے تو اوسکو غیر ممکن تصور کرتے۔ چنانچہ مابین اوس امر کے جو بلحاظ اوسکی نوعیت کے اور بلحاظ اوس زمانہ کے لوگون کے علم کے ممکن الوقوع نہین ہے اور اوس امر کے جسکا ایفا ممکن نہین ہے قریب قریب قانون روما کی بنا پر فرق قائم کیا جاتا ہے۔ پہلی صورتمین عہد اسقدر لغو تصور کیا جاتا ہے کہ یہ نہین خیال کیا جا سکتا کہ فریقین نے ایسا معاہدہ کیا ہو اور دوسری صورتمین مثلاً جب یہ اقرار کیا جائے کہ کل بارش نہوگی یا یہ کہ ایک خاص تاریخ کو پوپ ویسٹ منسٹر مین ہوگا تو یہ اِسوجہ سے ناجائز نہین تصور کیا جائیگا کہ اوسکے ایفا مین ایسے بہت سے

---

(۱) دیکھو کتاب پولاک متعلقہ معاہدات صفحہ ۳۵۲ و ۳۵۴ طبع چہارم۔

موانع موجود ہین جنکا رفع ہونا محال ہے[۱] - ایفا کا عدم امکان خواہ تعمیل معاہدہ کے
وسائل قانونی کی عدم موجودگی سے پیدا ہو خواہ کسی دوسری وجہ سے
لیکن دونون صورتونمین اُصول ایک ہی ہے - اسلئے معاہدہ بغرض
حصول سند ایجاد جائز ہوسکتا ہے گو کہ متعاقدین معاہدہ رعایائے
ملک غیر ہون اور ایسا استحقاق بلاشرکت غیرے قانوناً رعایائے ملک
تک محدود ہو[۲] - اسیطرح انگلستان مین یہ قرار پایا ہے کہ ایک ایسے
معاہدہ کی عدم تعمیل کے لئے جو ایک جہاز کے ناخدا کو ایک جازتنامہ بہم پہونچانے
کی بابت کیا گیا ہو جسکے ذریعہ سے وہ کچھہ مال حاصل کرسکے یہ کوئی عذر نہین ہے کہ
اوس ملک کی سرکار جہان معاہدہ کیا گیا بلاوجہ مزاحم ہوئی[۳] - لیکن ایسے متعدد مقدمات
ہین جن مین عدالت ہائے انگلستان و امریکہ نے خود معاہدہ مین ایک ایسی
شرط کو ضمناً شامل کردیا ہے جسکا اثر یہ تہا کہ اگر معاہدہ کی تعمیل بغیر قصور معاہد کے
غیر ممکن ہوگئی ہو تو معاہد بری الذمہ ہوجاتا تہا - لیکن یہ مقدمات زیادہ تر اون صلحنامون
سے تعلق رکہتے ہین جنمین ایک ایسے معاہدہ سے بریت حاصل ہوتی ہے جو

(۱) قانون معاہدہ مولفۂ جے آئی کلارک ہیر صفحہ ۲۴۴ - (۲) قانون معاہدہ مولفۂ جے آئی کلارک ہیر صفحہ ۲۴۴ -
(۳) کرک بنام گلبر لا رپورٹ مرتبہ ہرلسٹن و نارمن جلد ۱ صفحہ ۱۸ - اسیطرح جبکہ ایک جہاز کا تعلق اوس بندرگاہ کے ساتہہ جہان کہ جہاز کرایہ پر دیا گیا تہا اسوجہ سے ممنوع کردیا گیا کہ اوس مقام پر ایک مرض متعدی پہیلا تہا اور اس سبب سے مال نہین پہونچایا جاسکا تو تجویز ہوئی کہ اس سے وہ شخص جس نے مال بہم پہونچانیکا اقرار کیا تہا بری الذمہ نہین ہوسکتا - بارکر بنام ہاجسن لا رپورٹ مرتبۂ مال وسیلوین جلد ۳ صفحہ ۲۶۷ - اسیطرح پر اگر مال کسی ملک غیر کی بندرگاہ پر ضبط کیا جائے تو یہ کوئی جواب اوس نالش کا نہین ہے جو مالک جہاز کے نام بوجہ حوالہ نہ کرنے مال کے کیجائے - اسپینس بنام چاڈویک کوئینس بنچ جلد ۱۰ صفحہ ۵۱۷ -

ابتداً جائز تھا اور اوسی ضمن مین اُن پر غور کرنا مناسب ہوگا [1] ۔ اِس مقام پر جہان ہم معاہدہ کے اجزاے ضروری کا ذکر کر رہے ہین ۔

قانون ہند دربارہ عدم امکان

(۲۱۴) ہندوستان کے قانون کی روسے معاملہ ایسے فعل کا جو فی نفسہ غیر ممکن ہو کالعدم ہے [2] ۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ ضمناً یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ فعل کے عدم امکان کی نسبت راے قائم کرتے وقت یہ قیاس کرنا چاہیئے کہ فریقین بمثل اشخاص ذوی عقل کے معلومات عامہ سے عاری نہین تھے [3] ۔ چنانچہ گو ہندوستان کے مختلف حصون مین بعض اشخاص ایسے پائے جاینگے جو جادو کے وجود کو مانتے ہین (اور یہ اون بہت سی باتون کے مقابلہ مین جنکو سیڈم بلاوٹسکی کے فرقہ کے اہل تصوف مانتے ہین کوئی زیادہ حیرت انگیز بات نہین ہے) لیکن واضعان قانون ہند نے ایسے معاملہ کو جسمین یہ اقرار کیا گیا ہو کہ بذریعہ جادو خزانہ نکالا جائیگا کالعدم ظاہر کر دیا ہی [4] لیکن درحالیکہ کسی شخص نے ایسے امر کے کرنیکا عہد کیا ہو جسکو وہ جانتا ہو یا معقول طور پر سعی کرنے سے جان سکتا ہو مگر معاہدلہٗ نہ جانتا ہو کہ غیر ممکن یا ناجائز ہے تو ایسے معاہد پر واجب ہوگا کہ معاہدلہٗ کو ہرجہ بابت اوس نقصان کے جو بوجہ عدم ایفائے

---

(۱) دیکھو فقرہ (۲۲۴) کتاب ہذا ۔ (۲) دفعہ ۵۶ قانون معاہدہ ہند جسمین قانون روما کا یہ قاعدہ اختیار کیا گیا ہی کہ افعال غیر ممکن کرنیکے لیئے کوئی وجوب قائم نہین ہوتا ۔ ڈائجسٹ ۵۰ (۱۷) ۱۸۵ ۔

(۳) دیکھو کتاب اُصول معاہدہ مولفہ سر فریڈریک پولاک طبع چہارم صفحہ ۳۸۳ ۔ (۴) تمثیل الف دفعہ ۵۶ قانون معاہدہ ہند ۔

عہد ہوا ادا کرے۔ (۱) جو معاہدہ کسی ایسے فعل کے لئے ہو جو بعد معاہدہ غیر ممکن ہو جائے یا بوجہ کسی ایسے واقعہ کے ناجائز ہو جائے جسکا انسداد معاہد نہ کرسکتا ہو وہ بروقت غیر ممکن یا ناجائز ہو جانے اوس فعل کے کالعدم ہو جاتا ہے۔ (۲) لیکن قانون دادرسی خاص مصدرہ ۱۸۷۷ء کی روسے (۳) کوئی معاہدہ اسوجہ سے بالکل غیر قابل تعمیل نہیں ہو جاتا ہے کہ شئے معہودہ کا ایک جزو جو بوقت عہد کے موجود تھا اوسکی تعمیل کیوقت موجود نہیں ہے۔ مثلاً اگر زید ایک مکان بعوض ایک لاکھہ روپیہ عمرو کے ہاتھہ فروخت کرنے کا معاہدہ کرے اور جس روز معاہدہ ہوا اوسکے دوسرے دن وہ مکان طوفان سے گر پڑے تو عمرو مجبور کیا جا سکتا ہے کہ بذریعہ ادا کرنے قیمت مکان کے معاہدہ کی تعمیل کرے۔ (۴) پس قانون ہند کی روسے اس قسم کے مقدمات جیسے کہ مقدمہ ٹیلر بنام کالڈویل (۵) تہا کسیقدر مختلف طور پر

(۱) دفعہ ۵۶ قانون معاہدہ ہند۔ (۲) دفعہ ۵۶ قانون معاہدہ ہند۔ (۳) دفعہ ۱۳۔ نیز دیکھو مقدمہ پین بنام میلو رلا رپورٹ مرتبہ ویسی جلد ۲ صفحہ ۴۹۴۔ (۴) تمثیل الف دفعہ ۱۳ قانون دادرسی خاص۔ یہاں واضعان قانون ہند نے قانون روما کا یہ قاعدہ اختیار کیا ہے کہ "خطرہ کا بار مشتری کو اٹھانا ہوگا"۔ اس قاعدہ کا اطلاق اون تمام صورتوں پر ہوتا تھا جنمین کسی خاص شئے کی بیع مکمل ہو جائے۔ قاعدہ مسلمہ ہے کہ "نقصان مالک پر عاید ہوتا ہے"۔ دیکھو اس قاعدہ کا اطلاق بمقدمہ الفنک بنام بارنس۔ کامن پلیز ڈیویژن جلد ۵ صفحہ ۳۲۱۔ لا جرنل کامن پلیز جلد ۹۴ صفحہ ۹۴۔ (۵) لا رپورٹ مرتبہ بسٹ و اسمیتھ جلد ۳ صفحہ ۸۲۶۔ دیکھو فقرہ (۶۲) و (۲۲۴) کتاب ہذا۔

فیصل کئے جائینگے - لیکن جس حالمین کہ شئے معہودہ کا ایک عمدہ جزو جو حسب قیاس فریقین کے موجود تھا قبل تکمیل معاہدہ خارج از وجود ہو جائے تو فریقین بری الذمہ ہونگے[1] - مثلاً اگر زید عمرو کے ساتھہ یہ معاہدہ کرے کہ وہ بکر اور خالد کی حیات تک عمرو کو ایک سالانہ معین رقم ادا کرتا رہیگا اور بعد مین معلوم ہو کہ تاریخ انعقاد معاہدہ کو بکر جسکو زید اور عمرو زندہ سمجھتے تھے مر چکا تھا تو اس معاہدہ کی تکمیل جبراً انہیں کرائی جا سکتی -

امر معہودہ جائز ہونا چاہئے

(۲۱۱) نیز امر معہودہ قانوناً جائز ہونا چاہئے - قانون معاہدہ ہند کی رو سے[2] غرض معاملہ جائز ہے اِلّا اوس صورت مین کہ وہ (الف) قانوناً ممنوع ہو[3] یا (ب) اِس نوع کی ہو کہ اگر وہ روا رکہی جائے تو اوس سے کسی قانون کے احکام کا مطلب فوت ہوتا ہو[4] - یا (ج) مبنی بر فریب ہو[5] یا (د)

(۱) دفعہ ۵۶ ضمن (ح) قانون دادرسی خاص و دفعہ ۲ قانون معاہدہ ہند - (۲) دفعہ ۲۳ - (۳) مثلاً وہ معاملات جنکا ذکر دفعات ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ و ۳۰ قانون معاہدہ ہند اور دفعات ۲۱۳ و ۲۱۵ مجموعہ تعزیرات ہند مین ہی - نیز دیکھو انڈین لا رپورٹ جلد ۱ الہ آباد صفحہ ۵۷ - انڈین لا رپورٹ جلد ۲ بمبئی صفحہ ۲۲۴ - انڈین لا رپورٹ جلد ۱۰ کلکتہ صفحہ ۶۴۴ - نمبر ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۷ء - (۴) دیکھو انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۵۷۱ - جلد ۳ ایضاً صفحہ ۹۰۲ - جلد ۱۲ ایضاً صفحہ ۲۸۷ - انڈین لا رپورٹ جلد ۴ کلکتہ صفحہ ۹۶۳ - انڈین لا رپورٹ جلد ۷ بمبئی صفحہ ۵۵۰ - جلد ۸ ایضاً صفحہ ۳۹۸ نمبر ۱۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء - بمبئی ہائیکورٹ رپورٹس جلد ۱۲ صفحہ ۱۳۸ - (۵) مثلاً اگر ایک کارندہ مخفی طور پر منافع وصول کرنیکی بابت معاہدہ کرے تو یہ مالک کے حق مین فریب ہوگا اور ایسا معاہدہ کالعدم ہی - دیکھو تمثیل (ز) دفعہ ۲۳ قانون معاہدہ ہند اور مقدمہ پارکر بنام میک کینا ۱۸۷۴ء لا رپورٹ چانسری جلد ۱۰ صفحہ ۹۶ - مولیسن بنام ٹامسن ۱۸۶۷ء لا رپورٹ کوئنس بنچ جلد ۹ صفحہ ۸۰۴

کسی اور شخص کی ذات یا مال کو ضرر پہونچائے یا ضرر پہونچانے پر دال ہو۔[1] یا (ہ) عدالت کی دانست مین خلاف تہذیب یا خلاف مصلحت عامۂ خلایق ہو۔[2] مثلاً اگر زید جسکا ازدواج مجموعہ سے ہوچکا ہے ہندہ سے ازدواج کا معاہدہ کرے اور جس آئین کا وہ پابند ہے اوسکی رو سے ایک وجہ کی حیاتمین دوسری شادی کرنا ممنوع ہے تو معاہدہ جو زید کیجانب سے ہوا قانوناً ناجائز ہی اور زید پر واجب ہی کہ ہندہ کو ہرجہ اوس نقصان کا ادا کرے، جو عدم تعمیل معاہدہ سے ہو بشرطیکہ ہندہ کو زید کا ازدواج موجودہ سے واقف نہو لیکن اگر واقف ہو تو معاہدہ کلًا کالعدم ہوگا۔ دوسری مثال اس قاعدہ کی قانون کمپنی ہائے ہند مصدرہ ۱۸۸۲ء سے مل سکتی ہے قانون مذکور کی دفعہ ۲۴۹ مین حکم ہے کہ کسی کمپنی کو اختیار نہوگا کہ خود اپنے حصص کو خریدے اسلئے اس حکم کے خلاف اگر کوئی معاملہ کیا جائے تو وہ قانوناً ناجائز اور کالعدم ہوگا۔[3] اسی طرح پر اگر کسی ایسے جرم فوجداری کی بابت جو قانوناً قابل راضی نامہ[4] نہو راضی نامہ عمل مین لانے کی غرض سی بیعنامہ کی

---

(۱) دیکھو ویکلی رپورٹر جلد ۱۴ صفحہ ۱۸۳۔ نیز دیکھو دفعہ ۲۳ قانون معاہدہ ہند۔

(۲) مصلحت عامۂ کی مثال ایک سرکش گھوڑے کی ہی جسپر سوار ہونا خطرناک ہے۔ تجویز بروبیقدمہ ریچرڈسن بنام میلیش لارپورٹ مرتبۂ بنگھام جلد ۲ صفحہ ۲۵۲۔ نیز دیکھو مقدمہ مغل سٹیم شپ کمپنی بنام میک گریگر گاو اینڈ کمپنی (۱۸۹۲ء) مقدمات اپیل ۲۵۔ (۳) دفعہ ۲۳ ضمن (ز) قانون معاہدہ ہند اور دفعہ ۲۴ ایضاً۔ (۴) ان جرائم کے متعلق جنکی بابت قانون ہند کے بموجب راضی نامہ ہوسکتا ہے دیکھو دفعہ ۳۴۵ مجموعۂ ضابطہ فوجداری بابت ۱۸۹۸ء

تحمیل کی جائے تو ایسا بیع نامہ اس وجہ سے کالعدم ہوگا کہ وہ قانوناً ممنوع اور مصلحت عامۂ خلایق کے خلاف ہے[1] معاملات تجارتی جو بطریق شرط کے ہوتے ہین اونکی ایک معمولی قسم ہے جسکو "بدنی" کہتے ہین - اس معاملہ مین کوئی شئے حوالہ نہین کیجاتی بلکہ یہ بالکل قماربازی کی ایک شکل ہے جو نرخ بازار کی کمی وبیشی پر منحصر ہوتی ہے اس قسم کے معاملات بھی مصلحت عامۂ خلایق کے خلاف ہونے کی وجہ سے کالعدم قرار دئے گئے ہین[2] اون معاملات کو جو بطریق شرط کے ہون قانون معاہدہ ہند نے عموماً کالعدم قرار دیا ہے اور قانون مذکور کی رو سے کوئی نالش بابت وصول یابی ایسی شئے کے جسکا شرط پر جیتنا یا کسی بازی کے

(۱) نمبر ۱۳ پنجاب ریکارڈ بابت ۱۸۸۱ع - نیز دیکھو مقدمہ وینڈ ہیل لوکل بورڈ آف ہیلتھ بنام وینٹ لا جرنل جلد ۴۳ چانسری ڈیویژن صفحہ ۱۸۱ - ایکجال کے مقدمہ مین مسٹر جسٹس واگھن ویلیمس نے دریافت جائز ہونے اوس معاوضہ کے جو استغاثہ فوجداری سے باز رہنے کے لئے ہو الفاظ ذیل مین نوعیت تشریح کی ہے جبکہ ایک ایسے شخص کے احباب جسنے ایک جرم فوجداری کا ارتکاب کیا تہا اوس رقم کی ادائی پر آمادہ ہوئے جسکی نسبت شخص کو جرم کا ارتکاب کیا تہا تو اس معاملہ کو کالعدم کرنیکے لئے یہ ضروری تہا کہ جن اشخاص نے اپنی آمادگی ظاہر کی اونکی خواہش استغاثہ کو روکنے کی تہی اور وہ شخص جس سے ایسا اقرار کیا گیا استغاثہ کرنیکی نیت رکہتا تہا یا اوس نے استغاثہ کرنیکی دہمکی دی اور وہ اس امر سے بھی واقف تہا کہ جن اشخاص نے آمادگی ظاہر کی یا وہ اپنی آمادگی ظاہر نہ کرتے اگر دہمکی نہ دیجاتی یا ارجاع استغاثہ کا گمان غالب ہوتا - مقدمہ جونسن بنام ریونتھیہ شائر منسٹ بنیفٹ بلڈنگ سوسائٹی (۱۸۹۹ع) چانسری جلد ۲ صفحہ ۵۸ - دیکھو فیصلہ جو مرافعہ مین ہوا اور جسکی رو سے تجویز بالا بحال رہی (۱۸۹۹ع) چانسری جلد ۱ صفحہ ۱۷۲ - (۲) نمبر ۱۰۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ع -

قیمت کی موافق یا کسی امر غیر معین کے وقوع پر جسکی شرط لگائی گئی ہو کسی کو حوالہ کیا جانا بیان کیا جائے رجوع نہو سکیگی(۱) لیکن گہوڑ دوڑ کے متعلق خاص انعامات کے بارہ مین ایک مستثنیٰ قائم کیا گیا ہے - یہ قانون مانع اسکا نہوگا کہ وہ شخص جو قبل طے ہونے واقعہ کے شرط سے دست بردار ہو جائے امین سے اپنی رقم امانتی واپس وصول کرے(۲) اور نہ مانع نالش واسطے وصول یابی رقم بابت کسی شرط کے ہوگا جو مدعی نے مدعا علیہ کی درخواست پر دی ہو(۳) نسبت اعتراضات درباب اون معاہدات کے جو خلاف مصلحت عامۂ خلایق ہون انگلستان کے ایک مشہور جج کی تنبیہ کو ذہن نشین کر لینا مناسب ہوگا جو حسب ذیل ہے اُون قواعد کو جنمین یہ حکم ہے کہ ایک خاص معاہدہ مصلحت عامۂ خلایق کے خلاف ہونے کی وجہ سے کالعدم ہے سختی کے ساتھہ وسعت نہ دینی چاہیئے کیونکہ یہ بہی مصلحت عامۂ خلایق کا ایک تقاضا ہے کہ عامۂ خلایق کو معاہدہ کرنے مین پوری آزادی ملنی چاہیے

---

(۱) دفعہ ۳۰ قانون معاہدہ ہند - نیز دیکہو نمبر ۹۸ پنجاب رکارڈ ۱۸۸۳ء - بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۱۰ - انگلستان کے کامن لا کے متعلق دیکہو پریوی کونسل جلد ۶ صفحہ ۲۲۰ و ۳۱

(۲) وارنی بنام ہیکمن کامن بنچ رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۲۰۱ - نیز دیکہو مقدمہ ہمپڈان بنام واٹش کوئنس بنچ ڈیویژن جلد ۱ صفحہ ۱۱۶ - اور مشلر و بنام جیکسن لا رپورٹ بارنوال و کریسول جلد ۵ صفحہ ۲۲۵ -

(۳) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۳۳۴ -

بل
اور درحالیکہ اونکے معاہدات بلا جبر واکراہ اور بتراضی طرفین عمل مین آئین تو وہ ناقابل انفساخ سمجھے جائین اور عدالتین اونکی جبراً تعمیل کرائین۔ پس ہمکو اس اعلے ترین مصلحت عامۂ خلایق کو ملحوظ رکھنا چاہیے کہ آزادی معاہدین بلا وجہ خلل نہ ڈالا جائی"[1]
دوسری احتیاط جسکا ذکر معاملات کالعدم یا ناجائز کے بارہ مین اس موقع پر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے یہ ہے کہ بوجہ اسکے کہ ایک معاملہ پر اس قسم کا اعتراض وارد ہوسکتا ہے یہ نتیجہ نہین نکلتا کہ عدالت لازمی طور پر اور تمام صورتون مین اوس معاملہ کی روسے دادرسی کرنے سے انکار کرے۔ برعکس اسکے جس شخص نے کہ کوئی منفعت ایسے معاملہ کی روسے حاصل کی ہو وہ اوس شخص کو جس سے کہ اوس نے وہ منفعت حاصل کی ہو واپس کرنے یا اوسکا معاوضہ دینے پر مجبور کیا جاسکتا ہے۔

پیدا ہون نتایج قانونی یا ہونا چاہیے

(۲۱۲) نیز معاملہ ایسا ہونا چاہیے کہ اوس سے فریقین کے تعلقات باہمی کی ایک نتیجہ واجب الاتباع کا اطلاق ہو۔ یہ ایک ایسا خارجی جزو ہے جو متعاقدین معاہدہ کے اتفاق آراء کو حقیقی منصب قانونی عطا کرتا ہے۔ تاوقتیکہ کوئی غرض یا نتیجہ قانونی مدنظر نہو یعنے جب تک کوئی تعلق باہمی جو معمولی زندگی اور نیز انتظام قانونی کا ایک جزو نفس الامری ہی پیدا نہو مثلاً ازدواج یا بیع یا مبادلہ یا اسی قسم کے

(۱) پرنٹنگ کمپنی بنام سیمپسن لا رپورٹ ایکوٹی جلد ۱۹ صفحہ ۴۶۵ -

تعلقات باہمی سے جو روزمرّہ کی زندگی مین واقع ہوا کرتی ہین کوئی تعلق پیدا نہو تو تب تک قانون اون امور پر جنکی بابت دو اشخاص معاملہ کرین کوئی لحاظ نہ کریگا۔
مین اپنے دوست سے یہ اقرار کرتا ہون کہ مین اوسکے ساتھہ کھانا کھاونگا یا اوسکے ہمراہ ہواخوری یا شکار کو جاونگا لیکن اس معاملہ سے اوسکے اور میرے مابین کسی قسم کا تعلق قانونی پیدا نہین ہوتا اور اسی وجہ سے کوئی نتیجہ واجب الاتباع بھی مترتب نہین ہوتا پس یہ کوئی معاہدہ نہین ہی کیونکہ غرض معاملہ کسی نتیجہ قانونی سے نہین بلکہ ایک نتیجہ غیر قانونی سے منسوب ہے اور اس سے کوئی حق قائم نہین ہوتا اور نہ کوئی فرض عاید ہوتا ہے لیکن اگر مین کسی شخص کے ہاتھہ مال فروخت کرنے کا عہد کرون اور وہ میرے اس عہد کو قبول کرے تو ہماری دونون کی غرض ایک نتیجہ قانونی پیدا کرنے کی ہے یعنی یہ کہ مین بعوض ایک خاص قیمت کے اپنے حق متعلقہ مال سے دست بردار ہوجاونگا اور وہ میرا حق حاصل کریگا اور بابت قیمت معہودہ کے میرا مقروض ہوگا (۱)

پابندی طریقہ مقررہ کی

(۳۱۲) بالآخر کسی معاملہ کو معاہدہ کی قانونی خلعت سے ملبوس کرنے کے لئے ضرور ہے کہ وہ یا تو کسی طریقہ مقررہ کے مطابق ظاہر کیا جائے

---

(۱) کتاب سٹاہل متعلقہ حقوق جلد ۲ دفعہ ۷۳ صفحہ ۲۲۳ سیوگینی جلد ۳ دفعہ ۱۴۰ صفحہ ۳۰۹۔ اصول معاہدہ مولفۂ پولاک صفحہ ۲ طبع ثانی۔ اصول قانون مولفۂ ہالینڈ صفحہ ۲۰۳۔

یا بدل جائز کا نتیجہ ہو یا وہ ان دونون صفات سے متصف ہو۔ انگلستان مین تیرہوین صدی کے وسط تک وہ عہد یا معاملہ جسپر مہر ثبت نہو جائز نہین سمجھا جاتا تھا اور براکٹن نے جو ہنری سوم کے زمانہ مین ایک مصنف تھا یہ قاعدہ قانون بیان کیا ہے کہ "عہد محض سے کوئی بناے دعوی پیدا نہین ہوتی"(۱) انگلستان کے نارمن لوگون نے قانون روما کا یہ قاعدہ اختیار کیا کہ "جو عہد حسب ضابطہ اور قبول کیا جائے اوس سے ایک وجوب قائم ہوتا ہے اور یہ وجوب بغیر موجودگی بدل جائز ہوتا ہے اور وہ شخص جسپر وجوب عاید ہو عہد سے انکار کرنیکا مجاز نہوگا"۔ مہر کی شرط زمانہ جاہلیت مین جبکہ بہت کم لوگ لکھ سکتے تھے بعوض دستخط کے قائم کیگئی(۲) قانون ہند کے بموجب(۳) تحریر اور دستخط اور تصدیق اور رجسٹری اور حوالگی منجملہ دیگر صورتون کے صورتہاے مفصلۂ ذیل مین لازمی ہین۔

(الف) جو معاملہ بغیر بدل کے کیا جائے اور بوجہ محبت فطری اون اشخاص کے ہو جو باہم قرابت رکھتے ہون اوسکا بذریعہ تحریر اور درج رجسٹر ہونا لازم ہے(۴)

(۱) اوو ۱۲ و ۲۹۸ - گیوٹربوک براکٹن صفحہ ۱۳۹ - (۲) قانون معاہدات مولفۂ کلارک صفحہ ۱۲ - کامن لا مولفۂ ہولمس صفحہ ۲۷۲ - (۳) انگلو انڈین کوڈس مولفۂ اسٹوکس جلد ۱ صفحہ ۴۹۶ - (۴) دفعہ ۲۵ ضمن (۱) قانون معاہدۂ ہند -

(ب) عہد جو کسی شخص نے یا اوسکے مختار نے ایسے قرضہ کی ادائی کیواسطے کیا ہو جو بوجہ حارج ہونے قانون میعاد سماعت کے نہین ادا ہوسکتا بذریعہ تحریر ہونا چاہیئے اور اوسپر دستخط ہونے چاہئین[1]

(ج) بیع جائداد غیر منقولہ حقیقی جسکی مالیت ایک سو روپیہ یا اوسے زیادہ ہو اون ممالک مین جنمین قانون انتقال جائداد مصدرہ ۱۸۸۲ء نافذ ہو بذریعہ دستاویز رجسٹری شدہ ہونی چاہیئے[2]

(د) بیع جائداد غیر منقولہ حقیقی جسکی مالیت ایکسو روپیہ سے کم ہو بذریعہ دستاویز رجسٹری شدہ یا بذریعہ حوالگی جائداد ہونی چاہیئے[3]

(ہ) رہن جو ایک سو روپیہ یا اوس سے زیادہ رقم کی ادائی کی کفالت کے لیئے کیا گیا ہو بذریعہ دستاویز رجسٹری شدہ ہونا چاہیئے جسپر دستخط راہن کے ہون اور تصدیق اوس دستخط کی کم سے کم دو گواہون نے کی ہو[4]

---

(۱) دفعہ ۲۵ ضمن (۳) قانون معاہدہ ہند۔

(۲) دفعہ ۵۴ قانون انتقال جائداد ۱۸۸۲ء۔

(۳) ایضاً ایضاً۔

(۴) دفعہ ۵۹ ایضاً

(و) رہن جو ایک سو روپیہ سے کم رقم کی ادائی کی کفالت کے لئے کیا گیا ہو بذریعہ دستاویز ہونا چاہئے جسپر دستخط راہن کے ہون اور تصدیق اوس دستخط کی کم سے کم دو گواہون سے کی ہو یا بذریعہ حوالگی جائداد ہونا چاہئے(۱)

(ز) پٹہ جات متعلقہ جائداد غیر منقولہ جو سال بسال کے لئے ہون یا کسی ایسی میعاد کے لئے ہون جو ایک برس سے زیادہ ہو یا جنمین زرلگان سالانہ دینے کا اقرار ہو بذریعہ دستاویز رجسٹری شدہ ہونے چاہئین(۲)

(ح) معاہدات جو منجانب کسی کمپنی کے حسب قانون کمپنی ہای ہند کئے جائین بعض صورتون مین بذریعہ تحریر ہونے چاہئین جسپر کمپنی کی مہر ثبت ہو اور بعض مین اوسپر کسی ایسے شخص کے دستخط ہونے چاہئین جو کمپنی کی اجازت سے عمل کرتا ہو اور بعض صورتون مین بذریعہ اظہار زبانی ایسے شخص کے ہونے چاہئین جو کمپنی کیجانب سے ازروئے اجازت صریحی یا معنوی عمل کرتا ہو(۳)

(۱) دفعہ ۵۹ قانون انتقال جائداد ۱۸۸۲ء۔ (۲) دفعہ ۱۰۷ قانون انتقال جائداد ۱۸۸۲ء
(۳) دفعہ ۶۷۔ ایکٹ ۶ مصدرہ ۱۸۸۲ء۔

(ط) دستاویزات قابل بیع و شرا پر خاص قسم کے اسٹامپ ثبت ہونے چاہیئن -

لیکن جبکہ معاہدات کے اظہار مین طریقہ مقررہ کی پابندی فریقین کی مرضی پر منحصر ہو تو محض یہ امر کہ شرایط معاہدہ کو باضابطہ شکل مین لانے کی نیت تھی مانع اسکا نہوگا کہ معاہدہ مکمل اور واجب التعمیل سمجھا جائے بشرطیکہ شرایط کی نسبت صراحتاً قرار داد ہوئی ہو[1]

(۲۱۴) زمانہ حال کے قانون انگلستان مین بدل عہد کے متعلق جو قاعدہ ہے وہ بہت سی صورتون مین قانون روما کے قاعدہ "سبب" کے مطابق ہے لیکن قاعدہ اول الذکر کا مفہوم بہ نسبت قاعدہ آخر الذکر کے زیادہ وسیع ہے مقننین روما کے منشا کے مطابق سبب وہ قاعدہ تھا جو معاہدہ کو جواز قانونی عطا کرتا تھا اور وہ مشتمل ہوتا تھا معاہدہ کی شکل یا نوعیت پر یا کسی ایسے واقعہ پر جس پر کہ اوسکا انحصار ہوتا یا جو اوس امر سے پیدا ہوتا جو ہر دو فریق کیجانب سے کیا گیا ہو یا جسکے کئے جانے کا وعدہ کیا گیا ہو - اوس معاملہ کی صورت مین جسکا کسی حاکم عدالت

(۱) فادل بنام فرمنش لا رپورٹ ویسی جلد ۹ صفحہ ۱۵۲ - مدراس ہائی کورٹ رپورٹ جلد ۸ صفحہ ۷۵ - انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۹۴ --

یا عہدہ دار سرکاری کے سامنے کیا جانا لازم تھا سبب سوال وجواب باضابطہ تھا۔ معاہدہ تحریری کی صورت مین اسکا اطلاق اوس داخلہ پر ہوتا تھا جو بہی جات داین مین مدیون کی رضامندی سے درج کیا جاتا تھا۔ اون معاہدات کی صورت مین جو محض بربنائے رضاورغبت فریقین تکمیل پاسکتے تھے اسو اقرار باہمی سے تعبیر کرتے تھے۔ معاہدات متعلقۂ اشیائے منقولہ کی صورت مین اس سے مراد تھی حوالگی اوس شئے کی جو عاریت دیجائے یا گرو یا امانت رکھی جائے اون معاہدات تحریری کی صورتمین جنپر مہر ثبت ہونی چاہئے سبب کا مفہوم تھا ثبت کیا جانا مہر کا اور حوالگی دستاویز کی۔ داین کو قرض اداکرنے کی ذمہ داری کی صورت مین اس سے مراد قرضہ سے تھی اور اوس معاہدہ کی صورتمین جسپر مہر کی ضرورت نہ تھی سبب وہ شئے تھی جو دیجائے یا وہ شئے جسے اوس شئے کے معاوضہ مین دئے جانیکا وعدہ کیا جائے۔ پس اس لحاظ سے دیکھا جائے تو سبب ایک عام اور وسیع لفظ ہے جو بدل کے مشابہ ہے لیکن اوسکا مترادف نہین ہے (۱) انگلستان کے کامن لا (۲) کے مطابق معاہدات کی دو اقسام ہین۔ قسم اول مین وہ معاہدات داخل ہین جو زبانی ہون یا

(۱) قانون معاہدات مولفۂ کلارک بہر صفحہ ۱۸۷۔ (۲) اس سے وہ قانون مراد ہے جو قبل نافذ ہونے کسی ایکٹ پارلیمنٹ کے نافذ تھا۔ مترجم۔

جو تحریری ہون مگر اونپر مہر ثبت نہ کی جائے اور قسم دوم مین وہ معاہدات جو تحریری ہون اور اون پر مہر ثبت کیجائے - معاہدۂ آخر الذکر کو مہر کے ثبت کئی جانے اور حوالگی دستاویز سے جواز قانونی حاصل ہوتا ہے اور معاہدہ اول الذکر کی صورت مین ذمہ داری اوس امر پر منحصر ہے جو کیا جائے یا جسکے کئے جانیکا عہد کیا جائے - لیکن بلحاظ اوس اصول کے جسکا ہمنے پیشتر ذکر کیا ہے (یعنے یہ کہ قانون کی خصوصیت یہ ہے کہ ابتدائی حالت مین اوسکا رجحان پیچیدگی کیطرف ہوتا ہے نہ کہ سادگی کیجانب) معلوم ہوتا ہے کہ قسم اول کے معاہدہ کا وجود قسم دوم کے معاہدہ کے بعد ظہور مین آیا - معاہدہ مہری اوس زمانہ مین وجود پذیر ہوا جبکہ چشم ظاہر بین ضوابط کے تکلفات کو بہت کچھہ مرعی رکھتی تہی حالانکہ قسم اول کے معاہدہ کا طریقہ اوس زمانہ مین قائم ہوا جبکہ لوگ ظاہرداری کے تکلفات پر توجہ نہین کرتے تہے بلکہ اونکا رجحان محض ہر شئے کی اصلیت پر لحاظ کرنیکی طرف تہا تاکہ کوئی امر ناجائز بغیر چارۂ کار مناسب نہ رہے[1] جسطرح قانون روما مین قاعدہ متعلقۂ معاہدات کی نشو ونما کو بہت کچھہ سہولت دیگئی جس سے ضابطۂ مقررہ آسان کردیا گیا اور نالشات کے جدید طریقے مقرر کئے گئے[2] بعینہ اوسی طرح

(۱) قانون معاہدات مولفۂ کلارک ہیر صفحہ ۱۴۶ - (۲) قانون روما مولفۂ موئر ہیڈ صفحہ ۲۷۲

انگلستان مین بہی دستاویزات کے لئے کامن لا کی روسے جو طریقہ مقرر تہا وہ عدالت ہائے چانسری کی بدولت جنکے حکام کو قانون روما کے اصول کا بہت بڑا خیال تہا آسان ہوگیا - چنانچہ روما مین پریٹر بعد بیان کرنے بنائی دعوی کے جج کو جو ہدایت دیتا تہا اوسمین یہ بہی بیان کرتا تہا کہ "بنائے دعوی کے متعلق مدعا علیہ پر مدعی کو جو کچہہ دینا یا اوسکے لئے جو کچہہ کرنا واجب ہو اوسکی بابت اوسکو ذمہ دار قرار دو" یہ ایک ایسی ہدایت تہی جس سے ذمہ داری کے جدید اسباب کو تسلیم کرنے کے لئے وسیع گنجایش ملتی تہی علی ہذا القیاس اسٹیٹوٹ آف ویسٹ منسٹر ۲ باب ۲۴ کی تاثیر سے اون صورتون مین جنمین کسی ایسے امر ناجائز کا ارتکاب کیا جاتا تہا جو باوجود مشابہت کے اون حکمنامہ جات کی حدود مین داخل نہ تہا جو عام طور پر مستعمل تہے چانسری کے کلارکون کو اوس مقدمہ کے حالات کے لحاظ سے اوسی قسم کا حکمنامہ مرتب کرنے کا اختیار تہا۔(۱)

قانون ہند متعلقہ بدل

(۲۱۵) قانون معاہدہ ہند کی روسے معاملہ جو بغیر بدل کے کیا جائے کالعدم ہے اِلّا صورتہائے خاص مین - بدل کی تعریف حسب ذیل کیگئی ہے - "جب معاہد کی خواہش پر معاہد لہ یا کوئی اور شخص کوئی امر عمل مین لایا ہو یا اوسکے عمل مین لانے سے اوس نے اجتناب کیا ہو

(۱) قانون معاہدات مولفہ کلارک ہیر صفحہ ۱۲۳ -

یا عمل مین لائے یا اجتناب کرے یا عمل مین لانے یا اجتناب کرنے کا وعدہ کرے تو وہ عمل یا اجتناب یا وعدہ بدل عہد کہلاتا ہے"[1] واضح ہو کہ اس تعریف مین صراحتًا یہ نہین بیان کیا گیا ہے کہ "کوئی امر" سے مراد ایسا امر ہے جسکی کچھہ قعت ہو جیسا کہ قانون انگلستان مین قاعدہ ہے۔ مقدمہ ہیچ کاک بنام سوکر چیف جسٹس ٹنڈل نے بیان کیا کہ "یہ کافی ہے کہ درحقیقت بدل عہد موجود ہے اور یہ بدل قانونًا جائز ہے اور کچھہ وقعت رکھتا ہے"[2] اسیطرح مقدمہ ٹامس[3] جسٹس پٹیسن نے یہ بیان کیا کہ "بدل سے مراد ایک ایسی شئے ہے جسکی قانون کی نگاہ مین کچھہ وقعت ہو اور جو مدعی کی جانب سے صادر ہو" مسٹر وہٹلی اسٹوکس[4] کی یہ راے ہے کہ اگر قانون ہند کی تعبیر سختی کے ساتھہ کیجائے تو معلوم ہو گا کہ زید کا یہ عہد کہ مین ایک موجودہ فرض قانونی ادا کرونگا مثلاً ایک مقدمہ دیوانی مین سچی شہادت دونگا یا حکمنامہ کی تعمیل سے گریز نہ کرونگا یا قرضہ ادا کرونگا معاہدہ منجانب بکر کے جواز کے لئے ایک کافی بدل ہو گا بشرطیکہ وہ عہد بکر کی درخواست پر کیا گیا ہو۔ بلا شبہ تعریف متذکرہ بالا

---

(۱) دفعہ ۲ ضمن (د)۔ (۲) لا رپورٹ ایڈ الفس و ایلیس جلد ۹ صفحہ ۳۳۳۔
(۳) کوئنس بنچ جلد ۲ صفحہ ۸۵۹ و ۸۵۱۔ (۴) انگلو انڈین کوڈس جلد ۱ صفحہ ۴۹۰۔

اسقدر ناقص اور مجمل ہے کہ اوس سے یہی نتیجہ نکالا جا سکتا ہے اور غالباً واضعان
قانون معاہدہ نے اسپر خیال نہین کیا۔ اغلب ہے کہ عدالتین فیصلہ جات محولہ بالا
کے لحاظ سے الفاظ "کوئی امر" سے مراد ایسی کوئی شئے لینگی جسکی قانون کی
نگاہ مین کوئی وقعت ہو"۔ قبل نفاذ قانون معاہدہ ۱۸۶۲ء مین ہائیکورٹ مدراس نے
یہ تجویز کی تہی کہ یہ معاملہ کہ زید بکر کو کچھہ روپیہ ادا کریگا اور اوسکے عوض مین بکر
منجانب زید شہادت دیگا ایک ایسا معاملہ ہے کہ اوسکی جبراً تعمیل نہین کرائی
جاسکتی کیونکہ یہ معاملہ یا تو بابت سچی شہادت کے ہے اور اوسصورت مین کوئی
بدل نہین ہے کیونکہ ہر شخص ایسی شہادت ادا کرنے پر مجبور کیا جاسکتا ہے یا
بابت تائیدی شہادت کے عام اس سے کہ وہ سچی ہو یا جہوٹی اور اسصورت مین
بدل ناجائز ہے۔[1] اسی طرح پر ہائی کورٹ بمبئی نے ۱۸۷۰ء مین یہ تجویز
کی تہی کہ ایک پرامیسری نوٹ[2] جسکا روپیہ عند المطالبہ واجب الادا ہوا اور جو
بابت اوس سود کے دیا گیا ہو جو ایک رہن نامہ کی رو سے یافتنی ہو بوجہ
نہونے بدل کے کالعدم ہے۔[3] البتہ اگر سود کی ادائی کے لئے زیادہ

(۱) مدراس ہائی کورٹ رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۶۔ (۲) پرامیسری نوٹ ایک دستاویز تحریری ہر
دبجز بنک نوٹ یا کرنسی نوٹ کے) جسمین بلا شرط اوسکے لکھنے والے کے دستخط سے صرف ایک تعداد
معینہ کے زر نقد کو ادا کرنے کا وعدہ اسطور پر کیا گیا ہو کہ ایک شخص خاص کو یا جسکو وہ دلائے اوسکو یا اوس دستاویز کے
حامل کو دیا جائیگا۔ دفعہ ۴۔ ایکٹ نمبر ۲۶ بابت ۱۸۸۱ء یعنے قانون دستاویزات قابل خرید و فروخت
(۳) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۷ صفحہ ۹۔

مہلت دیجاتی تو یہ امر کہ داین نے فوراً مطالبہ کرنے سے اجتناب کیا کافی بدل
بابت ایک ایسے پرامیسری نوٹ کے ہوتا جسمین کسی تاریخ آئندہ پر ادائی کا
اقرار کیا گیا ہو(۱) لیکن ایک ایسے پرامیسری نوٹ سے جو عند المطالبہ واجب الادا
ہو مدیون کو کوئی فائدہ حاصل نہین ہوتا اور داین پر خواہ مخواہ کوئی اجتناب لازم
نہین آتا۔ پس یہ تجویز صحیح تھی کہ ایسا پرامیسری نوٹ بوجہ نہونے بدل کے
کالعدم ہے۔ وہ عمل یا اجتناب یا وعدہ جو از روے تعریف مندرجہ قانون
معاہدہ ہند بدل کے لئے ضروری ہے جائز ہونا چاہئے(۲) اور ہم پیشتر
بیان کر چکے ہین کہ وہ کونسے بدل اور اغراض ہین جنکو قانون جائز تصور
کرتا ہے(۳) لیکن گو ضرور ہے کہ بدل جائز اور اوسکی کچھ قیمت ہو مگر
وہ معاملہ جسکی نسبت رضا و رغبت معاہد کی بلا اکراہ و اجبار ظاہر کیگئی ہو محض
اس وجہ سے کالعدم نہین ہے کہ بدل غیر مساوی ہے جسصورت مین کہ معاہد
اس امر سے انکار کرے کہ اوسکی رضا و رغبت بلا اکراہ و اجبار ظاہر کی گئی
تھی مثلاً جبکہ ایک ہزار روپیہ کی قیمت کے گھوڑے کا دس روپیہ مین بیع
کیا جانا بیان کیا جاے تو بدل کا غیر مساوی ہونا ایک ایسا امر ہے کہ عدالت
اسوقت اس بات پر غور کرے کہ آیا معاہد کی رضا و رغبت بلا اکراہ و اجبار ظاہر

بدل کا غیر مساوی ہونا اسکے معاہدہ کو کالعدم نہین بناتا

(۱) قانون معاہدات امریکہ مصنفہ لاکس صفحہ ۲۰۲۔ (۲) دفعہ ۱۰۔ (۳) دیکھو فقرہ ۲۱۱ مین کہا گیا۔

گئی تھی یا نہین او سوقت اوس واقعہ پر لحاظ کر سکتی ہے (۱) اِس لحاظ سے جبکہ فریقین کی حالت مساوی ہو اور وہ بغیر کسی فریب یا جبر کے باہم معاملہ کرین تو محض بدل کا غیر مساوی ہونا بلا لحاظ دوسرے امور کے معاہدہ کو کالعدم کرنیکے لئے کافی نہین ہے (۲) یہ اس اُصول پر مبنی ہے کہ فریقین جو معاملہ کرنے کی کافی قابلیت ذہنی رکھتے ہون اپنی اپنی مرضی کے موافق معاملہ کرنے کے مستحق ہین (۳) چنانچہ ایک فوجی افسر نے ایک ساہوکار کو دس روپیہ فیصدی ماہانہ کے حساب سے سود دینے کا اقرار کیا تجویز ہوئی کہ یہ معاملہ واجب التعمیل ہے (۴) لیکن جس حالتین کہ فریقین کی حالت مختلف ہو مثلاً جبکہ ایک فریق عملاً دوسرے فریق کے قابو مین ہو اور اس امر کے باور کرنیکے لئے وجہ معقول ہو کہ اوسکی رضا و رغبت حاصل کرنے مین فریب یا جبر کا

---

(۱) دفعہ ۲۵ تشریح ۲ قانون معاہدہ ہند۔ نیز دیکھو دفعہ ۲۲ (الف) قانون دادرسی خاص ۱۸۷۷ء

(۲) ہائیٹ بنام ہولڈشپ لیڈنگ کیسس اکویٹی جلد ۲ صفحہ ۴ - امریکن اڈیشن ۷۳۳ ۱۔

(۳) قانون معاہدات مولفہ کلارک ہیر صفحہ ۱۰۲ - جیسا کہ ہابس نے بیان کیا ہے "تمام امور معہودہ کی وقعت کا تعین متعاقدین کی رغبت کے لحاظ سے کیا جاتا ہے"۔ (۴) نمبر ۵ پنجاب رکارڈ ۱۸۸۶ء اور نمبر ۴ پنجاب رکارڈ ۱۸۸۲ء - اسی طرح انگلستان مین محض یہ امر کہ شرح سود معمول سے زیادہ ہے ایک ایسے معاہدہ کو جو ایکویٹی پر مبنی ہو کالعدم کرنیکے لئے کافی نہین ہے۔ ویسٹر بنام کوک رپورٹ چیمبرین جلد ۲ صفحہ ۳۴۴ ۔

استعمال کیا گیا ہے تو ایسی صورت مین عدالت ہائے ہند دست اندازی کرنے مین تامل نہین کرتین (۱) اوسوقت اس بات کے تجویز کرنے مین کہ آیا رضا و رغبت بلا اکراہ و اجبار ظاہر کیگئی ہے یا نہین بدل کے صریحاً غیر مساوی ہونے یا معاملہ کے خلاف عقل ہونے پر غور کیا جاسکتا ہے لیکن بقول چانسلر کینٹ (۲) غیر مساوات جو فریب کی حد تک پہونچے اسقدر تھوی اور صریحی ہونی چاہئے کہ کسی معمولی سمجھہ کے شخص کے ایمان کو اوسکے ادراک سے صدمہ پہونچے اور اوسکی قوت فیصلا اوسکے تصفیہ سے قاصر ہو یعنے وہ ایک خلاف عقل معاملہ ہو جس مین ایک فریق کو دوسرے پر غیر واجبی تفوق حاصل ہو (۳) قانون ہند کے قاعدہ شہادت کے بموجب اوس شخص کو جسپر بربنائے معاہدہ تحریری نالش کیجائے یہ اختیار ہے کہ وصول بدل سے انکار کرے یا یہ ثابت کرے کہ وہ اوس

(۱) اسبارہ مین مقدمات ذیل کا حوالہ دیا جاسکتا ہے انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۴۴۹ - انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۱۹۲ - ویکلی رپورٹر جلد ۲ صفحہ ۱۴۳ - نمبر ۴ انپجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء - نیز دیکھو ایکٹ ۱۸۹۱ء واکٹ ۲۲ ۱۸۶۸ء وایکٹ ۲ ۱۸۸۲ء - (۲) بمقدمہ اوسگوڈ بنام فرانکلین رپورٹ چانسری مرتبہ جانسن جلد ۲ صفحہ ۲۳ - اوس بیع کے متعلق جو مالیت حقیقی سے کم قیمت پر عمل مین آئے قانون یورپ و روما کتاب معاہدات مولفہ پولاک صفحہ ۳۰۸ طبع چہارم مین مندرج ہے - (۳) تجویز جسل ماسٹر آف دی رولز بمقدمہ میڈلٹن بنام برون -

بدل ہو مختلف ہو جو معاہدہ تحریری میں بیان کیا گیا ہو[1] دستاویز قابل خرید و فروخت کی صورت میں جب تک اسکے خلاف ثابت نہو بدل کا وجود قیاس کیا جائیگا[2]

مستثنیات نسبت اس عام قاعدہ کے کہ معاہدہ کا اثر صرف متعاقدین معاہدہ پر ہوتا ہے

(۲۱۶) معاہدہ کی جو تعریف بیان کیگئی ہے اوس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ عام طور پر کوئی شخص کسی ایسے معاہدہ کی رو سے جسکا وہ فریق نہو حقوق حاصل نہیں کر سکتا اور نہ اوسپر کوئی ذمہ داری عاید ہو سکتی ہے[3] اگر اس قاعدہ عام کے سوائے قانون کسی دوسرے قاعدہ کے مطابق عمل کرتا تو معمولی عقل اور اصول انصاف کے خلاف ہوتا۔ اس لحاظ سے اکثر یہ قرار پایا ہے کہ اگر کسی شخص کے معاہدہ کی تعمیل کوئی ایسا شخص کرے جو ابتداءً اوس معاہدہ کا فریق نہ تھا تو شخص اول الذکر اوسکے قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا[4] مثلاً اگر کسی خاص کاریگر سے کچھ مال منگایا جاوے اور دوسرا شخص جو اوسکا جانشین ہو اوس فرمایش کی تعمیل کرے اوس شخص کو جس سے مال منگایا ہو اور جو کاروبار کے انتقال سے مطلع نہیں کیا گیا ہو اوس مال کے قبول کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا۔ شخص آخر الذکر اس بات کا

---

(۱) دفعہ ۹۲ ضمن (۱) قانون شہادت ۱۸۷۲ء۔ انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۱۵۹۔ انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد [illegible] صفحہ [illegible]۔

(۲) دفعہ ۱۱۸ ضمن (الف) ایکٹ ۲۶ سنہ ۱۸۸۱ء۔

(۳) قانون معاہدات مولفہ انسن صفحہ ۲۰۳ و ۲۱۲۔

(۴) بولٹن بنام جونس۔ لا رپورٹ مرتبہ ہارلسٹن و نارمن جلد ۲ صفحہ ۵۶۴۔ [illegible] بنام [illegible] جلد ۲ صفحہ ۱۱۳۔

مستحق ہے کہ بجز اوس کاریگر کے جسکا مال وہ خریدنا چاہتا تھا کسی دوسرے سے
معاملہ کرنے سے انکار کرے[۱] اسیطرح جبکہ مدعی نے ایک ایسے عہد کی بنا پر نالش
کی جو مدعا علیہ نے حامد سے کیا تھا اور جسکا یہ منشا تھا کہ اگر حامد اوسکا کام کریگا
تو وہ مدعی کو بقدر معین روپیہ دیگا تو عدالت کوئنس بنچ نے تجویز کی کہ مدعی رقم
پانیکا مستحق نہین ہے کیونکہ وہ فریق معاہدہ نہ تھا[۲] لیکن جیسا کہ چیف جسٹس
کوبرن نے اسکے بعد کے مقدمہ مین[۳] بیان کیا بہت سا کام جسکی نسبت
معاہدہ کیا جاتا ہے ایسا ہوتا ہے کہ یہ معلوم ہے کہ وہ صرف بذریعہ معاہدات
شخصی کے کیا جا سکتا ہے اور اوس شخص کا جسکے لئے وہ کام کیا جائے
اس سے کوئی حرج نہین ہوتا کہ خواہ اوس کام کو خود فریق معاہدہ خواہ
کوئی دوسرا شخص منجانب اوسکے انجام دے۔ ان سب صورتون سے
یہ مسئلہ متعلق ہے کہ جو شخص کوئی فعل کسی دوسرے شخص کی وساطت سے
کرتا ہے اوسکی نسبت بھی تصور کیا جائیگا کہ وہ فعل خود اوسی نے کیا[۴] قاعدہ

(۱) بولٹن بنام جونس لا رپورٹ مرتبہ ہرلسٹن و نارمن جلد ۲ صفحہ ۵۶۴ -

(۲) پرائس بنام ایسٹن بارنول اینڈ ایڈولفس جلد ۴ صفحہ ۴۳۳ —

(۳) بریٹش واگن کمپنی بنام لی لا رپورٹ کوئنس بنچ ڈیویژن جلد ۵ صفحہ ۱۴۹ -

(۴) ایضاً صفحہ ۱۴۹ و ۱۵۰ -

عام کا دوسرا استثنےٰ اون وجوبات سے متعلق ہے جو اراضی سے ملحق ہیں اور جو ہمیشہ اراضی کے ہمراہ رہتے ہین - اس قسم کے معاہدات وہ ہین جو اراضی کو درست کرنے یا اوسکو اچھی حالت مین رکھنے یا کسی طریقہ معینہ سے استعمال کرنیکے متعلق ہوتے ہین - (۱) قانون انتقال جائداد مجریہ ہند کی روسے بھی جب زید کسی مکان کو جسکا بیمہ اوس نقصان سے محفوظ رہنے کے لئے کرا لیا گیا ہو جو درصورت آتش زدگی کے عاید ہو بکر کے نام منتقل کرے تو درصورت وقوع ایسے خسارہ کے بکر کو جائز ہوگا کہ اگر کوئی اور معاہدہ اسکے خلاف نہوا ہو وہ روپیہ جو اقرار نامۂ بیمہ کی روسے وصول ہوا ہو اوس مکان کو حیثیت اصلی پر لانے مین صرف کرے - (۲) لیکن شرائط معاہدہ جو بالکلیہ ذاتی یا لاحقہ ہوتی ہین وہ خواہ مخواہ اراضی کے ہمراہ نہین رہتین اور منتقل الیہ کے نام منتقل نہین ہوتین مثلاً جبکہ بکر پٹہ دار نے ایک عمارت کو بطور شراب خانہ استعمال کرنے کا معاہدہ کیا اور زید پٹہ دہندہ نے یہ معاہدہ کیا کہ اوس عمارت سے آدھ میل کے اندر فروخت شراب کے لئے کوئی مکان بنایا یا رکھا نہ جائیگا اور بکر نے پٹہ خالد کے نام منتقل کیا تو تجویز ہوئی کہ اوسکی شرائط خالد کے نام منتقل نہین ہوئین - (۳)

(۱) قانون معاہدات مولفۂ انسن صفحہ ۲۳۲ - (۲) دفعہ ۴۹ - (۳) ٹامس بنام ہیورڈ لا رپورٹ اکسچیکر جلد ۴ صفحہ ۳۱۱ -

حقوق اور ذمہ داریان جو معاہدہ سے پیدا ہون منتقل ہو سکتی ہین اولاً بذریعہ انتقال بجانب فریق معاہدہ کے

(۲۱۷) لیکن جو حقوق اور ذمہ داریان بذریعہ معاہدہ لاحق ہوتی ہین
وہ فریق حقدار کی رضامندی سے یا بوجہ اثر قانون منتقل ہو سکتی ہین - روما کی
ابتدائی قانون (۱) یا انگلستان کے کامن لا کی رو سے قطع نظر اون رواجات کے
جو قانون تجارت سے متعلق ہین کسی معاہدہ کا فائدہ اسطرح منتقل نہین ہو سکتا تھا
کہ اوس بنا پر منتقل الیہ خود اپنے نام سے نالش کر سکے - منتقل الیہ کے لئے
یہ ضرور تھا کہ انتقال کنندہ یا اوسکے قائم مقام کے نام سے نالش کرے (۲)
لیکن پیشتر انگلستان مین اصول ایکوٹی کے لحاظ سے یہ قرار پایا کہ جس صورت مین
کہ معاہدہ محض ذاتی خدمات کی انجام دہی کے لئے نہو تو منتقل الیہ خود اپنے
نام سے اوسکی جبراً تعمیل کرانیکا مستحق ہے گو اوسکے حقوق پر چند شرائط
کی وجہ سے اثر پڑے (۳) - یہ اصول بعد کے قانون روما سے اخذ کیا گیا (۴)
لیکن اب بعد نفاذ جوڈیکیچر ایکٹ بابت ۱۸۷۳ء (۵) منتقل الیہ کسی زر قرضہ یا شئے
قابل ارجاع نالش کا انتقال کنندہ کے تمام قانونی حقوق اور چارہ کار حاصل
کرتا ہے (۶) لیکن ایسی صورتمین شرائط ذیل کی پابندی لازم ہوگی (۱) منتقل الیہ

(۱) گیئس جلد ۲ صفحہ ۳۸ - (۲) گیئس جلد ۲ صفحہ ۳۹ - (۳) قانون معاہدات مولفہ انسن صفحہ ۲۲۱ ۲۲۲

(۴) کوڈ جلد ۴ (۳۹ و ۴۷) - (۵) ایکٹ مجریہ ۱۸۷۳ء جلوس ۳۶ و ۳۷ ملکہ معظمہ وکٹوریہ باب ۶۶ دفعہ ۲۵ ضمن ۶

(۶) یہ کافی ہے کہ قرضہ ازروئے معاہدہ یافتنی ہو گو کہ وہ بوقت انتقال واجب الادا نہوا ہو یا بعد انتقال الیہ کے اوسکے خاص مدت کے منقضی ہونے پر واجب الادا ہو - واکر بنام براڈفرڈ اولڈ بنک لمیٹڈ کوئنس بنچ ڈیویژن جلد ۱۲ صفحہ ۵۱۱ - اور مرکنٹائل بنک آف لنڈن بنام ایونس اجلاس جسٹس ... مندرجہ انبالہ ٹائمس مورخہ دسمبر ۱۸۹۹ء صفحہ ۳ -

تمام حقوق کا پابند رہیگا - (۳) انتقال قطعی ہونا چاہیئے (۳) تحریری ہونا چاہیئے جسپر انتقال کنندہ کے دستخط ہون - (۴) شخص قرضدار یا امانتدار یا اوس شخص کو جس سے کہ انتقال کنندہ قرضہ پانے یا شئے قابل ارجاع نالش کا دعوی کرنے کا مستحق ہو بذریعہ تحریر اطلاع صریح ہونی چاہیئے - اور (۵) منتقل الیہ کا استحقاق تاریخ اطلاع سے شروع ہوگا - ہندوستان مین ۱۸۸۲ء کے قبل عدالت ہائے ایکوئٹی کے اُصول کی اکثر پابندی کی جاتی تہی (۱) اور مجموعۂ ضابطۂ دیوانی کی روسے وہ شخص جسکے نام انتقال کسی ڈگری کا عمل مین آیا ہو خود اپنی جانب سے ڈگری کا اجرا کرا سکتا ہے بشرطیکہ انتقال ڈگری کا بذریعہ انتقال تحریری عمل مین آیا ہو (۲) سوائے پنجاب بمبئی اور برٹش برما کے دوسرے ممالک مین اب دعاوے قابل ارجاع نالش کا انتقال قانون انتقال جائداد مصدرۂ ۱۸۸۲ء کے احکام کے مطابق عمل مین آتا ہے (۳) - کوئی انتقال کسی دعوی قابل ارجاع نالش کا شخص قرضدار کے مقابلہ مین اثر پذیر نہوگا تاوقتیکہ اطلاع صریح اوس انتقال کی اوسکو دیگئی ہو بجز اوس صورت کے کہ

(۱) شاستر ہنود معہ لغت مین دفعہ ۱۳۳ - (۲) دفعہ ۲۳۲ - ایکٹ ۱۴ بابت ۱۸۸۲ء

(۳) دیکھو باب ۸ قانون انتقال جائداد - دعوی قابل ارجاع نالش کے معنے کے لیئے دیکھو دفعہ ۱۳۰ قانون مذکور اور انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۷۴ - جلد ۱۳ صفحہ ۲۵۷ -

وہ خود اوس انتقال مین فریق رہا ہو یا اوس سے اور نہج پر آگاہ ہو(۱) ضرور ہے
کہ ایسی اطلاع تحریری ہو اور اوسپر دستخط شخص انتقال کنندہ یا اوسکے مختار کے
ہون جسکو اس امر کا اختیار حسب ضابطہ دیا گیا ہو(۲) جب ایسی اطلاع پہونچے تو قرضدار کو
لازم ہے کہ انتقال کو جاری اور نافذ کرے(۳) جب کوئی دعوی قابل رجاع
نالش بیع یا نیلام کیا جائے تو قرضدار اوس صورت مین کلیتاً بری ہوجائیگا جبکہ
وہ زر ثمن اور اخراجات لاحقہ نیلام اور سود زر ثمن اوس تاریخ سے جبکہ
مشتری نے زر ثمن ادا کیا ہو مشتری کو ادا کرے(۴) جس شخص کے نام
کوئی قرضہ منتقل کیا جائے اوسکی ذات سے وہ سب ذمہ داریان بہی متعلق
ہونگی جو انتقال کی تاریخ تک اوس قرضہ کی بابت انتقال کنندہ پر لاحق تہین(۵)

---

(۱) دفعہ ۱۳۱ قانون انتقال جائداد -

(۲) دفعہ ۱۳۲ ایضاً -

(۳) دفعہ ۱۳۳ ایضاً -

(۴) دفعہ ۱۳۵ ایضاً -

(۵) دفعہ ۱۳۷ - انتقال اقرارنامجات بیمہ جہاز وغیرہ یا آتش زدگی کے متعلق دیکھو ایکٹ ۵ ۱۸۶۶ء دفعہ ۱۵ - انتقال حصص کمپنی کے متعلق دیکھو دفعہ ۲۹ اور ایکٹ ۱۰ و ایکٹ ۱۱ و ضمیمہ الف ایکٹ ۶ ۱۸۸۲ء - اور نسبت انتقال ڈبنچر مجاریہ سکریٹری آف اسٹیٹ با جلاس کونسل و شقہ جات ادائے سود متعلقہ آن دیکھو ایکٹ مجریہ ۴۲ و ۴۳ جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریہ باب ۶۰ دفعہ ۴ - اور ایکٹ مجریہ ۳۳ سنہ جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریہ باب ۳ دفعہ ۴ -

واضح ہو کہ قانون ہند اور قانون انگلستان کے احکام کے مابین دو بڑے امور مین فرق ہے یعنے قانون ہند کی رو سے لازم نہین ہے کہ انتقال قطعی ہو اور نہ یہ لازم ہے کہ بجز ڈگری کے کسی دوسری صورت مین انتقال بذریعہ تحریر عمل مین آئے۔ قانون ہند مین یہ قید بھی ہے کہ کوئی عہدہ دار متعلقہ عدالت مجاز نہین ہے کہ کوئی دعوی قابل رجاع نالش جو اوس عدالت کے اختیار سماعت کے لائق ہو جسمین وہ اپنے فرایض منصبی کو عمل مین لاتا ہو خرید کرے[1]

ثانیاً بوجہ اثر قانون

(۲۱۸) قواعد قانون کی تاثیر کی وجہ سے بھی ایک شخص کی حقوق اور ذمہ داریان دوسرے شخص کو منتقل ہو سکتی ہین۔ مثلاً وفات پا جانے یا دیوالہ نکلنے کی صورت مین یا جبکہ چند حقوق متعلقہ اراضی بذریعہ رہن یا پٹہ یا تبادلہ منتقل کیئے جائین۔ قانون روما کے بموجب ازدواج سے زوجین کی جائداد اپنی حالت سابقہ پر رہتی تہی[2] انگلستان کے قانون قدیم کے مطابق ازدواج سے یہ اثر مترتب ہوتا تہا کہ زوجہ کے حقوق اور ذمہ داریان چند شرائط کے ساتھہ شوہر کے نام منتقل ہو جاتی تہین لیکن اسکے بعد کے

(۱) دفعہ ۱۳۶ قانون انتقال جائداد۔

(۲) رومن پرایویٹ لا مولفۂ سہلکا وسکی دفعہ ۱۴۶۔

قانون کے نفاذ سے سنہ ۱۸۵۰ء سے یہ اثر ساقط ہوگیا ہے(۱) ہندوستان مین یہ اثر سنہ ۱۸۶۵ء سے ساقط ہوگیا۔ بصورت وفات تمام حقوق اور ذمہ داریان (بجز چند معاہدین شترکہ کے حقوق اور ذمہ داریون کے جنکا ذکر عنقریب کیا جائیگا) اوس شخص متوفی کے وصی یا مہتمم ترکہ کو بحیثیت قائم مقامی منتقل ہوتی ہین(۲) لیکن یہ قائم مقامی صرف اوسی حد تک ہوگی جس حد تک کہ شخص متوفی کی جائداد کو اوس سے تعلق ہے(۳) اہل ہنود کے قانون قدیم مین ایک قید ہے جسکی روسے اوس شخص کو جو جائداد موروثی پر قابض ہو اور جسکا بیٹا یا پوتا زندہ ہو جائداد مذکور کو منتقل کرنے یا اوسپر کوئی مواخذہ عاید کرنیکا اختیار نہین ہے اِلّا اوس صورت مین کہ کوئی ایسی غرض موجود ہو جسکو قانون ضروری تصور کرے لیکن یہ قرار پایا ہے کہ اس حکم کی وجہ سے کوئی بیٹا یا پوتا اوس فرض مذہبی کی انجام دہی سے سبکدوش نہوگا جسکی روسے اوسپر اوسی قانون کے مطابق اپنے باپ یا دادا کے تمام قرضہ کی ادائی لازم ہے(۴) بشرطیکہ وہ قرضہ کسی ایسی غرض کے لیئے نہ کیا گیا ہو جو خلاف

(۱) دیکھو ایکٹ مجریہ سنہ ۱۸۸۲ء ۴۵ و ۴۶ جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریہ باب ۷۵ یعنے قانون متعلقہ جائداد عورات منکوحہ جسمین یہ حکم ہے کہ تمام جائداد غیر منقولہ یا منقولہ جو کسی عورت کے قبضہ مین قبل از ازدواج ہو یا اوسنے بعد ازدواج حاصل کی ہو خود اوسکی ذاتی جائداد ہے (۲) دفعات ۱۷۹ و ۱۸۰ و ۱۹۱ - ایکٹ ۱۰ ۱۸۶۵ء - (۳) دفعہ ۲۸۲ - ایکٹ ۱۰ ۱۸۶۵ء - دہرم شاستر مولفۂ مین دفعہ ۲۷۶ - اور دفعہ ۲۳۴ مجموعۂ ضابطہ دیوانی بابتہ ۱۸۸۲ء - (۴) دہرم شاستر مولفۂ مین دفعہ ۲۷۶ -

انفصال ہونے[1] انتقال جو بوجہ دیوالہ ہوتا ہے بلاد پریسیڈنسی مین ایکٹ پارلیمنٹ[2] کے مطابق اور برٹش انڈیا کے دوسرے حصون مین مجموعہ ضابطہ دیوانی بابت ۱۸۸۲ء کے باب ۲۰ کے مطابق اور انتقال چند حقوق متعلقہ اراضی کا قانون انتقال جائداد مصدرہ ۱۸۸۲ء کے مطابق عمل مین آتا ہے[3]

انتقال حقوق و ذمہ داری ہائے مشترکہ

(۲۱۹) انگلستان کے کامن لا کے بموجب چند معاہدین مشترکہ سے ایک کی وفات پر اوسکے حقوق اور ذمہ داریان اوسکے قائم مقام کے نام منتقل نہین ہوتی ہین بلکہ انکا انتقال معاہدین باقیماندہ کے نام ہوتا ہے[4] لیکن واضعان قانون ہند نے اُس قاعدہ کو پسند کیا ہے جسکی عدالت ہائے ایکوئٹی متابعت کرتی ہین - اس قاعدہ کی روسے بجز اوس صورت کے کہ از روئے معاہدہ نیت برعکس پائی جاتی ہو حقوق و ذمہ داری ہائے مشترکہ معاہدین باقی ماندہ اور معاہد متوفی کے قائم مقامون کے نام بالاشتراک منتقل ہوتی ہین[5] لیکن کفالت نامجات

(۱) لا رپورٹ انڈین اپیلس جلد ۱ صفحہ ۲۳۲ - انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۴ صفحہ ۱۲ - نیز دیکھو انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۴۳ - انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۲۰۴ و ۲۲۳ و ۲۷۹ - انڈین لا رپورٹ جلد ۹ مدراس صفحہ ۴۲۴ - (۲) ایکٹ مجریہ ۱۱ و ۱۲ سنہ جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریہ باب ۲۱ - (۳) دفعات ۵۴ و ۵۹ و ۵۵ (ضمن ۲) و ۶۵ و ۱۰۸ (ضمن ج) و ۱۰۹ - (۴) ریچرڈس بنام ہیتھر - لا رپورٹ بارن وال و الڈرسن جلد ۱ صفحہ ۲۹ - (۵) دفعات ۴۲ و ۴۵ قانون معاہدہ ہند - نیز دیکھو انڈین لا رپورٹ جلد ۴ کلکتہ صفحہ ۲۲۵ - ایضاً صفحہ ۵۵۶ - اور انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۴۰

گورنمنٹ ہند کی صورت مین ایک مستثنے قائم کیا گیا ہے - چنانچہ جب کفالت المال سرکاری دو یا چند اشخاص کو بالاشتراک واجب الادا ہو اور انمین سے کوئی شخص فوت ہو جائے تو کفالت المال شخص یا اشخاص باقی ماندہ کو واجب الادا ہوگا۔[1] لیکن یہ صراحتاً بیان کیا گیا ہے کہ اس حکم سے یہ مقصود نہین ہے کہ وہ کسی ایسے دعوے پر موثر ہو جو شخص متوفی کے قائم مقام کو ایسے کفالہ کی بابت شخص یا اشخاص باقی ماندہ کے نام ہو۔[2]

(الف) بذریعہ فریقین

(۲۲۰) ایک مصنف ملک غیر نے اپنی کتاب متعلقہ قانون مین کیا خوب بیان کیا ہے کہ ہر وجوب کے ہمراہ اوسکے پورے ہو جانے کی غرض وابستہ رہتی ہے - وجوب کا انفساخ اوس حق کے نفاذ کی غرض و غایت اور لازمی نتیجہ ہے جسکی نسبت داین کو یہ دعوی ہو کہ وہ اوس وجوب سے پیدا ہوا۔[3] یہ معدومی یا انفساخ جو اگر اوس مقام کے قانون کی رو سے

(۱) دفعہ ۵ ضمن (۱) ایکٹ ۱۵ بابت ۱۸۵۵ء - (۲) دفعہ ۵ ضمن (۲) ایکٹ ۱۳ بابت ۱۸۸۲ء

(۳) رومن پرائیویٹ لا مولفہ ڈاکٹر سمنکا وسکی دفعہ ۱۳۰ صفحہ ۲۶۹ ترجمہ وسیٹ فیلڈ - اس رائے کی نسبت ڈاکٹر الوسے بیرتیتو نے سخت اعتراض کیا ہے وہ یہ کہتے ہین کہ تعمیل وجوب کی غرض نہین ہے گو یہ ظاہر اکسیقدر بعید از عقل معلوم ہوتا ہو - وہ یہ بحث کرتے ہین کہ تعمیل سے وجوب کی غرض معدوم ہو جاتی ہے اور وجوب کی اصلی غرض و غایت عدم تعمیل مین ہے۔ لیکن یقیناً جب فریقین معاہدہ کرتے ہین تو اونکا ارادہ یہ نہین ہوتا کہ وہ اپنے عہد کو توڑین بلکہ یہ ہوتا ہے کہ اوسکی آئندہ واجبی تعمیل کرین - پس اونکی غرض ابتدائی تعمیل کرانے نہ کہ توڑنا البتہ وجوب کی جبراً تعمیل کرانے کی ضرورت صرف اوسوقت واقع ہوتی ہے جبکہ عہد توڑا جائے - لیکن اس ضرورت کے ساتھہ وجوب کی غرض کو مخلوط نہ کر دینا چاہیے - برخلاف اسکے ایک معاملہ کو قانونی خلعت سے ملبوس کرنے کی اصل غرض یہی ہوتی ہے کہ فریقین کو ایمانداری کے ساتھہ عمل کرنے کی ترغیب ہو اور یہ نتائج ظاہر ہون کہ داکثر معروف تملیق) عدم تعمیل سے بہ نسبت اوس نقصان کے جو تعمیل کی وجہ سے عاید ہو زیادہ سخت نقصان برداشت کرنا پڑیگا

جہان معاہدہ کی تعمیل مقصود ہو جائز ہو تو باستثنائے چند صورتون کے ہر دوسرے مقام مین جہان امر تنازعہ فیہ کی نسبت عدالت مین نالش دائر ہو جائز قرار دیا جایگا(۱) منجملہ اون طریقون کے جنکا ذیل مین ذکر کیا جاتا ہے کسی ایک طریقہ سے واقع ہوتا ہے۔

(الف) بذریعہ معاملہ مابین فریقین

انتقال حقیت ذمہ داری کا مابین مشترکہ

اس طریقہ سے اصل معاہدہ خواہ قطعاً منسوخ کیا جاسکتا ہے یا اوسکی شرایط مین تبدیلی کی جاسکتی ہے یا اوسکے بجائے کوئی نیا معاہدہ کیا جاسکتا ہے یا معاہدہ کی تعمیل کُلّی یا جزوی کو معاف کیا جاسکتا ہے یا اوسکی تعمیل کُلّی کے بجائے تعمیل جزوی منظور کی جاسکتی ہے(۲) اس قسم کا معاملہ اُس قاعدہ کے تابع ہے جو ازروے قانون ہند بدل عہد کے متعلق تمام معاہدات پر حاوی ہے(۳) اور ہر فریق کے عہد کے بدل کا صادر ہونا دوسرے فریق کا اپنے حقوق ازروئے معاہدہ سے دست بردار ہونا ہے(۴) مگر

---

(۱) تناقض قوانین" مولفہ اسٹوری طبع ہشتم دفعات ۲۴۲ - ۲۴۷ - قانون مابین الاقوام مولفہ فیلیمور جلد ۴ صفحہ ۶۰۴ تناقض قوانین" مولفہ ڈالیسی صفحہ ۵۷۵ - (۲) دفعات ۶۲ و ۶۳ قانون معاہدہ ہند - دستاویزات قابل خرید و فروخت کے متعلق دیکھو دفعہ ۸۲ - ایکٹ ۲۶ بابت ۱۸۸۱ء - (۳) دیکھو دفعہ ۲۵ قانون معاہدہ ہند - (۴) قانون معاہدہ مولفہ انسن صفحہ ۲۵۸ -

اس بارہ مین قانون انگلستان کی رو سے ایک پرامیسری نوٹ یا بل آف ایکسچینج کی حالت مختلف بیان کی جاتی ہے اور بریت گو بغیر بدل کے ہو تاہم جائز قرار دیجاتی ہے[1] یہ امر مشتبہ ہے کہ ہندوستان مین یہ فرق کس حد تک تسلیم کیا جا سکتا ہے[2] شرایط مین تبدیل کرنے سے بہی اصل معاہدہ کی تعمیل سے درگذر کیا جا سکتا ہے۔ اس بارہ مین قانون دادرسی خاص مصدرہ ۱۸۷۷ء سے ہم ذیل کی مثال اقتباس کرتے ہین۔ زید نے بذریعہ تحریر معاہدہ کیا کہ عمرو کو ایک مکان ایک مدت معین کے واسطے سو روپیہ ماہانہ کے کرایہ پر دیگا اور اوسکی مرمت اسطرح پر کرا دیگا کہ وہ قابل بود و باش ہو جائے۔ بعد ازان معلوم ہوا کہ مکان لائق مرمت کے نہین ہے پس عمرو کی رضامندی سے زید نے اوس مکان کو گرا کر بجائے اوسکے نیا مکان تعمیر کیا اور عمرو نے زبانی ایک سو بیس روپیہ ماہانہ کے حساب سے کرایہ دینے کا اقرار کیا۔ یہان فریقین نے اصل معاہدہ کی ایک شرط یعنے تعداد کرایہ مین تبدیل کرنے کا اقرار کیا پس عمرو اصل معاہدہ کی تعمیل جبراً صرف اوس تبدیل کے ساتھ کرا سکتا ہے جو اقرار زبانی مابعد کی رو سے ہوگئی[3]۔

(۲) تبدیل شرایط

(۱) فاسٹر بنام ڈابر۔ ایکسچیکر جلد ۶ صفحہ ۱۳۰۔ (۲) دیکھو دفعہ ۶۳۔ ایکٹ ۹ ۱۸۷۲ء اور دفعہ ۶۳ قانون معاہدہ ہند۔ (۳) تمثیل (د) دفعہ ۲۶۔ ایکٹ ۱ بابت ۱۸۷۷ء۔

لیکن معاہدہ تحریری مین جو تبدیلی بذریعہ اقرار زبانی کیجائے اوسکی تعمیل جبراً کرانے کے لئے یہ کافی نہین ہے کہ وہ فریق جو تعمیل کا خواہان ہو یہ ثابت کرے کہ اوس نے شرائط جدیدہ کے متعلق کیا سمجھا تھا بلکہ یہ بھی کہ فریق ثانی نے بھی یہی سمجھا تھا(۱)۔ شرائط معاہدہ کی تبدیل فریقین کے طریق عمل سے بغیر معاہدہ صریحی کے مستنبط ہوسکتی ہے۔ مثلاً جبکہ زید نے بکر کے لئے کچھہ کارہائے تعمیر ایک تاریخ معین تک تیار کردینے اور بصورت تعویق کچھہ رقم بطور تاوان دینے کا اقرار کیا اور جسوقت تعمیر کا کام چل رہا تھا اوس وقت زائد کام کی بابت معاہدہ ہوا جس سے کل کام کو مدت معہودہ کے اندر ختم کردینا غیر ممکن ہوا تو تجویز ہوئی کہ معاہدہ مابعد اس حد تک معاہدہ سابق کے مغایر تھا جس حد تک کہ اوس سے یہ سمجھا گیا کہ تعویق کی صورت مین جس قسم کی ادائی کا اقرار ہوا تھا اوسکی ادائی سے احتراز کیا جائے(۲)۔ فریقین بعوض کسی معاہدہ کے کوئی نیا معاہدہ بھی کرسکتے ہین اور یہ وجوب کی نوعیت یا فریقین معاہدہ مین تبدیلی کئے جانے سے ہوسکتا ہے۔ مثلاً زید پر عمرو کے عـــہ قرض ہین اور زید نے عمرو سے ایک معاملہ کرکے

(۱) ڈارنلی بنام لندن چتہام اینڈ ڈوور ریلوے کمپنی لا رپورٹ ہاوس آف لارڈس جلد ۲ صفحہ ۶۰

(۲) تہارن ہیل بنام ٹیسل لا رپورٹ کامن بنچ سلسلہ جدیدہ جلد ۸ صفحہ ۱۴۸۔ قانون معاہدات مولفہ انسن صفحہ ۲۶۲۔

بجائے قرضہ عـــ کے اسکے پاس اپنی جائداد صـــ کی رہن کی-
یہ نیا معاہدہ ہوا جس سے معاہدہ سابق فسخ ہوگیا[1] یا فرض کرو کہ زید پر از روئے
ایک معاہدہ کے عمرو کا روپیہ آتا ہے اور فیما بین زید اور عمرو اور بکر کے
یہ قرار پایا کہ اب سے عمرو بجائے زید کے بکر کو اپنا مدیون قرار دے پس
فریقین کی تبدیلی کا یہ اثر ہے کہ پہلا قرضہ عمرو کا جو زید پر تھا وہ ساقط ہوا اور
نیا قرضہ عمرو کا بکر کے ذمہ قائم ہوا[2]

(ب) بذریعہ شرط مابعد

(ب) شرط مابعد

(۳۲۱) مثلاً فریقین یہ اقرار کریں کہ معاہدہ صورت ہائے مفصلہ ذیل
میں کالعدم ہوگا (۱) جبکہ ایک شرط معین کا ایفا ہو یا نہو (۲) جبکہ ایک خاص
واقعہ وقوع میں آئے (۳) جبکہ کوئی فریق اپنے اختیار بابت اختتام
معاہدہ کو عمل میں لائے[3] اس قسم کی شرط مابعد کی ایک معروف مثال
ایک معمولی تمسک انگریزی سے مل سکتی ہے جو ایک پیماعہد ہے جسکا انفساخ
ایک شرط مندرجہ تمسک پر منحصر ہے[4] اسی طرح پر اگر زید اور بکر کے مابین

(۱) تمثیل (ب) دفعہ ۶۲ قانون معاہدہ ہند - نیز دیکھو رومن پرایویٹ لا مولفہ سملکو سکی دفعہ ۲۴ صفحہ ۲ اور پنڈکٹن مولفہ برن دفعہ ۲۶۶

(۲) تمثیل (الف) دفعہ ۶۲ قانون معاہدہ ہند - نیز دیکھو مقدمہ کامرشیل بنک آف تاسمانیا بنام جونس (۱۸۹۳ء) مقدمات اپیل صفحہ ۳۱۳ - (۳) قانون معاہدات مولفہ انسن صفحہ ۲۶۵

(۴) انگلو انڈین کوڈس مولفہ اسٹوکس جلد ۱ صفحہ ۵۰۲، ۵۰۳ - نیز دیکھو تعریف تمسک مندرجہ دفعہ ۲ ضمن ۵ (الف) قانون اسٹامپ مجریہ ہند مصدرہ ۱۸۹۹ء -

یہ عہد ہو کہ اگر بکر کے وکلا ایک مکان کے قبالہ کو پسند کرین تو زید اوس مکان کو فروخت کریگا اور بکر اوسکو خریدیگا اور بکر کے وکلا قبالہ کو بوجوہ معقول اور نیک نیتی سے ناپسند کرین تو زید مجاز ہے کہ معاہدہ کو فسخ کرے[1] - انفساخ پر اوسصورت مین بہی اصرار کیا جا سکتا ہے جبکہ وقوع مین آنا شرط کا اُس فریق کی مرضی پر منحصر ہو جسنے کہ وہ شرط قائم کی ہو[2] - ایک اور مثال اُن صورتون سے دیجا سکتی ہے جو سرخط کرایہ جہاز یا اوس معاہدہ سے متعلق ہین جو ایک بردہ عام کرے - اِن معاہدات مین چند آفات مستثنٰے قرار دیجاتی ہین مثلاً فعل خدا یعنی آفت آسمانی یا ملکہ معظمہ کے دشمنون کا فعل یا والیان ملک ورؤسا وغیرہ کی مزاحمت - اِن آفات کے وقوع مین آنے

---

(۱) انڈین لا رپورٹ جلد ۹ کلکتہ صفحہ ۷۵ جسمین انگلستان کے مقدمات ہڈسن بنام بک لا رپورٹ چانسری ڈیویژن جلد ۷ صفحہ ۶۸۳ اور ہسی بنام ہارن پین لا رپورٹ چانسری ڈیویژن جلد ۸ صفحہ ۲۷ کی تقلید کیگئی ہے - نیز دیکھو مقدمہ ہیڈ بنام ٹٹرسال لا رپورٹ ایکسچیکر جلد ۷ صفحہ ۷ متعلقہ بریت جو ایک شرط کی عدم تعمیل پر منحصر ہو - لیکن دیکھو رائے لارڈ کیرنس مقدمہ ہسی بنام ہارن پین جو بصیغہ اپیل ہاوس آف لارڈس کے سامنے پیش ہوا لا رپورٹ مقدمات اپیل جلد ۴ صفحہ ۳۱۱ - (۲) انڈین لا رپورٹ جلد ۵ مدراس صفحہ ۱۷۴ - اسمقدمہ مین فاضل جج منوسامی ایانے نہایت وضاحت کے ساتھہ اوس صحیح اصول کی توضیح کی ہے جسپر کہ یہ قاعدہ منحصر ہے اور بتایا ہے کہ ہندوستان کا جج بہی مقننین جرمنی کی تصانیف کے مطالعہ سے فائدہ حاصل کرسکتا ہے -

مالک جہاز یا بردہ عام معاہدہ کی سخت تعمیل سے سبکدوش ہو سکتا ہے (۱) شرائط مابعد کی تیسری قسم کی مثال وہ ہے جسمین معاہدہ بابت ملازمت خانگی بشرط دینے اطلاع مدتی یک ماہ کے ختم ہوتا ہے (۲)

(ج) بوجہ تعمیل

(ج) بوجہ تعمیل

(۲۲۲) اون افعال کی تعمیل جو شخص مستوجب الفرض سے کے ذمہ ہین اصلی اور معمولی طریقہ انفساخ کا ہے جو ہر وجوب کو دراصل زائل کردیتا ہے (۳) فی الحال ہمارے مطلب کے لئے صرف اون دو معمولی طریقون کا ذکر کرنا کافی ہوگا جنمین تعمیل عمل مین آتی ہے یعنے ادائی اور اظہار آمادگی - قانون روما مین ادائی کو "سولیوشیو" اور اظہار آمادگی

(۱) قانون معاہدات مولفہ انسن صفحہ ۲۶۵ - دیکھو مقدمہ نوبلس ایکسپلوزیو کمپنی بنام جنکنس اینڈ کمپنی (۱۸۹۶ء) کوئنس بنچ جلد ۲ صفحہ ۳۲۶ جسمین یہ تجویز ہوئی ہے کہ خیطرہ کہ اگر مال آگے لیجا یا جائیگا تو ضبط کرلیا جائیگا "مزاحمت والیان ملک" کی حد تک پہونچتا ہے - اِس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ فعل خدا یعنے آفت آسمانی کی تعریف بیان کیجائے - مقدمہ نیوجنٹ بنام اسمیتھ لا رپورٹ کامن پلیز جلد ا صفحہ ۴۲۳ جسٹس میلیش نے بیان کیا ہے کہ آفت آسمانی کے لئے اِس امر کا ثبوت ضروری نہین ہے کہ بردہ کے لئے یہ امر بالکل ناممکن تھا کہ وہ روکی جائے بلکہ یہ ثابت کرنا کافی ہے کہ اون حالات مین کسی احتیاط مناسب سے وہ روکی نہین جاسکتی تھی صفحہ ۴۳۴ - (۲) انگلو انڈین کوڈ مس جلد ا صفحہ ۵۰۳ قانون معاہدات مولفہ انسن صفحہ ۲۶۷ - (۳) رومن لا پرائیویٹ لا مولفہ سالمنڈ و سکی دفعہ ۱۲۹ - اصول قانون مولفہ ہالینڈ صفحہ ۳۰۴

آبلیشیو" کہتے تہے۔ لفظ "سولیوشیو" یعنے ادائی مین ہر قسم کا ایفا شامل تہا اور اوسکو ادائی زر نقد سے اتنا تعلق نہ تہا جتنا کہ شرایط وجوب سے (۱) مگر ہمارے قانون مین "ادائی" سے مراد تعمیل اصل معاہدہ یا معاہدہ متعلقہ کی ہے جو بذریعہ حوالگی زر نقد یا ایسی دستاویزات قابل بیع وشرا کے ہوں جن سے وصول زر نقد کا حق پیدا ہوتا ہے۔ صورت آخر الذکر مین یا بندہ قطعًا اپنے حق کے ایفا مین دستاویز بلا کسی شرط کے لے لیتا ہے یا بحفظ اس شرط کے کہ جب دستاویز واجب الادا ہو اوس وقت اگر رقم ادا نہ کیجائیگی تو فریقین اپنے اصل حقوق پر عود کرینگے عام اس سے کہ وہ حقوق دہندہ تمسک کے یا بندہ دستاویز سے تعلق ہے۔ حقوق بابت تعمیل معاہدہ کے ہون یا حقوق بابت ہرجہ ہون جو بوجہ نقض معاہدہ کے ہوا ہو اور یہ شرط در آنحالیکہ کوئی صراحت اسکے خلاف نہو قیاس کیجائیگی (۲) اس موقع پر یہ یاد رکہنا مناسب ہے کہ جس حال مین کہ دستاویز بوجہ نہونے اسٹامپ باضابطہ کے بطور شہادت مقبول ہونیکے قابل نہو تو داین کو اختیار ہے کہ اصل بدل عہد کی بابت چارہ جوئی کرے۔ اسبارہ مین سر رچرڈ گارتہ چیف جسٹس سابق ہائیکورٹ بنگال نے کامل وضاحت کے ساتہہ قاعدہ

(۱) ڈائجسٹ جلد ۴۶۔ (۴۳ و ۵۴) ۔ ۵۰ (۱۶ و ۱۷۶)

(۲) قانون معاہدات مولفہ انسن صفحہ ۲۷۳ و ۲۷۴۔

قانون کو اسطرح پر ظاہر کیا ہے - جبکہ کوئی بنائے دعوی بابت زر نقد عام اس سے ہے کہ وہ بابت مال مبیعہ کے ہو یا زر قرضہ یا کسی دوسرے دعوے کی بابت ہو ایک دفعہ فی نفسہ مکمل ہو اور اوسکے بعد مدیون داین کو ایک بل یا رقعہ اس غرض سے دے کہ رقم مذکور آیندہ کسی وقت ادا کیجائے تو داین ہمیشہ مجاز اسکا ہے کہ اگر بل یا رقعہ میعاد کے منقضی ہونے پر ادا نہ کیا جائے تو بابت اصل بدل کے نالش کرے بشرطیکہ اوس نے ایسے حالات مین اوسکو کھو نہ دیا ہو یا اسطرح اپنے قبضہ سے علیحدہ نہ کیا ہو یا اوسکی پشت پر کوئی ایسی تحریر ثبت نہ کی ہو کہ از روئے اوسکے مدیون ذمہ دار کسی شخص ثالث کا ہو جائے - ایسی صورتونمین یہ کہا جاتا ہے کہ داین نے بل یا رقعہ کو بابت قرضہ کے قبول کر لیا اور اگر اوسکی ادائی بوقت منقضی ہونے میعاد کے نہ ہو تو داین مجاز ہے کہ بلالحاظ بل یا رقعہ کے اصل بدل کی بابت نالش کرے - لیکن جبکہ اصل بنائے دعوی خود بل ہی ہو مثلاً جبکہ اوس بل پر روپیہ قرض دیا جائے تو ایسی صورتمین کوئی بنائے دعوی بجز اوس زر قرضہ کے جو خود اوس بل پر دیا گیا ہو کسی اور زر نقد کی بابت پیدا نہین ہوتی - ایسی حالت مین بل ہی بمنزلہ ایک معاہدہ مابین فریقین کے ہے اور اگر اوسپر حسب ضابطہ اسٹامپ نہونیکی وجہ سے یا کسی دوسرے سبب سے وہ بل شہادت مین داخل نہو سکے تو

واپس بنا روپیہ نہین پا سکتا[1] معاہد بپابندی خاص شرائط اپنے عہد کی عدم تعمیل کی ذمہ داری سے محض تعمیل کرنیکی آمادگی ظاہر کرکے بھی بری ہوسکتا ہے۔

اظہار آمادگی تعمیل

لیکن اس اثر کے مترتب ہونے کے لئے ضرور ہے کہ اظہار آمادگی (الف) بغیر کسی شرط کے ہو۔ (ب) وقت اور جائے مناسب پر اور ایسے حالات مین کیا جائے کہ جس شخص سے اظہار کیا جائے اوسکو موقع مناسب اس بات کے تحقیق کرنے کا حاصل ہو کہ جو شخص آمادگی ظاہر کرے وہ اوس جگہ اور اُسوقت اوس امر کو جسکی تعمیل بموجب اوسکے عہد کے اوسپر لازم ہے بجمیع الوجوہ کر سکتا ہے اور اوسکے کرنے پر راضی ہے۔ مثلاً اگر آمادگی کا اظہار معاہد لہٗ کو کسی شئے کے حوالہ کرنیکے متعلق ہو تو ضرور ہے کہ معاہد لہٗ کو موقع مناسب اس بات کے دیکھنے کا حاصل ہو کہ وہ شئے وہی چیز ہے جسکا حوالہ کرنا معاہد پر بموجب اوسکے عہد کے لازم ہے۔ چند شریک معاہد لہم مین سے ایک کی نسبت یا چند شریک معاہدین مین سے ایک کی جانب سے معاہد لہٗ کی نسبت آمادگی ظاہر کرنے کے نتائج قانونی وہی ہین جو اون سب کی نسبت یا سب کی جانب سے آمادگی ظاہر کرنے کے ہین[2] قانون انگلستان کے

(۱) انڈین لارپورٹ جلد ۷ کلکتہ صفحہ ۲۵۹ و ۲۶۰ - ایضاً جلد ۸ صفحہ ۲۲۷ و ۲۴۳ - اور نمبر ۶۱ پنجاب رکارڈ بابت ۱۸۸۱ء - (۲) دفعہ ۳۸ قانون معاہدہ ہند - اس امر کے متعلق کہ وقت مناسب کسکو کہا گیا مرلوم ہے دیکھو دفعات ۴۶ تا ۵۰ قانون مذکور اور ویکلی رپورٹر جلد ۱۶ صفحہ ۳۰۹ - کلکتہ لارپورٹ جلد ۳ صفحہ ۲۵۹ جسمین ویکلی رپورٹر جلد ۲۲ صفحہ ۹۰ کی تقلید کیگئی ہے - انڈین لارپورٹ جلد ۶ بمبئی صفحہ ۶۹۲ - اور انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۱۹۷ - نیز دیکھو کوئنس بنچ ڈویژن رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۵۲۷ - اور بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۱۰۶ -

بموجب اگر مدیون اظہار آمادگی کا عذر پیش کر کے کامیاب ہونا چاہئے تو جس
حال مین کہ تعمیل ادائے زر نقد پر مبنی ہو ضرور ہے کہ وہ قرضہ ادا کرنے کے
لئے ہمیشہ مستعد اور راضی ہو اور جب اوسپر نالش کی جائے تو وہ اظہار آمادگی کا
عذر پیش کر سکتا ہے مگر ضرور ہے کہ روپیہ عدالت مین داخل کر دے[1] یہ
قاعدہ اس اُصول پر مقرر کیا گیا ہے کہ جس حال مین کہ تعمیل ادائے زر نقد پر
مبنی ہو تو باوجودیکہ حسب ضابطہ آمادگی ظاہر کئے جانے کی وجہ سے مدیون
عدم تعمیل کا عذر پیش کر سکتا ہے لیکن اس سے یہ لازم نہین آتا کہ ادائے
قرضہ سے اوسکو بریت حاصل ہوئی[2] یہ قاعدہ واجبی معلوم ہوتا ہے۔
لیکن برعکس اسکے قانون معاہدہ ہند کے بموجب اگر مدیون زر قرضہ
ادا کرنیکی آمادگی ظاہر کرے اور وہ قبول نہ کیا جائے تو یہ ضرور نہین ہے
کہ وہ ایک ایسی نالش مین جو اوسکے مقابلہ مین کیجائے یہ بیان کرے
کہ وہ قرضہ ادا کرنے پر آمادہ اور راضی ہے اور نہ اوسپر لازم ہے کہ روپیہ
عدالت مین داخل کر دے[3] لیکن اگر اظہار آمادگی کے عذر کے ساتھ ہی

(۱) اسمیتھ بنام نیرس لاجرنل کامن پلیز جلد ۸ صفحہ ۲۲ - کامن بنچ سلسلہ جدید جلد ۱ صفحہ ۲۳۳ و
ڈکسن بنام کلارک کامن بنچ جلد ۵ صفحہ ۳۶۵ - قانون معاہدات مولفہ انسن صفحہ ۲۷۴ -
(۲) قانون معاہدات مولفہ انسن صفحہ ۲۷۴ - (۳) انگلو انڈین کوڈس مولفہ اسٹوکس
جلد ۱ صفحہ ۵۰۳ و ۵۰۴ -

رقم عدالت مین داخل کیجائے اور مدعی کی رقم اوس رقم داخل شدہ سے زیادہ ہو تو
نالش صرف اوس زیادہ رقم کی بابت ہوگی جو عدالت مین داخل نہین ہوئی (۱) اس
امر کی نسبت کہ اظہار آمادگی متعلقہ سکہ و کرنسی نوٹ کن حالات مین قانونا جائز ہے
دیکھو قانون سکہ مجریہ ہند (۲) اور قانون کاغذ زر مجریہ ہند (۳) اون صورتون کی متعلق
جنمین پراملیسری نوٹ ہائے سرکاری کی نسبت اظہار آمادگی قانونا جائز ہی
دیکھو ایکٹ نمبر ۳۴ مصدرہ ۱۸۷۰ع دفعہ ۱۵ - دوسرے دو طریقے جو بعوض تعمیل

مصالحت

کے اختیار کئے جاسکتے ہین مصالحت اور مجرائی ہین مصالحت سے
مراد کسی ایسے امر کا تصفیہ ہے جسکے متعلق اوسوقت فریقین کے مابین واقعی
نزاع کا ہونا باور کیا جائے (۴) اور یہ مصالحت خواہ بذریعہ کامل بریت ہو خواہ بذریعہ
قبول کئے جانے ادائے جزوی کے معہ اس عہد کے کہ باقی رقم کا
دعوی نہ کیا جائیگا - یہ امر قابل لحاظ نہین ہے کہ دعوی جسکی نسبت فریقین نے
تصفیہ باہمی کیا ہے آیا ایسا تہا یا نہین کہ وہ کامیابی کے ساتہہ قائم ہو سکے (۵)

---

(۱) جیمسن بنام ویبس اینڈ الیس لا رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۸۵۳ - اور لا جرنل کوئنس بنچ جلد ۲۹ صفحہ ۱۶۹ -
(۲) ایکٹ ۳ مصدرہ ۱۸۷۰ع دفعات ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ - (۳) ایکٹ ۲۰ مصدرہ ۱۸۸۲ع دفعہ ۱۶ -
(۴) مقدمہ لوی بنام کیلرڈ - لا جرنل چانسری جلد ۲۲ صفحہ ۳۵۳ - ڈی جنکیس بنام ہیکنائن و گارڈن لا رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۳۵۶ -
(۵) ہائیلسن بنام نیوزیلینڈ الفرڈ اسٹیٹ کمپنی - چانسری ڈویژن جلد ۲ صفحہ ۲۶۶ - لا جرنل چانسری جلد ۵ صفحہ ۸۰۱ -

بشرطیکہ کوئی خلاف بیانی یا دانستہ اخفائے واقعات نہوا ہو۔[1] قانون انگلستان کی روسے ایک بڑی رقم کی بے باقی مین چھوٹی رقم اوا کرنے سے بریت حاصل نہین ہوسکتی - البتہ جس حال مین کہ داین کا استحقاق ہی مابہ النزاع ہو لیکن وہ اوسکو نیک نیتی سے واجبی باور کرتا ہو تو فریقین مجاز ہین کہ جسطرح مناسب خیال کرین شئے متنازعہ کی نسبت مصالحت کرلین داین کا اپنے ایسے استحقاق کے عمل مین لانے سے اجتناب کرنا جسکو وہ نیک نیتی سے واجبی باور کرتا ہو کافی بدل فعل یا عہد فریق ثانی کا ہی۔[2] نیز جسصورتمین کہ رقم واجب الادا غیر معین ہو تو ایک معین رقم کا اوا کرنا بدل جائز ایک ایسے دعوے سے دست بردار ہونیکا ہوگا جو ایک زاید اور غیر معین رقم کی بابت ہو۔[3] لیکن جبکہ خود استحقاق کی نسبت کوئی نزاع نہو اور رقم واجب الادا بھی معین ہو تو ایسی صورت مین قانون انگلستان کے بموجب کل یا جزو دعوی سے دست بردار ہونے کا عہد صرف اوسصورتمین جائز ہوسکتا ہے جبکہ کوئی دوسری چیز رقم کے معاوضہ مین دیجائے

(۱) لیونارڈ بنام لیونارڈ - بال و بیٹی رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۱۷۱ -

(۲) قانون معاہدات مولفہ انسن صفحہ ۷۵،۷۴ -

(۳) ایضاً ایضاً صفحہ ۷۵ -

یا تاریخ معینہ سے پیشتر رقم ادا کی جائے۔[1] برخلاف اسکے قانون ہند کی رو سے (جیساکہ ہم دیکھ چکے ہین) ہر معاہدلہ کو اختیار ہے کہ عہد کی کلی یا جزوی تعمیل سے باز آئے یا اوسکو معاف کرے یا بجائے اُسکے کوئی صورت ادائی کی جو مناسب ہو منظور کرلے۔[2] مثلاً اگر زید پر عمرو کے ۔۔۔۔۔ روپیہ قرض ہون اور زید عمرو کو ایک ہزار روپیہ ادا کرے اور عمرو اپنے اوس دعوی کی کامل ادائی مین جوکہ زید پر تہا اس رقم کو منظور کرلے تو یہ ادا کرنا بیباقی کل دعوی کی ہے بعض ممالک کے قوانین کے بموجب مجرائی سے مراد دعوی داین اور مدیون کے دعوی بالمقابل کا باہمی طے ہوجانا ہے اس حد تک کہ وہ دعاوے مقدار مین یکسان ہون۔ یہ اصول فرانس کے قانون موجودہ کا ہے جسمین یہ مرقوم ہے کہ جسوقت دو قرضے وجود پذیر ہون اوسیوقت سے وہ ایک دوسرے کو بحساب رسدی منسوخ کردیتے ہین۔[3] روما کی قانون قدیم مین مجرائی کا حق صرف اون نالشات مین جائز تہا جو مبنی بر نیک نیتی ہون اور اُس کس

مجرائی

(۱) دیکہو مقدمہ پنیل۔ کوک رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۱۱۷۔ اور قانون معاہدات مولفہ انسن صفحہ ۴۸۔ نیز دیکہو فوبنام بیر۔ مقدمات اپیل جلد ۹ صفحہ ۶۰۵۔ (۲) دفعہ ۶۳ قانون معاہدہ ہند۔ دیکہو فقرہ ۲۲۰ کتاب ہذا۔

(۳) کوڈ سیویل ایکٹ ۱۲۹۰۔ نیز دیکہو کوڈ جسٹینین ۴ (۱ و ۲)۔

صورت مین بہی صرف ایسی حالت مین کہ دعاوے ایک ہی وجوب سے
پیدا ہوئے ہون ۔ مارکس آریلئیس نے ایک فرمان جاری کیا جسکی رو سے
مجرائی کا حق تمام دعاوے مین تسلیم کیا گیا عام اس سے کہ وہ ایک ہی وجوب سے
پیدا ہوئے ہون یا مختلف وجوہات سے ۔ اسکے بعد کے زمانہ مین
شہنشاہ جسٹنئین نے اسکو نالشات بابت جائداد غیر منقولہ مین بہی
جائز قرار دیا[1] دعوی بالمقابل ایسا ہی ہوسکتا تھا جو قابل نالش نہو[2]
قانون ہند کی روسے ایک دعوی دوسرے دعوی سے صرف اوس
صورت مین قابل مجرائی ہے جبکہ وہ بابت ایک معین رقم زر نقد کے
ہو اور رقم مجرائی کی نسبت فریقین کی وہی حیثیت ہو جو مدعی کے دعوی
مین اونکو حاصل ہو[3] چونکہ یہ سوال کہ آیا عذر مجرائی قابل پذیرائی ہے یا نہیں
ضابطہ سے متعلق ہے لہذا اسکا تصفیہ اوس عدالت کے قانون کے

(۱) رومن پرویٹ لا مولفہ سلکا وسکی دفعہ ۴۰ صفحہ ۴۰۲ تا ۴۰۶ ۔

(۲) ڈائجسٹ ۱۶ - ۲ - ۶ ۔

(۳) ایکٹ نمبر ۱۴ مصدرہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۱۱۱ ۔ لیکن دیکہو انڈیئن لارپورٹ جلد ۱ کلکتہ صفحہ ۵۵ جسمین یہ تجویز ہوئی کہ حق مجرائی بلالحاظ مجموعہ ضابطہ دیوانی بوجہ دیگر ہوسکتا ہے ۔ نیز دیکہو انڈیئن لارپورٹ جلد ۱۶ کلکتہ صفحہ ۱۱۷ ۔ لفظ "معین" کے معنی کی متعلق دیکہو انڈیئن لارپورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۲۸۴ ۔

بموجب ہونا چاہیے جہان نالش دائر ہو۔[1]

(د) بوجہ عدم تعمیل یا نقض معاہدہ

(د) بوجہ عدم تعمیل

(۲۲۳) عدم تعمیل یا نقض معاہدہ سے فریق متضرر کو ہمیشہ حق نالش حاصل ہوتا ہے۔ اسکا ذکر اوسوقت زیادہ مناسب ہوگا جبکہ ہم حقوق چارہ جوئی پر غور کرینگے۔ لیکن قطع نظر اسکے کہ اس سے معاہد پر ایک جدید وجوب قائم ہوتا ہے ایسے حالات بھی ہوتے ہین جنمین نقض معاہدہ سے معاہد لہ بھی اوس قدر تعمیل سے جو اوسکے ذمہ ہو بری ہو جاتا ہی اور فی الحال اس مضمون پر ہم اسی پہلو سے مختصراً نظر ڈالتے ہین مثلاً جب معاہد نے تعمیل عہد سے انکار کیا ہو یا اپنے تئین تعمیل عہد کے ناقابل کر دیا ہو تو معاہد لہ کو اختیار ہے کہ اوس معاہدہ کو قطع کر دے الّا اوس حال مین کہ وہ لفظاً یا از روئے عمل اوسکے قائم رہنے کے متعلق اپنی رضا مندی ظاہر کر چکا ہو۔[2] جبکہ ایک معاہدہ متضمن عہود متقابلہ کے ہو اور ایک فریق دوسرے فریق کے عہد کی تعمیل مین کاوش ڈالے تو جس فریق کے عہد کی تعمیل مین اس طرح پر کاوش ڈالی گئی ہین اوسکی مرضی سے وہ معاہدہ قابل فسخ ہو جاتا ہے[3] یا جبکہ ایک

(۱) میئر بنام ڈریسر (۱۸۶۴ء) کامن بنچ سلسلہ جدید جلد ۱۶ صفحہ ۶۴۶۔

(۲) دفعہ ۳۹ قانون معاہدہ ہند۔ (۳) دفعہ ۵۳ قانون معاہدہ ہند۔

معاہدہ متضمن چند ایسے عہود متقابلہ کے ہو کہ اونمین سے ایک کی تعمیل یا اوسکی تعمیل کا دعویٰ وسوقت تک ناممکن ہے کہ دوسرے کی تعمیل ہوجائے اور معاہد عہد آخر الذکر اوس عہد کی تعمیل سے قاصر ہو تو معاہد عہد اول الذکر کو اختیار ہے کہ معاہدہ کو فسخ کرے۔[1] بالآخر جبکہ کسی معاہدہ کی تعمیل ایک وقت معین پر لازمی ہو تو اُس وقت معین پر اوسکی تعمیل نہونے سے وہ معاہد لہٗ کی مرضی پر قابل فسخ ہوجاتا ہے۔[2]

(ھ) بوجہ عدم امکان تعمیل

(ھ) بوجہ عدم امکان تعمیل

(۴۴۴) اوپر بیان ہوچکا ہے کہ وہ شئے جسکی بابت معاہدہ ہو ممکن ہونی چاہیے کیونکہ معاہدہ اوس فعل کے کرنے کا جو فی نفسہٖ غیر ممکن ہو مثلاً یہ معاہدہ کہ جادو کے زور سے خزانہ کا سراغ لگایا جائیگا ایک ایسا معاہدہ نہین ہے جسکو قانون جائز رکھے۔[3] لیکن ایک جائز معاہدہ کی تعمیل سے بریت حاصل کرنیکے لئے ضرور ہے کہ عدم امکان کی حیثیت طبعی یا قانونی ہو جو بعد تکمیل معاہدہ کے ظہور پذیر ہوئی ہو۔ ایسے مقدمات

(۱) دفعہ ۵۴ قانون معاہدہ ہند۔

(۲) دفعہ ۵۵ قانون معاہدہ ہند۔ نیز دیکھو انڈین لارپورٹ جلد ۲ کلکتہ صفحہ ۴۷۔ ایضاً ۲۸۱ لاجرنل چانسری جلد ۹ صفحہ ۲۶۶۔ (۳) دیکھو فقرہ (۲۱۰) کتاب ہذا اور دفعہ ۵۶ قانون معاہدہ ہند۔

قاعدۂ عام کے کسی استثنا کی بنا پر نہین بلکہ بربنائے منشاء معاہدہ فریقین فسخ و سبکدوش کیا جاتا ہے مثلاً ایک قطعی معاہدہ ازدواج کی صورت مین متعاقدین معاہدہ مین سے کسی ایک کی وفات پر معاہدہ کی قید سے آزادی حاصل ہوجاتی ہے کیونکہ ایسی صورت مین یہ قیاس کرلیا جاتا ہے کہ معاہدہ اس شرط پر کیا گیا تھا کہ دونون متعاقدین زندہ رہین (۱) اسی طرح جبکہ مدعیٰ علیہ نے مدعی سے اقرار کیا کہ وہ ایام مقررہ پر ایک ناچ گھر مین تماشا کرنے دیگا اور قبل وقت مقررہ کے ناچ گھر اتفاقاً آگ سے جل گیا تو انگلستان مین تجویز ہوئی کہ دونون متعاقدین معاہدہ سے بری ہوگئے۔ اس مقدمہ مین جسٹس بلیکبرن نے حسب ذیل قاعدہ مقرر کیا ہے۔ ہماری رائے مین اصول یہ ہے کہ اون معاہدات مین جنکی تعمیل ایک خاص شخص یا شئے کے مسلسل وجود پر منحصر ہو یہ شرط مستنبط ہوتی ہے کہ اگر اوس شخص کے فوت ہوجانے یا اوس شئے کے تلف ہوجانے کی وجہ سے تعمیل غیر ممکن ہوجاے تو درگذر کیا جائیگا"۔ اس قاعدہ کی وجہ یہ ہے کہ معاہدہ کی نوعیت سے ظاہر ہے کہ فریقین نے اوس خاص شخص یا شئے کے مسلسل وجود کی بنا پر معاہدہ کیا تھا"(۲)

(۱) دیکھو قابل تحسین فیصلہ عدالت امریکہ کا مقدمہ ڈکسٹر بنام نارٹن جسکا حوالہ کلارک صاحب کی کتاب قانون معاہدات صفحہ ۳۴۶ مین دیا گیا ہے۔ (۲) ٹیلر بنام کالڈول رپورٹ بیسٹ و اسمتھ جلد ۳ صفحہ ۸۲۶ - نیز دیکھو مقدمہ ہال بنام رائٹ رپورٹ ایلیس بلیکبرن و ایلیس جلد ۱ صفحہ ۷۴۶ - مقدمہ بوسٹ بنام فرتھ لا رپورٹ جلد ۴ کامن پلیز صفحہ ۱ - مقدمہ انگلو ایجپشین کمپنی بنام رینی لا رپورٹ جلد ۱۰ کامن پلیز صفحہ ۲۷۱ - مقدمہ ہاول بنام کوپلینڈ لا جرنل کوئنس بنچ جلد ۴۹ صفحہ ۴۷۷ - کوئنس بنچ ڈیویژن جلد ۱ صفحہ ۲۵۸ - لیکن دیکھو فقرہ (۲۱۰) کتاب ہذا۔

اگر کسی معاہدہ کی تعمیل کسی ایکٹ پارلیمنٹ کی روسے ممنوع کیگئی ہو تو اس وسیع بنا پر کہ "قانون کسی شخص کو افعال غیر ممکن کے کرنے پر مجبور نہین کرتا" نقض معاہدہ معاف کیا جائیگا - چنانچہ جبکہ مدعا علیہ نے مدعی کو ایک طویل مدت کے لئے اراضی پٹہ پر دی اور مدعا علیہ نے یہ اقرار کیا کہ وہ خود یا اُسکا کوئی منتقل الیہ اوس مدت مین اراضی مذکور کے محاذی ایک چراگاہ پر کوئی عمارت تعمیر کرنے نہ دیگا اور بعد مین ایک ریلوے کمپنی نے اون اختیارات کی روسے جو اونکو ایک ایکٹ پارلیمنٹ کے ذریعہ سے حاصل ہوئے تھے اوس چراگاہ کو خرید کرکے اوسپر ایک ریلوے اسٹیشن بنایا تو ایک مقدمہ مین جو مدعا علیہ کے نام نقض معاہدہ کی وجہ سے دائر ہوا تجویز ہوئی کہ وہ بوجہ ایکٹ پارلیمنٹ کے جس سے وہ چراگاہ مذکور کو ریلوے کمپنی کے نام منتقل کرنے پر مجبور رہا اور اس وجہ سے معاہدہ کی تعمیل اوسکے اختیار سے باہر تھی معاہدہ سے بری ہوگیا [۱] - قانون ہند مین یہ قاعدہ ہے کہ معاہدات مشروطہ جنمین شرط وقوع کسی واقعہ آئندہ غیر معین کے کرنا یا نہ کرنا کسی امر کا مشروط ہو قانونًا نافذ نہین ہوسکتے ہین اِلّا اوس حالمین اور اوس وقت کہ وہ واقعہ وقوع مین

---

(۱) بیلی بنام کریسپگنی لا رپورٹ کوئنس بنچ جلد ۴ صفحہ ۱۸۰ - لا جرنل کوئنس بنچ جلد ۳۸ صفحہ ۹۸ -

آ سکے[1] مثلاً اگر زید یہ معاہدہ کرے کہ جب عمرو ہندہ کے ساتھہ شادی کریگا
تب اوسکو بقدر معین روپیہ دیگا لیکن ہندہ عمرو کے ساتھہ اوسکی شادی ہونے
کے بغیر مرجائے تو اسصورت مین واقعہ جسکے وقوع مین آنے پر زید کا
معاہدہ مشروط تہا غیر ممکن ہوگیا اور اسلئے زید اپنے عہد کی تعمیل سے
بری ہوگیا[2] یہ بہی ہوسکتا ہے کہ ایک معاہدہ کی تعمیل صراحتاً کسی خاص
واقعہ کے عدم وقوع پر موقوف ہو - ایسی صورت مین یہ امر کہ بعد مین وقوع
اوس واقعہ کا ناممکن ہوگیا معاہد کو اوسکے عہد کی تعمیل سے بری نہین کردیتا
بلکہ برخلاف اسکے اوس سے معاہدلہ کو اوس عہد کی جبراً تعمیل کرانیکا اوسی وقت
استحقاق حاصل ہوجاتا ہے - مثلاً اگر زید یہ اقرار کرے کہ اگر فلان جہاز واپس
نہ آئے تو وہ عمرو کو بقدر معین روپیہ دیگا اور وہ جہاز ڈوب گیا تو عمرو اپنے
معاہدہ کی تعمیل جبراً اوسوقت کراسکتا ہے جبکہ عدم امکان اوس واقعہ کے

---

(۱) دفعہ ۳۲ قانون معاہدہ ہند - قانون روما کے بموجب اس قاعدہ کی نسبت کہ عدم امکان سے
تعمیل اوسوقت پر منحصر ہے جبکہ تعمیل کا دعوی کیا جاسکتا ہے ایک استثنا مقرر کیا گیا تہا جو اسصورت
سے متعلق تہا جبکہ معاہدہ بابت کسی شئے غیر قابل خرید وفروخت کے ہو - ایسی صورتمین معاہدہ ناجائز
سمجہا جاتا تہا اور بعد مین کسی تبدیل حالت سے جائز نہین ہوسکتا تہا - ڈائجسٹ ۴۵ و ۱ و ۸۳ و ۱۳۷
و ۶ و ۱۸ و ۱ و ۳۴ و ۲ - (۲) دفعہ ۳۲ قانون معاہدہ ہند تمثیل (ج) -

وقوع مین آنے کا ثابت ہوجائے[1] لیکن فرض کرو کہ زید کا عہد ایک وقت معین کے اندر جہاز کی واپسی پر منحصر تہا اور اوس وقت معین کے اندر جہاز ڈوب یا جل گیا تو اسصورت مین وقت معین کے اندر واقعہ کے وقوع کا ناممکن ہوجانا جسکے وقوع مین آنے پر زید کے عہد کا نفاذ منحصر تہا قاعدہ اول الذکر کے مطابق معاہدہ کو کالعدم کرد یگا اور فریقین اوسیوقت ذمہ داری آیندہ سے بری ہوجاینگے[2] یہان اس امر کیطرف توجہ دلانا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کوئی فریق معاہدہ تعمیل معاہدہ کے عدم امکان کی بناپر بری الذمہ ہونے کا اون صورتمین مستحق نہین ہے جبکہ یہ عدم امکان خود اوسی کے فعل ارادی کا نتیجہ ہو۔ مثلاً اگر وہ قبل پہونچنے وقت تعمیل کے اپنے تئین ناقابل اسکے کردے کہ عہد کی تعمیل کرے تو وہ اوسیوقت نقض معاہدہ کے تمام نتائج کا ذمہ دار ہوتا ہے مگر فریق ثانی اپنے عہد کی تعمیل سے بری ہوجاتا ہے[3]

---

(۱) تمثیل دفعہ ۳۲ قانون معاہدہ ہند۔ (۲) تمثیل (الف) دفعہ ۵۶ قانون معاہدہ ہند

(۳) دفعہ ۳۹ قانون معاہدہ ہند۔ نیز دیکھو مقدمہ پلانٹف بنام کولبرن بنگہام لا رپورٹ جلد ۸ صفحہ ۱۴ ―

(د) بوجہ اثر قانون

(د) بوجہ اثر قانون

(۲۲۵) بالاخر بعض وجوہ ایسے ہوتے ہین جو بغیر ارادہ باہمی فریقین متعاقدہ کے وجوب کو معدوم کر دیتے ہین[1] یہ وجوہ قواعد قانون سے پیدا ہوتے ہین جو چند خاص حالات پر موثر ہو کر معاہدہ کو فسخ کر دیتے ہین[2] اون قواعد پر مفصلہ ذیل تین عنوان کے لحاظ سے غور کیا جائیگا۔

(۱) مرجر یعنے ایک حقیت کا دوسری حقیت مین ضم ہو جانا۔

(۲) تبدیل۔

(۳) دیوالہ۔

مرجر

قانون روما مین مرجر سے مراد یہ تھی کہ ایک ہی شخص کی ذات مین دعوی اور قرضہ دونون شامل ہون ۔ اس سے کبھی وجوب معدوم ہو جاتا تھا اور کبھی صرف معطل۔ اسی طرح پر ایک ہی شخص کی ذات مین حق ادنی وحق اعلے دونون شامل ہوسکتے تھے مثلاً ارث خدمتی مین حق استفادہ اور حق مالکانہ کا استحقاق یا حق گرداور

---

(۱) رومن پرایویٹ لا مولفہ سالکاوسکی دفعہ ۱۰۳ صفحہ ۱۹ ۔

(۲) دیکھو قانون معاہدات مولفہ انسن باب ۵ صفحہ ۳۲۶ ۔

حق مالکانہ - بالعموم حق اعلےٰ مین حق ادنیٰ کے ضم ہوجانے سے حق ادنیٰ
معدوم ہوجاتا تھا - لیکن خاص حالات مین یہ جائز نہین کہا جاتا تھا کہ اس
نتیجہ سے اوس شخص کو جو حق اعلےٰ حاصل کرتا تھا کوئی نقصان پہونچے -
مثلاً جس صورت مین کہ اوسکو حق گرو سے بہ نسبت حق مالکانہ کے شئے گرو شدہ
کے متعلق بمقابلہ دوسرے گرویدارون کے بہتر کفالت حاصل ہو تو وہ
حق اول الذکر سے فائدہ اوٹھا سکتا تھا(۱) - اسیطرح قانون ہند کے
بموجب جب حقدار کسی مواخذہ کا جو جائداد غیر منقولہ پر ہو جائداد مذکور کا
قطعی مالک ہوجاے تو وہ مواخذہ یا بار ساقط ہوجاتا ہے بجز اوس صورت
کے کہ وہ بذریعہ الفاظ صریح یا کسی استنباط لازمی کے یہ ظاہر
کرے کہ وہ مواخذہ یا بار قائم رہے یا اوس صورتمین کہ اوسکے قائم رہنے سے مالک کا فائدہ ہوتا ہو(۲)

---

(۱) رومن پرایویٹ لا مولفہ سالکاوسکی دفعہ ۳۲ صفحہ ۱۰۵ -

(۲) دفعہ ۱۰۱ قانون انتقال جائداد ۱۸۸۲ء - نیز دیکھو لا رپورٹ جلد ۱ انڈین اپیل صفحہ ۶۲ - انڈین لا رپورٹ جلد ۳ الہ آباد صفحہ ۷۲۸ - ایضاً جلد ۴ صفحہ ۵۲۳ - ایضاً جلد ۷ صفحہ ۱۰۵ - انڈین لا رپورٹ جلد ۹ بمبئی صفحہ ۴۰۲ و ۱۰۵ نمبر ۳ - اینجاب کارڈ ۱۸۸۳ء - انڈین لا رپورٹ جلد ۳ کلکتہ صفحہ ۲۳۰ - مقدمات انگلستان کے متعلق دیکھو ٹاولین بنام سٹیر لا رپورٹ مرتبہ ماریچ جلد ۴ صفحہ ۱۱۸ - ڈاٹسن بنام سائمس لا رپورٹ مرتبہ ڈی جیکس میکناٹن وگارڈن صفحہ ۲۴۲ -

قانون انگلستان مین لفظ مرجر جب قانون معاہدہ سے متعلق کیا جاتا ہے تو اوس سے مراد ہوتی ہے قبول کرنا ایک ایسی کفالت کا جو قانون کی نگاہ مین زیادہ تاثیر رکھتی ہو بجائے ایک ایسی کفالت کے جسکی کم تاثیر ہو۔ مثلاً جب عدالت سے فیصلہ حاصل ہوجائے تو حق نالش جو نقض معاہدہ سے پیدا ہوا ساقط ہوجاتا ہے۔ اسی طرح پر اگر ایسے معاہدہ کے دو فریقین جسکے نوشتہ پر مہر ثبت نہو ایک ایسی دستاویز مہری مین اوسکے مضامین مندرج کرین جسکی تکمیل دونون نے کی ہو تو معاہدہ غیر مہری ساقط ہوجائیگا۔[1] اسی طریقہ کے متعلق سر ولیم انسن نے قواعد ذیل بیان کئے ہین[2]

(الف) دونون کفالتون کا قانونی اثر مختلف ہونا چاہئے یعنی ایک کی تاثیر بہ نسبت دوسرے کے اعلے ہونی چاہئے۔ اگر ایک کفالت کے علاوہ اوسی حیثیت کی دوسری کفالت لی جائے تو وہ مخل جواز کفالت سابق کے نہوگی اِلّا اوس صورت مین کہ بذریعہ دوسرے عہد کے بریت حاصل ہوجائے۔

(ب) دونون کفالتین ایک ہی شئے کی بابت ہون۔

(ج) فریقین وہی ہون۔

---

(۱) قانون معاہدات مولفہ انسن صفحہ ۳۲۶۔

(۲) ایضاً ایضاً۔

ہندوستان مین معاہدہ جو دستاویز مہری پر ہو بہ نسبت اوس معاہدہ کے جو دستاویز مہری پر نہو بالعموم زیادہ تاثیر نہین رکھتا ہے اور کئی بار شبہ ظاہر کیا گیا ہے کہ آیا دراصل مرجبر کا مسئلہ اس ملک سے متعلق ہے یا نہین۔[1] اسی طرح یہ تجویز ہوئی ہے کہ یہ امر کہ ایک رہن نامہ کی بنا پر زر نقد کی ڈگری حاصل کی گئی ہے استحقاق مرتہن کو زائل نہین کرتا۔ مدعی کو اختیار ہے کہ اپنا استحقاق خواہ بربنائے رہن نامہ خواہ بربنائے ڈگری ثابت کرے[2] یہ لفظ وسعت کے ساتھہ ہر ایسے جدید معاہدہ سے متعلق کیا جاتا ہے جو بجائے ایک قدیم معاہدہ کے کیا جائے۔ ایسی صورتون مین یہ کہا جاتا ہے کہ ذمہ داری جو معاہدہ سابق کی رو سے عاید ہوئی تھی معاہدہ ثانی کی ذمہ داری مین ضم ہو گئی۔[3] نیز یہ لفظ اون صورتون مین استعمال کیا جاتا ہے جنمین مدیون ڈگری اور داین کے مابین بعد مین کوئی قرارداد ہوا اوسوقت یہ کہا جاتا ہے کہ ایک ایسا اوجوب قائم ہوا جسمین ڈگری ضم ہو گئی[4] اس مسئلہ کی صحیح

---

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۱۰ صفحہ ۱۵۱ - ویکلی رپورٹر جلد ۱۱ صفحہ ۴۰۸ - (۲) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۴ صفحہ ۴۰۴ (اجلاس کامل) - انڈین لا رپورٹ جلد ۴ کلکتہ صفحہ ۲۹ - نمبر ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۶ع - (۳) نمبر ۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ع - نمبر ۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ع - (۴) نمبر ۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ع -

مثال حسب مفہوم قانون روما قانون دستاویزات قابل خرید و فروخت مجریہ ہند مصدرہ ۱۸۸۱ء سے مل سکتی ہے - قانون مذکور مین حکم ہے کہ اگر کسی بل آف ایکسچنج پر جو معرض بیع و شرا مین آچکا ہو اوسکی میعاد پوری ہونے پر یا اوسکے بعد سکارنے والے کا قبضہ خاص مالکانہ ہو تو کل حقوق ناشر جو اوسپر مبنی ہون معدوم ہو جائینگے (۱)

تبدیلی

اگر بعد اسکے کوئی معاہدہ ضبط تحریر مین لایا جائے کوئی فریق بالارادہ بغیر رضامندی فریق ثانی کے دستاویز کے کسی جزو نفس الامری مین کوئی تبدیلی کرے عام اس سے کہ کوئی عبارت چھیل ڈالی جائے یا اضافہ کی جائے تو وہ معاہدہ باطل ہو جائیگا (۲) قانون معاہدہ ہند مین اس بارہ مین کوئی قاعدہ نہین ہے لیکن عدالت ہائے ہند نے عموماً اصول مسلمہ عدالتہائے انگلستان پر عمل کیا ہے (۳) قانون دستاویزات قابل خرید و فروخت

(۱) دفعہ ۹۰ - ایکٹ ۲۶ بابت ۱۸۸۱ء - دیکھو مقدمہ فریکلی بنام فاکس رپورٹ بارنوال کریسویل جلد ۹ صفحہ ۱۳۰

(۲) قانون معاہدات مولفہ انسن صفحہ ۲۰۲ - (۳) مدراس ہائی کورٹ رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۳۴۲ بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱۱ صفحہ ۳۰۴ بنگال لا رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۳۰ - نمبر ۲ پنجاب رکارڈ ۱۸۹۶ء نمبر ۱۰۳ - ایضاً - نمبر ۱۱۸ پنجاب رکارڈ ۱۸۸۵ء - انڈین لا رپورٹ جلد ۷ کلکتہ صفحہ ۶۱۴ انڈین لا رپورٹ جلد ۷ بمبئی صفحہ ۱۴۸ - انڈین لا رپورٹ جلد ۷ مدراس صفحہ ۳۰۲ -

مجریہ ہند مصدرہ ۱۸۸۱ء مین یہ حکم ہے کہ ہر تبدیلی کسی امر نفس معاملہ کی کسی نوشتہ قابل بیع وشرا مین اوس نوشتہ کو بمقابلہ ہر ایسے شخص کے جو اوسوقت اوسکا فریق ہو اور اوس تبدیلی پر راضی نہوا ہو باطل کر دیتی ہے اِلّا اوس حال مین کہ وہ تبدیلی ہر دو فریق اصلی کے منشاء واحد کے اجرا کے واسطے کیگئی ہو[1] لیکن نفس معاملہ کی تبدیلی کے باعث معاہدات کے کالعدم ہونے کے متعلق جو قاعدہ ہے وہ صرف اون صورتون سے متعلق کیا جا سکتا ہے جنمین اوس وجوب کا جبراً نافذ کرانا مقصود ہو جو نوشتہ سے اور نہج پر پیدا ہو یا جسکا قانونی ثبوت محض نوشتہ سے بہم پہونچتا ہو۔ اون صورتون سے متعلق نہین ہے جنمین نوشتہ محض بطور ثبوت کسی ایسے استحقاق کے جو اوس نوشتہ کی تکمیل سے پیدا یا منتج ہو یا کسی واقعہ لاحقہ کے ثابت کرنیکے واسطے پیش کیا جائے[2] یہ امر کہ "تبدیلی نفس معاملہ" کیا ہے زیادہ تر نوشتہ کی حیثیت پر منحصر ہے۔ ایکٹ مجریہ ۱۸۴۴ء جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریہ

---

(۱) دفعہ ۸۷۔ ایکٹ نمبر ۲۶ مصدرہ ۱۸۸۱ء۔

(۲) ڈیوڈسن بنام کوپر لا رپورٹ میسن و ویلسبی جلد ۱۱ صفحہ ۸۰۰۔ نیز دیکھو انڈین لا رپورٹ جلد ۷ مدراس صفحہ ۲۰۲ و مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۴۴ انڈین لا رپورٹ جلد ۹ مدراس صفحہ ۲۹۹ و جلد ۱۲۔ ایضاً صفحہ ۳۹۱۔

باب ۴۶ کے بموجب تبدیلات مفصلہ ذیل تبدیلات نفس معاملہ ہین - (۱) تبدیلی تاریخ - (۲) تبدیلی رقم واجب الادا - (۳) تبدیلی وقت ادائی (۴) تبدیلی مقام ادائی - اور (۵) جس صورت مین کہ کوئی بِل آف ایکسچینج عام طور پر سکارا گیا ہو توکسی خاص مقام ادائی کا از دیا د بغیر رضامندی سکارنے والی کے - ہندوستان مین یہ قرار پایا ہے کہ اگر کسی پرامیسری نوٹ کے داخلہ مندرجہ حاشیہ مین ایسی تبدیلی کی جائے جو اوس نوٹ کے اصل مضمون سے متعلق نہو تو اوس سے اوس نوٹ کے جواز پر کوئی اثر نہین پڑیگا(۱) اور اگر از دیا د سے کسی ایسے امر کی صراحت ہوتی ہو جو دستاویز سے ضمناً معلوم ہو اور جسکو قانون مستنبط کرے تو ایسا از دیا د ادنی سمجھا جائیگا اور اوس سے دستاویز باطل نہو گی(۲) لیکن جسصورت مین کہ دائن کسی ایسے تمسک پر جسکی تکمیل صرف ایک ہی شخص نے کی ہو دوسرے دو اشخاص کے جعلی نام بنائے جو دراصل مدیون نہون تو وہ اوس تمسک کی بنا پر بمقابلہ اوس مدیون کے بھی جس نے فی الحقیقت تمسک کی تکمیل کی ہو

---

(۱) نمبر ۱۱۱ پنجاب رکارڈ بابت ۱۸۸۵ء -

(۲) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱۱ صفحہ ۲۰۲ جسمین مقدمہ اللہ دوس بنام کارنویل مندرجہ لا رپورٹ جلد ۴ کوئنس بنچ صفحہ ۷۰۴ کی تقلید کی گئی ہے -

اپنا روپیہ نہین پا سکتا۔ (۱)

دیوالہ

درباب اون اشخاص کے جو دیوالہ نکلنے کے باعث ادائی قرضہ کی ذمہ داری سے قانوناً بری کئے جاتے ہین ہندوستان کے بلا د پریسیڈنسی کے متعلق ایکٹ پارلیمنٹ مین (۲) اور دوسرے ممالک کے متعلق مجموعۂ ضابطہ دیوانی مین (۳) قواعد مندرج ہین۔

قواعد در باب تعبیر معاہدات

(۲۲۶) قبل ازین چند مختصر قواعد تعبیر قانون کے متعلق بیان ہوچکے ہین۔ (۴) انمین سے بہت سے قواعد معاہدات کی تعبیر مین بھی مفید معلوم ہونگے۔ لیکن اسبارہ مین دو بڑے وسیع قواعد ہین جن سے عموماً معاہدات تحریری کی تعبیر مین مدد ملسکتی ہے۔ پہلا قاعدہ یہ ہے کہ "الفاظ کی تعبیر اونکے سادہ اور لفظی معنی مین ہونی چاہئے"۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ چونکہ زبان انسان کو اپنے خیالات کے اظہار کیلئے

(۱) انڈین لارپورٹ جلد ۶ کلکتہ صفحہ ۱۱۶ جسمین مقدمہ بنام ڈریویدین بنام کو پرسٹدرجہ لارپورٹ ملیسن بنام ویلسبی جلد ۱۲ صفحہ ۲۰۵ کی تقلید کیگئی ہے۔ اور گارڈنر بنام والش لاجرنل کوئنس بنچ جلد ۲۴ صفحہ ۲۰۵۔ (۲) ایکٹ مجریہ سنہ ۱۱-۱۲ جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریہ باب ۲۱ دفعات ۵۹-۶۱۔ (۳) دفعات ۳۴۴-۳۵۶۔ ایکٹ ۱۴ مصدرہ سنہ ۱۸۸۲ء۔ لیکن اسوقت مجلس واضعان قانون ہندمین دیوالہ کے متعلق مسودہ قانون پیش ہے اور عنقریب نافذ ہوگا۔ (۴) فقرہ (۶۷) کتاب ہذا۔

دی گئی ہے لہذا جو کچھہ اوس نے اپنی زبان سے نکالا ہو بعینہ وہی اوسکا منشا سمجھا جائیگا - عدالت کا یہ فرض نہین ہے کہ فریقین کے لئے جدید معاہدات قائم کرے بلکہ اوسکا کام صرف اسقدر ہے کہ اون معاہدات کی تعمیل کرائے جو فریقین نے کئے ہون عام اس سے کہ وہ عقلمندی پر مبنی ہون یا بیہودگی پر - پس اگر وہ عبارت جو فریقین نے مستعمل کی ہو سادہ اور غیر مبہم ہو تو فریقین اوسی کے پابند سمجھے جائینگے - لیکن یہ ہوسکتا ہے کہ فریقین نے چند الفاظ کو اسقدر وسیع معنون مین مستعمل کیا ہو کہ اگر سختی کے ساتھہ اونکی لفظی تعبیر کیجائی تو اونکے وہ معانے نہین لئے جاسکتے اور اگر سیاق عبارت سے بطور واجبی یہ نیت مستنبط ہوسکے تو وہ تسلیم کیجا سکتی ہے - اسی سے دوسرا قاعدہ تعبیر کا پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ "معاہدہ کی وہی تعبیر ہونی چاہئے جس سے فریقین کا منشا جو کل معاہدہ سے اخذ کیا جائے اچھی طرح پورا ہوسکے" اس قاعدہ کی وجہ یہ ہے کہ زیادہ لحاظ فریقین کے منشاء صریح کا رکھنا چاہئے نہ کہ کسی ایسے خاص الفاظ کا جو اونہون نے اپنے منشا کے اظہار کیلئے استعمال کئے ہون (۱) دوسرے ضمنی قواعد بھی وضع کئے گئے ہین

---

(۱) قانون معاہدات مولفۂ انسن صفحہ ۲۵۲ -

جو اوسی عام اُصول پر مبنی ہین جسکی روسے فریقین کے منشا کا نفاذ اوس حد تک ہونا چاہیئے جہانتک کہ دستاویز تکمیل شدہ سے وہ منشا مُنتج ہوسکے مثلاً اگر کتابت یا قاعدہ صرف ونحو کی کوئی ظاہری غلطیان ہون تو عدالتین بلحاظ اس مسئلہ کے کہ غلطی املا یا صرف ونحو کی دستاویز کو کالعدم نہین کرتی ہے اون غلطیون کی اصلاح کرینگی۔ شئے متنازعہ کو زیادہ صراحت سے ساتھہ بیان کر کے عام الفاظ مستعملہ کے معنون کو محدود کرینگی جن الفاظ کے دو معنی ہوسکتے ہین اونکے وہ معنی مقرر کرینگی جن سے دستاویز جائز قرار پاسکے اور الفاظ کی تعبیر بمقابلہ اوس فریق کے جس نے کہ اونہین استعمال کیا ہو نہایت سختی کے ساتھہ کرینگی[1] قاعدہ آخر الذکر کسی قدر تصریح کا محتاج ہے[2] اس سے یہہ غرض ہے کہ لوگ لفاظ مبہم استعمال کرنے سے باز رہین کیونکہ اگر وہ اُن لفاظ کی تعبیر بعد مین حسب مرضی خود کرنیکے مجاز ہوسکتے تو وہ ہمیشہ ایسے الفاظ استعمال کرنیکی طرف مائل ہوتے لیکن اس قاعدہ سے صرف اوس صورت مین مدد لیجا سکتی ہے جبکہ دوسرے تمام قواعد تعبیر سے عبارت مستعملہ کے صحیح معنی ظاہر نہو سکتے ہون۔

---

(۱) قانون معاہدات مولفہ انسن صفحہ ۲۰۲۔ (۲) اس قاعدہ کی متعلق دیکھو مقدمہ بریل بنام ڈرائیر۔ مقدمات اپیل جلد ۹ صفحہ ۴۴۔ اور برٹن بنام انگلیشن کومنس بنچ ڈیویژن جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۱ لاجرنل کومنس بنچ جلد ۲۵ صفحہ ۱۳۲۔

نیز یہ قاعدہ صحیح طور پر صرف اون دستاویزات سے متعلق کیا جا سکتا ہے
جنکی تکمیل صرف عطا کنندہ دستاویز نے کی ہو۔ مثلاً جسصورت مین کہ دستاویز
ایسی ہو کہ اوسکی تکمیل دونون فریقین نے کی ہو تو عبارت دونون فریقین کی
مستعملہ سمجھی جائیگی جسکے لئے صرف ایک ہی فریق ذمہ دار نہو گا۔

معاہدات کی تقسیم

(۲۲۷) ابتک ہمنے اون اہم قواعد پر بحث کی ہے جو عام طور پر
معاہدات کے وجود اور معدومی اور تعبیر سے متعلق ہین۔ لیکن اون خاص
صورتون اور خصوصیتون کی نسبت جن سے چند معاہدات کی تمیز دیگر
معاہدات سے ہوتی ہے کچھہ کہنا باقی ہے۔ اسکے لئے کسی قسم کی
تمہیدی تقسیم کی ضرورت ہے۔ کینٹ نے تقسیم ذیل اختیار کی ہے[1]
معاہدات بلا معاوضہ۔ (۲) معاہدات با معاوضہ اور (۳) معاہدات ضمانت۔
انگلستان کے مقننون نے جو تقسیم قائم کی ہے وہ اس سے زیادہ اصطلاحی
اور سخت ہے۔ یہ تقسیم حسب ذیل ہے۔ معاہدات باضابطہ اور معاہدات
سادہ قسم اول مین وہ معاہدات شامل ہین جو قانون انگلستان مین معاہدات ریکارڈ
کہلاتے ہین اور نیز وہ معاہدات جنپر مہر کیا گئے۔ قسم دوم مین وہ معاہدات
داخل ہین جنکا بروے قانون بجز مہر کے کسی شکل مین ہونا لازم ہے اور نیز
وہ معاہدات جنکے لئے کوئی طریقہ مقرر نہین ہے۔ اس قسم کی تقسیم بظاہر اون قوانین مین نا مناسب ہوگی

(۱) فلسفہ قانون مولفہ کینٹ صفحہ ۱۲۲۔

جنہین معاہدات مہری اور معاہدات سادہ کے مابین کوئی تمیز نہین کیجاتی اور بدین وجہ عام اُصول قانون کی اغراض کے لیئے مفید نہین ہے۔ شاید سب سے سادہ اور کم اصطلاحی طریقہ تقسیم کا وہ ہے جسکو بہ نسبت شکل معاہدہ کے غرض تعمیل سے زیادہ سروکار رہے معاہدہ یا تو صراحتاً اصل غرض تعمیل کے پورا کرنے کے لئے ہوتا ہے یا محض اوس غرض کے تابع ہوتا ہے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ صورت اول الذکر مین ایسے معاہدات معاہدات اصلی ہین اور صورت آخر الذکر مین معاہدات اضافی مین داخل ہوسکتی ہین[1] پروفیسر ہالینڈ نے بھی تقسیم اختیار کی ہے[2] اور اسمین یہ فائدہ ہے کہ یہ قابل فہم اور سادہ ہے۔ فہرست ذیل سے جو مسٹر وہیٹلی اسٹوکس نے اس تقسیم کی بنیاد پر مرتب کی ہے فوراً معلوم ہوجائیگا کہ ہر شق مین کن اقسام کے معاہدات داخل ہین

(الف) - معاہدات اصلی وہ ہین جنکی غرض یہ ہو۔

(۱) انتقال
- (الف) ہبہ
- (ب) تبادلہ
- (ج) بیع
- (د) انتقال حق معاہدہ

---

(۱) بروسن پرپویٹ لا مولفہ سلکوسکی دفعہ ۱۰۶ صفحہ ۱۰۹ - (۲) اُصول قانون صفحہ ۲۱۱-

(۲) استعمال باجازت
- (الف) عاریت بغرض تصرف
- (ب) عاریت بغرض استعمال
- (ج) کرایہ پر دینا

(۳) ازدواج

(۴) قیام امانت

(۵) خدمت
- (الف) امانت
- (ب) کام جو مصالح بہم پہونچانے پر کیا جائے
- (ج) بار برداری
  - (۱) براہ خشکی
  - (۲) براہ تری
- (د) خدمت پیشہ وری
  - (۱) قانونی
  - (۲) طبی
- (ہ) آقا اور ملازم
- (و) اوستاد اور شاگرد
- (ز) کارندگی
- (ح) شراکت

(۶) خدمت سالبہ

(۷) معاہدات شرطیہ
(الف) شرط
(ب) لاٹری یعنے چٹھی اندازی
(ج) زرہاے سالانہ
(د) باٹمری[1]
(ہ) رسپانڈنشیہ[2]
(۹) بیمہ
(۱) آتش زدگی
(۲) زندگی بیماری حادثہ
(۳) بحری

(ب) - معاہدات اضافی یہ ہین -
(۱) ضمانت
(۲) ابراء

---

(۱) "باٹمری" اوس معاہدہ کو کہتے ہین جسکی روسے جہاز کا ناخدا کسیقدر روپیہ بمکفولی جہاز جہاز کی حفاظت یا منزل تک پہونچانے کے لئے قرض لیتا ہے -
(۲) "رسپانڈنشیہ" اوس معاہدہ کا نام ہے جسکی روسے قرضہ بکفالت مال محمولہ کسی جہاز کے یا ایسے مال کے جو جہاز پر چڑھنے والا ہو دیا جائے اور آئین بشرط ہو کہ قرضہ کا روپیہ اوس وقت ادا کیا جائے جبکہ مال محمولہ منزل مقصود پر پہونچے -

(۳) کفالت
- (الف) رہن
- (ب) گرو
- (ج) حق کفالت
- (د) رہن بلا قبضہ

(۴) ذمہ داری

(۵) منظوری فعل غیر

(۶) حساب مقبولہ و پرامیسری نوٹ

(۷) بغرض اطمینان مزید

انمین سے بعض معاہدات کا بیان ہم عام قانون معاہدہ کے ضمن مین کر آئے ہین۔ اَب باقی معاہدات کی تصریح اختصار کے ساتہہ کی جائیگی۔

انتقال

(۲۲۸) اون اشیا کو جنپر کسی شخص کو حق مالکانہ حاصل ہو استعمال کرنے کا اختیار ملکیت منفردہ یا جداگانہ کے تصور سے علیحدہ نہین ہو سکتا تاوقتیکہ کوئی جائداد کسی قوم یا خاندان کی ملک ہو اوس قوم یا خاندان کے کسی شخص واحد کا اختیار جائداد مذکور کو کلاً یا جزاً منتقل کرنے کے متعلق بالضرور محدود ہوگا۔ یہ قید اوس قوم یا خاندان کی حالت کے لحاظ سے کم یا زیادہ سخت ہوتی ہے۔ مثلاً جن اقوام مین خود اپنے

حلقہ سے باہر شادی کرنا ممنوع ہے اور توسیع کا کوئی دوسرا مصنوعی ذریعہ جائز نہیں سمجھا جاتا وہ فطرتاً بہ نسبت اُن اقوام کی جو دوسری اقوام مین شادی کرتی ہین اور جو اشخاص اجنبی کو داخل کرکے اپنی تعداد کو بڑہانا مناسب خیال کرتی ہین تبدیل انتظام موجودہ کی زیادہ مخالف ہوتی ہین - مثلاً ایک جماعت وہی جو خالص راجپوت مورثون کے ایک ہی اصل کی اولاد سے مرکب ہو اوسکے ارکان مین اگر جائداد کی تقسیم نہوئی ہو تو وہ بہ نسبت ایک دوسری ہمسایہ جماعت کے جو مختلف اقوام یا فرقون سے مرکب ہو لیکن جس مین اتصال باہمی یا حقوق مشترکہ کا وجود نہو اختیارات انتقال جائداد کو بہت کم استعمال کریگی[1] - چنانچہ قانون متاکشرا کا خاندان مشترکہ قانون دائے بہاگ کے خاندان مشترکہ سے بہت مختلف ہے - صورت اول مین ہر شخص واحد کی حیثیت کل جماعت مین ضم ہو جاتی ہے اور اونمین سے کسی شخص کے لئے یہ دعوی کرنا ممکن نہین کہ جائداد مشترکہ کا کوئی خاص جزو میرا ہے - دوسری صورت مین ہر شخص کے حقوق معین رہتے ہین اور وہ مجاز ہے کہ بلالحاظ حصہ داران مشترک کے اون حقوق کو منتقل کرے -

---

(۱) دیکھو نمبر ۱۰۷ پنجاب رکارڈ بابت ۱۸۸۱ع -

یہ اختیار انتقال جب جائداد حقیقی سے متعلق کیا جاتا ہے تو تین مختلف
طریقون مین استعمال کیا جا سکتا ہے - یعنے (۱) تبادلہ - (۲)
ہبہ اور (۳) بیع - انمین سے تبادلہ کا طریقہ بلاشبہ سب سے
قدیم ہے - یہ اوس قدیم زمانہ سے شروع ہوتا ہے جبکہ زر نقد کا
استعمال نامعلوم تھا اور ایک چیز کو دوسری چیز کے بدلے مین
دیکر تجارت کی جاتی تہی - ہندوستان مین اسکے متعلق قواعد قانون
انتقال جائداد مصدرہ ۱۸۸۲ع مین منضبط ہین - یہ قانون ہندوستان
کے اون ممالک سے متعلق کیا گیا ہے جنکا اوسمین ذکر ہے -[1]
قانون مذکور کی روسے تبادلہ ایک انتقال ہے ایک چیز کی ملکیت کا
دوسری چیز کی ملکیت کے بدلے مین بشرطیکہ دونون چیزون مین
سے کوئی چیز یا دونون چیزین قسم زر نقد سے نہون[2] - ایسا
انتقال صرف اوس طریقہ کے بموجب ہو سکتا ہے جو جائداد کی انتقال
بذریعہ بیع کے لئے مقرر ہے[3] اور فریقین کے حقوق اور ذمہ داریان

تبادلہ

(۱) دیکھو باب ۲ - ایکٹ ۴ مصدرہ ۱۸۸۲ع -

(۲) دفعہ ۱۱۸ ایضاً -

(۳) ایضاً ایضاً - نیز دیکھو دفعہ ۵۴ ایضاً -

وہی ہین جو بیع سے پیدا ہوتی ہین(۱)۔ ہبہ ایک انتقال ہے جو کوئی
شخص (جو واہب کہلاتا ہے) عمداً اور بلا اخذ معاوضہ دوسرے
کے حق مین (جو موہوب لہٗ کہلاتا ہے) کرے اور جسکو موہوب لہٗ
خود یا کوئی اور شخص اوسکی طرف سے قبول کرے(۲) ہبہ کو مکمل کرنے
کے لئے ضرور ہے کہ واہب اور موہوب لہٗ متفق ہون اور بدین
وجہ اقبال ہبہ جو موہوب لہٗ یا کوئی اور شخص اوسکی طرف سے کرے
واہب کی حیات مین اور جب تک اوسکو ہبہ کرنے کا اختیار حاصل ہے
ہونا چاہئیے۔ مثلاً اگر واہب اقبال سے پہلے فوت یا مجنون

---

(۱) دفعہ ۱۲۲ ایضاً۔ دیکھو دفعہ ۵۵ ایضاً اور اشیائے منقولہ کے متعلق دیکھو
دفعات ۲۳-۵۵ و ۴۷ - ۵۸ و ۹۳ و ۹۴ و ۹۶ - ۱۰۰ قانون معاہدہ
(۲) دفعہ ۱۲۲ قانون انتقال جائداد ایکٹ ۴ مصدرہ ۱۸۸۲ء۔ لیکن ہبہ جو ایک ایسے
شخص کے حق مین کیا جائے جو پیدا نہوا ہو اور جو اسوجہ سے ہبہ اوسوقت جبکہ وہ اوسکو
پذیر ہو قبول نہین کرسکتا کالعدم ہے۔ ٹگور بنام ٹگور بنگال لارپورٹ جلد ۹ ضمیمہ ۳۷۷
و ۳۹۳ و ۴۰۰ و ۴۰۴ - انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۲۶۵ - کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ [illegible]
لیکن جنین جو رحم مادر مین ہو یا وہ شخص جسکو ایک بیوہ نے شاستر ہنود کی رو سے اپنے
شوہر کی وفات کے بعد تبنی کیا ہو اوسکی نسبت یہ فرض کیا جاتا ہے کہ بوقت وفات واہب
یا شوہر اوسکا وجود تھا۔ ٹگور بنام ٹگور بنگال لارپورٹ جلد ۹ صفحہ ۳۷۷ -

ہوجائے تو ہبہ کالعدم ہوجائیگا اور یہی نتیجہ اوس صورت مین بھی ہوگا جبکہ موہوب لہٗ اقبال کرنے سے پہلے فوت ہوجائے[۱]۔ جائداد غیر منقولہ کی صورت مین قانون ہند کی روسے لازم ہے کہ انتقال بذریعہ دستاویز رجسٹری شدہ کے ہو جسپر دستخط واہب کے یا اوسکی طرف سے کسی اور شخص کے ہون اور کم سے کم دو گواہون نے اوسکی تصدیق کی ہو۔ اور جائداد منقولہ کی صورت مین انتقال خواہ بذریعہ تحریر کسی دستاویز رجسٹری شدہ کے ہوسکتا ہے (جسپر دستخط حسب مذکورہ صدر ہوئے ہون) یا بذریعہ حوالگی جائداد کے جو اوسی طرح ہوسکتی ہے جسطرح مال فروخت شدہ حوالہ کیا جاتا ہے[۲]۔ اختیار انتقال بلحاظ دعاوے خاندان یا قرض خواہان واہب محدود ہوسکتا ہے۔ چنانچہ قانون رواجی مروجہ پنجاب کے مطابق موروثی جائداد غیر منقولہ بیٹیون کو صرف واہب کے قرابت داران یکجدی از قسم ذکور کی رضامندی سے ہبہ کیجاسکتی ہے[۳]۔

(۱) دفعہ ۱۲۲- ایکٹ ۴ مصدرہ ۱۸۸۲ء۔

(۲) دفعہ ۱۲۳ ایضاً۔ حوالگی اشیائے منقولہ کے متعلق دیکھو دفعہ ۹۰ قانون معاہدہ ہند۔ جن ممالک سے قانون انتقال جائداد مصدرہ ۱۸۸۲ء متعلق نہین ہے وہان ہبہ کیلئے نوشتہ کی ضرورت نہین ہے۔ (۳) لیکن ہبہ جو خانہ داماد کے حق مین کیا جائے جیسا کہ جزیرہ لنکا مین مرواج ہے اکثر جائز قرار دیا جاتا ہے۔

اسیطرح بعض اوقات بیٹیونکو مکسوبہ جائداد غیر منقولہ کے ہبہ کے رد کرنیکا اختیار بھی بربنائے رسم حاصل ہوتا ہے[۱]۔ اہل ہنود دین موروثی جائداد غیر منقولہ کی صورت مین اصول متاکشرا کے بموجب بیٹے یا پوتے کو ہر انتقال جائداد کی نسبت بجز اسکے کہ وہ بوجہ کسی شدید ضرورت کے کیا گیا ہو اعتراض کرنے کا اختیار حاصل ہے[۲]۔ اور قانون انگلستان[۳] اور قانون ہند[۴] دونون کی رو سے انتقالات مبنی بر فریب دینے ایسے انتقالات جو بہ نیت فریب دہی انتقال دارانِ قبل یا مابعد کے یا بنظر مغاوبی یا پریشانی دائنان کی کئے جائین) جائز نہین ہین چنانچہ پریوی کونسل نے ایک ایسے ہبہ کو جو ایک مسلمان نے نیک نیتی سے یا معاوضہ جائز نہین کیا تہا بلکہ جائداد اون اشخاص سے جو اسوقت اوسکے قرضخواہ تہے محفوظ رکہنے کی نیت سے کیا تہا کالعدم قرار دیا[۵]۔ اور نہ قانون کسی

(۱) سنبت پنجاب رکارڈ ۱۸۸۱ء۔

(۲) شاستر ہنود مولفہ ۔ین دفعات ۲۲۹ و ۲۳۰ و ۲۱۱ (طبع چہارم)۔ نیز دیکھو فقرہ (۱۴۱) کتاب ہذا۔ (۳) ایکٹ مجریہ ۱۳ جلوس الزبتھ باب ۵۔ (۴) دفعہ ۵۳ قانون انتقال جائداد مجریہ ہند ۱۸۸۲ء مصدرہ ۔ نیز دیکھو انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۸۹۱ اور مورز انڈین اپیلس جلد ۱ صفحہ ۲۷۔ (۵) انڈین لا رپورٹ جلد ۱۰ کلکتہ صفحہ ۲۱۲ (پریوی کونسل)۔ اس مقدمہ مین پریوی کونسل نے تجویز کی کہ معاملات مبنی بر فریب کے انسداد کیلئے انگلستان مین جو قانون نافذ ہے (یعنے ایکٹ مجریہ ۱۳ جلوس الزبتھ) اوسکے اصول کی پابندی سے عدالتہائے ہند انصاف معدلت اور ایماندارانہ مسائل کی تکمیل ۔۔۔

ایسی جائداد کے انتقال خانگی کو جو بذریعہ حکمنامہ عدالت قرق کلگئی ہو جائز
رکھتا ہے (۱) اگر ہبہ جائز ہو تو اوسکے ساتھ یہ شرائط بھی قائم ہو سکتی ہیں
کہ موہوب لہٗ واہب کی حیات تک اوسکی پرورش کریگا اور اوسکی
وفات کے بعد رسوم کریا کرم ادا کریگا یا موہوب لہٗ دعاوے بنام
واہب سے دست بردار ہوگا اور کسی دیوتا کی پوجا کے اخراجات ادا
کریگا یا جائداد ایک خاص واقعہ کے وقوع پر کسی دوسرے کے نام منتقل
کیجائیگی (۲) لیکن وہ ہبہ ناجائز ہوگا جس سے کوئی ایسی جائداد پیدا
ہوتی ہو جسکا قانون مین ذکر نہوا ہو یا قانوناً ممنوع ہو یا جسمین ایسی شرائط
ہون جو نوعیت عطا کے خلاف ہون مثلاً امتناع انتقال یا تقسیم
جائداد (۳) اب **بیع** کا ذکر کیا جائیگا - انتقال حقیت ملکیت کا مبادلہ

بیع

(۱) دفعہ ۲۷۶ - ایکٹ ۱۴ مصدرہ ۱۸۸۲ء مجموعہ ضابطہ دیوانی - (۲) شاستر ہنود
مولفہ مین دفعہ ۳۸۴ (طبع چہارم) -
(۳) ٹگور بنام ٹگور بنگال لا رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۳۷۷ - اور اشوتوش دت بنام
درگا چرن چیٹرجی لا رپورٹ - انڈین اپیلس جلد ۶ صفحہ ۱۸۲ -
انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ صفحہ ۴۷۶ - شاستر ہنود مولفہ مین دفعہ ۳۸۵
(طبع چہارم) - کلکتہ لا رپورٹ جلد ۱۰ صفحہ ۲۰۲ -

قیمت کے جو کلاً یا جزاً ادا کیجائے یا جسکے ادا کا وعدہ کیا جائے بیع کہلاتا ہے[1] ایسے انتقال کے لئے قانون ایک طریقہ مقررہ کی پابندی بعض صور تو نمین ضروری اور بعض مین غیر ضروری خیال کرتا ہے جب ایسا کوئی خاص طریقہ مقرر ہو تو پابندی اوس طریقہ کے بیع بابت جائداد غیر منقولہ کے اوس وقت مکمل ہوتی ہے جبکہ قیمت کی قرارداد ہو اور اوسی وقت سے حق ملکیت جائداد مذکور مشتری کو منتقل ہوتا ہے[2] یہ قاعدہ اوس قاعدہ کے مشابہ ہے جو قانون روما مین جاری تھا[3] لیکن اشیائے منقولہ کی صورت مین یہ امر کہ بیع کس وقت مکمل ہوتی ہے ان امور پر منحصر ہے کہ آیا وہ اشیا (الف) متحقق ہین یا (ب) غیر متحقق ہین یا بالکل یا تمام نہین کیگئی ہین یا (ج) جائداد غیر منقولہ کے ساتھ یا (د) بذریعہ نیلام فروخت کی گئی ہین[4] واضح رہے کہ انتقال ملکیت

(۱) دفعہ ۵۴ قانون انتقال جائداد ۱۸۸۲ء - نیز دیکھو دفعہ ۷۷ قانون معاہدہ ہند ۱۸۷۲ء

(۲) نمبر ۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء -

(۳) رومن پرایویٹ لا مولفہ سالکوسکی دفعہ ۱۲۲ صفحہ ۵۹۲ - ۵۹۴ -

(۴) دیکھو دفعات ۷۸ و ۷۹ و ۸۵ و ۸۷ و ۱۲۲ قانون معاہدہ ہند - نیز دیکھو مقدمہ گیلمو بنام سل مور ۱۲ انڈین اپیلس پریوی کونسل صفحہ ۵۷۶ -

جو بعد تکمیل معاہدہ وقوع مین آتا ہے خواہ مخواہ بایع کو اپنے اوس حق سے محروم نہین کرتا جسکی روسے وہ جایداد مبیعہ کو بطور کفالت ادائے قیمت معہودہ کے روک سکتا ہے۔ یہ حق اشیائے منقولہ کی صورت مین اور بجز اوس صورت کے کہ فریقین کے مابین کوئی معاہدہ اسکے خلاف ہو مفصلہ ذیل طریقون مین سے کسی ایک طریقہ سے ظاہر کیا جا سکتا ہے۔

(الف) تاوقتیکہ قیمت یا کوئی جزو اوسکا غیر مودی ہو اشیائے مذکور کی حوالگی سے انکار کرنے سے[1] یا (ب) جس صورت مین کہ بایع اشیائے مذکور کو اپنے قبضہ سے علیحدہ کر چکا ہو اور قبل پہونچنے اشیا کی مشتری دیوالیہ ہو جائے (یعنے معمولی طریقہ کاروبار مین اپنے دیون کا ادا کرنا موقوف کر دے یا اونکے ادا کرنے کے ناقابل ہو) تو اشیائے راہ مین روک دینے سے[2] اشیائے راہ مین مال کے روکنے سے بایع کو استحقاق مال کے روک رکھنے کا اوس وقت تک ہے کہ قیمت کل مال مبیعہ کی ادا کیجائے[3] اور نیز بعد انقضائے عرصہ مناسب

روکنا مال کا اثنائے راہ مین

(۱) دفعہ ۹۵ قانون معاہدہ ہند ۱۸۷۲ء۔

(۲) دفعہ ۹۹ ایضاً — دیکھو تمثیل دفعہ ۹۶ قانون ایضاً۔

(۳) دفعہ ۱۰۶ ایضاً۔

اور مشتری کو اپنے ارادے سے مطلع کرنیکے بعد مال کی بیع ثانی کرنیکا استحقاق ہے[1] جس حال مین کہ بیع ثانی بطور جائز ہو تو بیع ثانی سی جو کچھہ نقصان ہو وہ ذمہ مشتری ہوگا لیکن جو منافع ہو اوسکا وہ مستحق نہین ہے[2] لیکن یہ چارہ کار محض اختیاری ہے اور بلحاظ اوس عام مسئلہ قانونی کے جو پیشتر بیان ہوچکا ہے[3] کہ یعنے یہ کہ ہر شخص ایک ایسے حق سے جو خود اوسکے فائدہ کے لئے مقرر کیا گیا ہو دست بردار ہوسکتا ہے ضرور نہین ہے کہ وہ اختیار کیا جائے۔ بایع مجاز ہے کہ اگر وہ چاہے تو معاہدہ کو فسخ کر دے[4] قانون ہند مین خاص احکام در باب نیلام باجرائے ڈگری[5] یا بغرض وصول بقایائے مالگزاری[6] و نیلام جائداد ملزمین اشتہاری جو فرار ہوگئے ہون مندرج ہیں[7]

بایع و مشتری کے حقوق و ذمہ داریاں

(۲۲۸ - الف) بایع اور مشتری کے حقوق اور ذمہ داریان

(۱) دفعہ ۱۰۷ قانون معاہدہ ہند۔

(۲) ایضاً ایضاً

(۳) دیکھو فقرہ (۸۸) کتاب ہذا۔

(۴) انڈین لا رپورٹ جلد ۲ کلکتہ صفحہ ۴۹ - (۵) دفعہ ۲۸۶ و دفعات مابعد ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء مجموعہ ضابطہ دیوانی - (۶) قانون معاملہ زمین پنجاب بصدر ۱۸۸۷ء دفعات ۷۰ - ۷۶ - (۷) دفعہ ۸۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری یعنی ایکٹ نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء

چند عام قواعد کے تابع ہین بشرطیکہ کوئی معاہدہ خلاف اوسکے نہوا ہو۔ یہ قواعد جہانتک کہ اونکو ہندوستان مین جائداد غیر منقولہ کی بیع سے تعلق ہے قانون انتقال جائداد مین [1] اور اشیائے منقولہ کے متعلق قانون معاہدہ مصدرہ ۱۸۷۲ء مین [2] منضبط ہین قانون روما کے بموجب ہر بایع کی نسبت یہ سمجھا جاتا تہا کہ وہ یہ عہد کرتا ہے کہ شئے بیعہ سے امن کے ساتھہ استفادہ حاصل ہوا اور نیز یہ کہ وہ اوس شئے کی نوعیت کی بابت ذمہ دار ہے لیکن سیویل لا کی روسے سکوت فریبانہ کی صورت مین وہ صرف نقائص پوشیدہ کے لیئے ذمہ دار قرار دیا جاتا تہا۔ ایڈلیئین ایڈکیٹ کی روسے بایع بغیر کسی شرط کے قطعاً ذمہ دار تھا اور مشتری خریداری کو منسوخ کرانے یا زرثمن مین کمی کرانے کے لئے نالش کرنیکا مجاز تھا [3]۔ انگلستان کے قانون قدیم کے مطابق بیعنامہ مین الفاظ "عطا کرنا" یا "دینا" کے استعمال سے یہی سمجھا جاتا تھا کہ تصرف بالامن کا عہد کیا گیا ہے لیکن بعد کے قانون مین یہ منشا قائم نہین رکھا گیا [4]۔ جبر حالین

---

(۱) دفعہ ۵۵ قانون انتقال جائداد تبادلہ جائداد بھی انہین قواعد کے تابع ہے۔

(۲) دفعات ۱۰۹ تا ۱۱۶۔ (۳) رومن پریویٹ لا مولفہ سالکوسکی دفعہ ۱۲۲ صفحہ ۶۰۲ تا ۵۹۹

(۴) ایکٹ مجریہ ۸ و ۹ جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریہ باب ۱۰۶ دفعہ ۴۔

کہ ایک خاص قسم کی اشیا کی بیع کا معاہدہ کیا گیا ہو اور مشتری کو اون اشیا
کے معائینہ کا موقع نہ ملا ہو تو قانون انگلستان کے موجب ضرور ہے کہ
اون اشیا پر نہ صرف فی الحقیقت اوس خاص قسم کا اطلاق ہوتا ہو بلکہ وہ
اوسی قسم کی ذیل مین قابل فروخت بھی ہون (۱) اسیطرح کسی شئے کی
فروخت کیصورتمین ٹھیک رائے یہ معلوم ہوتی ہے کہ بایع اس بات کا
ذمہ دار ہے کہ اوسکو اوس شئے کی فروخت کا استحقاق حاصل ہے یعنی
وہ ایک شئے کو بیچتا ہے نہ کہ نالش قانونی کو (۲) لیکن جس حال مین کہ مشتری کو
اون اشیا کے معائینہ کا موقع ملا ہو تو معاہدہ بیع مین کوئی اقرار معنوی اس
بات کا داخل نہین ہے کہ بایع ایسے نقص پوشیدہ کا ذمہ دار ہے
جسکا نہ اوسکو علم ہے نہ مشتری کو - ایسی صورتون مین قانون ایک
بے پروا خریدار کو مدد دینے سے انکار کرتا ہے اور اس مسئلہ پر

(۱) جونس بنام حبیٹ لارپورٹ کوئنس بنچ جلد ۳ صفحہ ۱۹۷ - حال مین مقدمہ ڈرمنڈ بنام دین
انگن مندرجہ لارپورٹ مقدمہ اپیل جلد ۱۲ صفحہ ۲۸۴ ہاوس آف لارڈس نے یہ قاعدہ
مقرر کیا کہ مال اوسی طریقہ سے استعمال کئے جانے کے قابل ہو جس سے کہ اوسی قسم اور عام حیثیت کا
مال عموماً استعمال کیا جاتا ہے - (۲) ہیچ بنام میسٹر - کامن بنچ لارپورٹ (سلسلہ جدید)
جلد ۲ صفحہ ۸۴۵ - (۳) دیکھو مقدمہ ایگم بنام کال لارپورٹ کیسی جلد ۱ صفحہ ۲۳ (امریکہ) جسمین کل قاعدہ
نہایت صفائی سے کے ساتھ بیان کیا گیا ہے - قانون معاہدات مولفہ کلارک صفحہ ۲۵۹ -

عمل کرتا ہے کہ "خریدار ہوشیار باش"۔ اس سے یہ مراد ہے کہ مشتری کو چاہئے کہ بے احتیاط نہو بلکہ خود اپنے حقوق کی حفاظت کرے۔ بایع کا فرض نہین ہے کہ مشتری کو آگاہ کرے۔ یہ مسئلہ کاروبار زندگی مین تجارت کی ضرورتون کے لحاظ سے نہایت مناسب ثابت ہوا ہے[1] جب شئے فروخت شدنی فی الحقیقت سامنے موجود ہو تو بلحاظ اس مسئلہ کے کہ "جسم کی موجودگی نام کی غلطی کو درست کر دیتی ہے" یہ امر قابل لحاظ نہین ہے کہ بایع کا بیان اوسکے متعلق غیر صحیح تھا کیونکہ ظاہر ہے کہ ہر بایع قدرتی طور پر اپنے مال کی تعریف کریگا۔ یہی وجہ ہے کہ عدالتین اس مسئلہ کے مطابق عمل کرتی ہین کہ "اگر محض معمولی طور پر اشیاء کی تعریف کیجائے تو اوس سے کوئی ذمہ داری عاید نہین ہوتی"۔ یہہ مسئلہ مانند دوسرے بہت سے مسائل کے روما کے اصول قانون سے اخذ کیا گیا ہے[2]۔ قانون انگلستان مثل قانون ہند کے اس اصول کو تسلیم کرتا ہے کہ کسی بایع کو اختیار نہین ہے کہ شئے بیعہ پر مشتری کو اوس سے بہتر استحقاق دے سکے جو کہ اوس شئے پر وہ خود رکھتا ہو۔ لیکن دونون

(۱) دیکھو فیصلہ جسٹس ڈیوین مقدمہ ہائٹ بنام بوئیل محولہ قانون معاہدات مولفہ کلارک ہیر صفحہ ۵۰۸۔ (۲) الپئین کہتا ہے کہ "جو کچھہ کہ ایک بایع اپنے مال کی تعریف مین بیان کرے اوسکی نسبت یہی تصور کیا جائیگا کہ وہ بیان کیا گیا ہے نہ کسی قسم کا وعدہ کیا گیا ہے"۔ ڈائجسٹ ۴ (۳ و ۴ ، ۲)۔

قوانین مین چند مستثنیات شریک ہین[1]۔ یہ مستثنیات اون ظاہری مالکیت پر مبنی ہین جو مال کے قبضہ واقعی و غیر محدود سے عموماً مستنبط ہوتی ہے۔ انگلستان[2] اور دوسرے ممالک[3] کے قوانین مین ایک استثنا اون مشتریون کے حق مین بہی قائم کیا گیا ہے جو سر بازار عام مال خرید کرین لیکن ایسا کوئی صریح حکم قانون ہند مین موجود نہین ہے

معاہدات استعمال باجازت

(۲۲۹) معاہدات بغرض استعمال باجازت تین مدات پر منقسم کئے جا سکتے ہین۔ یعنی (الف) عاریت بغرض تصرف (ب) عاریت بغرض استعمال اور (ج) کرایہ پر دینا۔ یہان بہی ہمین ان اصطلاحات کی توضیح کے لئے قانون روما سے مدد لینی پڑتی ہے جو تقسیم اوپر بیان کیگئی ہے اوس سے سہل تقسیم شاید ممکن نہوگی اور اس سے مابین اون مختلف اقسام کے معاہدات کے جو اسمین داخل ہین ایک ایسا فرق قائم کیا جا سکتا ہے جو نہ صرف سادہ بلکہ قابل فہم بھی ہے اور اگر ایسا نہ کیا جاتا تو سوائے پریشانی کے اور کوئی نتیجہ نہوتا قسم اول کے معاہدات کے متعلق روما مین یہ قاعدہ تھا کہ اشیا اس غرض

عاریت بغرض تصرف

سے وزن یا شمار کی جاتی تہین یا ناپی جاتی تہین کہ وہ لینے والے کی

(۱) دفعہ ۱۰۸ مستثنے قانون معاہدہ ہند۔ (۲) قانون معاہدات مولفہ پولاک صفحہ ۴۹۳۔ اور ڈائجسٹ قانون معاہدات مولفہ لیک صفحہ ۹۵۔ (۳) دیکھو دفعہ ۹۳۲ جرمن سیویل کوڈ و دفعہ ۲۲۸۰ فرنچ سیویل کوڈ۔

مالک ہون اور بعد مین دوسری اشیا اوسی جنس و نوعیت کی وصول ہون(۱)۔ ایسے معاہدہ سے یہ مقصود نہین تہا کہ وہ خاص شئے جو پہلے دیگئی تہی واپس کیجائے بلکہ کوئی شئے جو ہم جنس ہوتی دیجا سکتی تہی۔ بلحاظ اسکے جو چیز مری ہو وہ تمہاری ہو جاتی ہے اگر تمہاری نہ ہو جائے تو وجوب قائم نہین ہوتا۔ ایسے معاہدات کی خود نوعیت ہی سے ظاہر ہے کہ دینے والا مالک ہونا چاہیے۔ لینے والے کی ذمہ داری محض اسقدر ہے کہ اوسی قسم کی چیز واپس کرے۔ ایسے معاملہ سے سود ادا کرنے کا وجوب خواہ مخواہ پیدا نہین ہوتا۔ اگر کوئی اقرار اسکے خلاف نہو تو یہ معاملہ مثل اہل ہنود کے طریقہ اودہار کے فی نفسہ بلا معاوضہ ہوتا ہے۔ لیکن سود کی شرط ہمیشہ لگائی جا سکتی ہے اسبارہ مین یہ امر قابل ذکر ہے کہ جبکہ زمانہ حال مین ہندوستان مین ایسے معاملات بہت سے پائے جاتے ہین جنمین عسو فیصدی کے حساب سے سود ادا کرنے کی قرارداد ہوئی ہو روما مین قانون مندرجہ الواح اثنا عشر کی رو سے زیادہ سے زیادہ شرح جو مقرر کی جاتی تہی وہ عہ فیصدی تہی اور اسمین ہی بالآخر جسٹینین کے زمانہ مین کمی ہو کر لے ۶ فیصدی قرار دیگئی۔ علاوہ برین قرض دینے والون کے حرص کا بذریعہ اس حکم کے انسداد ہوا کہ سود در سودی

(۱) ڈائجسٹ ۴۴ (۷ و ۲) قدیم قانون ہنود کے بموجب غلہ میوہ اور جانوران باربردار اس شرط پر عاریت دئے جا سکتے تہے کہ اوسی قسم اور قیمت کی اشیا بعد مین دیجائین۔ منو باب ۸ دفعہ ۱۰۱۔

جسکو ہنود و مقنن صحیح طور پر چکر بیاج[1] کہتے تہے قابل مطالبہ نہین ہے - نیز یہ قاعدہ مقرر کیا گیا کہ کسی صورت مین سود کی رقم اصل رقم سے بڑہنے نہ پائے - جو لوگ قانون ہنود سے واقف ہین اونکو یاد دلانے کی ضرورت نہین ہے کہ یہ مسئلہ "دام دوپٹ"[2] کے مشابہ ہے - بہت ہی معمولی مثال عاریت بغرض

---

(۱) منو مولفہ برنل باب ۸ دفعہ ۱۵۳ -

(۲) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۱۱۵ و ۱۹۵ (ابتدائی دیوانی) منو مولفہ برنل باب ۸ صفحہ ۱۵۱ - انڈین لا رپورٹ جلد ۹ بمبئی صفحہ ۲۳۳ - اسیطرح بادشاہ مصر نے یہ قاعدہ مقرر کیا تہا کہ بفور اسکے کہ اصل قرضہ کی رقم دوچند ہو جائے سود موقوف ہو جائیگا - غالباً اہل یونان و روما نے اسی خذ سے اسبارہ مین اپنے قوانین بنائے ہین - یہ امر بہی قابل لحاظ ہے کہ ہنود کے قانون قدیم کی موجب شرح سود کی تعداد انتہائی بلحاظ اوس خطرہ کے جو داین اٹہاتا تھا مقرر کیجاتی تہی چنانچہ یاجنیا والکیا مین حکم ہے کہ جو اشخاص وسیع جنگلون مین سفر کرین وہ ۱۰ فیصدی کے حساب سے اور جو سمندر مین سفر کرین وہ بحساب ۲۰ فیصدی سود ادا کرین (دیاو ہرا بیوکہا باب دفعات ۱ و ۲) - احکام منو کا برہمن مولف سود کی شرح چارون ذات کے مدارج کے لحاظ سے مقرر کرتا ہے البتہ برہمن کے حق مین سب سے زیادہ رعایت کیگئی ہے - باب ۸ دفعہ ۱۴۲ صفحہ ۲۰۰ و ۲۰۱ ترجمہ برنل لیکن غلہ میوہ اون اور جانورون باربرداری کی صورت مین جو اس شرط پر عاریتہ دئے جاتی تہی کہ بعد مین وسی قسم اور قیمت کی اشیاء دیجائین اصل اور سود کی رقم اصل کی پچگنی مقدار سے زیادہ نہو سکتی تہی - ایضاً دفعہ ۱۵۱ -

تصورت کی یہ ہے کہ کسی مہاجن کے پاس کچھہ روپیہ اس شرط پر رکھا جائے کہ جسوقت دائن مطالبہ کرے تو اوسکو دیا جائیگا۔ ایسے معاملہ سے مہاجن اور اوس شخص کے مابین جو اوسکے پاس روپیہ رکھے مدیون اور دائن کا تعلق قائم ہوتا ہے اور اسمین مثل قانون روما یا قدیم قانون ہنود کے طریقہ امانت کیطرح عموماً سود کی شرط نہین رہتی (۱)۔ بہ اتباع قانون انگلستان سنہ ۱۸۵۵ء (۲) مین ہندوستان کے جملہ قوانین سود منسوخ کئے گئے اور قوانین مذکور کے اصول کے متعلق بنتھم نے جو اعتراضات کئے تھے وہ واجبی قرار دئے گئے اور اوسی سال مین ایک ایکٹ نافذ کیا گیا۔ اس قانون کی روسے فریقین کو شرح سود اپنی مرضی کے موافق مقرر کرنے کا اختیار دیا گیا ہے (۳)۔ لیکن یہ امر کہ ہندوستان کے واضعان قانون کو سونتھل پرگنہ (۴) اور ممالک دکن (۵) مین مجبوراً اس اصول سے

(۱) "امانت" کا اون معاملات مین شامل کرتا ہے جنمین بصورت عدم موجودگی قرار داد خاص کے سود کی شرط نہین رہتی۔ دیا وستھا چندر کا جلد ۲ صفحہ ۶۲۲۔

(۲) ایکٹ تحریر سنہ ۱۸۵۵ء جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریہ باب ۹۰۔ (۳) دفعہ ۲۔ ایکٹ ۲۸ سنہ ۱۸۵۵ء

(۴) قانون ۳ سنہ ۱۸۷۲ء دفعہ ۔ (۵) قانون دادرسی کاشتکاران دکن مصدرہ سنہ ۱۸۷۹ء دفعات ۱۳ و ۱۴۔

انحراف کرنا پڑا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ گو یہہ اُصول مجرداً کتنا ہی معقول ہو
اوسکا اطلاق عام طور پر اوس صورت مین نہین ہوسکتا جبکہ جماعۂ متمدنہ انسانی
کی یہہ حالت ہو کہ متعاقدین درجہ مساوات پر معاہدہ نہ کرتے ہون۔ احاطہ
بمبئی مین یہہ قرار پایا ہے کہ قانون ۱۸۵۵ء مخل کسی قاعدہ سود کے نہوگا جو
شاستر ہنود یا شرع محمدی مین مندرج ہو۔(۱) اور اسکے بعد کے ایک
مقدمہ مین یہ بھی تجویز ہوا ہے کہ قاعدہ "دام دوپٹ" پر قانون میعاد
سماعت اسطرح موثر نہوگا کہ قاعدہ مذکور کی رو سے جسقدر سود جائز
قرار دیا گیا ہے اوس سے زیادہ داین وصول کرسکے۔(۲) کلکتہ
مین ایک مقدمہ مین اس قاعدہ کے متعلق درباب اس امر کے کہ
بیٹا اپنے باپ کے قرضہ کی ادائی کا ذمہ دار ہے ایک عجیب بحث
پیش ہوئی۔ اسمقدمہ مین یہ اصرار کیا گیا ہے کہ یہ وجوب محض
اخلاقی ہے گو عدالتین اوسکی تعمیل جبریہ کراتی ہین اور اس وجوب کی
نوعیت کا تصفیہ قانون اہل ہنود کے مقدس مجموعون کے لحاظ سے

---

(۱) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۱۳۱۔ اور جلد ۷ صفحہ ۱۹۔ ایضاً اور جلد ۱
صفحہ ۴۸۵۔ ایضاً۔ لیکن دیکھو بنگال لا رپورٹ جلد ۶ صفحہ ۵۰۰۔ (۲) انڈین لا رپورٹ
جلد ۹ بمبئی صفحہ ۳۵ ۲ تقلید جلد ۳ صفحہ ۳۱۲۔ ایضاً۔

ہونا چاہئے نہ کہ بذریعہ اون قوانین کے جو ایک سلطنت غیر نے مقرر کئے ہون۔ ممکن ہے کہ قوانین سود کی تنسیخ سے مدیون کے قانونی وجوب کو وسعت دیگئی ہو لیکن اوس سے اوسکے بیٹے کے اخلاقی یا مذہبی وجوب پر کوئی اثر نہین پڑسکتا۔ بیٹے کو خاص احکام کی روسے لازم ہے کہ اپنے باپ کا قرضہ ادا کرے لیکن چونکہ یہہ ذمہ داری دراصل اخلاقی ہے۔ لہذا اوسکی وسعت کا تعین بلحاظ شاستر ہنود ہونا چاہئے اور جسقدر سود شاستر ہنود مین جائز قرار دیا گیا ہو اوس سے زیادہ نہ دلانا چاہئے(۱)۔

عاریت بغرض استعمال

عاریت بغرض استعمال - اسمین کسی چیز کا خصوصاً منقولہ کا بغرض استعمال مفت دیا جانا داخل ہے۔ ضرور ہے کہ وہ چیز معین نوعیت اور مقدار کی ہو اور ایک خاص مدت کے لئے ہو جو پہلے سے مقرر کیگئی ہو یا غرض عاریت سے مستنبط ہو۔ چونکہ ایسے معاہدہ سے مقصود یہہ ہے کہ محض اوس شخص کو جسکو وہ چیز عاریتاً دیگئی ہو فائدہ پہونچے معلوم ہوتا ہے کہ روما مین یہہ قرار دیا گیا تھا کہ عاریت گیرندہ غفلت کا ذمہ دار ہوگا اور اُسپر لازم ہے کہ جسطرح کسی خاندان کا ایک محتاط

(۱) انڈین لا رپورٹ جلد ۲ کلکتہ صفحہ ۲۱۳ - دیکھو شرح شاستر ہنود مولفہ سر ونمی صفحہ ۱۸۲ -

بزرگ اپنے ذاتی کاروبار مین تندہی کرتا ہے اوسیطرح اوس چیز کی حفاظت
تمام تندہی سے کرے اور بلحاظ اوسکی نوعیت اور شرایط معاہدہ کے
اوسکو کام مین لاے - مثلاً اگر مین تمکو ایک گھوڑا ایک معین مقام تک
جانے کے واسطے عاریتاً دون اور اوسی سفر مین بغیر تمہاری غفلت کے
اُس گھوڑے کو ضرر پہونچے تو تم ذمہ دار نہین ہو - مگر فرض کرو کہ مین ایک شخص کو
اپنے نقرئی چمچے عاریتاً اس غرض سے دون کہ وہ اپنے دوستون کو
کھانے کی دعوت دے اور وہ بعد مین اون چمچون کو اپنے ساتھہ دوسرے
ملک مین لے جائے تو اسصورت مین استعمال معاہدہ کے مطابق نہین ہے
اور اگر جہاز کے ڈوب جانے یا کسی دوسری وجہ سے کوئی حادثہ واقع
ہو تو وہ ذمہ دار ہوگا - واضح رہے کہ مثل عاریت گیرندہ کے عاریت دہندہ
بھی چند فرایض عاید ہوتے ہین - یہہ سمجھنا چاہیئے کہ عاریت دہندہ اس غرض
سے عاریت دیتا ہے کہ اوس سے عاریت گیرندہ مستفید ہو - قانون روما کی
عبارت مین یہ کہا جا سکتا ہے کہ اوس سے یہ امید کیجاتی ہے کہ وہ فایدہ بخشیگا نہ
یہہ کہ عاریت گیرندہ کو دہوکا دیگا - مثلاً اگر وہ شراب یا تیل بھرنے کیواسطے
عمداً ناقص ظروف دے اور شراب یا تیل جو اون ظروف مین ڈالا جائے
ضایع ہو جائے تو اوسکے مقابلہ مین ہرجہ کی نالش ہو سکتی ہے -
انگلستان کی عدالت کوئنس بنچ نے بمقدمہ بلیکمور بنام برسٹل و ایگزٹر

ریلوے کمپنی[1] اسی اصولی مسئلہ کے مطابق عمل کیا ہے جسکی نسبت جسٹیس کالریج نے کہا ہے کہ وہ اسقدر قرین عقل و انصاف ہے کہ اسے بالضرور ہمارے قانون کا ایک جزو ہونا چاہئے"۔ ہندوستان کے واضعان قانون نے بھی قانون معاہدہ ہند مین اسکو داخل کیا ہے جسمین یہ حکم ہے کہ امانت دہندہ پر لازم ہے کہ مال امانتی کے وہ عیوب جن سے کہ وہ آگاہ ہو اور جو اسکے استعمال مین خلل واقعی پیدا کرتی ہون یا جن سے امین پر خطرات غیر متر قبہ وارد ہونے کا احتمال ہو امین پر ظاہر کردے اور اگر وہ اظہار اونکا نہ کرے تو وہ ذمہ دار اوس خسارہ کا ہے جو کہ امین کو خاص اون عیوب سے پیدا ہو[2]۔ اس امر کے متعلق کہ عاریت گیرندہ (یا امین از روئے قانون ہند) پر کس درجہ احتیاط لازم ہے قانون ہند مین حکم ہے کہ اوسیقدر احتیاط ہونی چاہئے جسقدر کہ کوئی شخص محتاط حسب دستور اونہین حالات مین اوسیقدر اور اُسی قسم اور اوسی قیمت کے اپنے مال کی احتیاط کرتا[3]۔ پس درحالیکہ کوئی خاص معاہدہ نہو وہ ذمہ دار نقصان یا تلف ہوجانے یا نقص پذیر ہونے شئے امانتی کا نہین ہے بشرطیکہ

---

(۱) لاجرنل کوئنس بنچ جلد ۷ صفحہ ۱۶۔

(۲) دفعہ ۱۵۰۔ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ء۔ (۳) دفعہ ۱۵۱۔ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ء

اوس نے اوسقدر احتیاط اوسکی کی ہو جو ضروری ہے۔[1]

کرایہ پر دینا

کرایہ پر دینا - اس قسم کے معاہدہ مین یہ اقرار کیا جاتا ہے کہ کوئی شئے استعمال کی غرض سے ایک خاص مدت کے لئے بمعاوضہ زرنقد کے دیجائے۔ کرایہ پر لینے والا شخص اوس شئے کا قبضہ حاصل کرتا ہے اور اسپر لازم ہے کہ اوس شئے کو شرائط معاہدہ کے مطابق استعمال کرے اور معاہدہ کے اختتام پر کرایہ پر دینے والے کو اوسی حالت مین واپس دیدے جس حالت مین کہ وہ اوسکو وصول ہوئی تھی اور رقم کرایہ ادا کرے۔ چنانچہ روما مین کاشتکار پر کھیت مین بوقت مناسب تمام کام کو انجام دینا واجب تھا تاکہ وقت پر زراعت ہو اور زمین کو نقصان نہ پہونچے۔ علاوہ اسکے عمارات کی نگرانی کرنا بھی اوسکا کام تھا تاکہ وہ منہدم نہ ہونے پائین۔[2] اسیطرح قانون متعلقہ دخل رعیتانہ احاطہ پنجاب مصدرہ ۱۸۸۷ء کی روسے رعیت حقدار دخیلکاری اوس صورت مین اپنے کہاتہ رعیتی سے بیدخل کئے جانے کی مستوجب ہوگی جبکہ (الف) وہ اوس زمین کو جو کھاتہ رعیتی مین داخل ہے ایسے طریق پر استعمال مین لائی ہو کہ جس سے وہ زمین اون غرضون سے ناقابل ہو جائے جن غرضون کے لئے وہ رعیت سے کے

(۱) دفعہ ۱۵۲ - ایکٹ ۹ ۱۸۷۲ء - (۲) ڈائجیسٹ ۱۹ (۲ و ۲۵ ۲ دفعہ ۳)-

قضبہ مین تہی یا (ب) وہ بدون وجہ کافی اوس زمین کی اوس طریق پر یا اوس حد تک جو اوس علاقہ مین مروج ہے جہان وہ زمین واقع ہے کاشتکاری کرنے سے قاصر رہی ہو[1] قانون روما کی روسے کرایہ پر دینے والے کو لازم تہا کہ وہ اس امر کا انتظام کرے کہ جو شئے کرایہ پر دیگئی ہو اوس سے اور اوسکی پیداوار سے کرایہ پر لینے والا شخص بامن متمتع ہوتا رہے اور اگر کرایہ پر لینے والے کو شئے مذکور کے پوشیدہ عیوب سے کوئی نقصان ہو تو اوسکی تلافی کرے۔[2] قانون معاہدہ ہند کی روسے کرایہ پر دینے والا (یا امانت دہندہ) بصورت آخر الذکر مین ذمہ دار ہوگا عام اسے کہ وہ ایسے عیوب کے وجود سے آگاہ ہو یا نہو[3] اور کرایہ پر لینے والے (یا امین) کو درحالیکہ کوئی خاص معاہدہ نہو لازم ہے کہ شئے مذکور کی اوسیقدر احتیاط رکہے جسقدر کہ عاریت لینے والے پر لازم ہے[4] اور اگر اسکے بعد وہ شئے تلف یا نقص پذیر ہو جائے تو وہ ذمہ دار نہوگا[5] اشیائے منقولہ کے

---

(۱) دفعہ ۳۶ - ایکٹ نمبر ۱۲ ء

(۲) روسن پرپویٹ لا مولفہ سلکو سکی دفعہ ۱۲۳ صفحہ ۲۰۶ - اور دینیارشٹیہ جلد اول صفحہ ۲۰۳ - (۳) دفعہ ۱۵۰ - (۴) دفعہ ۱۵۱ -

(۵) دفعہ ۱۵۲ -

کرایہ پر دینے کے لئے کسی رسومات ظاہری کی پابندی لازم نہین ہے لیکن پٹہ متعلقہ جائداد غیر منقولہ جو سال بسال کے لئے ہو یا کسی میعاد کیلئے جو ایک برس سے زیادہ ہو یا جسمین زرلگان سالانہ دینے کا اقرار ہو صرف بذریعہ دستاویز رجسٹری شدہ ہو سکتا ہے۔ باقی تمام پٹہ جات جائداد غیر منقولہ بذریعہ دستاویز یا بذریعہ معاملہ زبانی ہو سکتے ہین۔ باستثنائے احاطہ بمبئی و پنجاب و برٹش برما تمام برٹش انڈیا مین جائداد غیر منقولہ کے پٹہ دہندہ اور پٹہ گیرندہ کے حقوق اور ذمہ داریان قانون انتقال جائداد مصدرہ ۱۸۸۲ع (۱) مین مندرج ہین۔ اون ممالک مین جن سے کہ قانون مذکور متعلق نہین ہے درحالیکہ کوئی خاص معاہدہ نہو بموجب رواج مختص المقام یا اصول قانون انگلستان یا ایسے قواعد کے مطابق عمل ہوگا جو حسب اقتضائے انصاف و معدلت و نیک ضمیری ہون۔

ازدواج (۲۳۰) ازدواج کو قانون معاہدہ کی ایک شاخ قرار دیکر اوسپر ہم صرف اس لحاظ سے غور کرینگے کہ اوس سے فریقین کے مابین ذاتی وجوب پیدا ہوتے ہین اور اس اعتبار سے ہم حقوق و وجوبات مفصلہ ذیل کے درمیان فرق قائم کرینگے۔

(الف) وہ حقوق اور وجوبات جو محض ازدواج کے اقرار سے پیدا ہوتے ہین اور (ب) وہ جو بعد تکمیل ازدواج پیدا ہوتے ہین۔

(۱) دفعہ ۱۰۵۔

(الف) اس بارہ مین بہت کچھ مباحثہ ہوا ہے کہ محض شادی کرنے کے عہد سے اوس صورت مین جبکہ ایک فریق بعد مین اپنے عہد کی خلاف ورزی کرے نالش ہرجہ کی بنا قایم ہونی چاہئے یا نہین۔ انگلستان(۱) امریکہ(۲) اور پرشیا مین(۳) تو فریق متضرر کا حق بابت ایسی نالش کے مسلم ہے اور ہندوستان مین عدالت ہائے انگریزی نے بھی اسکو متواتر تسلیم کیا ہے(۴)۔ برعکس اسکے اطلی مین(۵) یہ حق تسلیم نہین کیا جاتا ہے اور فرانس(۶) اور آسٹریا(۷) مین بھی صرف

(۱) قانون متعلقہ شوہر و زوجہ مولفہ میکوین طبع سوم صفحہ ۱۹۹۔

(۲) قانون ازدواج و طلاق مولفہ ڈیوڈ اسٹوارٹ سن فرانسیسکو ۱۸۸۴ء دفعات ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ و صفحہ ۱۳ و ۱۴۔ (۳) لینڈریکٹ ۲ (۱ و ۷۳ و ۷۵ و ۸۲)۔

(۴) ویکلی رپورٹر جلد ۴ صفحہ ۳۸۔

(۵) سیویل کوڈ اطالیہ دفعہ ۵۳۔ (۶) فرینچ سیویل کوڈ مین اسبارہ مین کوئی صریح حکم نہین ہے لیکن یہ قرار پایا ہے کہ ضرر واقعی کی ثابت ہونے پر دفعہ ۱۳۸۲ کی بموجب جسمین یہ حکم ہے کہ ہر شخص پر لازم ہے کہ جو ضرر اوسکے فعل سے واقع ہوا ہو اوسکی تلافی کرے نالش قایم ہوسکتی ہے۔ دیکھو دفعات ۸۲۳ و ۸۲۵ جرمن سیویل کوڈ۔

(۷) سیویل کوڈ سلطنت آسٹریا حصہ اول دفعہ ۴۶ صفحہ ۱۳۔ ترجمہ انگریزی جوسف ایم شیویلیر ڈی وینی وارٹر۔

اوس صورت مین جائز قرار دیا جاتا ہے جبکہ بوجہ نقص کے
کوئی ضرر واقعی پہونچا ہو۔ اس قسم کی نالش[1] کے جواز کے
لئے ضرور ہے کہ یہ ثابت کیا جائے کہ فریقین نے رضامندی
آزادانہ سے معاہدہ کیا۔ پس اگر ازدواج کے کسی جزو اصلی مین
کوئی ایسا امر ہو جو فریب یا مغالطہ یا جبر کی حد تک پہونچتا ہو تو
فریق مخالف معاہدہ کی تعمیل سے بری ہو جائیگا[2] اسی طرح جبر
اگر شخص کے متعلق غلطی ہو مثلاً جس صورت مین کہ کوئی عورت
کسی شخص سے جسکو وہ کوئی دوسرا شخص باور کرتی ہو شادی
کرنے کا اقرار کرے[3] یا معاہدہ یا معاہدہ مین کوئی نقص جسمانی یا ذہنی
پایا جائے[4] یا اوس فریق کی جو نقض معاہدہ کی شکایت کرے بدچلنی
یا بے عصمتی ظاہر ہو[5] تو معاہدہ فسخ ہو سکتا ہے نقض معاہدہ ازدواج کی

---

(۱) معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کی نالش انگلستان مین ۱۸۷۰ء کے پیشتر نہین کیجاتی تھی
(۲) قانون ازدواج وطلاق مولفہ ڈیوڈ اسٹورات دفعہ ۵ ۔۔ صفحہ ۲۸
(۳) ملکہ معظمہ بنام میلیس۔ لاء رپورٹ کلارک و فنیلی جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۴ ۔ (۴) ایچیسن بنام
بیکر۔ رپورٹ پیک صفحہ ۱۰۳۔ لیکن دیکھو ہال بنام رائیٹ رپورٹ ایلیس بلیکبرن
و ایلیس صفحہ ۷۴۶ (۵) اوونیگ بنام گرین وو ڈ رپورٹ کیمبرجگٹن و مین جلد ۱ صفحہ ۳۶۔ فاولکس بنام سیلوی رپورٹ
اسپی نیس جلد ۳ صفحہ ۲۲۶ ۔ نیگ بنام مرفی رپورٹ بنگہام جلد ۳ صفحہ ۳۲ (مقدمات جدیدہ)

نالشات مین هرجہ بعینہ اون قواعد کے بموجب نہین دلایا جاتا ہر جو معمولی معاہدات کی نالشات سے متعلق ہین جنمین ہرجہ بطور معاوضہ دلایا جاتا ہے نہ بطور سزا[1]۔ مدعیہ نہ صرف نقصان مالی اور اوس مایوسی کی بابت جو بوجہ عدم حصول اون حقیقی اور دنیاوی فوائد کے پیدا ہوئی جنکے ازدواج مقصودہ سے حاصل ہونے کی توقع تھی ہرجہ پانے کی مستحق ہے بلکہ بابت اوس رنج اور تکلیف کے بہی جو اوسکو بیجا طور پر پہونچائی گئی[2]۔ مقدار ہرجہ کے اضافہ کیلئے مدعیہ یہ ثابت کرسکتی ہے کہ مدعا علیہ نے اپنے عہد کے ذریعہ سے اوسکو پھلاکر اوسکے ساتھہ زنا کیا یا عدالت اوس طریقہ کو جس سے کہ معاہدہ توڑا گیا یا اون حالات پر جن سے کچھہ ظاہر ہو کہ مدعا علیہ کی جانب سے بے رحمی یا شرمناک برتاؤ کا ارتکاب ہوا ہے لحاظ کرسکتی ہے۔ ہرجہ کی مقدار گھٹائی گئی

---

(۱) ہامیلٹن بنام گریٹ ناتھرن ریلوے کمپنی رپورٹ ہرسین و نارمن جلد ا صفحہ ۴۰۸ و ۴۱۰ و ۴۱۱ –

(۲) قانون ازدواج وطلاق مولفہ ڈیوڈ اسٹوارٹ دفعہ ۲۶ صفحہ ۳۱ – ویکلی رپورٹر جلد ۳۲ صفحہ ۸۰۳ –

مدعاعلیہ مدعیہ کی بے عصمتی کا عذر پیش کرسکتا ہے گویہ بات بوقت عہد معلوم ہویا اوس سے درگذر کیگئی ہو یا یہ ثابت کرسکتا ہے کہ مدعیہ کا عام چال چلن خراب ہے اور یہ کہ وہ خود ایک مرض لاعلاج مین مبتلا ہے یا مدعیہ نے کسی دوسرے شخص سے شادی کی ہے۔ (۱)

ہندوستانمین جہان اطفال کی شادی کا رواج اہل اسلام اور ہنود دونون مین ہے فریقین حقیقی کی رضامندی کے بجائے والدین اور اولیا کی رضامندی کام مین لائی جاتی ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ لڑکی کے والد کو معاوضہ ازدواج کے کچھہ روپیہ دیا جاتا ہے۔ سرہنری مین اس طریقہ مین اوس قدیم رواج کی علامت پاتے ہین جو دور و دراز عام طور پر جاری تہا اور جسکی رو سے دولہن کی قیمت مشخص کی جاتی تہی۔ انکی یہہ رائے ہے کہ یہی سب سے قدیم شکل استری دہن سے عورت کی جائداد جداگانہ کی تہی (۲) لیکن زمانہ حال مین جو روپیہ باپ لیتا ہے وہ خود اپنے ذاتی استعمال کے لئے لیتا ہے اور اوسکی

(۱) نمبر ۹۵ پنجاب کارڈ ۱۸۷۶ء۔

(۲) انتظامات و دستورات قدیم کے حالات مولفہ سرہنری مین صفحہ ۳۲۱-۳۲۴

کبھی یہ نیت نہین ہوتی کہ وہ روپیہ بیٹی کے لئے رکھا جائے۔[1] اگر بعد مین بیٹی کے والدین کیجانب سے معاہدہ ازدواج توڑا جائے تو دولہا نہ صرف رقم اداشدہ واپس پاسکتا ہے بلکہ اون تمام زیورات کی قیمت بھی جو لڑکی کو دئے گئے ہون۔[۲] لیکن معاہدہ ازدواج کی تکمیل مختص کرانیکے لئے نالش نہین ہوسکتی[۳]

(ب) اب ہم اون حقوق اور وجوبات کا مختصراً ذکر کرینگے جو بعد تکمیل ازدواج پیدا ہوتے ہین۔ اولاً شوہر کو اپنی زوجہ کے ساتھ ہم بستری کا حق حاصل ہوتا ہے اور اگر زوجہ ہم بستری سے انکار کرے تو ایسا انکار جائز نہوگا الّا اوس صورت مین کہ شوہر کیجانب سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہو کہ طلاق یا افتراق بحکم عدالت کے لئے

---

(۱) شرح شاستر ہنود مولفہ سروسوتی صفحہ ۲۷۲۔

(۲) انڈین لا رپورٹ جلد ۱ کلکتہ صفحہ ۳۰۵ نمبر ۸۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۶ء نمبر ۱۰۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء۔ انگلستان مین اس قسم کا معاملہ بطور ایک معاہدہ دلالی تصور کیا جائیگا اور اسوجہ سے کالعدم ہوگا۔ مقدمہ کینیٹ بنام ایلن رپورٹ ورنن جلد ۲ حصہ ۲ صفحہ ۳۸۳۔ نیز دیکھو نمبر ۱۱۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء۔ (۳) دفعہ ۲۱ ضمن (ب) ایکٹ قانون دادرسی خاص ۱۸۷۷ء اور انڈین لا رپورٹ جلد ۷ بمبئی صفحہ ۱۲۲۔

وجہ قرار پائے - (۱) مگر جس صورت مین کہ فریقین بہ رضامندی سے علیحدہ رہتے ہون
اور بذریعہ اولی جبکہ آپس مین یہ قرار پایا ہو کہ اعادہ حقوق زناشوئی کے لئے
نالش نہ کی جائیگی تو اونپر اس اقرار کی پابندی لازم ہوگی اور اگر زوجہ
یا شوہر کیجانب سے درخواست پیش ہو تو خارج کی جائیگی (۲) اگر
زوجہ بغیر وجہ معقول اپنے شوہر کے ساتھہ ہمبستری کرنے سے انکار
کرے تو قوانین انگلستان و ہندوستان کی رو سے شوہر کو اختیار ہے
کہ بذریعہ درخواست یا نالش کے اس فرض ازدواج کی جبراً تعمیل کرائے
مصنفین امریکہ کو اسبات کا فخر ہے کہ صوبہ جات متحدہ مین جہان کوئی
عدالت شوہر اور زوجہ کو جبکہ اونمین نااتفاقی ہو ملکر رہنے پر مجبور نہین
کرسکتی اعادہ حقوق زناشوئی کے لئے اس قسم کی نالشات کبھی
دائر نہین ہوئی ہین (۳) ہمین اس امر کی دریافت کی ضرورت نہین ہے کہ

---

(۱) دفعہ ۳۲ - ایکٹ طلاق مجریہ ہند ۱۸۶۹ء - ویلڈن بنام ویلڈن لا رپورٹس سیریز ڈویژن جلد ۹ صفحہ ۵۲ - قانون ہنود کے بارہ مین دیکھو انڈین لا رپورٹ جلد ۱ بمبئی صفحہ ۱۳۰ - ویکلی رپورٹر جلد ۲۲ صفحہ ۱۵۳ - قانون اہل اسلام کے متعلق دیکھو قانون اہل اسلام مولفہ امیر علی صفحہ ۲۵۲ و ۲۵۳ اور اصول قانون اہل اسلام مولفہ مسٹر مکناٹن باب ۷ فقرہ ۸ - انڈین لا رپورٹ جلد ۹ الہ آباد صفحہ ۱۴۹ (اجلاس کامل) اور نمبر ۱۲۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء - (۲) قانون متعلقہ شوہر و زوجہ مولفہ میکوین صفحہ ۱۸۸ و ۱۸۹ - (۳) قانون ازدواج و طلاق مولفہ ڈیوڈ اسٹوارٹ دفعہ ۷۵ صفحہ ۱۴۲ -

ہم ان کی منکوحہ بیبیون کو اس اختیار کی عدم موجودگی پر کہانتک مبارکباد دے سکتے ہین - لیکن ایک ایسے ملک مین جہان اطفال کے ازدواج کا رواج ہے اور بعد اسکے کہ ہمکو رکھمابائی کے مقدمہ(1) سے تجربہ ہوچکا ہے ہم نہین کہہ سکتے کہ اون زوجین کو جنمین نااتفاقی ہو ہمبستری پر مجبور کرنے کی کوشش کرنا کس حد تک قرین مصلحت ہے اسیطرح زوجہ کو بھی ہمبستری کا حق حاصل ہے اور اوسکو وہ اپنے شوہر کے مقابلہ مین پابندی اونہین شرائط کے نافذ کرا سکتی ہے - ثانیاً شوہر اس بنا پر کہ اوسکو اپنی زوجہ کی صحبت کا استحقاق حاصل ہے اوس شخص کے مقابلہ مین جس نے اوسکی زوجہ کو اسقدر زدوکوب کیا ہو یا اوسکے ساتھ ایسی بدسلوکی کی ہو کہ کچھ عرصہ تک وہ اوسکی صحبت اور امداد سے محروم رہا ہو ہرجہ کی نالش کرسکتا ہے(2) - زانی کے مقابلہ مین بھی شوہر ہرجہ کی نالش کرسکتا ہے(3) - گو حال کے قانون(4) کے بموجب کسی زوجہ پر بابت اوسکے افعال ناجائز کے جداگانہ

---

(1) انڈین لا رپورٹ جلد ۱۰ بمبئی صفحہ ۳۰۱ - دیکھو نیز شرح پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء -

(2) تشریحات بلیکسٹن جلد ۳ صفحہ ۱۴۰ - قانون ٹارٹ مولفہ پولاک صفحہ ۱۹۶ و ۱۹۷ -

(3) اہل ہنود کے متعلق جو ایسی نالش کرنے کے مجاز ہین دیکھو شرح شاستر ہنود مولفہ مسٹر مینی صفحہ ۳۲۴ و ۳۲۵ - (4) قانون جائداد عورات ازدواج شدہ ۱۸۸۲ء -

نالش ہوسکتی ہے مگر اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ شوہر بابت اون تمام افعال ناجائز کی جنکا ارتکاب اوسکی زوجہ نے اثنائے ازدواج مین کیا ہو بری الذمہ ہوگا بلکہ بوقت ضرورت مدعا علیہ کیا جاسکتا ہے[۱] ہر دو فریقین ازدواج شدہ بلاوصیت مرجانے کی صورت مین فریق متوفی کی جائداد وراثتاً پانیکے حقوق بروئے ازدواج حاصل ہوتے ہین انگلستان کے قانون موجودہ کے بموجب شوہر اور زوجہ دونون ایک دوسرے کی پرورش کے ذمہ دار ہین[۲] شاستر ہنود[۳] اور شرع محمدی[۴] کی روسے شوہر پر اپنی

(۱) قانون متعلقہ شوہر و زوجہ مولفہ میکوین صفحہ ۹۰ و ۹۲ ۔ قانون ٹارٹ مولفہ پولاک صفحہ ۵۰ ۔ (۲) ایضاً صفحہ ۸۰ ۔ اوس صورت مین بھی جبکہ شوہر نے اپنی زوجہ کو بوجہ بد اعمالی مکان سے نکال دیا ہو بابت اون اشیائے ضروری کے جو اسکو بوقت علیحدہ رہنے کی بہم پہونچائی گئی ہون ذمہ دار ہوگا اگر زوجہ کیلئے کوئی ذریعہ پرورش کا نہو مقدمہ ویلسن بنام گلوسو کوپ ٹس نیچر ڈیویژن جلد ۹ صفحہ ۳۸۶ ۔ جبکہ وہ مکان سے نکالدیتا ہے تو یہی سمجھا جاتا ہے کہ وہ اشیائے ضروری کے بہم پہونچانیکی ذمہ داری لیتا ہے فیصلہ بیسٹ چیف جسٹس مقدمہ منٹ بنام بیکومر ۔ رپورٹ بنگھام جلد ۵ صفحہ ۵۵ ۔ (۳) شاستر ہنود مولفہ مین دفعہ ۱۳ طبع چہارم شرح شاستر ہنود مولفہ سدرسنی صفحہ ۲۵ فقرہ ۸ ۔ انڈین لا رپورٹ جلد بمبئی صفحہ ۱۳۶۳ منو نے اس اصولی مسئلہ کو کہ ایکشخص کا پہلا فرض یہ ہے کہ اپنی زوجہ اور خاندان کو پرورش کرے نہایت عمدگی کیساتھ ظاہر کیا ہے ۔ وہ کہتا ہے کہ جو شخص دنیا مین نیکنامی حاصل کرنیکی غرض سے دوسرونکو دولت عطا کرتا ہے اور اپنے خاندان کو تکلیف مین چھوڑ دیتا ہے حالانکہ وہ انکی پرورش کی استطاعت رکھتا ہے وہ شہد چکھتا ہے مگر زہر نگلتا ہے ایسی نیکی باطل ہے[۱۱] (ترجمہ سر ولیم جونس) ۔ برنل کا ترجمہ کسیقدر مختلف ہے ۔ (۴) قانون اہل اسلام مولفہ امیر علی ۔ باب ۹ صفحہ ۴۶۷ ۔ ۴۸۵ ۔ نظائر مکناٹن باب ۶ مقدمہ ۱۳ ۔ ڈائجسٹ بیلی صفحہ ۴۴۱

زوجہ کی پرورش کا فرض قائم کیا گیا ہے اور یہ وجوب بلفور ازدواج کے شروع ہوتا ہے اور بشرط باعصمت رہنے زوجہ کے تا قیام ازدواج جاری رہتا ہے - لیکن بظاہر کوئی صریح حکم ایسا موجود نہین ہے جسکی رو سے زوجہ پر بھی اپنے ضعیف یا مفلس شوہر کی پرورش لازمی ہو - مگر شاستر ہنود کے بموجب شوہر کو اختیار ہے کہ بصورت کسی سخت مصیبت یا بحالت بیماری یا اوس وقت جبکہ داین نے اوسکو محبس مین بھیجوایا ہو اپنی زوجہ کی جایداد جداگانہ صرف مین لائے -[1]

بام امانت

(۱۴۳) یہان اون مختلف وجوہات پر جو محض امانت سے لاحق ہوتے ہین غور کرنا ہمارے حیطہ مطلب سے خارج ہوگا - یہ وجوہات خود امانت کی اصل غرض سے بعید ہین - امانت کی تعریف یون کی گئی ہے - امانت ایک ذمہ داری ہے جو جایداد کی مالکیت سے لاحق ہوتی ہے اور پیدا ہوتی ہے اوس اعتبار سے جو مالک کسی اور شخص کے فائدہ یا اپنے اور اوس شخص کے فائدہ کے لیئے کسی تیسرے

(۱) شاستر ہنود مولفۂ مین دفعہ ۶۱۵ طبع چہارم - ٹگور لا لکچرز بابت ۱۸۷۹ع صفحہ ۳۲۵ و ۳۲۷

(۲) دفعہ ۳ قانون متعلقہ امانت ہائے ہند ۱۸۸۲ع -

(۳) قانون معاہدات مولفۂ انسن صفحہ ۰ - اصول قانون مولفۂ مارکبی دفعہ ۶۱۷ -

شخص کی نسبت رکھے یا ظاہر کرے اور تیسرا شخص اوسکو قبول کرے۔[1]
بلا شبہ یہ وجوبات بربنائے رضامندی اون فریقین کے جو امانت قائم
کرین وجود پذیر ہوتے ہین مگر اکثر وہ اشخاص جو فریقین معاملہ ہون اور نیز وہ
جو بوقت قائم ہونے امانت کے پیدا ہی نہوئے ہون اِن وجوبات کی جبراً
تعمیل کرا سکتے ہین اِس مفہوم مین یہ وجوبات لاحقہ اون وجوبات سے
جو دراصل معاہدہ سے پیدا ہوتے ہین اور جن سے ہمکو اسوقت تعلق ہے جدا
کئے جا سکتے ہین۔[2] لیکن جبکہ کوئی شخص بعاوضہ قیمتی کسی دوسرے شخص یا اشخاص
کے فائدہ کے لئے کوئی جائداد مقرر کرنے کا اقرار کرے تو وہ امانت دار
جائداد مذکور کا بابت غرض مقصودہ کے ہوتا ہے اور اوسکا وجوب ایک
معاہدہ حقیقی سے بلا واسطہ پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً یہ عہد کہ بصورت وقوع
ازدواج ایک معین رقم ادا کیجائیگی یا تملیک نامہ لکھدیا جائیگا اس قسم کا
معاملہ ہے اور قانون اسکی جبراً تعمیل کرائیگا لیکن قانون انگلستان کے
بموجب اسکا بشکل ایک دستاویز کے منضبط ہونا لازم ہے جسپر معاہد یا اوسکی جانب سے
کسی شخص مجاز کے دستخط ہونے چاہئین۔[3] ایسی صورتمین امانت جسکی روسے

(۱) دفعہ ۳ قانون متعلقہ امانت ہائے ہند ۱۸۸۲ء۔ (۲) قانون معاہدات مولفۂ انسن صفحہ ۸۔
اصول قانون مولفۂ مارکبی دفعہ ۶۱۷۔ (۳) اسٹیٹوٹ آف فراڈز مجریہ ۲۹ سنہ
جلوس چارلس ثانی باب ۳۔ دیکھو مقدمہ شڈویل کا مسن بنام (سلسلہ جدید) جلد ۹ صفحہ ۱۵۹۔

جائداد کی تملیک کا معاہدہ کیا جائے اوسی جائداد سے پیوستہ ہوگی اور اگر زر نقد ہو اور وہ خریدی زمین مین صرف کیا گیا ہو تو امانت زمین مذکور سے متعلق ہوگی۔ لیکن اگر ایک شخص اوس کل جائداد کی تملیک کا معاہدہ کرے جو بوقت وفات اوسکے قبضہ مین ہوگی تو وہ مجاز ہے کہ اپنی حین حیات مین اُس جائداد کو جسطرح چاہے منتقل کرے اور معاہدہ مذکور صرف اوس جائداد پر موثر ہوگا جو اوسکے واجبی دیون کے تصفیہ کے بعد باقی رہے۔ اگر کوئی شخص راضی پر مواخذہ قائم کرے یا بذریعہ کفالت نامجات سرکاری یا تاحد اپنے اختیار کے زر سالانہ مقرر کرنیکا معاہدہ کرے تو اوس سے عام طور پر اوسکی جائداد پر مواخذہ عاید نہوگا (۱)۔

امانت

(۲۴۲) جو فہرست اوپر دیگئی ہے اوسمین انجام دہی خدمت کے متعلق وہ معاہدات بیان کیگئے ہین جو زیادہ اہم ہین۔ انمین سے پہلا معاہدہ امانت ہے قانون روما کے بموجب یہ ایک ایسا معاہدہ تہا جسکی رو سے ایک شخص مال منقولہ بغرض حفاظت بلا معاوضہ دوسرے کے حوالہ کرتا ہے۔ اوس شخص پر جسکو کہ مال حوالہ کیا جاتا تہا صرف اوس مال کو اپنی تحویل مین رکہنے اور عند الطلب واپس کردینے کا وجوب قائم ہوتا تہا اور وہ صرف اوس صورتمین جوابدہ ہوتا تہا جبکہ وہ بوجہ فریب یا غفلت عظیم کے مال مذکور کو واپس نہ کرتا (۲)۔ لیکن زمانہ حال کے مصنفین قانون

(۱) کتاب امانت مولفہ لوئین طبع ہشتم صفحہ ۱۴۱۔ انگلو انڈین کوڈس جلد ۱ صفحہ ۴۱۵۔

(۲) رومن پرائیویٹ لا مولفہ رسلکو سکی دفعہ ۱۲۱ صفحہ ۴۹۵۔

دیوانی عام لفظ "امانت" مین اور دو اقسام شامل کرتے ہین جنکو وہ "امانت بالمثل" اور "امانت بالذات" کے نام سے تعبیر کرتے ہین۔ امانت قسم اول مین وجوب اوس وقت قائم ہوتا ہے جبکہ ایسی اشیا جو قابل تصرف ہون کسی شخص کے پاس اس شرط پر امانت رکھی جائین کہ وہ شخص اوسی قسم کی شئے اوسی مقدار مین واپس کریگا۔ یہ صورت عاریت بغرض تصرف سے بہت مشابہ ہے فرق صرف اسقدر ہے کہ عاریت عاریت گیرندہ کے فائدہ کے لئے دیجاتی ہے لیکن "امانت بالمثل" امانت دہندہ کے فائدہ کے لئے بعض مقنن یہ بحث کرتے ہین کہ زر نقد جو کسی مہاجن کے پاس اس شرط پر رکھا جاے کہ عند المطالبہ اوسی شکل مین واپس کیا جائیگا اس قسم کی امانت مین داخل ہے۔ (۱) "امانت بالذات" اوسوقت واقع ہوتی ہے جبکہ متعدد اشخاص ایک ہی شئے کے دعویدار ہون اور وہ شئے تا تصفیہ نزاع ایک شخص ثالث کی حفاظت مین رکھی جاے۔ وہ شخص جسکو اس طور پر جایداد حوالہ کی جا قانون

(۱) ہینڈ ٹکیٹن مولفہ وینڈ شیڈ جلد ۲ دفعہ ۳۷۹ صفحہ ۴۳۲ - ۴۳۴ (نوٹ ۷)۔

انگلستان مین اُسٹیک ہولڈر (یعنے امین) کہلاتا ہے اور انگلستان اور ہندوستان کے ضابطہ دیوانی کے بموجب وہ نالش تصفیہ بین المتنازعین کی بنام اون تمام دعویدارون کے بغرض تجویز اس امر کے کرسکتا ہے کہ کسکو رقم ادا کی جائے یا جائداد حوالہ کی جائے اور اوسکے واسطے بریت حاصل ہو۔ (۱) اسٹیک ہولڈر یعنے امین دراصل امانت دہندہ کا کارندہ ہے اور اوسکو زر امانتی سے اوسوقت تک سروکار رہیگا جب تک کہ اوسکا اختیار قائم رہے۔ (۲) مثلاً اگر کسی غرض ناجائز کے لئے زر نقد دیا جائے یا مال حوالہ کیا جائے تو وہ شخص جس نے کہ اس طور پر زر نقد ادا کیا ہو یا مال حوالہ کیا ہو قبل اسکے کہ وہ غرض ناجائز تکمیل کو پہونچے اوس زر نقد یا مال کو واپس لے سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ اوسوقت تک ٹہیر جائے جب تک کہ وہ غرض ناجائز پوری ہو یا اگر وہ اوس معاملہ ناجائز کی جبراً تکمیل کرانے کی کوشش کرے تو دونون صورتون مین وہ نالش قائم نہین کرسکیگا۔ (۳)

(۱) دفعہ ۴۰۰ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء۔ (۲) ہیمپڈن بنام وانش لا رپورٹ کونس بنچ ڈیویژن جلد ۱ صفحہ ۱۹۴ و ۱۹۵۔ (۳) فیصلہ لارڈ جسٹیس میلش بنام بودرس لا رپورٹ ایضاً صفحہ ۳۰۰ دیکھو فقرہ (۲۱۱) کتاب ہذا۔

قانون انگلستان مین امانت بعوض اجرت اوسوقت واقع ہوتی ہے جبکہ مال مالک گودام یا گہاٹ وال یا کرایہ کے گہوڑون کے اصطبل کے مالک یا مالک سرا سے کے پاس یا ریلوے کمپنی کے حجرہ مین رکہا جائے سرا کے مالکون کی ذمہ داری کے متعلق اب انگلستان مین ایکٹ ۲۷ و ۲۸ سنہ جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریہ نافذ ہے (۱) یہہ قانون ہندوستان سے متعلق نہین ہے چنانچہ ایک مقدمہ مین جسکے فریقین ایک یورپین اور ایک پارسی تہے یہ تجویز ہوئی کہ مالک سرا اور اوسکے مہمان کے معاملات مین انگلستان کے کامن لا (۲) کے بموجب عمل ہوسکتا ہے (۳)۔

کام جو سامان بہم پہونچانے پر کیا جائے

(۴۴۲) معاہدہ جسمین اجرت پر کام لیا جاتا ہے دو قسم کا ہوتا ہے ایک صورت وہ ہے جسمین ایک خاص کام کرنے کا یا سامان بہم پہونچنے پر کام کرنے کا معاہدہ کیا جاتا ہے اور دوسری صورت وہ ہے جسمین کوئی ذاتی خدمت ادا کرنے کا معاہدہ ہوتا ہے۔ لیکن عملی طور پر اس امتیاز کو قائم رکہنا یا یہ کہنا کہ کسی خاص معاہدہ کی نوعیت صورت اول یا صورت ثانی سے زیادہ

(۱) دیکہو باب ۴۱ ایکٹ مذکور۔

(۲) اس سے وہ قانون مراد ہے جو قبل جاری ہونے کسی ایکٹ پالیمنٹ کے نافذ تہا

(۳) بمبئی ہائی کورٹ رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۱۳۷ (ابتدائی دیوانی)۔

علاقہ رکھتی ہے سہل نہین ہے - اسیطرح اکثر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ
آیا معاہدہ دراصل بیع وشرا کا ہے یا اجرت پر کام لینے اور کرنے کا ہے -
مثلاً اگر مین ایک زرگر سے معاہدہ کرون کہ وہ ایک اجرت معین پر
اپنے ہی سونے سے مجھے ایک انگھوٹھی بنا دے تو ایسی صورت مین
روما کے ایک مقنن کیشئیس کی یہ راے تھی کہ بلحاظ سامان کے
یہ ایک معاہدہ بیع وشرا کا ہے مگر بلحاظ محنت کے اجرت پر کام لینے
اور کرنے کا معاہدہ ہے - لیکن مسلم راے اسبارہ مین یہ تھی کہ
یہ معاہدہ بیع وشرا کا ہے - لیکن اگر مین خود زرگر کو سونا دینے اور اسکی
محنت کے معاوضہ مین کچھہ اجرت دینے کا معاہدہ کرون تو ایسی صورت مین
بالاتفاق یہ تسلیم کیا جاتا تھا کہ یہ معاہدہ اجرت پر کام لینے اور کرنیکا ہے -
دونون صورتون مین وہ شخص جو اجرت پر کام کرنے کا اقرار کرتا ہے
اون نتائج کی بابت ذمہ دار ہے جو اوسکی بے سلیقگی سے پیدا ہون -

خدمت پیشہ وری

بعض خدمات پیشہ وری کے متعلق قدیم مقننین کی یہ راے تھی کہ
ایسی محنت بغرض افادہ خلایق بلا لحاظ معاوضہ کی جاتی ہے اور
اوس سے کوئی بنا ے نالش قائم نہین ہوسکتی - اس مین وہ خدمات
جو وکلا صرف ونحوی مساح فلاسفہ اقلیدس دان اور اسی قسم کے دوسر
علمی مشاغل والے لوگ انجام دیتے تھے داخل کی جاتی تہین یہہ

اشخاص محنتانہ لے سکتے تہے لیکن اوسکی وصول یابی کی نالش کرنے کے مجاز نہتھے۔ البتہ حاکم عدالت جو منصفانہ عمل کرتا تہا اس سختی کو ایک حد تک رفع کرتا تہا انگلستان اور ہندوستان مین اس وقت جو قاعدہ جاری ہے کہ کوئی بیرسٹر اپنے محنتانہ کی بابت معاہدہ کرنے کا مجاز نہین ہے وہ اسی قدیم قانون روما کی یادگار ہے ۔ ہندوستان مین دوسرے اشخاص قانون پیشہ اس قسم کے معاہدات کی تعمیل جبریہ صرف اوس صورت مین کرا سکتے ہین جبکہ وہ معاہدات ضبط تحریر مین آئے ہون اور اون پر اوس شخص کے دستخط ثبت ہون جو اون کو اپنی طرف سے مامور کرے یا اون سے کام لے اور وہ معاہدات تاریخ تحریر سے پندرہ روز کے اندر عدالت ضلع یا کسی ایسی عدالت مین داخل کئے جائین جسمین کوئی جزو اوس خدمت کا جسکی بابت وہ معاہدات ہوئے ہون ادا کیا جائے یا ادا ہونے والا ہو[۱] واضعان قانون نے اسباب مین ایک اور قید لگائی ہے کہ کسی مقدمہ مین جو ایسے معاہدہ کی

(۱) دفعہ ۲۸ ایکٹ ۱۸۷۹ء ۔

جبراً تعمیل کرانے کے واسطے رجوع کیا گیا ہو عدالت مجاز ہے اگر ثبوت اس بات کا کہ وہ معاہدہ منصفانہ اور معقول ہے نہ دیا جائے تو اوسکی رو سے جو تعداد واجب الادا ہو اوسکو کم کردے یا یہہ حکم دے کہ وہ تعداد منسوخ ہوکر تمام رسوم اور محنتانہ اور خرچہ اور اخراجات متعلقہ خدمت انجام دادہ اسی طرح دریافت کئے جائین کہ گویا اونکی بابت کوئی ایسا معاہدہ نہین ہوا تھا[1]۔ نیز عدالت ہائے ہندوستان اون معاہدات کو ناپسند کرتی ہین جن مین یہ اقرار کیا گیا ہو کہ وکیل کا محنتانہ جائداد متنازعہ سے ادا کیا جائیگا۔ لیکن عرصہ دراز سے یہ عملدرآمد ہے کہ بوقت مامور کرنے وکیل کے یہ اقرار کیا جاتا ہے کہ ایک جزو محنتانہ کا صرف بصورت کامیابی ادا کیا جائیگا اور ایسی اقرارات کو عدالتون نے جائز قرار دیا ہے[2]۔ البتہ اگر ایسا اقرار بعد مین کیا جائے تو امر دیگر ہے۔ ایسی صورت مین بوجہ اسکے کہ وکیل محنتانہ مقررہ پر انجام دہی خدمت کا معاہدہ کرچکا تہا محنتانہ مزید ادا کرنے کا عہد عموماً محض ایک

(۱) دفعہ ۲۹ ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۹ع۔

(۲) انڈین لا رپورٹ جلد ۸ بمبئی صفحہ ۲۱۳۔

معاہدہ بلا بدل تصور ہوگا اِلّا اوس حالت مین کہ جو خدمت بعد مین انجام دیگئی ہو ایسی ہو کہ ابتداءً پیش نظر نہین تہی اور صرف موکل کے اس عہد کے لحاظ سے کہ زاید محنتانہ ادا کیا جائیگا انجام دیگئی ہو۔[1] ملازمت خانگی کی نسبت یہ تجویز ہوئی ہے کہ اوس سے عموماً یہ مستنبط ہوتا ہے کہ ماہواری تنخواہ پر رکہنے کی قرارداد ہوئی ہے اور طرفین سے ایک مہینے کی اطلاع لازمی ہے۔[2] مثلاً اگر کوئی نوکر مہینے کے اندر خدمت چہوڑ دے تو وہ ایک مہینے کے کسی جزو کی بابت اجرت پانے کا مستحق نہوگا۔[3] برخلاف اِسکے محض یہہ امر کہ

ملازمت خانگی

(۱) انڈین لارپورٹ جلد ۲ بمبئی صفحہ ۲۶۲۔ (۲) ڈائجسٹ قانون معاہدات مولفہ لیک صفحہ ۲۰۲ و ۲۰۳۔ یہ سوال کہ آیا ایسی قرارداد فریقین مین سے کسی کی جانب سے پہلے دو ہفتہ کے اختتام پر نوٹس دیئے جانے سے یا ایسی کوئی نوٹس دے بغیر بہی ماہ اول کے اختتام پر ختم ہوسکتی ہے یا نہین مقدمہ مولٹ بنام ہالیڈے (سنہ ۱۸۹۸ع) کوئنس بنچ جلد اصفحہ ۱۲۵ پیش ہوا لیکن اسکا تصفیہ نہین کیا گیا۔ حال کے ایک مقدمہ مین جو لیمبتہ کاونٹی کورٹ مین پیش ہوا جج ایمڈن نے تجویز کی کہ اس رواج کا نفاذ قابل اطمینان طور پر ثابت ہوچکا ہے کہ ملازمان خانگی اور اونکے آقاؤن کے درمیان جو معمولی قرارداد ہوتی ہے وہ فریقین مین سے کسی کی جانب سے ملازمت کے پہلے دو ہفتہ کے منقضی ہونے پر یا اوس سے پیشتر نوٹس دیئے جانے سے ماہ اول کے اختتام پر ختم ہوسکتی ہے ماڈائیڈ منڈن بنام الیس تہارن ٹن مندرجہ اخبار ٹائمس مورخہ ۲ دسمبر سنہ ۱۸۹۹ع صفحہ ۱۴۔ (۳) ہمیس پورٹ جلد ۱ صفحہ ۲۹۷۔ بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱۰ صفحہ ۷۵۔ لیکن دیکہو ویکلی رپورٹر جلد ۱۶ صفحہ ۲۰۔

وہ بوجہ بیماری کام نہین کرسکا مانع اسکا نہوگا کہ وہ اجرت کا دعوی کرے - خدمت سے علیحدہ کرنے کی اطلاع ایک مہینہ قبل دے دینے یا بعوض اطلاع کے ایک مہینے کی اجرت کی ادائی کا قاعدہ صرف ادنی درجہ کے خانگی نوکرون سے متعلق ہے جس صورت مین کہ نوکر کسی ایسی خدمت کی انجام دہی کیواسطے مقرر کیا گیا ہو جسکے لئے ہنر درکار ہو تو اس سے زیادہ مدت کی اطلاع کی ضرورت ہے جسکا تصفیہ درحالیکہ کوئی خاص معاہدہ نہو بلحاظ رواج اور نوعیت خدمت کے کیا جائیگا[۱] مثلاً جبکہ ہندوستانین ایک باجا سکھانے والا بغیر تعین مدت مگر اس شرط پر مقرر کیا گیا کہ وہ ایک مدت دراز تک رکھا جائیگا تو تجویز ہوئی کہ بلحاظ حالات مقدمہ وہ بعوض اطلاع پیشگی کے چھ مہینے کی اجرت کا مستحق ہے[۲] اسی طرح ایک بڑے ہوٹل کی مہتممہ کی نسبت یہ قرار پایا ہے کہ وہ ملازم ادنی نہین ہے[۳] اور ایک معلمہ کے بارہ مین بھی یہی تجویز ہوئی ہے[۴]-

---

(۱) اس قسم کا مقدمہ خود اوسکے حالات پر منحصر ہوگا - ڈائجسٹ قانون معاہدہ مولفہ لیک صفحہ ۴۲۶ - مقدمہ کرسٹو فرڈیسن بنام گلچار سندرجہ قانون آقا و ملازم مولفہ اسمتھ نس -

(۲) نمبر ۳۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۶۷ع - (۳) لالر بنام لینڈن - آئرلینڈ رپورٹ کامن لا جلد ۱۰ صفحہ ۱۸۸

(۴) ٹاڈ بنام کیبج - ایکسچیکر جلد ۵ صفحہ ۱۰۱ - لا جرنل ایکسچیکر جلد ۲۴ صفحہ ۱ -

اگر کوئی نوکر بغیر اطلاع کے دفعتاً برطرف کیا جائے تو ایسی برطرفی کے جواز کے لئے ضرور ہے کہ اوسکی بداعمالی نمایان ہو جس سے تعلق مابین آقا و ملازم کا جاری رہنا غیر ممکن ہو جائے مثلاً ایک جائز حکم کی تعمیل نہ کرنا یا بغیر رخصت غیر حاضر رہنا یا بددیانتی یا کسی دوسری عظیم بداعمالی کا ارتکاب کرنا[۱] اگر کوئی ملازم بیجا طور پر برطرف کیا جائے تو اوسکو لازم ہے کہ وہ دوسری خدمت حاصل کرے اور وہ زر اجرت جو ایسی خدمت سے حاصل ہوا ہو یا حاصل کیا جا سکتا تھا اوس ہرجہ کی تعداد سے جس کے پانے کا وہ مستحق ہو وضع کیا جائیگا[۲] آقا پر لازم نہین ہے کہ وہ اپنے

(۱) نمبر ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء رشوت لینا برطرفی کے لئے کافی وجہ ہے - مقدمہ بوسٹن فیشنگ کمپنی بنام انسل چانسری ڈیویژن جلد ۳۹ صفحہ ۳۳۹ - یہہ امر کہ معاہدہ مین چند وجوہ بیان کئے گئے ہین جو برطرفی کے جواز کے لئے کافی ہین مانع اسکا نہوگا کہ آقا اپنے ملازم کو بربنائے ناقابلیت برطرف کردے - انڈین لا رپورٹ جلد ۲ کلکتہ صفحہ ۳۳ - (۲) ہوچیسٹر بنام ڈی لاٹور - لا جرنل کوئنس بنچ جلد ۲۲ صفحہ ۴۵۵ - ہارٹلینڈ بنام جنرل ایکسچینج بنک - لا ٹائمس جلد ۱۴ صفحہ ۸۶۳ - دیکھو تشریح دفعہ ۷۳ قانون معاہدہ ہند - نیز دیکھو مقدمہ بکہام بنام ڈریک مقدمات ہاوس آف لارڈس جلد ۲ صفحہ ۶۰۶ -

ملازم کو نیک چلنی کا صداقت نامہ دے اور بصورت انکار اوس پر نالش نہین ہو سکتی[1]۔ آقا کی وفات سے معاہدہ خدمت ختم ہو جاتا ہے[2]۔ اگر کسی کمپنی کی موقوفی کے بارہ مین حکم دیا جاے تو چونکہ اس حکم کا اثر عموماً یہ ہوتا ہے کہ اوس کمپنی کا کاروبار بند ہو جائیگا بجز اون امور کے جو واسطے بند کرنے کاروبار کے ضروری ہون اسلئے یہی سمجھا جائیگا کہ گویا اوسکے ملازمین کو اطلاع برطرفی دیگئی[3]۔ مالک کی ذمہ داری بابت اوس ضرر کے جو اوسکے نوکر کو بہنگام خدمت مین پہونچا ہو اس امر پر منحصر ہے کہ آیا وہ ضرر مالک کی غفلت یا بے سلیقگی کا نتیجہ واقعی ہے یا نہین[4]۔ اگر وہ ضرر خود نوکر یا شخص ثالث کی غفلت یا

(۱) کیرل بنام برڈ رپورٹ ایسپینس جلد ۳ صفحہ ۲ - ہنڈلی بنام موفیٹ آئرش رپورٹ کامن لا جلد ۶ صفحہ ۱۰۴ - ویکلی رپورٹر جلد ۱۲ صفحہ ۱۲۳ -

(۲) دفعہ ۲۰۱ قانون معاہدہ ہند - دربارہ بیماری ملازم جس سے وہ نوکری کرنے سے معذور ہو جاتا ہے دیکھو قانون معاہدات مولفہ انسن صفحہ ۳۲۴

(۳) دفعہ ۱۳۱ ایکٹ ۶ سنہ ۱۸۸۲ء -

(۴) دفعہ ۲۲۵ قانون معاہدہ ہند - مالک پر اپنے ملازمون کی حفاظت کے لئے احتیاط مناسب کرنی لازم ہے - برائیڈن بنام اسٹوارٹ میکوین لا رپورٹ ہاوس آف لارڈس جلد ۲ صفحہ ۳۰ -

بے سلیقگی سے ہوا ہو تو مالک ذمہ دار نہو گا[1] - قانون آقا و ملازم کے متعلق ایک اور اہم اصول جو ذہن نشین رہنے کے قابل ہے یہ ہے کہ ملازم اپنے آقا کے خرچ سے مخفی طور پر منافع حاصل کرنے کا مجاز نہین ہے - مثلاً اگر آقا اپنے ملازم کو ایک بل کی رقم ادا کرنے کے لئے بھیجے اور اس غرض سے اوسکو روپیہ دے اور اگر سوداگر اوس ملازم کو کچھہ انعام دے تو آقا اوس سے فائدہ اوٹھانے کا مستحق ہے کیونکہ اس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مال مبیعہ کی قیمت مین تخفیف کی گئی[2] اس قاعدہ پر ہندوستان کے ایک حال کے

(۱) اوس ضرر کے متعلق جو چند ملازمون مین سے ایک ملازم کی غفلت سے اون سب کی ملازمت کے اثنا مین پہونچے انگلستان مین اب ایکٹ مجریہ ۴۳ و ۴۴ سنہ جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریہ باب ۴۲ مین قانون مندرج ہے - دیکھو قانون فرض و ذمہ داری مالکان مولفہ ڈبلیو ایچ رابرٹس و جیا یچ والیس طبع سوم باب ۱۰ صفحہ ۴۲۴ - اون مقدمات مین جو ایک ایسے فرض سے پیدا ہون جو بذریعہ قانون مقرر کیا گیا ہو یہہ مسئلہ کہ "جس فعل کی نسبت کوئی شخص رضامند ہو جاسے وہ قانوناً ضرر نہین سمجھا جائیگا" متعلق نہین ہے - بیڈلی بنام ارل گرینویل لا رپورٹ کوئنس بنچ ڈیویژن جلد ۹ صفحہ ۴۲۴ -

(۲) مقدمہ کینیڈا مَن آئل ورکس کمپنی سنہ ۱۸۷۵ء - لا رپورٹ چانسری اپیلین جلد ۱۰ صفحہ ۵۹۳ - میئور آف سالفرڈ بنام لیور سنہ ۱۸۹۱ء - کوئنس بنچ جلد ۱ صفحہ ۱۶۸ -

مقدمہ مین کامل غور کیا گیا ہے - اس مقدمہ مین فاضل چیف جسٹس ہائیکورٹ ممالک شمالی و مغربی نے حسب ذیل راے ظاہر کی ہے - اگر حساب چلتا حساب نہ ہے یعنے اوسکی رقوم کی تنقیح نہوئی ہو یا وہ غیر طے شدہ ہون اور معاملہ یہ ہو کہ نوکر نے بل کی تشخیص کرکے قیمت مین تخفیف کرائی تو ظاہر ہے کہ نوکر یہ تخفیف اپنے مالک کے لئے حاصل کرتا ہے اور جو روپیہ اوسکے ہاتھہ مین رہتا ہے وہ ہمیشہ اوسکی مالک کا ہے اور اگر وہ اوسکو اپنے تصرف مین لائے تو سرقہ کا ارتکاب کرتا ہے - لیکن اگر خود مالک نے ایک خاص رقم پر سوداگر سے حساب طے کر لیا ہو اور وہ نوکر کو روپیہ دیکر بہیجے اور سوداگر کو روپیہ دیدینے کے بعد نوکر اوس سے کچھہ انعام طلب کرے تو ایسی صورت مین اگر نوکر وہ انعام رکھہ لے تو سرقہ کا مرتکب نہوگا کیونکہ اوسکی نیت سرقہ کی نہین ہے - روپیہ اوسکو ایسے شخص نے دیا ہے جسکی نسبت وہ باور کرتا ہے کہ اوسکو حق روپیہ دینے کا حاصل ہے - ممکن ہے کہ عدالت چانسری کے اصول انصاف رسانی کی سختی اس امر کی مستلزم ہو کہ نوکر اپنے مالک کو اوس روپیہ کا حساب دے لیکن با این ہمہ اوسکا فعل جرم فوجداری سے بالکل مختلف ہی اور مین نہین سمجھتا کہ اوسکو محض اس وجہ سے کہ عدالت چانسری کے اصول انصاف رسانی کے مطابق حساب دینا لازم تھا خیانت

بجرمانہ کے جرم مین سزا دیجا سکتی ہے۔[1] بعض وقات خاص اقسام کے نوکرون کے حقوق اور ذمہ داریون کے بارہ مین خاص قوانین کے بموجب عمل ہوتا ہے۔ مثلاً انگلستان مین مالکان جہاز اور ملاحون کے متعلق قانون ایکٹ مجریہ ۱۸۵۴ء جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریہ باب ۱۰۴ مین[2] اور ہندوستان مین ایکٹ نمبر ۱ مصدرہ ۱۸۵۹ء کی دفعات ۷۴ تا ۸۵ مین مندرج ہے۔[3] اور قواعد متعلقہ تعلقات مابین استاد وشاگرد ایکٹ نمبر ۱۹ مصدرہ ۱۸۵۰ء مین منضبط ہین۔[4]

کارندگی

(۴۳۲) قبل ازین بیان ہوچکا ہے کہ کارندہ کے ذریعہ معاہدہ کئے جانے سے متعاقدین کے حقوق اور ذمہ داریون پر کس حد تک

(۱) انڈین لارپورٹ جلد ۸ الہ آباد صفحہ ۱۳۸ و ۱۳۹۔ اوس منافع کے متعلق جو کسی کمپنی کا بانی خفیہ طور پر حاصل کرے دیکھو لارپورٹ چانسری ڈیویژن جلد ۲۳ صفحہ ۸۵۔

(۲) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۶ صفحہ ۲۴ (ابتدائی دیوانی) مین ایکٹ مجریہ ۱۸۵۴ء جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریہ باب ۱۰۴ کا حوالہ دیا گیا ہے جو منسوخ ہوگیا ہے۔ (۳) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۱۳۵۔ (۴) اون شاگردون کے متعلق جو جہاز پر کام سیکھنے کے لئے معین کئے جائین ہندوستان مین ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۵۹ء (دفعہ ۴) اور انگلستان مین ایکٹ مجریہ ۱۸۵۴ء جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریہ (باب ۶۰) نافذ ہے۔

اثر پڑ سکتا ہے۔[1] مگر ہنوز اون اصول پر غور کرنا باقی ہے جو مالک اور کارندہ کے تعلقات باہمی پر حاوی ہین۔ یہ تعلقات معاہدہ کارندگی سے پیدا ہوتے ہین اور در اصل وسی معاہدہ کے تابع رہتے ہین۔ ان تعلقات کے قائم کرنیکے لئے صرف اسقدر کافی ہے کہ کارندہ خدمت کارندگی کو قبول کرے اور مالک کی رضامندی (صریحی خواہ معنوی) ہو اسکے لئے کسی صریح بدل کی ضرورت نہین ہے۔[2] مثلاً کوئی شخص بلا معاوضہ خدمت کارندگی کو قبول کرنے پر مجبور نہین کیا جا سکتا لیکن اگر وہ یہہ کام اپنے ذمہ لیلے تو جو نقصان کہ خاص اسکی غفلت یا عدم لیاقت یا بد معاملگی سے پیدا ہو اوسکا وہ ذمہ وار ہوگا۔[3] زمانہ قدیم مین کسی جائز کام کو مفت انجام دینا خدمت کارندگی مین داخل تھا عام اس سے کہ وہ کام کوئی خدمت ہو یا اہتمام ترکہ یا کوئی معاملہ قانونی ہو

---

(۱) دیکھو فقرہ (۵۰۲) کتاب ہذا۔ (۲) دفعہ ۱۸۵ قانون معاہدہ ہند۔ دیکھو ڈائجسٹ ۱۷ (۱ و ۱)۔ (۳) مدراس ہائی کورٹ رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۴۴۹ - اور دفعہ ۲۱۲ قانون معاہدہ ہند۔ روما کے ایک مقنن پالس نے بیان کیا ہے "کہ کسی کام کو قبول کرنا مرضی پر منحصر ہے لیکن اوسکو انجام دینا ضروریات سے ہے"۔ ڈائجسٹ جلد ۱۳ (۶ و ۱۷) دفعہ ۳۔

اور وہ بہ بنائے نفع رسانی یا دوستی کیا جائے - چنانچہ پالس نامی رومن مقنن نے بیان کیا ہے کہ کارندگی کا کام ایسا ہے کہ بلا معاوضہ کیا جاتا ہے (۱) اور اگر حق السعی دیا جاتا تھا تو یہہ اجرت پر کام لینے اور کرنیکا معاملہ بن جاتا تھا - قانون ہند کی موجب کارندہ کے فرایض نسبت مالک کے حسب ذیل ہین - (۲)

(الف) عند الطلب اپنے مالک کے سامنے حساب مناسب پیش کرنا -

(ب) دقت کی صورتون مین اپنے مالک کے ساتھہ خط وکتابت کرنا اور اوسکی ہدایت حاصل کرنے کی کوشش کرنا -

(ج) پہلے سے مالک کی رضامندی حاصل کرنے اور اوسکو تمام حالات اہم سے جو اوسکو معلوم ہوئے ہون مطلع کئے بغیر اپنی برطرف سے کارندگی کے کاروبار مین معاملات نہ کرنا

(د) اپنے مالک کا کاروبار بموجب اوسکی ہدایتون کے جاری رکہنا یا جبکہ کوئی ایسی ہدایتین نہون تو مطابق اوس رواج کے عمل کرنا جو اوسی قسم کے کاروبار مین اوس مقام پر جہان کہ

(۱) ڈایجسٹ جلد ۱۷ (اوا) دفعہ ۴

(۲) دفعات ۲۱۱ تا ۲۱۵ و دفعہ ۲۱۸ قانون معاہدہ ہند -

وہ کارندہ اوس کاروبار کو کرتا ہو رائج ہو۔

(۵) بمشقت مناسب اور تا حد اپنی لیاقت کے کام کرنا۔

(۶) بحفظ اپنے اوس استحقاق کے جسکا ذکر عنقریب کیا جائیگا تمام رقوم جو اوس نے اپنے مالک کے واسطے وصول کی ہون اپنے مالک کو دینا۔

نیز کارندہ پر واجب ہے کہ اگر اوس نے کارندگی کے کاروبار مین اپنے واسطے کوئی معاملہ کیا ہو تو جو منافع اوس معاملہ سے ہوا ہو اسکا حساب اپنے مالک کو دے۔ (۱) کارندہ کو مقابلہ اپنے مالک کے

(۱) دفعہ ۲۱۲ قانون معاہدہ ہند۔ دیکھو انڈین لا رپورٹ جلد ۵ الہ آباد صفحہ ۱۲۲۔ دربارہ کمیشن اور رشوت جو کارندونکو دیجائے دیکھو مقدمہ ہیرنگٹن بنام وکٹوریہ گریونگ ڈاک کمپنی لا رپورٹ کوئنس بنچ ڈیویژن جلد ۳ صفحہ ۵۴۹۔ اس آخر الذکر مقدمہ مین لارڈ چیف جسٹس نے بیان کیا کہ میری یہ رائے ہے کہ جبکہ کسی ایسے شخص کو جسکو دوسرے نے ملازم رکھا ہو رشوت دیجائے یا رشوت دینے کا وعدہ کیا جائے اور وہ منحانب ایسے شخص کے ہو جس نے اوس ملازم کے مالک کے ساتھ معاہدہ کیا ہو تاکہ اوس کارندہ کو کسی ایسے کام کرنیکی ترغیب ہو جو اوسکے فرض کے خلاف ہو تو یہ معاملہ ناجائز ہوگا۔ نیز دیکھو مقدمہ نمبر ۱۳۰ بابت ۱۸۸۴ء (فیصلہ چیف کورٹ پنجاب) اور مقدمہ شیو کرن نام پراڈ وڈ مندرجہ اخبار ٹائمس مورخہ ۱۰ جنوری سنہ ۱۸۹۹ء جسمین عدالت اپیل نے ایک معاہدہ بابت خریدی دو راس اسپ کی جبراً تعمیل کرانی سے اسبنا پر انکار کیا کہ وہ بیطار بھی جسکو مشتری نے مامور کیا تھا بایع سے کمیشن لیکر قبول کرنے پر راضی ہوا۔

حقوق ذیل حاصل ہین (۱)

(الف) منجملہ اون رقوم کے جو مالک کیواسطے اوس نے وصول کی ہون تمام روپیہ یا قیمتی اپنا جو اوس کاروبار کے اجرا مین اوس نے پیشگی دیا ہو یا مناسب طور پر خرچ کیا ہو اپنے پاس رکھ لے۔

(ب) اپنے مالک کے مال اور کاغذات کو روک رکھنے کا استحقاق کام مین لائے۔

(ج) اون تمام افعال جائز کے نتائج سے جو اوس نے اجراے کاروبار کارندگی مین کئے ہون بری الذمہ کیا جائے۔

(د) جو ضرر جسمانی اسکو اپنے مالک کی غفلت سے پہونچا ہو اوسکا معاوضہ پائے۔

شراکت

(۵۳۲) معاہدہ شراکت کی جو تعریف قانون ہند مین مندرج ہے وہ کینٹ کے مجموعہ تشریحات (۲) سے اخذ کی گئی ہے اور حسب ذیل ہے۔ شراکت وہ تعلق ہے جو فیما بین ایسے اشخاص کے ہوتا ہے جنہون نے اپنے مال یا محنت یا ہنر کو کسی کاروبار مین ملانے اور اوس کے منافع کو باہم

---

(۱) دفعات ۲۲۱ تا ۲۲۳ و دفعہ ۲۲۵ قانون معاہدہ ہند۔

(۲) جلد ۳ صفحہ ۲۳۔

تقسیم کرنے کا اقرار کیا ہو"[1]۔ یہ تعریف گو اسقدر صاف ہے کہ اوس مین وہ معاملات داخل نہین ہوسکتے جو قانون روما مین سُوسائیٹاس لیونینا کے نام سے مشہور تہے اور جنمین یہ قرار داد ہوتی ہے کہ ایک شریک تمام منافع حاصل کریگا اور دوسرا شریک تمام نقصان برداشت کریگا[2]۔ مگر ساتھ ہی اِسکے اسپر سر جیورج جسل کا یہ اعتراض وارد ہوسکتا ہے کہ اسمین یہ نقص ہے کہ وہ اون شرکا پر حاوی نہین ہے جو کاروبار مین اپنی طرف سے کوئی چیز مثلاً سرمایہ یا ہنر وغیرہ داخل نہین کرتے ہین مثلاً جبکہ ایک شریک سابق کی بیوہ کو ایک حصہ دیا جاوے[3]۔ حقیقت یہ ہے کہ اوس معاہدہ کی جسکا ہم اسوقت

---

(۱) دفعہ ۲۳۹ قانون معاہدہ ہند۔ انگلستان کے قانون شراکت مصدرہ سنہ ۱۸۹۰ع مین شراکت کی تعریف حسب ذیل کیگئی ہے جو بظاہر پریوی کونسل کی راے کے مطابق ہے (دیکہو نوٹ (۱) صفحہ ۴۶۹ کتاب ہذا) "شراکت وہ تعلق ہے جو فیمابین اون اشخاص کے ہوتا ہے جو بغرض نفع بالاشتراک کاروبار کرین"۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ باریکی جو متن مین بیان کیگئی ہے نظرانداز کیگئی ہے۔ (۲) السپین کو کیشیئس کی اس راے سے اتفاق تہا کہ ایسا معاملہ شراکت کالعدم ہے (ڈائجسٹ ۱۷، ۲۹، ۲ و ۲، دفعہ ۲) فی الحقیقت نفع کی توقع اسقدر ضروری خیال کیجاتی ہے کہ وہ ہر شراکت مین مستنبط ہوتی ہے اور اگر کاروبار شراکت محض نقصان کرنے کیلئے جاری کیا گیا ہو تو وہ قابل انفساخ ہے گو وہ حیات تک کیلئے ہو۔ انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۴۶۳ و ۴۳۷۔ (۳) پولی بنام ڈرایور لا رپورٹ چانسری ڈیویژن جلد ۵ صفحہ ۴۵۸۔ لیکن قانون معاہدہ ہند کی دفعہ ۲۴۴ مین حکم ہے کہ جو شخص کسی پیشہ ور کے بسبب فوت شدہ کی زوجہ یا طفل ہو اور منجملہ اوس منافع کے جو اوس پیشہ ور کو اوسکی کاروبار سے پیدا ہوا ایک حصہ بطور معاش سالانہ پاتا ہو صرف ایسا حصہ پانے سے اوس پیشہ ور کا شریک سمجہا جائیگا اور نہ کسی امر کی ذمہ داری جو پیشہ ور مذکور پر عاید ہوئی ہو اوس سے متعلق ہوگی۔ معلوم ہوتا ہے کہ قانون روما اس امر کا مخالف تہا کہ کوئی شخص محض بر بنائے ہبہ شراکت مین داخل کیا جائے۔ چنانچہ السپین کہتا ہے کہ شراکت بر بنائے ہبہ ٹہیک طور پر قائم نہین ہوسکتی۔ ڈائجسٹ جلد ۱۷ (۲ و ۵) دفعہ ۲۔

ذکر کرتے ہین مکمل تعریف بیان کرنا جو تمام صورتون پر حاوی ہو محال ہے
چنانچہ مسٹر جسٹس لینڈلے نے اپنی کتاب قانون شراکت مین پندرہ
مختلف تعریفات کو نقل کیا ہے لیکن اُنمین سے کسی دو مین بھی توافق نہین
پایا جاتا (۱) پس جبکہ حالت یہ ہے تو ہم ایک مقنن رومآ (جیوولینس) کے
اس قول کی تحسین کئے بغیر نہین رہ سکتے کہ قانون دیوانی مین کوئی اصطلاح
ایسی نہین جسکی تعریف خطرہ سے خالی ہو (۲) لہذا ہم شراکت کی مبسوط تعریف سے
دست بردار ہوکر یہ کام دوسرون کے سپرد کرتے ہین - اس موقع پر
صرف اسقدر بیان کرنا کافی ہوگا کہ شراکت ایک ایسا معاہدہ ہے جسکی تعمیل کیلئے
قانون ہند کے بموجب کسی خاص طریقہ کی پابندی کی ضرورت نہین ہے
اور یہ معاہدہ تاحین حیات ہوسکتا ہے یا ایک محدود زمانہ کے لئے لیکن گو شراکت
کسیقدر مدت کے واسطے ہو تاہم صورت ہائے مفصلۂ ذیل مین کسی وقت
فسخ ہوسکتی ہے (۳)

---

(۱) قانون شراکت طبع سوم صفحہ ۲ و ۳ - مقدمہ مولو و مارچ وغیرہ بنام کورٹ آف وارڈس
دبنگال لا رپورٹ جلد ۱۰ صفحہ ۳۱۲) پریوی کونسل نے اِن متعدد تعریفات کا حوالہ دیا ہے
او رمحض اس بیان پر قناعت کی ہے کہ شراکت قائم کرنے کے لئے ضرور ہے کہ فریقین نے
کاروبار کے اجرا اور کسی طرح منافع کو آپسمین تقسیم کرلینے کا اقرار کیا ہو - (۲) ڈائجسٹ
(۱۷ و ۲۰۲) - (۳) دفعہ ۲۵۴ قانون معاہدہ ہند -

(الف) جس حال مین کہ کاروبار شراکت محض نقصان کے ساتھہ

اجرا ہوتا ہو یا

(ب) جس حال مین کوئی شریک فاتر العقل ہو جائے - یا

(ج) مفلس قرار پایا ہو - یا

(د) ایسا فعل کرے جسکی روسے کل حقیت اوس شریک کی بابت

جائداد شراکتی یا منافع کے قانوناً ایک شخص غیر کو منتقل ہو جائے - یا

(ھ) معاہدہ شراکت مین اپنے ذمہ کے کام کے انصرام کے

لایق نہ رہے - یا

(و) قصوروار بدمعاملگی عظیم شراکت کے معاملات مین یا نسبت

اپنے شرکا کے ہو -

صورتہای (ج) (د) و (و) مین مفلسی یا فعل یا بدمعاملگی اوس شریک کی

ہونی چاہیے جو بجز اوس شریک کے ہو جو فسخ شراکت کا خواستگار ہو -

علاوہ برین شراکت جمیع صورتون مین قانون کی روسے اوسکے کاروبار کے

ممنوع ہو جانے سے فسخ ہو جاتی ہے[1] - مثلاً اگر زید دوسرے دس

اشخاص کے ساتھہ کسی کاروبار مین شریک ہو اور ایک قانون نافذ

(۱) دفعہ ۲۵۴ قانون معاہدہ ہند -

کیا جائے جسکی رو سے تابع قانون سے دس سے زیادہ اشخاص کا اوس کاروبار کو شراکت مین جاری رکہنا ناجائز قرار دیا جائے تو اوس قانون کے نفاذ پر وہ شراکت جسمین زید شامل ہے فسخ ہو جائیگی (۱) شراکت وجوہ مفصلۂ ذیل سے بہی فسخ ہو سکتی ہے۔

(الف) اوس مدت کے ختم ہو جانے سے جسکے واسطے وہ ابتدا قرار پائی تہی۔ یا

(ب) اگر کسی خاص کام کی انجام دہی کے لئے ہو تو اوس کام کے ختم ہو جانے سے۔ یا

(ج) کسی شریک کی وفات سے۔ یا

(د) کسی وقت تمام شرکا کی رضامندی سے۔

صورت اخیر مین شرکا منافع اور نقصان کی تقسیم کے متعلق آپسمین قرارداد کر سکتے ہین۔ لیکن درصورت نہ ہونے کسی معاہدہ مخالف کے قانون ہند مین یہ حکم ہے کہ شرکا کے تعلقات باہمی کا تعین قواعد مقررہ کے بموجب ہونا چاہیے (۲) اگر شراکت ہو ایک مدت معین کے واسطے تہی

(۱) قانون شراکت مولفہ پولاک صفحہ ۔

(۲) دفعہ ۲۵۳ قانون معاہدہ ہند۔

بعد منقضی ہونے اوس مدت کے جاری رہے تو شرکا کے حقوق اور ذمہ داریان درحالیکہ کوئی معاملہ بہیچ دیگر نہوا ہو اوسی طرح پر قائم ہینگی جیسی کہ بروقت انقضائے مدت مذکور تہین مگر اوسی حد تک کہ وہ حقوق اور ذمہ داریان اوس شراکت سے متعلق ہو سکتی ہون جو کہ بمرضی کسی فریق کے قابل فسخ ہی[1]۔ شرکا پر لازم ہے کہ آپس کے انتفاع مشترکہ کے لئے کاروبار شراکت جاری رکہین اور باہم راستی اور ایمانداری کے ساتہہ عمل کرین اور جمیع امور متعلقہ شراکت کا صحیح حساب اور انکی اطلاع کامل ہر شریک یا اوسکے قائم مقامان جائز کو دین[2]۔ فسخ شراکت کے بعد جائداد تقسیم کرنیکے متعلق قاعدہ یہ ہے کہ جائداد شراکتی اولاً کوٹہی کے دیون کے ادا کرنے مین صرف کی جائیگی اور اگر کچھہ فاضل رہے تو ہر شریک کا حصہ اوسکے دیون علیحدہ کے ادا کرنے مین صرف ہوگا یا اوسکو دیا جائیگا۔ برخلاف اسکے ہر شریک کی جائداد جداگانہ سے اولاً اوسکے دیون جداگانہ ادا کئے جائینگے اور اگر کچھہ فاضل رہیگا تو وہ کوٹہی شراکتی کے دیون کی ادائی مین صرف ہوگا[3]۔ لیکن

(۱) دفعہ ۲۵۶ قانون معاہدہ ہند۔

(۲) ۲۵۷ ایضاً

(۳) دفعہ ۲۶۲ قانون معاہدہ ہند۔ دیکہو لا رپورٹ مقدمات اپیل جلد ۱۲ صفحہ ۱۶۰ کلکتہ۔

تاوقتیکہ کاروبار شراکتی بالکل بند ہوجاے شرکا کے حقوق اور ذمہ داریان تمام امورمین جو واسطے بند کرنے کاروبار شراکتی کے ضروری ہون قائم رہینگے(۱) مثلاً باوجود فسخ کے ہر شریک کو اس بات کا اختیار معنوی ہے کہ کوئی شراکتی کو بقدر ضرورت مطالبات موجودہ کا تصفیہ کرنے اور اون معاملات کو جو شروع کئے گئے ہون مگر ختم نہوئے ہون تکمل کردینے پر مجبور کرے(۲) علاوہ اوس معمولی شراکت کے جسکا اوپر ذکر ہوچکا ہے ایک خاص قسم کی جماعت تجارتی ہے جسکا مختصر بیان ضروری ہے۔ اسکو شراکت محدود کہتے ہین اور یہ فرانس جرمنی اور امریکہ مین رائج ہے۔ اسکا جزو نفس الامری یہہ ہے کہ اوسکے بعض ارکان کی ذمہ داری بابت نقصانات کے ایک مقدار معین تک یعنے اوس سرمایہ تک جو اونہون نے کاروبار کے لئے دیا ہو محدود ہوتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداءً یہہ امانت کی حیثیت رکھتی تھی۔ فرانس مین ۱۶۷۳ء مین لوئی چہاردہم کے ایک فرمان کی رو سے بطور ایک معاہدہ شراکت کے صراحتاً تسلیم کی گئی لیکن اسکی موجودہ شکل کی ابتدا کوڈ ڈی کامرس

(۱) دفعہ ۲۶۳ قانون معاہدہ ہند۔

(۲) قانون شراکت مولفہ لینڈلے جلد ۲ باب ۲ دفعہ ۳۔

(یعنے مجموعہ قوانین تجارت) کے نفاذ سے ہے - بیان کیا جاتا ہے
کہ اس قسم کی شراکت کا طریقہ اوس رواج سے پیدا ہوا جو اطالیہ اور
فرانس کے امراء مین آٹھوین اور پندرہوین صدی کے درمیان کے
زمانہ مین رائج تھا - یہ لوگ اپنا سرمایہ سوداگرون کے ساتھ نفع حاصل
کرنے کی امید پر تجارت مین لگاتے تھے اور دنیا سے اپنا نام پوشیدہ
رکھتے تھے - چونکہ قانون مذہبی پیشہ مہاجنی کو ذلیل اور قابل نفرت
سمجھتا تھا امراء اس قسم کی جماعتون مین شریک ہوکر اوس قانون
کی قیود سے بچ سکتے تھے - ان جماعتون کے ذریعے سے بہت سا
مجتمعہ سرمایہ جو نفع بخش نہ تھا کام مین لایا جاتا تھا اور انہین کے بدولت
بحر روم کی تجارت کو فروغ حاصل ہوا[1] - یہ امر حیرت انگیز ہے کہ صرف
انگلستان ہی نے جو یورپ بھر مین سب سے زیادہ تجارتی ملک ہے
اس قسم کی شراکت محدود کو اپنے قانون تجارت سے خارج کردیا ہے
گو جان اسٹوارٹ مل اور دوسرے لائق مصنفون نے بر بنائے
کفایت شعاری بہت زور سے اسکی سفارش کی ہے - اس بارہ مین

---

(۱) قانون شراکت محدود مولفہ کلیمنٹ ہٹس صفحہ ۱ تا ۱۲ (سنہ ۱۸۹۶ع) - اصول قانون
مولفہ پولاک صفحہ ۱۰۱ -

قانون وضع کرنے کی کوشش صرف اس حد تک کی گئی ہے کہ منافع کا
ایک حصہ وصول کرنے کی شرط پر قرضہ دینے کا طریقہ مقرر کیا گیا ہے[1]
اور واضعان قانون ہند نے بہی اسکی تقلید کی ہے۔[2] لیکن بیان کیا جاتا ہے
کہ اس طریقہ سے فائدہ کے بجائے نقصان پہونچنے کا زیادہ احتمال ہے
کیونکہ اس سے لوگون کو اوسی آفت مین مبتلا ہونے کی ترغیب ملتی ہے جس سے
اونکو بچانا مقصود تہا۔[3] تمام صورتون مین جن مین اس طور پر قرضہ دیا جاتا ہے
یہ سوال کہ نسبت اشخاص غیر کے تعلق شراکت موجود ہے یا نہین فریقین
کی اصل نیت اور معاہدہ پر منحصر ہوتا ہے۔ پریوی کونسل نے ایک مقدمہ مین
فیصلہ کیا ہے کہ ایسی صورتون مین قانون قرارداد کی اصلیت پر لحاظ کریگا
اور فریقین پر اونکی صحیح اور اصل حیثیت کے لحاظ سے ذمہ داری عائد
کریگا۔[4] اب صرف اسقدر کہنا باقی ہے کہ اگر کسی کاروبار مین شریک ہونیکا
معاہدہ کیا جائے اور اوس معاہدہ مین مدت شراکت کی تصریح نہو تو
ایسے معاہدہ کی تعمیل مختص جبراً نہین کرائی جا سکتی۔[5] یہ اس اصول پر مبنی ہے

(۱) ایکٹ مجریہ سنہ ۱۸۶۵ء ۲۹ جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریہ باب ۸۶۔ (۲) دفعات ۲۴۰ و
۲۴۱ قانون معاہدہ ہند۔ (۳) اصول قانون مولفہ پولاک صفحہ ۱۰۳ و ۱۰۴۔
(۴) مولو مارج وغیرہ بنام کورٹ آف وارڈس بنگال لا رپورٹ جلد ۱۰ صفحہ ۳۱۲۔ انڈین لا رپورٹ
الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۴۷۔ (۵) دفعہ ۲۱ تمثیل متعلقہ ضمن (د) قانون دادرسی خاص سنہ ۱۸۷۷ء

کہ عدالت ایک بے فائدہ کارروائی کرنیکی محنت نہ اوٹھائیگی کیونکہ اگر وہ ایسی معاہدہ کی جبراً تعمیل کرائیگی تو متعاقدین مین سے کوئی ایک اوس شراکت کو اس قاعدہ کے مطابق کہ شراکت جو مرضی پر موقوف ہوتی ہے جس وقت کہ چاہے اوسوقت فسخ ہو سکتی ہے[1] فوراً فسخ کردیگا نسبت اوس اصول کے جسپر نقض معاہدہ شراکت کی بابت ہرجہ کی تعداد مشخص ہونی چاہیے دیکھو مقدمہ لومین بنام سورسین[2]۔

معاہدات متضمنہ سالبہ

(۲۶۳) جب کوئی فریق معاہدہ کسی خاص فعل سے اجتناب کرنیکا وعدہ کرے تو ایسا معاہدہ معاہدہ سالبہ کہلاتا ہے۔ قانون ایسے اتفاقات کو جن سے آزادی تجارت مین خلل ہو بدگمانی اور ناپسندیدگی سے دیکھتا ہے۔ ہندوستان مین واضعان قانون نے قانون انگلستان سے بھی تجاوز کرکے اون اشخاص کے اختیار کو محدود کردیا ہے جو اپنے ذمہ ایسے معاہدات کے ذریعہ ایک وجوب قائم کرلین۔ مثلاً قانون معاہدہ ہند کی رو سے اون تین صورتون کے سوائے جو قانون مذکور مین مستثنے کی گئی ہین ہر معاملہ جسکی رو سے کوئی شخص کسی قسم کے جائز پیشہ بیوپار یا کاروبار کے کرنے سے جزاً یا کلاً ممنوع کیا گیا ہو وہ تا حد

(۱) دفعہ ۲۵۳ ضمن (۸) قانون معاہدہ ہند۔

(۲) آگرہ ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۱۵۱۔

اوس امتناع کے کالعدم ہے۔(۱) یہ قاعدہ بہ نسبت قاعدہ قانون انگلستان
کے زیادہ تر وسیع ہے اور اسکی وجہ غالباً وہی ہے جو جسٹیس کنڈرسلی
نے مقدمہ اوکس بنام جیکسن بیان کی ہے۔(۲) اس مقدمہ مین فاضل جج
نے بیان کیا کہ ہندوستان مین تجارت ہنوز اپنی ابتدائی حالت مین
ہے اور ممکن ہے کہ واضعان قانون ہند نے اِسی وجہ سے ایسے
معاملات کی بابت جن سے بیوپار کا امتناع لازم آتا ہو بہت ہی کم
مستثنیات قائم کیئے ہون۔ نتیجہ اس فرق کا جو ان دو ملکون کے
قانون مین رکھا گیا ہے یہ ہے کہ ایک معاہدہ بیوپار کے امتناع کا
جو انگلستان مین کیا گیا ہو مگر جسکی تعمیل ہندوستان مین مقصود
ہو گو مقام معاہدہ کے قانون کی رو سے جائز ہو لیکن ہندوستان مین
کالعدم ہوگا اِلّا اوس صورت مین کہ وہ منجملہ اون مستثنیات کے جو قانون
ہندوستان مین ہین کسی ایک مستثنے مین داخل ہو۔(۳) یہ اس عام

(۱) دفعہ ۲۷ قانون معاہدہ ہند۔ دیکھو انڈین لا رپورٹ جلد ۸ کلکتہ صفحہ ۹۰۱۔ اور نمبر ۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء۔ (۲) انڈین لا رپورٹ جلد ۱ مدراس صفحہ ۵۴۱ جسٹیس متوسامی ایار نے مقدمہ راگھو بنام سبیا (۱۸۸۴ء) اس تجویز کی تقلید کی ہے انڈین لا رپورٹ جلد ۱۳ مدراس صفحہ ۵۷۴۔ نیز دیکھو انڈین لا رپورٹ جلد ۱۱ کلکتہ صفحہ ۵۴۵۔ (۳) انڈین لا رپورٹ جلد ۱ مدراس صفحہ ۱۲۴۔ نمبر ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۴ء۔

اصول پر (جسپر بعد ازین غور کیا جائیگا) مبنی ہے کہ گو معاہدہ کے جواز یا
عدم جواز کا فیصلہ اوس مقام کے قانون کے بموجب ہوگا جہان وہ معاہدہ
کیا گیا ہو لیکن اگر اوسکی تعمیل دوسرے ملک مین مقصود ہو تو اوس ملک کے
قانون کا اطلاق اوس حد تک ہوگا جس حد تک کہ وہان کے قانون امتناعی
کی خلاف ورزی نہ ہونے پائے (۱) قاعدہ متذکرہ صدر کی مستثنیات
یہ ہین۔ (الف) معاملات جن مین یہ اقرار کیا گیا ہو کہ وہ کاروبار جسکی بابت
لوگون کی رضامندی فروخت ہوئی ہو نہ کیا جائیگا۔ (ب) معاملات
فیمابین شرکا قبل فسخ ہونے شراکت کے۔ یا (ج) بزمانہ قائم رہنے
شراکت کے (۲)

(۱) اصول معاہدہ مولفہ پولاک صفحہ ۹۳ طبع چہارم نمبر ۸۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء۔

(۲) دفعہ ۲۷ قانون معاہدہ ہند۔ اوس صورت کے متعلق جسمین ایک شخص نے کسی کاروبار کی نسبت لوگون کی رضامندی کو فروخت کیا ہو اور جو بعد ازان پرانی کوٹھی کے گاہکون سے اپنے ساتھ معاملہ کرنیکی استدعا کر رہا ہو دیکھو مقدمہ پیرسن بنام پیرسن چانسری ڈیویژن جلد ۲۷ صفحہ ۱۴۵ - اور ورزن بنام ہیلم لا رپورٹ چانسری ڈیویژن جلد ۴ صفحہ ۳۴۷ - اور جینس بنام گیری لا رپورٹ چانسری ڈیویژن جلد ۱۵ صفحہ ۱۵۴ لیکن اُن صورتون مین بھی جنمین ایسے معاہدات کی جبراً تعمیل کرائی جاسکتی ہے جو اوسی قسم کے بیوپار کی ممانعت کے بارہ مین ہون یہ وجوب محض ایک ذاتی وجوب ہے اور جائداد کے انتقال سے لاحق نہین ہوتا۔ مثلاً وہ شخص جو دیوالیہ یا تصفیہ دیون کے معاملات مین کسی امین سے جائداد خریدے اس وجوب کی جبراً تعمیل کرانیکا حق حاصل نہین کرتا۔ مقدمہ ڈاکر بنام موٹرام لا رپورٹ چانسری ڈیویژن جلد ۹ صفحہ ۳۵۵ -

لیکن مخفی نہ رہے کہ قانون معاہدہ ہند کی دفعہ ۲۷ کے مطلب کو اوسکی اصلی غرض سے باہر وسعت نہ دینی چاہیئے۔ اسلیئے وہ معاہدات ناجائز نہین خیال کیئے جاسکتے جن کے ذریعہ سے کوئی شخص اپنے پیشہ یا بیوپار یا کاروبار کے اجرا مین اون اشخاص سے جو اوسکے ساتھہ معاملہ کرتے ہون معمولی قرارداد کرے جو اوسکے کاروبار کے اجرا کے لیئے فی الواقع ضروری ہو۔ اس لحاظ سے جبکہ ایک شخص نے جو تیاری نمک کا اجازت نامہ رکھتا تھا سوداگرون کی ایک کوٹھی کے ساتھہ معاہدہ کیا جسمین یہ شرط تھی کہ وہ اوس مقدار سے زیادہ نمک تیار نہ کریگا جس کے لیئے کوٹھی مذکور تیاری نمک کے ہر موسم کی ابتدا پر حکم دے اور تمام نمک جو تیار ہو اوسی کوٹھی کے ہاتھہ ایک قیمت معین پر پانچ سال کی مدت تک فروخت کریگا تو مسٹر جسٹس ہینڈلی جج ہائیکورٹ مدراس نے تجویز کیا کہ بلالحاظ اسکے کہ ان شرائط مین سے پہلی شرط قانون معاہدہ ہند کی دفعہ ۲۷ کے بموجب ناجائز ہو یا نہو وہ دوسری شرط سے جو با امتناع ہو یا نہ ہونیکی وجہ سے کالعدم نہین ہے جدا کیئے جانیکے قابل ہے (۱)۔

(۱) سیکنرینی بنام سری رامیا (سنہ ۱۸۹۰ع) انڈین لا رپورٹ جلد ۱۳ مدراس صفحہ ۴۷۲۔ اور انڈین لا رپورٹ جلد ۷ کلکتہ صفحہ ۳۲۰۔

نیز معاملات بااتناع کارروائی قانون سواے معاہدات رجوع ثالثی
اون تنازعات کے جو پیدا ہو چکے ہون یا پیدا ہون کالعدم ہین[۱]۔
مثلاً جبکہ ایک معاہدہ مین یہہ اقرار کیا گیا تھا کہ دو مکانون کے بیچ کی
دیوار کے اخراجات تعمیر وغیرہ کے متعلق تمام تنازعات کا فیصلہ
گورنمنٹ سروییر کرے اور اوسکا فیصلہ قطعی ہوگا تو یہہ تجویز ہوئی کہ
گورنمنٹ سروییر کی تشخیص اور فیصلہ سے قطع نظر کرکے نالش کرنے کا
حق پیدا نہین ہوا[۲]۔ اسی طرح جبکہ بذریعہ ایک معاہدہ تحریری
کے ایک آراستہ مکان کے کرایہ دار نے یہ اقرار کیا کہ اگر مکان
اور اسباب کو کچھہ نقصان پہونچیگا تو وہ بھر دیگا اور اگر تعداد مرجہ کی
بابت کوئی نزاع ہو تو بذریعہ تشخیص کنندگان کے تصفیہ کرا دیا
جائیگا تجویز ہوئی کہ رقم کی تشخیص ایک شرط مقدم تھی جسکا ایفا قبل
اسکے کہ مالک مکان کو نقصان پہنچنے کی بابت نالش کرنے کا
حق پیدا ہو ہونا چاہیئے[۳]۔

(۱) دفعہ ۲۸ قانون معاہدہ ہند اور دفعہ ۲۱ قانون دادرسی خاص ۱۸۷۷ء - دیکھو نمبر ۱۲۱
پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء - (۲) انڈین لا رپورٹ جلد ۶ بمبئی صفحہ ۵۲۸ -
(۳) بابیج بنام کولبرن لارپورٹ کوئنس بنچ ڈیویژن جلد ۹ صفحہ ۲۳۵ -

شرط

(۲۴۷) **معاہدات شرطیہ** وہ معاہدات ہین
جو بطریق شرط ہون - شرط کی تعریف اسطرح ہوسکتی ہے شرط
ایک معاہدہ ہے جسکے ذریعہ سے دو یا زیادہ اشخاص یہ اقرار کرین
کہ کسی امر غیر معین کے وقوع یا عدم وقوع پر اونمین سے ایک شخص کو
ایک معین تعداد زر نقد کی یا کوئی دوسری شئے ادا یا حوالہ کیجائیگی[1]۔
ایک امر غیر معین کے نتیجہ پر کوئی شئے چھوڑی جاتی ہے اور اس کیلئے
ضرور ہے کہ دونون طرف نقصان کا احتمال ہو۔ مثلاً اگر اوس امر غیر
معین کا وقوع یا عدم وقوع ایک فریق کے اختیار مین ہو تو یہہ معاملہ شرط کا
ایک جز و نفس الامری سے معرا ہے[2] البتہ اسمین ایک معاہدہ جبا
کے تمام لوازم موجود ہین یعنے فریقین اور بدل اور شئے معاہدہ اور
اتفاق رائے لیکن معاملہ بطریق شرط کی یہہ خصوصیت ہے کہ اوسکی
تعمیل فریقین مین سے اوس فریق کے ذمہ ہوتی ہے جو کہ ہار جائے
اسی بنا پر امریکہ کے ایک مقدمہ مین یہ بیان کیا گیا تھا کہ شرط ایک معاہدہ
ہے جو ایک امر غیر معین پر مبنی ہے جس سے ایک فریق ہار جائے گو وہ

---

(۱) نعت بوویئر جلد ۲ صفحہ ۴۴ - دیکھو قانون معاہدات مولفہ انسن صفحہ ۱۸۲ و ۱۸۳
(۲) انڈین لا رپورٹ جلد ۹ بمبئی صفحہ ۳۵۸ -

جیت نہ سکتا ہو یا فریق ثانی جیتے لیکن ہار نہ سکتا ہو - الغرض ایک فریق کو کامل نقصان ہوتا ہے اور دوسری کو کامل نفع[۱] - انگلستان کے کامن لا[۲] کے بموجب معاہدات بطریق شرط علی العموم جائز ہین اور عدالتون کے ذریعہ سے اونکی جبراً تعمیل کرائی جا سکتی ہے لیکن عدالتون نے محض ناراضی کے ساتھ اس قاعدہ کو تسلیم کیا اور اوسکے ساتھ اسقدر کثرت سے مستثنیات قائم کر دئے کہ اخیر مین یہ ایک مستقل عملدرآمد قرار پایا کہ جس شئے کی بابت شرط لگائی جاے وہ کم از کم فی نفسہ بالکل جائز ہونی چاہئے اور کسی ایسے امر کیطرف راجع نہو جو خلاف تہذیب یا خلاف مصلحت عامہ ہو[۳] - بالآخر عہد موجودہ مین ایک قانون نافذ ہوا ہے جسکی رو سے تمام معاہدات یا معاملات خواہ زبانی یا تحریری جو بطریق بازی یا شرط ہون کالعدم قرار دئے گئے ہین اور کسی عدالت قانون یا عدالت ایکوٹی مین ہر ایسی نالش کا ارجاع ممنوع کر دیا گیا ہے جو بابت وصولیابی کسیقدر نقد یا شئے قیمتی کے

(۱) معاہدات بغرض حوالگی آیندہ و معاہدات شرطیہ تجارتی" مولفہ ڈی ہیری ڈیوی صفحہ ۱۰۱ نیویارک ۱۸۸۲ع - (۲) اس سے وہ قانون مراد ہے جو قبل نافذ ہونے کسی ایکٹ پارلیمنٹ کے جاری تھا۔ مترجم (۳) مقدمہ گلبرٹ سائکس - رپورٹ ایسٹ جلد ۱۶ صفحہ ۱۵۰

ہو جسکی نسبت بیان کیا جاسے کہ کسی شرط مین جیتی گئی ہے[1] لیکن بلحاظ اسکے کہ عوام الناس کا میلان طبیعت بازیون اور کہیلون کیطرف بے جوع ہوتا ہے صراحتاً حکم دیا گیا ہے کہ یہہ قانون اُس چندہ یا معاملات چندسے متعلق نہین ہے جو کسی تختی یا تحفہ یا زر نقد کے واسطے کسی جائز بازی یا کہیل یا تماشہ یا ورزش کے جیتنے والے کو دینے کے لئے کیا جائے۔ واضعان قانون ہند نے اسی قانون کی تقلید سے اسبارہ مین قانون وضع کیا اور ایکٹ نمبر ۲۱ بابت ۱۸۴۸ء اور ایکٹ نمبر ۳ بابت ۱۸۶۵ء قریب قریب احکام مندرجہ قانون انگلستان کے مطابق تھے۔ یہ ایکٹ حال مین منسوخ ہوئے ہین لیکن ممانعت درباب اون تمام امور کے جو شرطیہ معاہدات پر مبنی ہین قانون معاہدہ مین بحال رکہی گئی ہے جسمین وہ معاملات جو بطریق شرط ہون کالعدم قرار دیئے گئے ہین[2]۔ مگر قانون ہندوستان اور قانون انگلستان مین یہہ فرق ہے کہ قانون اول الذکر مین صرف ایک مستثنے گہوڑ دوڑ کے انعامون کی نسبت جائز قرار دیا گیا ہے۔ واضح رہے کہ محض یہ امر کہ ایک معاہدہ بطریق شرط کالعدم ہے اوس معاہدہ کو قانوناً

---

(۱) ایکٹ مجریہ ۸ و ۹ جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریہ باب ۱۰۹ دفعہ ۱۸۔

(۲) دفعہ ۳۰۔ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ء۔

ناجائز نہین کردیتا اور اسلئے کوئی امر مانع اسکا نہین ہے کہ ایسی معاہدہ کے فریق کا کارندہ اوسکی بابت فیس اور دلالی یا اور قسم کی وصولیابی کی نالش کرے جو اوس نے دوسرے اشخاص کو کسی شرط کے ہارجانے پر دی ہو (۱) اسی طرح انگلستان مین یہ قرار پایا ہے کہ جو رقم ہاری ہوئی شرطون کی ادائی کی غرض سے دیجائے وہ قابل واپسی ہے۔

سر جیورج جسل ماسٹر آف رولز نے یہہ تجویز اس بنا پر کی کہ "جو کچھہ خرابی ہونے والی تھی وہ قرضہ دئے جانیکے پیشتر ہی واقع ہو چکی تھی"۔ صاحب ممدوح نے یہہ بیان کیا کہ "رقم اس غرض سے دیگئی تھی کہ قرض لینے والا اون شرطون کی رقم ادا کرسکے جو وہ پہلے ہی لگا اور ہار چکا تھا اور میری دانست مین یہہ اوس قرض سے بالکل مختلف ہے جو کسی شخص کو اس غرض سے دیا جائے کہ وہ اوسکو شرطون پر لگائے (۲)۔ اسی اصول کو کسیقدر وسعت دیکر یہہ بھی تجویز کی گئی ہے کہ جو شخص کسی دوسرے شخص کی جانب سے شرط لگانے پر مامور کیا گیا ہو اور بصورت ادا ہونے

---

(۱) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱۲ صفحہ ۱۔ دیکھو مقدمہ بیسٹن بنام بیسٹن لا رپورٹ ایکسچیکر ڈیویژن جلد ۱ صفحہ ۱۳۔

(۲) مقدمہ پائینک لا رپورٹ چانسری ڈیویژن جلد ۶ صفحہ ۷۵۴۔

رقم شرط کے واجب ہے کہ رقم مذکور ماموکنندہ کو دیدے[1] - نیز معلوم ہوتا ہے کہ انگلستان مین حال کے چند مقدمات مین اصول ذیل جو کسیقدر خطرناک ہے قائم کیا گیا ہے - یعنے اگر زید بکر کو جو ایک ایسی جماعت کا رکن ہے جسکا یہ کام ہے کہ ناجائز معاہدون کی جبراً تعمیل کرائے اور اگر کوئی رکن مرتکب خلاف ورزی ہو تو اوسکو خارج کردے ایک معاہدہ کالعدم یا ناجائز کرنے کے لئے مامور کرے اور اگر بکر کو ایسا معاہدہ کرنے کے بعد شرائط معاہدہ کے ایفا سے قاصر رہنے کی صورت مین اوس جماعت کے قواعد کی روسے نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت مین زید پر واجب ہے کہ ایسا انتظام کرے کہ بکر اون شرائط کا ایفا کرسکے یا ایفائے شرائط کے تمام نتائج سے بکر کو بری الذمہ رکھے[2] - گمان غالب ہے کہ عدالت ہاے ہندوستان قانون ہند درباب معاہدات بطریق شرط کی تعبیر کرتے وقت نظائر انگلستان کی متابعت کرنے پر بلحاظ اوس اصول کے جو حال مین پریوی کونسل نے قائم کیا ہے مجبور ہونگی جسکا منشا یہہ ہے کہ

---

(۱) مقدمہ بریڈجیس بنام ساویج لارپورٹ کوئنس بنچ ڈیویژن جلد ۱۵ صفحہ ۳۶۳ -

(۲) ریڈ بنام انڈرسن - لارپورٹ جلد ۱۳ کوئنس بنچ ڈیویژن صفحہ ۷۷۹ - سیمور بنام برج لارپورٹ جلد ۱۴ کوئنس بنچ ڈیویژن صفحہ ۴۶۰ - دیکھو ڈاکٹر سرولیم انڈرسن ان مقدمات کی متعلق - قانون معاہدات صفحہ ۲۰۲ و ۲۰۳ -

جس صورت مین کہ کسی نوآبادی کے قانون کے احکام قانون شاہی کے احکام کے مطابق ہون تو عدالت ہائے نوآبادی کو ضرور ہے کہ فیصلجات عدالتہائے اپیل کی جو قانون شاہی پر مبنی ہون تقلید کرین (۱)- لاٹریان یعنے معاملات چٹھی اندازی انگلستان (۲) اور نیز ہندوستان (۳) مین قانوناً ناجائز ہین لیکن واضح رہے کہ ہر ایسا معاملہ جسمین یہہ قرارداد ہو کہ بذریعہ قرعہ تصفیہ ہوگا لاٹری نہین ہے چنانچہ ایک مقدمہ جسمین بیس اشخاص نے یہہ اقرار کیا تھا کہ ہر شخص دس روپیہ ماہانہ اقساط سے دوسو روپیہ چندہ دیگا اور ہر شخص باری باری سے حسب نتیجہ قرعہ ایک مہینے کا سالم چندہ لیگا تو تجویز ہوئی کہ یہ معاملہ ناجائز نہین ہے (۴) لاٹری قائم کرنیکے لئے ضرور ہے کہ ہر صورت مین کسی سوال کا تصفیہ محض اتفاق پر منحصر ہو جسطرح کہ کوئی ایسا جزو جسکے لئے واقفیت مخصوصہ یا تجسس کی ضرورت ہو داخل کیا جائے تو یہ معاملہ ناجائز نہین ہوتا مثلاً جبکہ لندن مین اندرون ایک ہفتہ

لاٹری

(۱) ٹریمبل بنام ہیل لا جرنل پریوی کونسل جلد ۹ صفحہ ۹۴ -

(۲) ایکٹ نمبر ۲۳ سنہ ۲۳ جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریہ باب ۲۵ -

(۳) دفعہ ۲۹۴ (الف) مجموعۂ تعزیرات ہند -

(۴) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۸۴۴ -

نفایتیہ ۱۱ دسمبر ۱۸۹۵ع اشخاص از قسم ذکور و اناث کی ولادت اور ممات کی تعداد کی صحیح پیشین گوئی کے لئے ایک ہزار پونڈ انعام دینے کی آمادگی ظاہر کیگئی اور مدعی نے جسکی پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی انعام کا دعوی کیا تو عدالت اپیل نے تجویز کی کہ گو یہہ پیشین گوئی بہت کچھہ اتفاق پر منحصر تھی مگر اوسمین ایک ایسا جزو داخل تہا جسکے لئے نظم و نسق سے متعلق تحقیقات کرنے کی ضرورت تھی اور اس وجہ سے یہہ معاملہ لاٹری کی حد تک نہین پہونچ سکتا۔ (۱) معاہدات شرطیہ کی عام تعریف مین معاملات ذیل بھی داخل کئے جا سکتے ہین جنکی تعمیل عدالتون کے ذریعہ کرائی جا سکتی ہے۔ (الف) زرہاے سالانہ حین حیاتی۔ (ب) باٹمری یعنے مالک جہاز کو جہاز کی کفالت پر قرض دینا اس شرط پر کہ اسکی ادائی صرف اوس صورت مین ہوگی کہ سفر کا انجام کامیابی کے ساتھہ ہو۔ (ج) ریسپانڈنشیا یعنے اسی قسم کا قرض مال محمولہ جہاز کی کفالت پر۔ (د) بیمہ جو ایک قسم کا معاہدہ ہے جسکی رو سے بعوض زر معین کے کسی نقصان ممکن الوقوع کے معاوضہ کے دینے کا اقرار کیا جائے اور صورتہاے ذیل مین سے کسی صورت مین داخل ہو سکتا ہے۔ بیمہ زندگی یا آتش زدگی یا بحری۔

زرہاے سالانہ مین حیاتی و دیگر معاملات

(۱) ہال بنام کوکس منذرجہ اخبار ٹائمس مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۸۹۵ع صفحہ ۴۔

ان سب کا اصول ایک ہی ہے - ان جملہ معاہدات مین ایک فریق کو زر نقد کا ادا کیا جانا ایک خاص واقعہ کے وقوع یا عدم وقوع پر منحصر ہوتا ہے اور جب اس پہلو سے اسپر نظر ڈالی جاے تو مابین اوس شرط کے جو ایک خاص گھوڑے کے ایک شرط معین سے کسب جیتنے پر لگائی جاے اور اوس شرط کے جو ایک خاص جہاز کے اپنے مال کے ساتھہ ایک معین بندر پر پہونچنے پر لگائی جاے فرق قائم کرنا دشوار ہوگا[1] تاہم معاملہ اول کو عدالت تسلیم نہ کریگی مگر معاملہ ثانی بشکل ایک معاہدہ بحری کے بالکل جائز ہوگا بشرطیکہ وہ فریق جو بیمہ کراتا ہے شی بیمہ شدہ مین کچھہ غرض رکہتا ہو اور واقع مین یہہ امر ضروری ہے کہ وہ ایسی غرض رکہتا ہو جو قابل بیمہ ہو[2] لیکن بیمہ زندگی اور بیمہ بحری یا آتش زدگی مین

---

(۱) قانون معاہدات سوالیڈ انسن صفحہ ۱۷۱ - (۲) ایکٹ مجریہ ۱۹ سنہ جلوس جیورج ثانی باب ۳۷ (دربارہ بیمہ بحری) اور ایکٹ مجریہ ۱۴ سنہ جلوس جیورج سوم باب ۴۸ (دربارہ بیمہ ہر قسم) جسٹس لارنس نے اس جملہ کی تصریح حسب ذیل کی ہے "کسی چیز کی محافظت سے ایک غرض کا وابستہ ہونا اوسوقت کہا جاتا ہے جبکہ اوس چیز کے ساتھہ ایک شخص کو ایسا تعلق ہو کہ اوسکی وجود سے اوسکو فائدہ اور اتلاف سے نقصان پہونچے کسی چیز کی ملکیت اور فائدہ جو اوس سے حاصل ہو وہ دو مختلف ہو سکتی ہین ملکیت کا استثنا علی العموم قیمت ہی لیکن اوس چیز سے غرض کے وابستہ ہونیکے یہہ معنی ہو سکتے ہین کہ ہر نفع یا فائدہ جو اوس چیز سے حاصل یا منحصر ہو اوسمین شامل ہے" - لوسینا بنام کرافورڈ - بوسانکوٹ و پلر (جدید) جلد ۲ صفحہ ۳۰۲ - یہہ تعریف مقدمہ ولسن بنام جونز پسند کیگئی مقدمہ مین جسٹس بلیک برن نے بیان کیا کہ جسٹس لارنس نے مقدمہ بارکلی بنام کیوزن مین تعریف کی ہے اور جو انہون نے زیادہ تفصیل سے مقدمہ لوسینا بنام کرافورڈ بیان کی ہے یعنی یہہ کہ اگر کوئی خاص واقعہ وقوع مین آئے تو اوس شخص کو جسکی غرض اوس سے وابستہ ہے فائدہ اور اگر وہ وقوع میں نہ آئے تو نقصان پہونچیگا صحیح ہے بجز اوسکے کوئی تعریف معلوم نہین - لا رپورٹ ایکسچیکر جلد ۲ صفحہ ۱۵۳ -

ایک فرق ہے جو قابل ذکر معلوم ہوتا ہے۔ بیمہ زندگی محض ایک ایسا معاہدہ ہے جسکی رو سے یہ اقرار کیا جاتا ہے کہ بعوض معین زر سالانہ کے عوض مین کمپنی بیمہ کسی وقت آیندہ پر ایک معین رقم جو زر سالانہ واجب الادا کی تعداد کے لحاظ سے محسوب کی جاتی ہے ادا کریگی۔ ایسی صورت مین اقرارنامہ مین بیمہ کرانے کی وجہ پر کبھی لحاظ نہین کیا جاتا ہے۔ برعکس اسکے بیمہ آتش زدگی یا بحری وہ معاہدہ ہے جسکی رو سے اوس نقصان کی تلافی کا اقرار کیا جاتا ہے جو خاص وجوہ سے فریق معاہدہ کو پہونچے (۱) یہ معاملات دراصل معاہدات ابراء ہین (۲) اور اگر وہ شخص جسکے نام بیمہ کیا گیا ہو بعد وصول یابی مقدار نقصان جو اوسکو پہونچا ہو کسی دوسرے ذریعہ سے اوسی نقصان کی بابت معاوضہ وصول کرے تو بیمہ والا اس بات کا مستحق ہوگا کہ اوس شخص سے جسکے نام بیمہ کیا گیا تہا اسقدر رقم جو اوسکو نقصان حقیقی کی مقدار سے زیادہ وصول ہوئی ہو حاصل کرے (۳) اس قسم کے معاہدات اب

---

(۱) ڈالبی بنام لندن اینڈ یونیورسل لائف پالیسی کمپنی۔ لا جرنل چانسری جلد ۲۴ صفحہ ۱۹۹۔

(۲) تمام ممالک کے مصنفین کی یہی رائے ہے۔ لوسینا بنام کرافرڈ۔ ریورٹ ہدسا کی دیولر (جدید) جلد ۲ صفحہ ۲۶۹۔ انڈین لا ریورٹ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۳۰۸۔ قانون فرانس کے متعلق دیکھو بیمہ تجارت مولفہ گو نراند صفحہ ۳۰۴ و ۳۰۵۔ (۳) ڈاربل بنام ٹیٹس لا ریورٹ کوئنس بنچ جلد ۹ صفحہ ۵۶۔

ہندوستان مین مشہور ہین[1] اور احاطہ بمبئی مین جہان افریقہ اور مدغاسکر کے بندرون سے ساتھہ تجارت رونق پر ہے تجار اس شرط پر قرض لیتے ہین کہ وہ ادا ہوگا الا اوس صورت مین کہ مال محمولہ جہاز اوس بندرپر جہان سے کہ جہاز نکلا تہا صحیح وسالم پہونچے - ایسی حالت مین قرضہ زیادہ شرح سود کے ساتھہ واجب الادا ہوتا ہے - اس طریقہ احاطہ مذکور مین آونگ کہتے ہین یہ طریقہ بخوبی قائم ہوگیا ہے کہ قرضہ دہندہ "آونگ" اس غرض سے اوس مال کا بیمہ کرتا ہے کہ اپنے تئین اُس نقصان سے محفوظ رکہے جو اوسکو مال کے صحیح وسالم نہ پہونچنے کی صورت مین ضرور ہوگا لیکن بظاہر قرضہ "آونگ" سے قرضہ دہندہ کو اوس مال پر مواخذہ کا حق حاصل نہین ہوتا -[2] بیمہ بحری کے بارہ مین کسی مقام پر کوئی قانون موجود نہو تو ہندوستان کی عدالتین عموماً اون اصول کی متابعت

(۱) بنگال لارپورٹ جلد ۹ صفحہ ۱۲ - ایضاً جلد ۸ صفحہ ۳۳ - ایضاً جلد ۱۵ صفحہ ضمیمہ بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۶ و ۲۲۹ - ایضاً جلد ۳ صفحہ ۱ (ابتدائی دیوانی) ۲ - ایضاً جلد ۵ صفحہ ۴ (ابتدائی دیوانی) - مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۵۵ - رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی شمالی جلد ۹ صفحہ ۱۱۳ -

(۲) انڈین لارپورٹ جلد ۴ بمبئی صفحہ ۳۰۵ -

کرتی ہین جو عدالت ہاے انگلستان کے مسلمہ ہین[1] چنانچہ سر ہی سارجنٹ چیف جسٹس بمبئی ہائیکورٹ نے قرضہ اوگنگ کے ایک مقدمہ مین یہ تجویز کی کہ مدعی کو جسنے اقرارنامہ بیمہ بحری کی بنا پر نالش کی تھی یہ ثابت کرنا لازم تھا کہ مال محمولہ جہاز سے اوسکی کوئی غرض وابستہ ہے[2]

معاہدات اضافی

(۵۴۲) اب ہمکو اون معاملات پر غور کرنا ہے جو معاہدات اضافی کی ذیل مین داخل ہین - ان معاہدات کی غرض یہ ہوتی ہے کہ ایک ایسا حق پیدا کیا جاے جو شخص ایک دوسرے حق کے تابع ہو - ایسے معاملات کی ان صورتون مین سے جو اکثر واقع ہوا کرتی ہین ایک صورت وہ ہے جو قانون ہند مین معاہدۂ ضمانت کے نام سے مشہور ہے

ضمانت

جسکی تعریف حسب ذیل کی گئی ہے - معاہدہ ضمانت وہ معاہدہ ہے جو ایک شخص ثالث کے عہد کے ایفا یا ذمہ داری کے ادا کے لئے بشرط قاصر ہونے اوس شخص ثالث کے کیا جاے[3] جو شخص ضمانت دیتا ہو

(۱) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۲۳ - ایضاً جلد ۳ صفحہ ۱ ابتدائی دیوانی (۲) انڈین لارپورٹ جلد ۲ بمبئی صفحہ ۵۵ - انڈین لارپورٹ جلد ۴ بمبئی صفحہ ۱۴۰ - (۳) انڈین لارپورٹ جلد ۴ بمبئی صفحہ ۳۰۶ - (۴) دفعہ ۱۲۶ قانون معاہدہ ہند -

وہ ضامن کہلاتا ہے اور جس شخص کے قاصر ہونیکی شرط پر ضمانت کی جائے وہ اصل مدیون اور جس شخص کو ضمانت دیجائے وہ داین کہلاتا ہے[۱] - معلوم ہوتا ہے کہ ان اصطلاحات سے اس امر کا اظہار مقصود ہے کہ وہ وجوب جسکے تابع ضمانت ہے ایسا ہونا چاہئے کہ اوسوقت اوسکی تعمیل قانوناً کرائی جاسکے - مثلاً چونکہ نابالغ معاہدہ کرنے کا قانوناً مجاز نہین ہے[۲] اسلئے اوسکے عہد کی ضمانت سے ضامن پر کوئی ذمہ داری عاید نہین ہوتی - چونکہ داین صرف ضامن پر ہی نالش کرسکتا ہے[۳] یہہ ممکن ہے کہ ضامن کی ذمہ داری وقتاً فوقتاً تسلیم کئے جانے کی وجہ سے جاری اور قابل نفاذ رہے گو اصل مدیون کی ذمہ داری بوجہ انقضائے میعاد ساقط ہوگئی ہو[۴] - قوانین رومااو انگلستان کے بموجب ضمانت ایک ایسا معاہدہ ہے جسکے لئے ایک خاص طریقہ کی پابندی لازمی ہے[۵] - برخلاف اسکے قانون ہند کی روسے ضمانت

(۱) دفعہ ۱۲۶ قانون معاہدہ ہند - (۲) دفعہ ۱۰ قانون معاہدہ ہند - دیکھو دفعہ ۲۰۱۲ مجموعہ قانون دیوانی فرانس جو اسکے خلاف ہے - (۳) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۱۹۰ - ایضاً جلد ۷ صفحہ ۳۷۶ - نمبر ۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۶ء - (۴) نمبر ۲ بنگال ریکارڈ ۱۸۸۱ء انڈین لا رپورٹ جلد ۱۲ کلکتہ صفحہ ۳۳۴ - (۵) یعنے وہ تحریری ہونا چاہئے اور اُسپر فریق ذمہ دار کے یا اوسکی طرف سے کسی اور شخص کے جو قانوناً مجاز ہو دستخط ہونے چاہئین - مترجم

زبانی ہوسکتی ہے یا تحریری[1]۔ جو امر یا عہد کہ اصل مدیون کے فائدہ کیواسطے کیا جائے وہ ضامن کے لئے ضمانت کے عہد کا بدل کافی ہوسکتا ہے[2] ذمہ داری ضامن کی بصورت نہ رہنے کسی معاہدہ خلاف کے اصل مدیون کی ذمہ داری تک محدود ہوتی ہے[3] اسلئے وہ اصل مدیون کی ذمہ داری سے کم ہوسکتی ہے لیکن زیادہ نہین ہوسکتی۔ نیز ضمانت محض ایک معاہدہ تک محدود ہوسکتی ہے یا چند معاملات علی الاتصال پر حاوی ہوسکتی ہے۔ اس آخر الذکر صورت مین وہ ضمانت مستمر کہلاتی ہے[4]

ضمانت مستمر

مثلاً جبکہ بکر از روے ایک تمسک اسمی گورنمنٹ کے ایک کلکٹر کے دفتر کے خزانچی کا ضامن ہوا اور کلکٹر ہر سال حسابات کی تنقیح کر کے باقی نکالتا تھا اور اوسکے صحیح ہونے کی تصدیق کرتا تھا مگر جب بعد مین اوسے معلوم ہوا کہ خزانچی ہر سال تغلب کرتا تھا تو تجویز ہوئی کہ بکر کی ذمہ داری مستمر تھی[5] ضامن کو اختیار ہے کہ وہ اپنی ضمانت نسبت معاملات آیندہ کے داین کو اطلاع دیکر کسی وقت فسخ کردے[6]۔ اور اگر کوئی معاہدہ خلاف اسکے نہو تو ضامن کی وفات سے

(۱) دفعہ ۱۲۶ قانون معاہدہ ہند۔ (۲) دفعہ ۱۲۷ قانون معاہدہ ہند۔ (۳) دفعہ ۱۲۸ قانون معاہدہ ہند۔ (۴) دفعہ ۱۲۹ قانون معاہدہ ہند۔ (۵) بنگال لارپورٹ جلد ۹ صفحہ ۳۶۲

(۶) دفعہ ۱۳۰ قانون معاہدہ ہند۔

فسخ ضمانت مستمر کا نسبت معاملات آیندہ کے ہوتا ہے[1] دو اشخاص جو اوّل کسی شخص ثالث کے ذمہ دار ہون آپس مین یہہ اقرار کر سکتے ہین کہ اگر ایک ادائمین سے قاصر ہو تو دوسرا ذات واحد ذمہ دار ہوگا - لیکن جس صورت مین کہ داین اس اقرار کا فریق نہو تو اس سے اوسپر کوئی اثر نہ پڑیگا گو وہ اوسکے وجود کا علم رکھتا ہو[2] یہان قانون ہند اون قاعدوں سے تجاوز کرتا ہے جسکو عدالت ہائے انگلستان تسلیم کرتی ہین اور جسکا منشا یہ ہے کہ اگر داین کو اس بات کی اطلاع ہو کہ اوسکے مدیونان مشترک کے مابین اصل اور ضامن کا تعلق ہے تو اوسپر اس تعلق کے نتائج کا اثر پڑیگا[3] لیکن قانون معاہدہ ہند مین کوئی ممانعت اس بات کی نہین ہو کہ ایک شخص جو ل آف ایکسچنج کو اس غرض سے بلا معاوضہ کا ہے کہ کوئی دوسرا شخص اوسکے ذریعہ سے روپیہ پیدا کر سکے یہہ عذر پیش کرے کہ وہ محض ایک سکار نیوالا بلا معاوضہ ہے - چنانچہ ایک مقدمہ مین جسمین نیک آف بنگال نے نالش کی تھی یہی تجویز ہوئی - یہہ تجویز اس بنا پر تھی کہ ذمہ داری جو ایک

(۱) دفعہ ۱۳۱ قانون معاہدہ ہند - (۲) دفعہ ۱۳۲ قانون معاہدہ ہند - (۳) ہم وٹامسن بنام لا بوشیر لا رپورٹ ڈی جیکس و جونس جلد ۳ صفحہ ۵۹۳ -

بل کا سکارنے والا اور رکھنے والا لیتا ہے وہ کسی صورت مین ذمہ داری مشترکہ نہین ہے - بلا شبہ اُنمین سے ہر شخص ایک ہی مقدار زر نقد کے ادا کرنے کا معاہدہ کرتا ہے مگر دونون منفرداً مختلف طریقون مین مختلف شرائط پر معاہدہ کرتے ہین (۱) جو حقوق اور ذمہ داریان معاہدہ ضمانت پیدا ہوتی ہین اون پر تین پہلو سے غور کیا جا سکتا ہے یعنے بلحاظ داین اور اصل مدیون اور ضامنون کے جس صورت مین کہ دو یا زیادہ ضامن ہون پس گو داین ہر شخص ضامن پر بغیر شریک کرنے اصل مدیون کے بطور مدعا علیہ کے نالش کر سکتا ہے مگر وہ مجاز نہین ہے کہ بغیر رضامندی ضامن اوس معاہدہ کی شرائط مین جو وہ اسکے اور اصل مدیون کے مابین ہوا ہو کوئی تبدیل کرے - ایسی ہر تبدیلی جو بلا رضامندی ضامن کی جائے مابعد کے معاملات مین باعث بریت ضامن ہوتی ہے (۲) مثلاً اگر ایک کرایہ دار بغیر رضامندی ضامن زیادہ کرایہ دینے کا اقرار کرے تو یہ ایک ایسی تبدیلی ہوگی جسکی وجہ سے ضامن اپنی ذمہ داری سے

بریت ضامن

---

(۱) انڈین لا رپورٹ جلد ۳ کلکتہ صفحہ ۴۸۱ - (۲) دفعہ ۱۳۳ قانون معاہدہ ہند - دیکھو مقدمہ پولاک بنام ایوریٹ کوئنس بنچ ڈویژن جلد ۱ صفحہ ۶۶۹ و ۶۷۴ - مقدمہ گرینوڈ بنام فرانسیس مندرجہ اخبار ٹائمس مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۸۹۹ء صفحہ ۱۲ -

بری ہوجائیگا۔[1] اسیطرح پر بربنائے نظائر انگلستان یہہ تجویز ہوئی ہے کہ اگر داین سپودیشگی قبول کرے تو اسکا یہ اثر ہوگا کہ اوس نے اصل مدیون کو مہلت دی اور اس وجہ سے ضامن بری الذمہ ہوگا۔[2] البتہ اگر ضامن اس قرارداد پر راضی ہو تو وہ بری الذمہ نہوگا۔[3] داین کی طرف سے اصل مدیون پر نالش کرنے یا اوسکے مقابلہ مین کوئی اور تدبیر عمل مین لانے سے محض درگذر کرنا درحالیکہ کوئی شرط ضمانت نامہ مین کسی اور نہج پر نہو باعث بریت ضامن نہین ہوتا۔[4] نیز ایسی تبدیلی اوس معاہدہ کی شرائط مین ہونی چاہئے جو مابین اصل مدیون اور داین کے ہوا ہو مثلاً اگر داین اصل مدیون کو مہلت دینے کا معاہدہ ایک شخص ثالث کے ساتھ کرے اور اصل مدیون کے ساتھ نہ کرے تو ضامن بری الذمہ نہوگا۔[5] ایک ضامن کا بری الذمہ ہونا

---

(۱) انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۹۔ (۲) انڈین لارپورٹ جلد ۴ کلکتہ صفحہ ۱۲۴۔ (۳) دفعہ ۱۳۵ قانون معاہدہ ہند۔ دیکھو انڈین لارپورٹ جلد ۸ کلکتہ صفحہ ۲۱۴ (پریوی کونسل)۔ (۴) دفعہ ۱۳۷ قانون معاہدہ ہند دیکھو انڈین لارپورٹ جلد ۵ بمبئی صفحہ ۱۵۶۔

(۵) دفعہ ۱۳۶ قانون معاہدہ ہند۔

دو سرون کی بریت کا باعث نہین ہوتا اور نہ اوس ایک ضامن کو دوسرے ضامنون سے کے مواخذہ سے سبکدوش کرتا ہے۔[1] قانون دستاویزات قابل خرید و فروخت مصدرہ ۱۸۸۱ع کے بموجب کسی سکارے ہوئے بل آف ایکسچنج کے قابض کو اختیار ہے کہ جب مہلت دے یا سکارنے والے کے ساتھہ کوئی ایسا معاہدہ کرے جس سے دوسرے فریق بری الذمہ ہوجائین تو اپنا مواخذہ دوسرے فریق مذکور پر بصراحت قائم رکھے اور ایسی صورت مین وہ اشخاص بری الذمہ نہوجائینگے[2] ہر معاہدہ ضمانت مین ایک عہد معنوی اصل مدیون کی طرف سے یہ ہے کہ وہ ضامن کا کفیل یعنے مواخذہ دار رہیگا اور ضامن مستحق ہے کہ اصل مدیون سے وہ روپیہ جو اوس نے واجبی طور پر حسب ضمانت ادا کیا ہو وصول کرے لیکن نہ وہ روپیہ جو اُس نے بطور بیجا ادا کیا ہو[3] چنانچہ ایک مقدمہ مین جسمین ایک ضامن نے

---

(۱) دفعہ ۱۳۸ قانون معاہدہ ہند۔ (۲) دفعہ ۳۹۔ ایکٹ ۲۶ بابت ۱۸۸۱ع

(۳) دفعہ ۱۴۵ قانون معاہدہ ہند۔ وہ اون رقوم کی بابت سود پانے کا بھی مستحق ہے جو اصل مدیون کی وجہ سے ادا کی گئی ہون۔ نمبر ۹ پنجاب رکارڈ ۱۸۸۱ع

ایک فرد باقیات پر دستخط کرکے تسلیم کیا تھا کہ باقی واجب الادا ہے اور اس وجہ سے اپنے تئین عذر تمادی ایام کے فائدہ سے محروم کردیا اور اصل مدیون نے بھی یہی عذر پیش کیا تھا جسمین اوسکو کامیابی ہوئی تجویز ہوئی کہ ضامن اصل مدیون سے وہ روپیہ وصول نہین کرسکتا جو اوسکو بروئے اوس ڈگری کے جو اوسکے نام صادر ہوئی ادا کرنا پڑا - یہہ تجویز اس بنا پر تھی کہ ایک ایسے قرضہ کے ادا کرنے کا وجوب اخلاقی جسمین تمادی عارض ہو کافی سبب اس بات کا نہین ہے کہ ایک ضامن جو خود اپنے ایمان کے بموجب عمل کرکے قرضہ ادا کردے ایک شخص ثالث پر قانونی ذمہ داری عاید کرے (۱) جبکہ ضامن بطور واجبی ادا کرے تو وہ مالک اون تمام حقوق کا ہوجاتا ہے جو کہ داین کو اصل مدیون پر ہون (۲) - چنانچہ بروئے

---

(۱) نمبر ۲۰ پنجاب رکارڈ ۱۸۸۶ء - دیکھو نمبر ۸۲ پنجاب رکارڈ ۱۸۸۶ء (پریوی کونسل) جسمین ضامن کے اوس حق کا ذکر ہے جسکی رو سے وہ اصل مدیون کو اون قوم کی ادائی پر مجبور کرسکتا ہے جو اوس نے بطور ضامن ایک یاست غیر مین جہان معاہدہ کی تعمیل ہونیوالی تھی مجبوراً ادا کی تھین - (۲) دفعہ ۱۴۰ قانون معاہدہ ہند دیکھو لا جرنل چانسری جلد ۳۱ صفحہ ۲۵۵

قانون معاہدہ ہند دفعہ کفالت سے کے فائدہ کا مستحق ہے جو کہ داین بمقابلہ اصل مدیون بروقت معاہدہ ضمانت رکھتا ہو عام اس سے کہ ضامن اوس کفالت سے کے موجود ہونے کا علم رکھتا ہو یا نہین اور اگر داین اوس کفالت کو زایل کرے یا بلا مرضی ضامن اوس کو علیحدہ کردے تو ضامن بقدر اوس کفالت سے کے بری الذمہ ہوجاتا ہے۔(۱) لیکن معلوم ہوتا ہے کہ انگلستان مین کثرت راے اس فائدہ کو اون ضمانتون سے بہی متعلق کرنے کی جانب ہے جو داین کو بعد معاہدہ ضمانت حاصل ہوئی ہون(۲) جس حال مین کہ کئی ضامن ہون تو درصورت نہونے کسی اور معاہدہ کے ہر ضامن کل قرضہ کے حصہ مساوی یا اوسکا اوس جزو کی ادائی کا ذمہ دار ہے جو اصل مدیون کے ذمہ غیر مودّی رہے(۳)۔ اور اگر

(۱) دفعہ ۱۴۱ قانون معاہدہ ہند۔ (۲) فاربس بنام جیکسن لا رپورٹ جلد ۱۹ چانسری ڈیویژن صفحہ ۶۱۵۔ (۳) دفعہ ۱۴۶ قانون معاہدہ ہند۔ جبکہ چند ضامنون مین سے ایک حصہ رسدی کی نالش دائر کرے تو صرف وہی عذرات کارآمد ہوسکتے ہین جو ایک اصل مدیون کو دوسرے اصل مدیون کے مقابلہ مین حاصل ہون حسب تجویز لارڈ جسٹیس سمتہہ مقدمہ گرینوو ڈویکس وغیرہ بنام فرانسس مندرجہ اخبار ٹائمس مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۸۹۵ع صفحہ ۱۲۔

ان مین سے ایک ضامن کُل قرضہ کی ادائی پر مجبور کیا جائے تو وہ دوسرون کو اپنا اپنا حصہ ادا کرنے پر مجبور کر سکتا ہی[1] لیکن ضامنان مشترک مختلف رقوم کے ضامن ہو سکتے ہین ایسی صورت مین وہ سب اس بات کے ذمہ دار ہین کہ جس حد تک ہر ایک کے وجوب کی وسعت ہو تعداد مساوی رقم ادا کرے۔ مثلاً فرض کرو کہ زید اور عمرو اور

(۱) نمبر ۸۶ پنجاب رکارڈ ۱۸۶۶ع - ایک ضامن جسکے مقابلہ مین اصل داین نے بابت کل رقم ضمانت کے فیصلہ حاصل کیا ہو لیکن جس نے کچھ ادا نہ کیا ہو ضامن مشترک کے نام ذمہ داری مشترکہ کی بابت اپنا حصہ ادا کرنے پر مجبور کرنے کے لئے نالش کر سکتا ہے اور اس غرض کے لئے دعوے اصل داین بنام جائداد ضامن متوفی کا تسلیم کیا جانا بمنزلہ فیصلہ کے ہے اور جس صورت مین کہ اصل داین فریق اوس مقدمہ کا ہو تو ضامن کچھ حکم حاصل کر سکتا ہے کہ ضامن مشترک اپنا حصہ اصل داین کو ادا کرے - جس صورت مین کہ اصل داین فریق نہو تو ضامن آئندہ کیلئے یہ حکم حاصل کر سکتا ہی کہ ضامن مشترک بعد اسکے کہ ضامن اپنا حصہ ادا کرے ضامن کو ذمہ داری آئندہ سے بری کرے - وولمر حاسن بنام گلیک (۱۸۹۳ع) ۱ چانسری صفحہ ۵۱۴ -

بکر نے بحیثیت ضامن خالد کے تین مختلف ضمانت نامے لکھدیئے جن سے ہر ایک پر ذمہ داری جداگانہ عاید ہوئی ہے یعنے زید ذمہ دار دس ھزار روپیہ کا اور عمرو ذمہ دار بیس ہزار روپیہ کا اور بکر ذمہ دار چالیس ہزار روپیہ کا واسطے اس امر کے ہوا کہ خالد ولید کو حساب قرار واقعی دے۔ خالد نے تیس ھزار روپیہ کا حساب نہ دیا پس زید عمرو اور بکر ہر ایک ذمہ دار ادائی دس ھزار روپیہ کا ہے(۱)

معاہدہ ابرا (۲۳۹) جس معاہدہ کے ذریعہ سے ایک فریق دوسرے فریق کو اوس نقصان سے محفوظ رکھنے کا عہد کرے جو کہ اوسکو خود معاہد کے فعل سے یا کسی اور شخص کے فعل سے پہونچے وہ معاہدہ ابرا کہلاتا ہے(۲) قانون ہند مین معاہدہ ابرا کے معاہدلہ کے حقوق اور ذمہ داریان بیان کی گئی ہین لیکن معاہد کو حقوق اور ذمہ داریونکا

(۱) دفعہ ۱۴۴ قانون معاہدہ ہند۔

(۲) دفعہ ۱۲۴ ایضاً۔

ذکر نہین ہے۔ معاہدلہٗ معاہد سے تمام ہرجہ اور خرچہ اور رقوم کی وصول یابی کا مستحق ہے جو کسی ایسے معاملہ کی نالش مین جس سے کہ معاہدہ ابرا متعلق ہو اوسے دینا پڑے[1] یہ معاہدہ صریحی ہو سکتا ہے یا معنوی۔ مثلاً ایک مقدمہ مین جس مین مدعی نے مال کی چند گاڑیان اس شرط پر دینے کا اقرار کیا تہا کہ وہ نقصان سے بری رکہا جائیگا اور مدعا علیہ نے کچہہ کہے بغیر گاڑیان لے لین تجویز ہوئی کہ یہہ ایک معنوی معاہدہ ابرا تہا[2]۔ ہر معاہدہ کارندگی مین بہی درباب اون تمام افعال کے جو کارندہ نے نیک نیتی سے کئے ہون ایسا عہد معنوی رہتا ہے[3]۔ لیکن اگر وہ کام جسکی انجام دہی کے لئے کارندہ مامور کیا جائے فعل مجرمانہ ہو تو مالک کا وہ عہد جو اوس نے واسطے بری الذمہ رکھنے کارندہ کے کیا ہو قانوناً ناجائز اور

(۱) دفعہ ۱۲۵ قانون معاہدہ ہند۔ دیکہو انڈین لا رپورٹ جلد ۹ کلکتہ صفحہ ۱۱۸۔

(۲) ڈگڈیل بنام یو رینگ لا رپورٹ جلد ۱۰ کامن پلیز صفحہ ۱۹۶۔

(۳) دفعہ ۲۲۳ قانون معاہدہ ہند۔

کالعدم ہے[1] یہہ اس مسئلہ پر مبنی ہے کہ فعل ناجائز کے مرتکبین کو کوئی معاوضہ نہ دیا جائیگا۔[2] مثل ضامن کے معاہدہ ابرا کا معاہدہ بھی غالباً ایسی ہر تدبیر سے مستفید ہونے کا مستحق ہے جس کے ذریعہ سے معاہد لہ اپنے تئیں نقصان سے محفوظ رکھہ سکتا تھا یا نقصان کا معاوضہ پا سکتا تھا۔[3]

معاہدات کفالت ذمہ داری ومنظوری فعل غیر

(۲۴۰) **معاہدات بطریق کفالت** مثلاً رہن اور گرو اور حق کفالت اور رہن بلا قبضہ کا ذکر قبل ازین ہو چکا ہے[4] اسلئے وہ اس موقع پر محتاج تصریح نہین ہین۔ ذمہ داری[5] اور منظوری فعل غیر[6] کی نسبت بھی یہی کہا جا سکتا ہے۔

---

(۱) دفعہ ۲۲۴ قانون معاہدہ ہند۔

(۲) قانون ٹارٹ مولفۂ پولاک صفحہ ۱۷۰ و ۱۷۱۔

(۳) حسب تجویز لارڈ گیرنس بمقدمہ سمپسن بنام ٹامسن مقدمات اپیل جلد ۳ صفحہ ۲۸۴

(۴) دیکھو فقرہ ۱۶۶۔ ۱۷۳ و ۱۸۰ و ۱۸۱ کتاب ہذا۔

(۵) فقرہ (۲۲۸ الف) کتاب ہذا۔

(۶) فقرہ (۲۰۵) کتاب ہذا۔

حقوق ہمشکل اون حقوق کے جو معاہدہ سے پیدا ہوتے ہین

(۱۴۴) اب ہم اون حقوق بالتخصیص کا بیان ختم کر چکے جو براہ راست معاہدہ سے پیدا ہوتے ہین - لیکن اِن کے علاوہ اور حقوق بالتخصیص ہین - یہہ حقوق اُن تعلقات سے پیدا ہوتے ہین جو شابہ اون تعلقات کے ہین جو معاہدہ سے پیدا ہوتے ہین - جو وجوبات اِن حقوق سے قائم ہوتے ہین وہ ہمشکل اون وجوبات کے ہین جو معاہدہ سے قائم ہوتے ہین - اِن حقوق اور وجوبات پر اب غور کرنا چاہئے - اس قسم کے وجوبات اور اون وجوبات مین جو معاہدہ سے پیدا ہوتے ہین یہہ فرق ہے کہ وجوبات آخر الذکر ایسے معاملات سے پیدا ہوتے ہین جن سے متعاقدین معاملہ کے مابین ایک وجوب قابل نالش قائم کرنا مقصود ہوتا ہے - برخلاف اسکے معاملات اول الذکر کی اصل غرض وجوب کا قائم کرنا نہین ہے - پس درحقیقت وہ ہرگز معاہدات نہین ہین بلکہ یہہ کہا جاتا ہے کہ وہ گویا معاہدہ سے پیدا ہوتے ہین اور اِن سے یہہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ وہ تصور جسکی علامت کی طور پر وہ کام مین

آتے ہین اوس تقصور سے جسکے ساتھہ مقابلہ کیا جاتا ہے بوجہ ایک قوی شباہت کے علاقہ رکھتا ہے[1] علاوہ اسکے وہ مختلف قسم کے واقعات سے پیدا ہوتے ہین جنکی نتائج قانون نے وہی مقرر کئے ہین جو معاہدہ سے پیدا ہوتے ہین یعنے گو شخص مستوجب الفرض نے اپنے ذمہ کوئی خاص فرض شخص حقدار کے حق مین نہین لیا ہے تاہم قانون اوسپر وہ فرض اوسیطرح قائم کریگا گویا کہ اوس نے ایسا فرض اپنے ذمہ لیا تھا[2] ان وجوہات کی غرض و غایت یہ ہوتی ہے کہ دعویدار نے جو کچھہ کہ مدعاعلیہ کے فائدہ کے لئے صرف کیا ہو لیکن جس کی واپسی سے مدعاعلیہ بطور ناجائز انکار کرتا ہو وہ یا اوسکے مساوی قیمت کی کوئی اور شئے دلائیجائے[3]

تمثیلات (۲۳۴) اس قسم کے وجوہات مین وجوہات مفصلہ ذیل داخل ہوسکتے ہین۔

(الف) دعوی محتاج کا جو شخص ناقابل معاہدہ کو یا اوسکی بابت موافق اوسکی حالت زندگی کے بہم پہونچایا گیا ہو[4]

---

(۱) قانون قدیم مولفہ مین طبع ہفتم صفحہ ۳۴۴۔ (۲) اصول قانون مولفہ ہالینڈ طبع سوم صفحہ ۱۹۹۔ (۳) انتخاب مقدمات متعلق قانون معاملات ہمشکل معاہدات مولفہ کینر صفحہ ۱۲ طبع ششم۔ (۴) دفعہ ۶۸ قانون معاہدہ ہند۔

ایسے دعوی کا ایفا اوس شخص کی جائداد سے ہونا چاہئے
جسکو یا جسکی بابت مایحتاج بہم پہونچایا گیا ہو۔ قانون انگلستان
کے بموجب شخص ناقابل ہی بذات خود ذمہ دار سمجھا جائیگا
لیکن قانون ہند جو اس امر کو تسلیم نہین کرتا کہ اوسمین معاہدہ
کرنیکی قابلیت موجود ہے ایسی ذاتی ذمہ داری اوسپر عاید نہین
کرتا ہے (۱) انگلستان کے قانون دیوانی کے بموجب
اگر باپ کوئی اجازت نہ دے اور نہ کوئی معاہدہ کرے تو
وہ بابت اون اشیا کے جو اوسکے بیٹے کو بہم پہونچائیگئی
ہون اوسیطرح ذمہ دار نہین ہے جیسا کہ ایک بھائی
یا چچا یا محض ایک اجنبی شخص ذمہ دار نہین ہوتا (۲)

---

(۱) دفعہ ۱۱ قانون معاہدہ ہند۔

(۲) مورٹیمور بنام رائیٹ رپورٹ میسن و ویلسبی جلد ۶ صفحہ ۴۸۲۔ لیکن ایکٹ مجریہ ۱۸۶۸ع ۳۱ و ۳۲ سنہ جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریہ باب ۱۲۲ دفعہ ۳۷ کی رو سے اگر کوئی شخص اپنے بچہ کو جو اوسکی حفاظت مین اور چودہ برس سے کم عمر کا ہو کافی خوراک یا لباس یا طبی علاج یا سکونت کی جگہ بہم پہونچانے مین عمداً غفلت کریگا تو وہ بطور سرسری مستوجب سزا ہوگا۔ مقدمہ ملکہ معظمہ بنام ڈاونس لا رپورٹ کوئنس بینچ ڈویژن جلد ۱ صفحہ ۲۵

لیکن قانون ہند نے اوس ترحم سے کام لیا ہے جو ہنود
کے شاستر مین نمایان ہے اور جس طرح پر کہ یہہ تسلیم کیا ہے
کہ باپ اپنے اطفال کی پرورش کا بروے
قانون دیوانی ذمہ وار ہے (۱) اوسیطرح ایک دوسری
جگہ یہہ تسلیم کیا گیا ہے کہ احسان مندی اور محبت فطری
(بپابندی چند خاص ضوابط کے) کافی وجوہ اس بات
کی ہین کہ ساید بغیر بدل ہو (۲) منو کا یہہ حکم ہے
کہ مان اور باپ کو اونکی ضعیفی مین اور باعصمت زوجہ اور
نابالغ بیٹے کو ہر صورت مین پرورش کرنا لازم ہے
گو کہ ایسا کرنیکے لئے ایک سو دفعہ ایک ناکردنی فعل کا
مرتکب ہونا پڑے (۳) جو شخص اپنے والدین اور زوجہ اور
اطفال کو پرورش کرنے سے انکار کرے اوسکو راجہ سے

---

(۱) دفعہ ۸ شیڈیل (ب) قانون معاہدہ ہند۔

(۲) دفعہ ۲۵ ضمن ۱ و ۲ قانون معاہدہ ہند۔ دیکھو قانون
معاہدات مولفہ انسن صفحہ ۸۰۔ (۳) شرح شاستر ہنود مولفہ
سروہنی باب ۸ صفحہ ۲۵۲۔

سزا ملنی چاہیے۔[1] شرع محمدی سے پیشتر جو قانون نافذ تھا اوسکے بموجب والدین پر اپنے اطفال کی پرورش لازم نہ تھی اور نہ کسی قرابت دار پر واجب تھا کہ دوسرے کی پرورش کرے لیکن شرع محمدی نے اسبارہ مین ایک نیا قاعدہ جاری کیا اور اب ہدایہ مین صراحتاً نہ صرف یہہ بیان کیا گیا ہے کہ اطفال نابالغ کی پرورش اونکے والدین پر لازم ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ضروریات کے بہم پہونچانے مین کوئی شخص اوسکا شریک نہین ہو سکتا۔[2]

استحقاق وصولیابی اوس شخص کا جو رقم واجب الادا ادا کرے

(ب) حق اوس شخص کا جو اوس رقم کے ادا کرنے مین اہل نہ ہوا ہے جسکا ادا کرنا قانوناً دوسرے پر واجب تہا (یا جیسا کہ قانون انگلستان مین مرقوم ہے جو قانوناً اوسکے ادا کرنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے) اور جو اوسکے لئے اوسکو ادا کرے ایسی صورت مین وہ شخص اوس دوسرے سے وصولیابی کا مستحق ہے۔[3] مثلاً جبکہ ایک شکمی پٹہ دار اعلے زمیندار کو

---

(۱) منو باب ۸ صفحہ ۳۸۹۔

(۲) قانون اہل اسلام مولفہ امیر علی صفحہ ۲۸۸ - ۲۹۶۔ (۳) دفعہ ۶۹ قانون معاہدہ ہند۔ دیکھو انڈین لا رپورٹ جلد ۴ بمبئی صفحہ ۶۴۳۔ ایضاً جلد ۶ صفحہ ۲۴۴۔

زرکرایہ دے جسکے لئے پٹہ دار درمیانی بروئے اقرارنامہ ذمہدار ہو تو وہ مستحق وصولیابی زر مذکور کا ہے[1]۔ اسیطرح پر ایک نالش کی جوابدہی مین جو بنام ایک نابالغ دائر کی جائے اور جسمین اگر کامیابی ہوتی تو جائداد اوسکے قبضہ سے جاتی رہتی خرچہ ادا کیا جائے تو وہ قابل وصولیابی ہوگا[2]۔ اسیطرح جو رقم مرتہن حقیت پٹنی نے[3] اوس حقیت کو نیلام ازروے قانون ۸ بابتہ ۱۸۱۹ع سے بچانے کی غرض سے ادا کی ہو وہ بھی قابل واپسی ہے[4]۔ اسیطرح ایک مقدمہ مین جسمین قانون انگلستان کی رو سے مرتہنان جہاز نے جنہون نے قبضہ پایا تھا ملازمین جہاز کو وہ اجرت دیدی جو کہ مالکان جہاز سے پانی تھی تاکہ عدالت امیرالبحری کی کارروائیون سے

---

(۱) انڈین لا رپورٹ جلد ۸ کلکتہ صفحہ ۳۶۹۔ (۲) انڈین لا رپورٹ جلد ۷ کلکتہ صفحہ ۱۳۸

(۳) اس حقیت کی یہ صورت ہے کہ زمیندار اپنے محال کی اراضی سے خود تعلقہ کو قائم کرکے بجمع استمراری پر تعلقہ دار اور اوسکے ورثا کو علی الدوام دیا کرتا ہے اور زمیندار مجاز ہے کہ اگر لگان باقی مین پڑجائے تو قبضہ کی حقیت کو نیلام کرا دے اور اگر زرثمن نیلام باقی کی بیباقی کیلئے کفایت نہ کرے تو باقیدار کی اور جائداد سے مواخذہ ہو سکتا ہے دیکھو قانون ۸ بابتہ ۱۸۱۹ع۔ مترجم۔ (۴) انڈین لا رپورٹ (۱۸۹۵ع) کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۳۰۵

مخلصی حاصل ہو تجویز ہوئی کہ مرتہنان مذکور مستحق وصولیابی تھے[1] لیکن ایک دوسرے مقدمہ مین جسمین ایک شوہر نے ایک اقرارنامہ بیمہ زندگی پر جو کہ اوسکی زوجہ کی بابت تہی پریمیم یعنے زر معینہ ادا کیا حالانکہ اوس نے کوئی معاہدہ اسبارہ مین اپنی زوجہ کے ساتھہ نہین کیا تھا اور نہ اقرارنامہ بیمہ کی حقیت کی بابت کوئی غلطی کی تہی تجویز ہوئی کہ اوسکو اپنی زوجہ کے مقابلہ مین اقرارنامہٴ بیمہ پر کوئی استحقاق نہ تھا[2] یہہ نہ سمجہنا چاہئے کہ ہر صورت مین جسمین کسی شخص کو دوسرے کے روپیہ سے فائدہ پہونچا ہو اوس روپیہ کی واپسی کا وجوب قائم ہوتا ہے۔ اس مسئلہ کے تصفیہ مین ایسی باریک باتون پر لحاظ نہ کرنا چاہئے کہ اعلےٰ درجہ کے اخلاق کی روسے واجبی یا مناسب کیا ہوگا۔ ایسے دعوی کی تائید مین لازم ہے کہ واپسی رقم

---

(۱) جانسن بنام رائل میل اسٹیم پاکٹ کمپنی لارپورٹ جلد ۳ کامن پلیز صفحہ ۳۸۔ (۲) لیسلی بنام فرینچ جلد ۲۳ چانسری ڈیویژن صفحہ ۵۵۲۔

کیلئے یا توصریحی ذمہ داری موجود ہو یا معنوی[1]۔

(ج) حق اوس شخص کا جوکسی دوسرے کیلئے کوئی امر بطور جائز کرے یا کوئی شئے اوسکو دے اور مفت کرنے یا دینے کی نیت نہو اور وہ دوسرا شخص اسکی منفعت سے متمتع ہو۔ ایسی صورت مین شخص سابق الذکر اوس شئے کی بابت جو اوس نے کی یا دی ہو اوس دوسرے

حق اوس شخص کا جو ایسے فعل سے فائدہ پہونچائے جو مفت نہ کیا گیا ہو

---

(۱) لا رپورٹ جلد ۲۔ انڈین اپیلس صفحہ ۱۴۳۔ قانون انگلستان کا عام قاعدہ یہہ ہے کہ کوئی شخص مجاز نہین ہے کہ کسی دوسرے شخص کا قرضہ اوسکی مرضی کے خلاف یا بغیر اوسکی رضامندی کے ادا کرکے اپنے تئین اوسکا داین قرار دے۔ حسب تجویز جسٹیس ویلس مقدمہ جانسن بنام رائل میل اسٹیم پاکٹ کمپنی لا رپورٹ جلد ۳ کامن پلیز صفحہ ۳۸۔ اسی طرح اوس مقدمہ مین جسکا حوالہ متن مین دیا گیا ہے پریوی کونسل نے بیان کیا ہے کہ یہہ قاعدہ مقرر ہے کہ اگر زید عمر کا قرضہ اپنی مرضی سے ادا کردے تو کوئی وجوب قائم نہین ہوگا۔ لیکن ملاحظہ ہو وہ مضمون جو اسکے بعد بیان کیا گیا ہے درباب ذمہداری اوس شخص کے جو کسی ایسے فعل کا فائدہ قبول کرے جسکی مفت کئے جانے کی نیت نہو۔

شخص سے معاوضہ پانے یا اوسکو واپس کرنے پر مجبور کرنیکا مستحق ہے (۱) قانون رواکے بموجب وہ شخص جو اپنی مرضی سے اس قسم کی خدمت انجام دیتا تھا اور نیز وہ شخص جسکے لئے ایسی خدمت کی جاتی تھی دونون ایک دوسرے کے مواخذہ دار رہتے تھے۔ اور یہہ مواخذہ داری نہ تو معاہدہ سے پیدا ہوتی تھی نہ فعل ناجائز سے بلکہ بنظر سہولت قائم کی جاتی تھی مثلاً اگر کوئی شخص دوسرے کے کاروبار مین اوسکی غیبت مین دخل دے تو اوسپر لازم تھا کہ نہایت ہی کامل احتیاط کرے اور اپنے انتظام کا

---

(۱) دفعہ ۷۰ قانون معاہدہ ہند۔ دیکھو انڈین لا رپورٹ جلد ۵ الہ آباد صفحہ ۵۴۴ لیکن حال مین ہائیکورٹ کلکتہ کے اجلاس کامل مین بہ غلبہ آرا یہہ قرار پایا ہے کہ اصول انصاف سانی کا یہہ کوئی عام قاعدہ نہین ہے کہ اگر کوئی شخص جو کسی جائداد مین غرض رکھتا ہو اوس جائداد کو بچانیکے لئے کچہہ رقم ادا کرے تو وہ اوس جائداد پر مواخذہ عاید کرسکتا ہے پس درحالیکہ کوئی قانون اسبارہ مین موجود نہو تو وہ حصہ دار جس نے کل محصول ادا کرکے جائداد کو بچایا ہو اپنے حصہ دار قاصر کے حصہ پر کوئی مواخذہ عاید نہین کرتا۔ انڈین لا رپورٹ جلد ۴ کلکتہ صفحہ ۸۰۹۔

حساب داخل کرے[1] ساتھہ ہی اسکے جو کچھہ کہ اوس نے دوسر
شخص کے فائدے کے لئے صرف کیا ہو اوسکی وصولیابی کا
اور نیز اگر اوس نے کوئی ذمہ داری ذاتی اوس دوسرے
شخص کے فائدے کے لئے قایم کی ہو تو اوس سے بری
رکھے جانے کا مستحق تھا[2] قانون انگلستان کی رو
سے ضرور ہے کہ ایسا فائدہ مدعا علیہ کو خود اوسکی درخواست پر
ایسے حالات مین پہونچایا جائے کہ اون سے ایک معنوی
عہد معاوضہ دینے کا پایا جائے۔ لیکن یہ ضرور نہین ہے
کہ درخواست صراحتاً ظاہر کی گئی ہو بلکہ اگر معنوی ہو تو
بہی کافی ہے[3] البتہ وہ شخص جسکو فائدہ پہونچایا جائے
ایسی حالت مین ہونا چاہیے کہ وہ انجام دہی خدمت
کی آمادگی کو قبول کرنے یا نہ کرنے کے لئے اپنی
آزادانہ مرضی کا استعمال کرسکے ورنہ اداے معاوضہ کا

---

(۱) قوانین جسٹینین ۳ و ۲۷ و ۱۔

(۲) ڈائجسٹ ۳ (۵ و ۲)۔

(۳) برٹین بنام لائمڈ۔ رپورٹ میسن و ویلسبی جلد ۴ صفحہ ۶۲ ۔

عہد معنوی متصور نہو گا - چنانچہ بمقدمہ بولٹن بنام جونس[1] جسکا حوالہ قبل ازین دیا جاچکا ہے اور[2] جسمین ایک بیوپاری سے کچہہ مال طلب کیا گیا اور اوسکے جانشین نے مدعا علیہ کو تبدیل کاروبار کی اطلاع دیئے بغیر وہ مال بہجدیا اور مدعا علیہ نے اوس مال کو لیکر صرف کیا تو تجویز ہوئی کہ چونکہ مدعا علیہ نے مدعی کے ساتھہ معاہدہ نہین کیا تھا اور نہ اوسکو یہ موقع ملا کہ جو اختیار مال کے قبول نہ کرنیکے متعلق اوسکو حاصل تھا اوسے کام مین لائے بلکہ مدعی نے اوسکو اس قیاس پر عمل کرنے دیا کہ وہ مال اوسی بیوپاری نے بہجا ہے جس کو طلب کیا گیا تہا اسلئے مدعا علیہ اوس مال کی قیمت کا ذمہ دار نہین ہے - اگر قانون معاہدہ ہند کے بموجب عمل کیا جاتا تو نتیجہ مختلف ہوتا کیونکہ قانون مذکور کی روسے اگر زید ایک بیوپاری نے مال سہوا عمرو کے گھر چہوڑا اور عمرو نے اوسکو اپنے مال کی طور پر برتا تو اس صورت مین عمرو کو چاہئے

(۱) ریورٹ ہرلسٹن ونارمن جلد ۲ صفحہ ۵۶۴ - لا جرنل جلد ۲۷ - ایکسچیکر صفحہ ۱۱۷ -

(۲) دیکھو مقدمہ ٹیلر بنام لیرڈ - لا جرنل جلد ۲۵ - ایکسچیکر صفحہ ۳۲۹ - (۲) فقرہ (۲۱۹) کتاب ہذا -

کہ وہ بابت اوس مال کے زید کو روپیہ دے۔[1] یہ امر قابل لحاظ ہے کہ قانون ہند کے بموجب معاوضہ واجب الادا نہین ہے الّا اوس صورت مین کہ مدعا علیہ کام یا خدمت کی منفعت سے واقع مین متمتع ہوا ہو مثلاً اگر ایک شخص دوسرے کی جائداد کو کسی قریب الوقوع خطرہ سے بچانے کی کوشش کرنے مین کچھہ روپیہ صرف کرے لیکن باوجود اوسکی کوشش کی جائداد بالکل تلف ہوجائے تو بظاہر مالک جائداد پر قانوناً واجب نہوگا کہ اوس شخص کو اوسکی محنت کا معاوضہ دے یا جو کچھہ خرچہ درحقیقت ہوا ہو وہ ادا کرے۔[2] اسیطرح ایک شخص جو مال فروخت کرنے کے لئے اس شرط پر مامور کیا جائے کہ مال فروخت ہونے کی صورت مین معاوضہ دیا جائیگا تو وہ اُس کام کی بابت جو فروخت کرنے کی کوشش کرنے مین کیا گیا ہو معاوضہ پانے کا مستحق نہوگا

(۱) تمثیل (الف) دفعہ ۷۰ قانون معاہدہ ہند۔ نیز دیکھو دفعہ ۷۲ قانون مذکور

(۲) شرح قانون معاہدہ ہند مولفہ کننگہام و شیپرڈ صفحہ ۲۰۴ طبع ششم۔ انگلو انڈین کوڈس مولفہ اسٹوکس

(۳) ایضاً۔ ایضاً۔

(۵) ذمہ داری یافتندہ اشیا کی جسکو لازم ہے کہ مال دستیاب شدہ کی اوسی قدر احتیاط رکہے جسقدر رکہ کوئی شخص محتاط اونہین حالات مین اپنے مال کی احتیاط کرتا۔(۱) اگر ایسی احتیاط کی جاسے تو یابندہ مال ذمہ دار نقصان یا نقص پذیر ہونے مال مذکور کا نہین ہے۔(۲) یابندہ شئے گم شدہ کے اوس حق پر جسکی روسے وہ شئے مذکور کو تمام اشخاص سے کے مقابلہ مین باستثنائے اصل مالک کے اپنے قبضہ مین رکہنے کا مجاز ہے ہم فقرہ (۲۰۱) مین بحث کر آئے ہین۔

ذمہ داری یافتندہ اشیا کی

(۶) واپسی اوس رقم کی جو سہواً یا بوجہ جبر کے دیگئی ہو۔(۳)

ذمہ داری اوس شخص کی جسکو کوئی رقم سہواً یا بوجہ جبر کے دیگئی ہو۔

(۱) دفعات ۱۵۱ و ۱۵۲ قانون معاہدہ ہند۔ (۲) دفعہ ۱۵۲ قانون معاہدہ ہند۔

(۳) دفعہ ۷۲ قانون معاہدہ ہند۔ دیکہو انڈین لا رپورٹ جلد ۱۱ الہ آباد صفحہ ۴۹۰۔ ایضاً جلد ۴ صفحہ ۶۰۴۔ ایضاً جلد ۴ صفحہ ۱۹۹۔ انڈین لا رپورٹ جلد ۱۰ کلکتہ صفحہ ۷۴۲ لا رپورٹ مقدمات اپیل جلد ۱۱ صفحہ ۴۸۔ نیز دیکہو مقدمہ گرین بنام ڈکیٹ کوئنس بنچ ڈیویژن جلد ۱۱ صفحہ ۲۷۵۔ اور اٹکنسن بنام ڈینبی لا جرنل ایکسچیکر جلد ۳۰ صفحہ ۳۶۱۔ نیز دیکہو دفعہ ۸۶ قانون امانت ہائے ہند۔

قانون انگلستان کی رو سے اس وجوب کی تعمیل بذریعہ نالش بابت مبلغ وصول شدہ کرائی جاتی ہے - لیکن اوس قانون کے بموجب اس قاعدہ مین یہہ قید ہے کہ غلطی امر واقعہ کی ہونی چاہیئے نہ قانون کی(۱) لیکن حال مین عدالت ہاے انگلستان نے اس عام قاعدہ کی نسبت ایک مستثنے بدین غرض قائم کیا ہے کہ قانونی نزاعون کا خاتمہ ہوجائے - اور وہ یہہ ہے کہ گو ایک خانگی حیثیت کا شخص اوس رقم کو جو اوسے بوجہ غلط فہمی قانون دیگئی ہو رکھہ کر اس قاعدہ سے فائدہ اٹھا سکے لیکن خود عدالت ایسا نہ کریگی اور نہ اپنے عہدہ دار کو ایسا کرنے کی اجازت دیگی بلکہ وہ اپنے عہدہ دار کو اسطرح عمل کرنے کی ہدایت کریگی جیسا کہ ایک شریف النفس شخص عمل کریگا یعنے یہہ کہ ایسی غلط فہمی سے فائدہ نہ اٹھا نا

---

(۱) بیلبی بنام لملی رپورٹ ایسٹ جلد ۲ صفحہ ۴۶۹ - اسٹیونس بنام لینچ رپورٹ ایسٹ جلد ۱۲ صفحہ ۳۸ - برسبین بنام ڈیکرس رپورٹ ٹانٹن جلد ۵ صفحہ ۱۴۳ -

چاہیئے مثلاً اگر کارروائی دیوالہ مین امانت دار کو یا عدالت کامن لاسکے ایک عہدہ دار کو غلط فہمی قانون کی وجہ سے کچھہ رقم دیجائے تو لفورات کہ غلطی معلوم ہو عدالت اوس رقم کی واپسی کا حکم دیگی (۱) معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان مین واضعان قانون سنے ماببن اون صورتونکے جنمین غلط فہمی امر واقعہ اور غلط فہمی قانون سے روپیہ دیا جائے کوئی تمیز قائم نہین کی ہے نظر بر دونون صورتون مین وصولیابی رقم اداشدہ کی نالش ہوسکیگی - لیکن انگلستان اور ہندوستان مین جو رقم قانوناً جبراً دلائی ہوے یعنے بصیغہ اجرائے ڈگری وہ قابل واپسی ہے (۲) اسی طرح جو روپیہ ایک ایسی

---

(۱) مقدمہ سینڈس بنام طرفہ لارپورٹ کوئنس بنچ ڈیویژن جلد ۴ صفحہ ۳۰۸ —

(۲) انڈین لارپورٹ جلد ۷ کلکتہ صفحہ ۲۴۸ (پریوی کونسل) نیز دیکھو مونرز انڈین اپیلس جلد ۱۲ صفحہ ۶۵ —

ڈکری کے ایفامین دیا جائے جو بعد مین عدالت اعلے سے منسوخ ہو قابل واپسی ہے[1] یہہ ر اسے بہی عام طور پر قرار پائی ہے کہ اوس رقم کی واپسی کے لئے جو مدیون ڈکری داین کو عدالت سے باہر دے لیکن جسکی تصدیق کرنے سے داین قاصر رہے نالش ہوسکتی ہے[2]

معاوضہ عدم ایفائے اوس ذمہ داری کا جو مثل اون ذمہ داریونکے ہو جو معاہدہ سے پیدا ہوتی ہین

(۲۴۴) اب صرف اسقدر کہنا باقی ہے کہ جسصورت مین کہ کوئی ذمہ داری مثل اون ذمہ داریون کے جو کہ معاہدہ سے پیدا ہوتی ہین وقوع مین آئے اور اُسکا ایفا نہ کیا جائے تو جس شخص کو عدم ایفا سے ضرر پہونچے وہ فریق قاصر الایفا سے اوسیطرح پر معاوضہ پانے کا مستحق ہے گویا کہ اوس نے ایفا کا معاہدہ کیا تھا اور اوس نے خلاف ورزی اختیار کی[3]

(۱) مورز انڈئین اپیلس جلد ۱ صفحہ ۲۰۳ - انڈئین لا رپورٹ جلد ۳ کلکتہ صفحہ ۲۳ -
(۲) انڈئین لا رپورٹ جلد ۲ الہ آباد صفحہ ۲۲۳ و ۳۸۵ - انڈئین لا رپورٹ جلد ۸ مدراس صفحہ ۲۷۷ (اجلاس کامل) - انڈئین لا رپورٹ جلد ۹ کلکتہ صفحہ ۸۸۷ - پنجاب رکارڈ نمبر ۴۳ ۱۸۸۴ء (اجلاس کامل) لیکن دیکھو انڈئین لا رپورٹ جلد ۱۱ مدراس صفحہ ۲ (اجلاس کامل) جسمین اسکے خلاف تجویز ہوئی ہے - (۳) دفعہ ۷۳ قانون معاہدہ ہند -

حقوق بمقابلہ ملازمین سرکار یا جماعت سندیافتہ

(۴۴۲) بعض وقات اون اشخاص کو بھی جو کسی خدمت سرکاری پر مامور نہون افسران سرکار یا کسی جماعت سندیافتہ کو اونکے فرایض منصبی کی انجام دہی پر مجبور کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے بشرطیکہ عدم انجام دہی کے باعث اشخاص مذکور کی جایداد یا اراضی کے استحقاق یا کسی دوسرے استحقاق ذاتی مین نقصان لازم آتا ہو ہندوستان مین اس قسم کے حقوق کی تعمیل جبریہ کی نالشات خاص قواعد کے بموجب کیجاتی ہین اور صرف چند خاص ہائی کورٹون کی حدود اراضی کے اندر اونکا نفاذ ہوسکتا ہے (۱) لیکن اس موقع پر یہہ امر قابل ذکر ہے کہ جن عام جماعتون کے تفویض عام راستے اور پل کو درست رکھنے کا کام ہے وہ محض ترک فعل واجب کی بابت مستوجب نالش نہین ہین الا اوس صورت کے جب واضع قانون نے اونپر ایسا استیجاب عاید کرنیکی نیت ظاہر کی ہو چنانچہ ایک مقدمہ مین ایک پل کی مرمت مین علاقہ صفائی نے غفلت کی اور اوسکی وجہ سے مدعی کو ضرر پہونچا اور اوسنے ہرجہ کی نالش کی تو تقلید مقدمہ سنٹسری کمشنران جبرالٹر بنام آرفیلا (۲) تجویز ہوئی کہ کاونٹی انگار پوریشن ایکٹ مصدرہ ۱۸۷۲ء کے مطابق جسکی روسے علاقہ صفائی مقرر کیا گیا تھا کسی ایسے استیجاب کے عاید کرنے کی نیت ظاہر نہین ہوتی (۳)

(۱) باضابطہ قانون دادرسی خاص ۱۸۷۷ء۔ (۲) مقدمات اپیل جلد ۱۵ صفحہ ۴۰۰۔ (۳) میونسپالٹی آف پکٹو بنام کالڈیٹ (۱۸۹۶ء) مقدمات اپیل صفحہ ۵۲۴ (پریوی کونسل)۔

باب ۹

قانون مختص بالاشخاص صیانت حقوق

اپنی مدد آپ کرنا

(۲۴۴) جرمنی کے ایک فاضل مقنن(۱) نے جسکا حال مین انتقال ہوا ہے اپنے مسئلہ "جہاد استحقاق" کو جواب عالمگیر طور پر مشہور ہے اس مقولہ کی بنا پر قایم کیا ہے کہ "حق محض ایک قیاسی شئے ہی نہین ہے بلکہ ایک زندہ عملی قوت ہے"۔ ہر منظم جماعت مین میزان اور شمشیر انصاف کی علامتین قرار دیجاتی ہین۔ میزان سے یہ تبلانا مقصود ہوتا ہے کہ متخاصمین مین سے ہر شخص کے حق کا واجبی حصہ وزن اور مشخص کیا جائے اور شمشیر سے یہہ غرض ہے کہ بصورت ضرورت انتظام عدل گستری کو تمام خارجی مداخلت سے محفوظ رکھا جائے۔ لیکن ازمنہ ماضیہ مین جبکہ تمدن کی حالت مشوش تھی میزان کا وجود نہین پایاجاتا اور شمشیر کا قبضہ وحشیانہ طاقت کی جاہلانہ گرفت مین نظر آتا ہے۔ گورنر آرڈ کی نامی مقنن

(۱) وان روڈالف وان ایہرنگ۔

لارڈ چیف جسٹس کوبرن نے جوری کو جو ہدایت سنائی تھی اوسپر
سخت اعتراض کرتے وقت کارلائیل لکھتا ہے کہ اُس امر مین کوئی کلام
نہین کہ بنی نوع انسان کی جماعت کے معرض وجود مین آنے سے
منزل عدم پر پہونچنے تک ایک نفس الامری قانون ضربی جسکے جواز کو
تمام دوسرے قوانین کے جواز پر تفوق حاصل ہے انسان کے ساتھ
ساتھ موجود رہا ہے موجود ہے اور موجود رہیگا - اسکو چاہے
غیر تحریری قانون کہو لیکن اسمین ذرا شک نہین کہ وہ حقیقی واصلی
اور جمیع غیر تحریری قوانین سے مقدم ہے اور اسی سے قوانین تحریری
کا معرض وجود مین آنا ممکن ہوا" غیر متمدن جماعتون مین جنمین اجزاے ریاست
ہنوز غیر مکمل حالت مین ہون ہر شخص اوس ضرر کی بابت جو کہ اوس
کو کسی دوسرے سے پہونچا ہو اپنی چارہ سازی آپ کر لیتا ہے - وہ
اپنے حق چارہ جوئی کا تعین خود اپنی ہی قوت فیصلہ سے بلا امداد اوس
ضرر کے جو اوسے پہونچایا گیا ہو کر لیتا ہے اور چارہ کار حاصل
کرنے کا اختیار خود اوسکی قوت جسمانی پر منحصر ہوتا ہے - جو آواز
کہ اوسے روک سکتی ہے وہ صرف عام پسند انصاف کی آواز ہے
جسکی نسبت بلاشبہہ ایک حد تک یہہ قیاس کیا جاسکتا ہی کہ وہ اخلاقاً اور
طبعاً اس قدر موثر ہوتی ہی کہ اس مسئلہ کے جابرانہ استعمال کو کہ اپنی مدد

آپ کرو" رہ گئی ہے - لیکن قانون قدیم کا اصل منشاء قصاص ہے جوکہ قانون یہود کے اس مقولہ مین نمایان ہے کہ "اَلْعَیْنُ بِالْعَیْنِ اَلسِّنُّ بِالسِّنِّ"۔ یہ منشاء اوس زمانہ کے لوگون کی حالت سے بالکل مناسبت رکھتا ہے جبکہ فریق متضرر کے دل مین اپنے نقصان کا عوض لینے کی پرجوش اور انتقامی خواہش پیدا ہوتی ہے - ایسی تمنا جو غضب اور بغض سے بھری ہوتی ہے ضرر برداشت نہین کرسکتی اور اپنے لئے یہ اصول قایم کرلیتی ہے کہ "اگر کوئی شخص تمہارے پاؤن کو روندے تو اوسکو سزا دئے بغیر مت جانے دو"۔ لیکن تہذیب کی روز افزون ترقی کے سایہ مین یہہ عالمگیر مسئلہ کہ "اپنی مدد آپ کرو" (جو ایک سلطنت متمدنہ کے سیاسی اراکین سے چارہ جوئی کرنیکے بجائے کام مین لایا جاتا ہے) بتدریج متعدد قیود کے تابع ہوتا جاتا ہے حتیٰ کہ اوسپر چارہ کار عدالتی کو بہت کچھہ تفوق حاصل ہوجاتا ہے بہت جلد کسی ایسے ذریعہ کی ضرورت محسوس ہونے لگتی ہے جو تنازعات متعلقہ حقوق کا تصفیہ کرسکے اور معاملہ متنازعہ فیہ کے تصفیہ کے لئے کسی ایسے دوست کی معاونت طلب کی جاتی ہے جسکو فریقین کا یکسان لحاظ ہو یا کسی معزز اور معمر شخص سے استمداد کیجاتی ہے یا کسی غیب دان دیوتا کے معبد پر استخارہ کیا جاتا ہے اور معبد کا

کاہن عقل مُلہَمہ کے اقتدار کاملہ کے ساتھ اپنے فیصلہ کا اعلان کرتا ہی یا فریقین آپسمین یہ عہد کر لیتے ہین کہ ہم ایک دوسرے کے حلف سے پابند رہینگے - جب ذرا اور زیادہ ترقی ہوتی ہے تو سلطنت تنازعات کے تصفیہ کا بار خود اپنے اوپر لے لیتی ہے اور اوسوقت ایک حاکم عدالت مقرر ہوتا ہے جو ایک ثالث کے بجائے سلطنت کی حکومت کا منظہر بنتا ہے اور غیر عدالتی حلف اوس حلف باضابطہ کی شکل مین منتقل ہو جاتا ہے جو اثنائے تجویز قانونی مین گواہون کو دیا جاتا ہے - اب بجائے اوس جسمانی قوت کے جس سے یہ مسئلہ کہ "اپنی مدد آپ کرو" پیدا ہوا ریاست کی اعلیٰ ترین حکومت کی زبردست قوت قائم ہوتی ہے اور ابتدائی قانون کے اس قدیم قاعدہ کی جگہ کہ "مین تمکو گرفتار کرتا ہون" قانون مابعد کا وہ قاعدہ وجود پذیر ہوتا ہے جسکے مطابق دوسرے شخص سے قبضہ صرف بذریعہ مقررہ حکومت عدالتی کے اور اون تدابیر جبریہ سے جو حاکم عدالت کے اختیار مین ہون اور اگر ضرورت ہو تو سپاہی کی مدد سے حاصل ہو سکتا ہے[1] اب یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ یہ مسئلہ

---

(۱) ڈائجسٹ ۶ (۱ و ۲۸ و ۶۸) - کوڈ ۷ و ۳ و ۵ و ۷ -

کہ "اپنی مدد آپ کرو" جو شخص واحد کی تلون مزاجی کا نتیجہ ہے اور جسکا اثر ناقابل اعتبار اور غیر معین ہے انتظام باضابطہ کی نوعیت کے خلاف ہے[1] اس وجہ سے یہہ قاعدہ مقرر ہو جاتا ہے کہ "جو کچھہ کہ بذریعہ حاکم عدالت علانیہ صادر ہو سکتا ہے اوسکو اشخاص منفرد کے سپرد نہ کرنا چاہیے تاکہ زیادہ فساد برپا ہونے کا موقع پیش نہ آئے"[2] پس اس طور پر بالآخر بجائے اس مسئلہ کے کہ "اپنی مدد آپ کرو" ضابطہ کارروائی قایم ہوتا ہے تاکہ اگر کسی حق کی خلاف ورزی عمل مین آئے تو بذریعہ تحقیقات و تجویز امر متنازعہ فیہا اور بذریعہ چارہ کار عدالتی نقصان کی تلافی ہو سکے[3] ضابطہ کے اجرا کے ساتھہ ہی لاٹھی اور گہونسون کی حکومت جو گذشتہ زمانہ جہالت کے ساتھہ مخصوص تھی معدوم ہو جاتی ہے - لیکن مسئلہ زیر بحث کے قدیم تصور کا استعمال ہنوز پوری طور پر نہین ہوا بلکہ زمانہ حال کا قانون بھی چند خاص حالات مین اوسکے استعمال کی اجازت دیتا ہے - چنانچہ یہہ قرار

---

(۱) رومن پرایویٹ لا مولفہ سلکوسکی دفعہ ۲۳ صفحہ ۴۸ -

(۲) ڈائجسٹ ۵۰ (۱۷ و ۱۷۶) -

(۳) رومن پرایویٹ لا مولفہ سلکوسکی صفحہ ۱۱۹ -

دیا گیا ہے کہ ہر شخص کو چند قیود کی پابندی سے جنکو قانون ہند نے نہایت غور اور احتیاط کے ساتھ قایم کیا ہے[1] یہ استحقاق حاصل ہے کہ وہ حفاظت کرے۔

اولاً۔۔اپنے یا کسی اور شخص کے جسم کی ایسے جرم کے دفعیہ مین جو انسان کے جسم پر موثر ہو۔

ثانیاً۔ اپنے یا کسی اور شخص کے مال کی خواہ منقولہ ہو خواہ غیر منقولہ کسی فعل کے دفعیہ مین جو ایسا جرم ہو کہ سرقہ یا سرقہ بالجبر یا نقصان رسانی یا مداخلت بیجا مجرمانہ کی تعریف مین داخل ہو یا جو سرقہ یا سرقہ بالجبر یا نقصان رسانی یا مداخلت بیجا مجرمانہ کا اقدام ہو[2]۔

حق کی باضابطہ و بیجا صیانت کب کہلاتی ہے

(۲۴۶) اب یاد رکھنا چاہیے کہ باضابطہ اور بیجا صیانت حق کی اوس وقت کہلائیگی جبکہ عدالت ایک حقیقی حق موجودہ کو تسلیم کرے اور اگر اوس حق کی خلاف ورزی ہو چکی ہو یا خلاف ورزی ہونے کا خوف ہو تو اعانت کرے۔ صورت آخر الذکر مین یعنے جبکہ خلاف ورزی ہونے کا خوف ہو اوس

---

(۱) دیکھو دفعات ۹۹ تا ۱۰۶ مجموعۂ تعزیرات ہند۔

(۲) دفعہ ۹۷ مجموعۂ تعزیرات ہند۔

خلاف ورزی کے انسداد کی غرض سے اور صورت اول الذکر
مین یعنے جبکہ خلاف ورزی ہو چکی ہو چارہ کار عطا کرنیکے لیے قانون
مداخلت کرتا ہے۔ ایک صورت مین چارہ کار ایک حکم امتناعی کی
شکل اختیار کرتا ہے اور یہہ چارہ کار ایک ایسے وجوب کے نقض کے
انسداد کی غرض سے عطا کیا جاتا ہے جو بحق سائل موجود ہو اور دوسری
صورت مین چارہ کار ایک نالش کی شکل مین ہوتا ہے اور اس غرض
سے عطا کیا جاتا ہی کہ بوجہ اوس خلاف ورزی کے جو واقع ہو چکی ہی شخص
حقدار کو کوئی نقصان نہ پہونچے یا شخص مستوجب الغرض کوئی فائدہ نہ اوٹھاسکے۔

(۲۴۷) احکام امتناعی بلحاظ اسکے کہ وہ زمانہ غیر محدود کے لیے ہون یا محدود کے لیے خواہ دوامی
ہوتے ہین خواہ چندروزہ اور بغرض انسداد نقض کسی معاہدہ کے یا بغرض
انسداد ایک فعل بیجا کے صادر ہوسکتے ہین۔ ہندوستان مین احکام امتناعی
اول الذکر کے متعلق قانون دادرسی خاص[1] مین اور احکام آخرالذکر کے
بارہ مین مجموعۂ ضابطہ دیوانی[2] مین قواعد منضبط ہین۔ عام قاعدہ یہ ہی کہ دوامی

احکام امتناعی
دوامی وچندروزہ

(۱) باب ۱۰۔ ایکٹ نمبر (۱) مصدرہ ۱۸۷۷ء۔

(۲) دفعات ۴۹۲ و ۴۹۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی۔

حکم امتناعی صرف اوس صورت مین دیا جاسکتا ہے جبکہ ہرجہ ولانے سے
کافی دادرسی حاصل نہ ہوتی ہو اور حکم امتناعی چندروزہ صرف اوس صورت
مین جبکہ تعویق سے بعد مین چل کر کامل انصاف رسانی غیر ممکن یا
نہایت مشکل ہو جاے۔[1]

حق ارجاع نالش

(۲۴۸) **حق ارجاع نالش** کے استقرار کے لئے ایک
شخصی حق کے وجود کی ضرورت ہے یا کم از کم اوسکے وجود کا دعوی
کیا جانا چاہئے۔ احتیاط رہے کہ حق ارجاع نالش جو محض ایک حق اضافی ہے
اوس حق اولیہ سے مخلوط نہ ہونے پاسے جسپر کہ وہ مبنی ہے۔ لیکن ساتھہ ہی
اسکے یہہ بھی واضح رہے کہ اوسکو اوس حق سے جسکی خلاف ورزی کے باعث
وہ پیدا ہوا جدا کرنا ممکن نہین ہے۔ درحقیقت حق اور نالش دونون ایک
دوسرے سے نہایت ہی گہرا تعلق ہے۔ اور حق اولیہ بوجہ خلاف ورزی مبدل
بہ حق ارجاع نالش ہو جاتا ہے جسکو رومی مقنن سیلسس اوس حق سے
تعبیر کرتا ہے جسکی رو سے ایک شخص اوس شئے کے حصول کے لئے جو اوسکو
ملنی چاہئے عدالت مین دعوی کرسکتا ہے۔ حاکم عدالت کی تجویز سے صرف
اس قدر ظاہر ہو جاتا ہے کہ وہ حق یا تو پہلے سے موجود ہے یا اوسکا وجود ہی نہین ہے۔

---

(۱) قانون ٹارٹ مولفہ پولاک صفحہ ۱۶۶ و ۱۶۷۔

نالشات ان ریم و ان پرسونم ۔

(۲۴۹) " قانون روما مین نالشات دو قسم پر منقسم ہوتی تھین یعنے ان ریم اور ان پرسونم ۔ نالشات قسم دوم وجوبات سے پیدا ہوتی تھین اور ابتداءً ایک خاص شخص یعنے شخص مستوجب الغرض کے نام قایم کیجاتی تھین اور قسم اول کی نالشات تعلقات قانونی سے وجود پذیر ہوتی تھین جنکے ذریعہ سے شخص حقدار کا حق ہر شخص غیر کے مقابلہ مین رجوع کیا جاتا ہے ۔ نالش ان پرسونم سے کسی شئے کا دینا یا کرنا یا بجالانا مقصود ہوتا ہے ۔ نالش ان ریم قابض شئے کے نام کی جاتی ہے اور یہ ایک ایسی نالش ہے جسکے ذریعہ سے ہم یا تو یہہ دعوی کرتے ہین کہ ایک شئے مادی ہماری ہے یا یہہ کہ ایک خاص حق ہمارا ہے مثلاً حق تصرف ۔ یہ تقسیم ایک حد تک زمانہ حال کے قوانین مین بھی قایم رکھی گئی ہے چنانچہ انگلستان اور امریکہ کے صوبجات متحد مین دعوی بغرض نفاذ حق متعلقہ امور بحری یا حق واسطے حاصل کرنے طلاق کے ایک کارروائی ان ریم ہے ۔ عدالت امیر البحری مین کارروائی کرنے سے یہہ غرض ہے کہ خود شئے متدعویہ حاصل ہو یا بابت کسی دعوی کے جو حقیقی حق مالکانہ یا حق ہمشکل حق مالکانہ متعلقہ شئے مذکور پر مبنی ہو شئے مذکور سے ایفاے دعوی ہو[1] اسی طرح نالش طلاق

---

(۱) اختیارات عدالت مولفہ ماز دفعہ ۹۲ سن فرانسیسکو ۱۸۸۶ء ۔

مین یہہ غرض ہوتی ہے کہ فریقین کی وہ حیثیت بدل دیجائے جو رشتہ ازدواج سے قایم ہوئی تھی اور یہانتک یہہ کارروائی ان ریم ہے۔ اگر ڈگری حفاظت اطفال کے متعلق ہو تو بھی وہ ان ریم کہلائیگی لیکن جہانتک کہ اوسکو حقوق مالکانہ اور نفقہ زوجہ وغیرہ سے تعلق ہو وہ درحقیقت ان پرسونم ہے[1]۔ قرقی جایداد بصیغہ اجراے ڈگری کارروائی ان ریم کے مشابہ ہے لیکن ٹھیک ان ریم نہین ہے[2] ہندوستان مین فیصلہ جات اخیر یا احکام یا ڈگریات کسی عدالت مجاز کی جو منصب عطاے پروبیٹ[3] یا سماعت مقدمہ ازدواج یا مقدمہ متعلقہ دیوالہ کے ہون اور اون کی رو سے کسی شخص کو کوئی منصب قانوناً حاصل ہوتا ہو یا اوس سے زائل ہو جاتا ہو یا جنمین یہہ قرار دیا گیا ہو کہ کوئی شخص کسی ایسے منصب کا مستحق ہوگا یا کسی خاص شئے کا استحقاق رکھیگا اور وہ استحقاق کسی شخص خاص کے مقابلہ مین نہو بلکہ مطلقاً ہو فیصلہ جات ان ریم کہلاتے ہین اور تمام دنیا کے مقابلہ مین اوس

---

(۱) اختیارات عدالت مولفہ ناز دفعہ د ۹۔

(۲) الیضاً دفعہ ۲۴۵۔

(۳) "پروبیٹ" سے مراد وہ اختیار ہے جو کسی عدالت کو کسی شخص متوفی کے وصیت نامہ کی صحت کے ثبوت کے متعلق کسی خاص شخص کو اجازت دینے کا حاصل ہوتا ہے۔ مترجم:

منصب قانونی یا استحقاق کے ثبوت قطعی کی تاثیر رکھتے ہین جو اونکی رو سے
حاصل ہوا ہو یا قرار دیا گیا ہو یا زائل ہوا ہو(۱)

بنائے دعوی

(۳۵۰) زمانہ حال کے قانون مین حق اوس شخصی وہ استحقاق ہے
جسکی رو سے ہم باعث اوس خلاف ورزی کے جو نالش کی بنا یا شئے متنازعہ ہو
چارہ کار کا دعوی کرتے ہین - اسی وجہ سے زمانہ حال کے مقنن لفظ "نالش"
پر دو پہلو سے غور کرتے ہین یعنے بلحاظ حق کے اور بلحاظ اوس شخص کے
فعل کے جو اپنے حق کے نفاذ کے لئے عدالت سے استمداد کرتا ہے(۲)
پس جبکہ ہم ایک بنائے دعوی کا ذکر کرین تو اوس سے ہماری اصطلاح صرف
اوس واقعہ سے ہے جو کہ چارہ کار قانونی اختیار کرنے پر مجبور کرتا ہے بلکہ
اوس حق سے بھی جسکی خلاف ورزی اوس واقعہ سے ہوئی اور جو کہ وہ تہمت کا
باعث تحریک سمجھا جاتا ہے(۳) عام طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ صورت اول الذکر مین
یعنے جبکہ ہم چارہ کار قانونی اختیار کرنے پر مجبور ہون بنائے دعوی خواہ

---

(۱) دفعہ ۴۱ قانون شہادت مجریہ سنہ ۱۸۷۲ع دیکھو مدراس ہائیکورٹ رپورٹ
جلد ۲ صفحہ ۲۷۶ اور سدرلینڈ ویکلی رپورٹر جلد ۔ صفحہ ۳۴ جسمین فیصلہ جات ان ریم کے مسئلہ پر
کامل غور کیا گیا ہے نیز دیکھو انڈین لا رپورٹ جلد ۴ کلکتہ صفحہ ۱۴۲ (اجلاس کامل)۔

(۲) کتاب سیوگنی جلد ۵ دفعہ ۴ - پنڈکٹن مولفہ آرنٹ صفحہ ۱۳۴ -

(۳) نمبر ۱۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۳ع -

بوجہ اون افعال بیجا کے پیدا ہوتی ہے جو نقض معاہدہ کی حدتک پہونچتے ہین خواہ بوجہ اون افعال بیجا کے جنکو معاہدہ سے کوئی تعلق نہین ہے۔

غرض نالش

(۲۵۱) در صورت اوس فعل بیجا کے جو نقض معاہدہ کی حدتک پہونچتا ہے غرض نالش خواہ عطائے معاوضہ خواہ تعمیل مختص ہوتی ہے۔ صورت اول الذکر

معاوضہ

مین معاوضہ اوس نقصان اور ہرجہ تک محدود ہونا چاہیے جو بقاعدہ معمولی نقض معاہدہ سے پیدا ہوا ہو یا جس وقت کہ معاہدہ ہوا تھا فریقین جانتے ہون کہ نقض معاہدہ سے قیاساً وقوع مین آئیگا[1]۔ لیکن نقض معاہدہ کے نقصان یا ہرجہ کے تخمینہ مین اون وسائل پر لحاظ کیا جائیگا جو کہ اوس تکلیف کے رفع کرنیکے لئے

فرق مابین ہرجہ مشخصہ و تاوان ہندوستان مین بحال نہین ہے

موجود ہون جو بوجہ عدم ایفائے معاہدہ پیدا ہوئی ہو[2]۔ قانون انگلستان مین درمیان اوس زرہرجہ کے جو بطور نقصانات مشخصہ کے واجب الوصول ہو اوراُس رقم کے جو بطور تاوان قابل وصول ہے فرق قایم کیا گیا ہے لیکن واضعان قانون ہند نے اس فرق کو مٹا دیا ہے[3]۔ چنانچہ قانون معاہدہ ہند مین حکم ہے کہ جب کسی معاہدہ کی خلاف ورزی عمل مین آئے تو جس حال مین کہ وہ روپیہ جو کہ معاہدہ مین درج ہوا ایسا ہو کہ بصورت خلاف ورزی معاہدہ کے ادا ہونا چاہیے

(۱) دفعہ ۷۳ قانون معاہدہ ہند۔

(۲) ایضاً تشریح۔

(۳) انڈین لا رپورٹ جلد مدراس صفحہ ۳۴۹۔ جلد ۳۔ ایضاً صفحہ ۲۲۸۔

تو وہ فریق جسکو خلاف ورزی کی شکایت ہو عام اس سے کہ اوس خلاف ورزی سے واقعی نقصان یا ہرجہ کا ہونا ثابت کیا جائے یا نہ کیا جائے مستحق اسکا ہوگا کہ اوس فریق سے جسنے خلاف ورزی کی معاوضہ مناسب جو تعداد مندرجۂ معاہدہ سے زیادہ نہو وصول کرے"[1] اس حکم کا اثر یہ ہے کہ اس سے عدالتون کو ہر صورت مین (بجز اوس صورت کے کہ جب کسی ایسی سرکاری خدمت یا کام کے انصرام کے لیے کوئی اقرار نامہ داخل کیا جائے جس سے عوام کو سروکار ہو جسکے متعلق ایک خاص قاعدہ موجود ہے[2]) اوس تعداد سے زیادہ نہین بلکہ کم دلانیکا اختیار تمیزی حاصل ہے جو کہ معاہدہ مین مندرج ہو۔[3] لیکن اس اختیار تمیزی کو غور اور احتیاط کے ساتھ اور بلحاظ اصول معقول استعمال کرنا چاہیے نہ کہ ظالمانہ طور پر۔ اصول عام کے لحاظ سے تعداد زرہرجہ ڈگری شدہ بقدر اوس ضرر کے ہونی چاہیے جو واقع ہوا تاکہ اوس فریق کو جسے بوجہ نقض معاہدہ نقصان پہونچا ہو وہ فایدہ حاصل ہو جو بصورت واقع نہونے نقض معاہدہ کے فریقین کے منشا کے موافق ہوتا۔ اگر حالات مقدمہ ایسے ہون کہ اوس ہرجہ کی مقدار کا تعین ناممکن ہو جو فی الحقیقت نقض معاہدہ سے واقع ہوا ہو تو ایسی صورت مین عدالتہاے انگریزی نے عموماً اس قاعدہ کے بموجب عمل کیا ہے کہ اگر فریقین نے یہہ اقرار کیا ہو کہ

---

(۱) دفعہ ۷۴ قانون معاہدہ ہند۔
(۲) ایضاً مستثنیٰ
(۳) انڈین لا رپورٹ جلد ۸ کلکتہ صفحہ ۲۸۶۔ ایضاً جلد ۹ صفحہ ۶۹۲۔

بصورت نقض معاہدہ ایک معین رقم بطور مقدار معاوضہ کے سمجھی جائیگی تو معاہد
فریقین مین عدالت سے دست اندازی نہونی چاہیے[1] لیکن قوانین انگلستان
و ہندوستان کے بموجب وہ فریق جسکو نقض معاہدہ سے نقصان پہونچا ہو
بعض صورتون مین علاوہ معاوضہ کے یا بجائے اوسکے **دادرسی خاص** کا
بھی دعوی کرسکتا ہے[2] لیکن دوسرے ممالک کے قوانین کی روسے یہ

دادرسی خاص

---

(۱) انڈین لارپورٹ جلد ۵ الہ آباد صفحہ ۲۵۸ - اون معاملات کے متعلق جنمین یہ قرار داد ہوئی ہو کہ اگر اصل اور سود تاریخ مقررہ پر ادا نہو تو شرح سود مین زیادتی ہوگی دیکھو انڈین لارپورٹ جلد ۶ الہ آباد صفحہ ۳۴ [illegible] انڈین لارپورٹ جلد ۹ کلکتہ صفحہ ۶۱۵ و ۶۸۹ - انڈین لارپورٹ جلد ۱۰ مدراس صفحہ ۲۰۳ - انڈین لارپورٹ جلد ۱۱ مدراس صفحہ ۴۹۲ - انڈین لارپورٹ جلد ۱۲ مدراس صفحہ ۱۶۱ - انڈین لارپورٹ جلد ۱۳ بمبئی صفحہ ۲۰ - انڈین لارپورٹ جلد ۱۵ الہ آباد صفحہ ۲۳۳ - ان مقدمات کے ساتھہ ایک دوسری قسم کے مقدمات کا مقابلہ کرو جنمین شرح سود مین اضافہ صرف زمانہ آئندہ مین واجب الادا ہنین بلکہ تاریخ تمسک سے محسوب ہوتا ہے - مقدمات آخرالذکر مین صرف معقول سود کا دعوی کیا جاسکتا ہے انڈین لارپورٹ جلد ۸ الہ آباد صفحہ ۲۷۰ و ۴۱۴ - انڈین لارپورٹ جلد ۱۴ مدراس صفحہ ۱۶۷ - انڈین لارپورٹ جلد ۱۴ کلکتہ صفحہ ۱۶۵ - انڈین لارپورٹ جلد ۱۷ مدراس صفحہ ۲۲ - اس مسئلہ پر شرح قانون معاہدہ ہند مولفہ کننگھام و شیپرڈ صفحہ ۳۴۲ تا ۳۴۶ طبع ششم مین بخوبی بحث کی گئی ہے نیز دیکھو نمبر ۱۲۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۹ع

(۲) دفعات ۱۲ و ۱۹ - ایکٹ نمبر ا مصدرہ سنہ ۱۸۷۷ع - ایکٹ مجریہ سنہ ۲۲-۱۸۲۱ اجلاس ملکہ معظمہ وکٹوریہ باب ۲۷ -

چارہ کار خاص بلحاظ اس مسئلہ کے کہ "کوئی شخص کسی کام کے انجام پر مجبور نہین کیا جا سکتا" عطا نہین کیا جاتا۔[1] انگلستان اور ہندوستان مین تعمیل خاص اس طور پر بالجبر کرائی جا سکتی ہے کہ فریق قاصر قید یا اوسکی جائداد قرق کی جائے یا قید اور قرقی دونون عمل مین آئین[2]۔ دادرسی خاص حسب ذیل ہوسکتی ہے[3] اسطرح ہوسکتی ہے۔

(الف) کسی جائداد کا قبضہ لیکر کسی دعویدار کو دیا جائے۔ یا

(ب) کسی فریق کو وہی کام کرنے کا حکم دیا جائے جو کسی پابندی کے باعث اوسکو کرنا لازم ہے۔ یا

(ج) کسی فریق کو اوس امر کے کرنے کی ممانعت کی جائے جو اوسکو بموجب کسی پابندی کے نکرنا چاہیے۔

معاہدات جنکی خاص تعمیل ہندوستان مین ہوسکتی ہے حسب ذیل ہین[4]۔ ممکن صورتین

(الف) جس حال مین کہ وہ فعل جسکے عمل مین آنیکا اقرار ہوا ہو کسی کار امانتی کے کل یا جزو کی تعمیل کے لئے وقوع مین آئے۔

(ب) جس حال مین کہ کوئی مقیاس واسطے تحقیق کرنے اوس ہرجہ واقعی کے نہو جو کہ اوس فعل کی عدم تعمیل سے پیدا ہو جسکا اقرار ہوا تھا۔

---

(۱) اصول قانون معاہدہ مولفہ ہالینڈ صفحہ ۲۶۷ نوٹ (۴)۔

(۲) دفعہ ۲۶۰ - ایکٹ ۱۴ مصدرہ ۱۸۸۲ء مجموعہ ضابطہ دیوانی۔

(۳) دفعہ ۵ - ایکٹ نمبر (۱) مصدرہ ۱۸۷۷ء قانون دادرسی خاص۔

(۴) دفعہ ۱۲ - ایکٹ نمبر (۱) مصدرہ ۱۸۷۷ء قانون دادرسی خاص۔

(ج) جس حال مین کہ وہ فعل جسکا اقرار ہوا تھا ایسا ہو کہ معاوضہ نقدی اوسکی عدم تعمیل کا موجب دادرسی کافی کا نہو۔

(د) جب یہ گمان غالب ہو کہ معاوضہ نقدی اوس فعل کی عدم تعمیل کا جسکا اقرار ہوا ہو نہین حاصل ہو سکتا۔

علاوہ برین قانون ہند نے عدالتون کی ہدایت کے لئے یہہ قاعدہ بھی بطور تشریح مقرر کر دیا ہے کہ بجز اسکے اور اوس وقت تک کہ اسکے خلاف ثابت ہو عدالت یہہ قیاس کریگی کہ دادرسی کافی اوس عہد شکنی کی جو بابت انتقال مال غیر منقولہ کے ہو بذریعہ معاوضہ زر نقد نہین ہو سکتی اور دادرسی کافی اوس عہد شکنی کی جو بابت انتقال مال منقولہ کے ہو بذریعہ معاوضہ نقدی ہو سکتی ہے۔

افعال ناجایز بلا تعلق معاہدہ

(۲۵۴) **افعال ناجایز بلا تعلق معاہدہ** وہ افعال ہین جو ایک ایسے فعل یا ترک فعل سے پیدا ہوتے ہین جسکو اوس نقصان سے جو ایک شخص معین کو پہونچایا گیا ہو مندرجہ ذیل طریقون مین تعلق ہو (اس فعل یا ترک فعل سے مراد محض اوس فرض کی عدم تعمیل نہین ہے جو ایک تعلق ذاتی سے پیدا ہوتا ہے مثلاً تعلق امانت دار یا رشتہ زن وشو یا وہ تعلق جو از روے معاہدہ پیدا ہو)[1]۔

---

(۱) قانون ٹارٹ مولفہ پولاک صفحہ ۱۹۔ دیکھو مسودہ قانون افعال ناجایز دیوانی متعلقہ ہند حصتہ ۱ دفعات ۸ و ۹۔

(الف) وہ ایک ایسا فعل ہو جسکے ذریعہ سے مرتکب بلا وجہ یا عذر معقول نقصان پہونچانے کی نیت رکھتا ہو اور فی الواقع نقصان پہونچائے۔

(ب) وہ ایک ایسا فعل ہو جو فی نفسہ خلاف قانون ہو یا ایک خاص فرض قانونی کی عدم تعمیل ہو جس سے ایک ایسا نقصان واقع ہو جسکا پہونچانا اون اشخاص کی نیت مین نہو جنہون نے اوس فعل کا ارتکاب کیا یا اوس فرض کی تعمیل نہین کی۔

(ج) وہ ایک ایسا فعل یا ترک فعل ہو جس سے ایک ایسا نقصان واقع ہو جسکے پہونچانے کی وہ شخص نیت نہ رکہتا ہو جسنے کہ اوس فعل کا ارتکاب کیا یا ترک فعل کیا لیکن اگر تندہی مناسب کرتا تو پہلے سے روک سکتا تھا۔

(د) خاص صورتون مین اوس نقصان کو نہ روکنا جسکا روکنا اوس شخص پر مطلقاً یا چند قیود کے ساتھہ واجب تھا۔

ٹارٹ

ایسے افعال ناجایز کو قانون انگلستان مین ٹارٹ کہتے ہین یہ لفظ زبان فرانسیسی سے اخذ کیا گیا ہے۔ انہین اور جرائم مین یہ فرق ہے کہ ٹارٹ سے مراد اون حقوق ذاتی کی خلاف ورزی یا غصب ہے جو اشخاص منفرد سے بلحاظ اونکی حیثیت انفرادی کے تعلق رکھتے ہین اور جرائم سے مراد اون عام حقوق اور فرایض کی خلاف ورزی ہے

جو تمام جماعت سے بلحاظ اونکی حیثیت اجتماعی کے متعلق ہین (۱) پس یہ کہا

ٹارٹ کی تعریف

جا سکتا ہے کہ **ٹارٹ** ایک فعل ناجائز دیوانی ہے جسمین ذمہ داری خواہ
دوسرون کو بالارادہ مضرت پہونچانے سے یا جس فعل کا کہ اون کے حق
مین کیا جانا واجب ہو اُسپر بالکل لحاظ نہ کرنے سے یا توجہ اور احتیاط مناسب
نہ کرنے سے پیدا ہوتی ہے صورت آخر الذکر مین وہی نتایج ہوتے ہین
جو صورت اول الذکر مین ہوتے ہین گو اونکا وقوع مین لانا مقصود نہ ہو
یا اونکے وقوع مین آنے کی امید نہ ہو (۲) بقول سر فریڈرک پولاک (۳) اس بارہ
مین تمام قانون نے منجملہ اون تین مشہور مسائل کے جنکو جسٹنین نے اپنی (۴)
کی ایک کتاب سے اخذ کیا ہے ایک مسئلہ سے نشو و نما پایا ہے جو یہ ہے کہ
"کسی کو ضرر نہ پہونچایا جائے"۔ قانون کا اصل اصول اسی مسئلہ پر منحصر ہے
اور اسی سے تمام اخلاق کا مقیاس ظاہر ہوتا ہے جو کسی مہذب ملک کے
اصول قانون سے جدا نہین ہو سکتا اور جسکے تسلیم نہ کیے جانے کا نتیجہ یہ ہوگا
کہ جماعہ انسانی مین عام بدنظمی پھیلیگی اور جان معرض خطر مین اور جایداد
غیر محفوظ رہیگی۔ لیکن اس مسئلہ کو اس طرح نہ سمجھنا چاہیے کہ اوس
حق ملکیت کے آزادانہ استعمال مین ہر قسم کی مداخلت صرف اس وجہ سے

---

(۱) تشریحات بلیکسٹن جلد ۴ صفحہ ۴ طبع ۱۸۷۶ء۔
(۲) قانون ٹارٹ مولفہ پولاک صفحہ ۱۸۔
(۳) ایضاً صفحہ ۱۲۔
(۴) ڈائجسٹ ۱ (۱ و ۱) جسٹنین ۱ (۱ و ۳)۔

جایز ہو یہ استعمال مقصودہ سے کسیکو ضرر پہونچنے کا احتمال ہے۔ پس محض یہ امر کہ کسی شخص نے دوسرے شخص کے فعل سے کچھہ نقصان اُٹھایا ہے خواہ مخواہ اوس فعل کو بطور ایک مضرت دیوانی کے ناجایز یا قابل نالش نہین قرار دیگا کیونکہ اگر شخص حقدار اپنے حق کا جایز طریقہ سے استعمال کرے تو وہ اون مضر نتایج پر جو ہر حال مین دوسرے کے حق مین ظہور پذیر ہونگے (مثلاً کسی تجارت کے مقابلہ مین اوسی قسم کی تجارت اختیار کرنے سے) غور کرنے پر مجبور نہین کیا جا سکتا اور نہ وہ ایسے نتایج کا ذمہ دار قرار دیا جا سکتا ہے۔ اِس قسم کے مقدمات مین یہ قاعدہ قانون اختیار کرنا چاہیے کہ "جو شخص کسی ایسی شے کا استعمال کرے جو قانوناً خود اوسکی ملک ہو تو یہ سمجھا جائیگا کہ وہ کسی کو ضرر نہین پہونچاتا" اور اگر کوئی ہرجہ وقوع مین آئے تو وہ ہرجہ بغیر مضرت قانونی متصور ہوگا۔

وجہ تحریک پر لحاظ نہین کیا جاتا

(۲۵۲-الف) یہ امر بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ علی العموم قانون انگلستان کے مطابق مضرت دیوانی کے لئے **وجہ تحریک** کا وجود لازمی نہین ہے ایک نامی مقدمہ ایلن بنام فلڈ[1] مین لارڈ واٹسن نے وضاحت کے ساتھہ بیان کیا ہے کہ "دوسرے شخص کے حقوق دیوانی مین دست درازی کرنا فی نفسہ ایک مضرت قانونی ہے جسکے ساتھہ دسکے

---

(۱) دسمبر ۱۸۹۸ء مقدمات اپیل صفحہ ۹۲ - نیز دیکھو مقدمہ براڈفرڈ کارپوریشن بنام پیکلس دسمبر ۱۸۹۵ء مقدمات اپیل صفحہ ۵۸۷-

لازمی نتایج کی تلافی کی ذمہ داری اوس حد تک، البتہ ہے، جہانتک کہ وہ نتایج اوس شخص کے حق مین مضر ہون جسکے حق کی خلاف ورزی عمل مین آئی ہو۔ عام اس سے کہ وجہ تحریک اوسکی اچھی ہو یا بُری۔ لیکن کسی ایسے فعل کی صورت مین جو فی نفسہ ناجایز نہ ہو ایک بُری وجہ تحریک کے وجود سے وہ فعل مضرت دیوانی نہین بن جائیگا جسکی تلافی واجب ہو۔ اگر ایک فعل ناجایز کا ارتکاب عمداً اور اوسکے مضر نتایج کے ارادہ سے کیا جائے تو وہ قانون کی نگاہ مین مبنی بر خباثت ہو سکتا ہے لیکن ایسی خباثت کی اصلی خاصیت اس امر پر منحصر ہے کہ فعل مرتکبہ خلاف ورزی قانون کی حد تک پہونچتا ہے۔"

اقسام افعال ناجایز

(۲۵۴) ایسے افعال ناجایز کے جنکے لئے قانون چارہ کار دیوانی عطا کرتا ہے بالتفصیل بیان کرنے کی کوشش کرنا اگر کسیقدر کامیابی کے ساتھ ممکن ہو تو بھی اس کتاب کے احاطہ مطلب سے خارج ہوگا لیکن ایک فہرست ذیل مین دیجاتی ہے جسمین ٹارٹ کی معمولی اور اہم اقسام تین شقون مین اس طور پر بتائی گئی ہین کہ باسانی سمجھہ مین آسکین شاید اس سے بہتر تقسیم ممکن نہوگی۔[1]

شق (الف)

افعال ناجایز جو انسان کی ذات سے متعلق ہین

---

(۱) قانون ٹارٹ مولفہ پولاک صفحہ ۷۔ دیکھو تقسیم حقوق ذاتی، جو مسٹر جسٹس کیو نے بمقدمہ ملین بنام فلڈ (۱۸۹۸ع) مقدمات آپل صفحہ ۲۹ کی ہے۔

(۱) وہ افعال ناجایز جو کسی شخص کی حفاظت ذاتی یا آزادی ذاتی پر موثر ہون (مثلاً حملہ حبس بیجا)۔

(۲) وہ افعال ناجایز جو خاندان کے تعلقات ذاتی پر موثر ہون۔ (مثلاً عورت کو یا نوکرون کو پھسلا لیجانا۔)

(۳) وہ افعال ناجایز جو نیک نامی پر موثر ہون (مثلاً ازالہ حیثیت عرفی)۔

(۴) وہ افعال ناجایز جو کسی شخص کی جایداد حالت اور عموماً آسایش زندگی پر موثر ہون (مثلاً مغالطہ دہی و اہانت استحقاق و استغاثہ فوجداری مبنی بر عداوت و سازش)۔

شق (ب)

افعال ناجایز متعلقہ جایداد

(۱) مداخلت بیجا۔ (الف) اراضی پر (مثلاً حقوق آسایش مین مزاحمت کرنا وغیرہ)۔

(ب) مال منقولہ مین (مثلاً تصرف بیجا وغیرہ)۔

(۲) اون حقوق مین دست اندازی کرنا جو مثل جایداد کے ہین (مثلاً پیٹنٹ یعنے سند ایجاد اور حق مصنفی وغیرہ)

شق (ج)

افعال ناجائز متعلقہ جسم و مال و جائداد

(۱) امر باعث تکلیف۔

(۲) غفلت۔

(۳) اون معاملات مین خلاف ورزی کرنا جو بالخصوص جائداد غیر منقولہ کے قبضہ سے اور اشیائے خطرناک کی ملکیت اور حفاظت سے اور چند عام پیشون کی بجا آوری سے متعلق ہین۔

مقدار نقصان جسکے بموجب ہرجہ دلایا جائے

(۲۵۴) جب کبھی کسی فعل ناجائز قابل نالش کا ارتکاب ہو تو فریق متضرر ہرجہ پانے کا مستحق ہے۔ انگلستان مین اوس مقدار نقصان کی تجویز جسکے بموجب ہرجہ دلایا جائے جج کے ذمہ ہوتی ہے اور تعداد زرہرجہ کا تعین جوری[1] کرتی ہے۔ ہندوستان مین چونکہ عدالت جج اور جوری دونون کے لوازم خدمت کو انجام دیتی ہے لہذا اوس اصول کی تجویز کہ جسپر ہرجہ کی تشخیص ہونی چاہئے جج کرتا ہے اور تعداد زرہرجہ بھی جس کے پانے کا مدعی مستحق ہو وہی معین کرتا ہے۔ ہرجہ کی تین قسمین ہین (الف)

---

(۱) "جوری" سے مراد وہ اشخاص ہین جو قانون کے مطابق کسی مقدمہ مین امور واقعاتی کی تجویز کے لئے منتخب کئے جائین اور شہادت پیش شدہ پر غور کرنیکے بعد اون امور کے متعلق اپنی رائے ظاہر کرین۔ مترجم۔

ہرجہ برائے نام ۔ (ب) ہرجہ معمولی ۔ اور (ج) ہرجہ عبرت انگیز ۔

ہرجہ برائے نام

ہرجہ برائے نام وہ ہے جو اوس خرچہ اور تکلیف سے جو بوجہ نالش عاید ہو کوئی نسبت نہین رکہتا اور جو رقم دلائی جاتی ہے وہ اسقدر خفیف ہوتی ہے کہ یہہ کہا جا سکتا ہے کہ باعتبار مقدار کے اوسکا وجود ہی نہین ہے ۔ اس قسم کا ہرجہ صرف اوس صورت مین ممکن ہے جبکہ ایک حق مطلق کی خلاف ورزی عمل مین آئے اور کوئی ایسا نقصان واقع ہو جسکا اندازہ معاوضہ زر نقد مین ہو سکے[1] یہہ ایک ایسے فعل ناجایز کی مثال ہے جسمین نقصان حقیقی واقع نہ ہو لیکن باوجود اس کے یہہ قیام نالش کے لئے کافی ہے[2] ایسے مقدمات مین نالش کی صرف یہہ غرض ہوتی ہے کہ حق ثابت کیا جائے اور چونکہ ہر مضرت مین نقصان کا ہونا سمجہا جاتا ہے[3] لہذا قانون بابت اوس دست اندازی کے جو حق مین ہوئی ہو ہرجہ برائے نام عطا کرکے

(۱) قانون ٹارٹ مولفہ پولاک صفحہ ۱۵۸ ۔

(۲) کالی کشن ٹگور بنام جدولعل ملیک (سنہ ۱۸۷۹ع) فیصلہ جات پریوی کونسل مؤلفہ بیورام جلد ۱ صفحہ ۲۸۹ ۔

(۳) حسب تجویز لارڈ ہولٹ چیف جسٹس بمقدمہ اشبی بنام وہائیٹ رپورٹ لارڈ ریمنڈ صفحہ ۹۵۵ ۔

مقدمہ کے مابہ الاحتیاج کو رفع کرتا ہے۔ مثلاً ایک شخص دوسرے پر جو اوسکی
زمین پر سے گھوڑے پر سوار ہو کر گذرے نالش کرے گو اوس سے کوئی نقصان
اوسکا نہ ہوا ہو۔ لیکن جس حال مین کہ کوئی فرض مطلق کسی فعل کے کرنے
سے باز رہنے کا نہو بلکہ صرف یہہ فرض ہو کہ وہ فعل اس طرح نہ کیا جائے کہ اوس سے
نقصان حقیقی ہو تو ایسے تمام مقدمات مین نقصان حقیقی کا ثبوت مدعی کے
حق کی بنا ہے اور ہرجہ برائے نام کا سوال پیدا نہین ہوتا۔ نیز ثبوت
ہرجہ ایسا ہونا چاہیے جو ایک معمولی سمجہہ کے گواہ کی جانب سے ایک
معمولی سمجہہ کی جوری کے سامنے ظاہر کیا جا سکے نہ محض اس قسم کا کہ ایک
ماہر علم طبعی کی خردبین یا ایک کیمیاگر کے امتحانات سے متحقق ہو سکے
پس قانون اون نتایج پر توجہ نہین کرتا جو انسان کے حواس معمولی سے
محسوس ہونیکے قابل نہون۔ لہذا اگر ایک مقدمہ مین جسمین وہنوئین اور
زہریلے ابخرون کی وجہ سے امر باعث تکلیف کا ہونا بیان کیا جائے
یہہ ثابت کیا جائے کہ ہر لمحہ مین زہر کے ایک جزلاتیجزی کا دس لاکہوان
حصہ ایک درخت مین جذب ہوا یا ایک ذرہ خاک کا دس لاکہوان
حصہ ایک درخت پر جم گیا تو یہہ کوئی وجہ اس امر کی نہوگی کہ بذریعہ حکم
امتناعی دست اندازی کی جائے گو دس لاکہہ لمحہ کے منقضی ہونے
پر زہر یا خاک کے ریزے آسانی سے معلوم ہو سکین[1]۔ پس اس سے

(۱) حسب تجویز جسٹس جیمس بمقدمہ گلوین بنام ارتہہ برالسنی ہیتہ کول کمپنی (سنہ ۱۸۶۹ع) لا رپورٹ چانسری جلد ۹ صفحہ ۷۰۵۔

یہ نتیجہ نکلتا ہی کہ جو کچھہ رقم دلائی جاے خواہ وہ کثیر ہو یا خفیف اوس سے
مدعی کو بابت اوس نقصان کے جو اوسکو فی الواقع پہونچا ہو معاوضہ بمقدار
واجبی ملنا چاہیے۔ لیکن اس امر کا معیار کہ بنظر حالات مقدمہ مقدار واجبی
کیا ہوگی خواہ مخواہ یہہ نہ ہونا چاہیے کہ مدعی کو اوسکی حالت سابقہ پر بحال
کرنیکے لئے کس قدر خرچہ ہوگا۔ قانون کا منشا یہہ نہین ہے کہ مدعی اپنی حالت
سابقہ پر بحال کیا جاے بلکہ یہہ ہے کہ اوسکو معاوضہ دلایا جاے اور
صحیح معیار یہہ ہے کہ ہر خاص مقدمہ کے حالات کے لحاظ سے فریق
متضرر کو بابت اوس مضرت کے جو اوسے پہونچائی گئی کسقدر رقم دلانے
سے مناسب اور معقول معاوضہ ملیگا اور جو اندازہ مدعی نے قایم کیا ہو
وہ تعداد انتہائی تصور کیا جائیگا یعنے اوس سے زیادہ معاوضہ نہین دلایا
جائیگا۔ اس اصول پر جو ہرجہ دلایا جاتا ہے وہ ہرجہ معمولی کہلاتا ہے
لیکن بعض اوقات فعل ناجایز نہ صرف مضرت حسب مفہوم معمولی ہوتا ہے
بلکہ وہ خود فی نفسہ اسقدر سنگین اور قابل اعتراض ہوتا ہے یا اوس کا
ارتکاب ایسے حالات مین کیا جاتا ہے کہ مضرت کی نوعیت بڑہ جاتی
ہے اور توہین یا بے حرمتی ہوتی ہے کہ مقدار ہرجہ کا تعین کسی
سخت قاعدہ ہندسیہ کے مطابق کرنا محال ہوتا ہے۔ مثلاً سخت
ازالۂ حیثیت عرفی یا مصمم ارادہ کے ساتھہ فریب کے ذریعہ سے

عبرت انگیز

کسی کی مٹی کو پھیلا پھیلانا یا بلاوجہ کسی کی زمین پر مداخلت بیجا کرنا اور تشدد اور بے اعتدالی کے ساتھہ ایسی مداخلت جاری رکھنا یہہ سب ایسی مثالین ہین جنمین مدعاعلیہ کے طریق عمل کی نسبت واجبی طور پر اظہار ناپسندیدگی کیا جاکر ھرجہ دلایا جاتا ہے اور چونکہ ایسی صورتون مین مدعی کے نقصان حقیقی کی مقدار کی وجہہ سے نہین بلکہ بوجہ مدعاعلیہ کے فعل ناجائز کی نوعیت کے اظہار خفگی کیا جاتا ہے لہذا ھرجہ عبرت انگیز کہلاتا ہے (۱)

ایک ہی بنائے دعوی کی بابتہ ہرطرح کا دعوی صرف ایک ہی دفعہ ہوسکتا ہے۔

(۲۵۵) یہہ ایک ضابطہ کا قاعدہ ہے کہ ہر نالش مین وہ تمام دعوے شامل کیا جائے گا جو مدعی بنائے دعوے پر قایم کر سکتا ہو (۲) یہہ قاعدہ اس اصول مسلمہ پر مبنی ہے کہ "فائدہ ملک کا اسی مین ہے کہ نالشات کم ہون (۳)" اگرچہ قاعدہ ٹارٹ سے متعلق کیا جائے تو ضرور ہے کہ اسکے لحاظ سے اوس کل

(۱) قانون ٹارٹ مولفہ پولاک صفحہ ۱۶۲ و ۱۶۳ -

(۲) دفعہ ۴۳ - ایکٹ ۱۴ بابت ۱۸۸۲ء مجموعہ ضابطہ دیوانی -

(۳) دیکھو اس مسئلہ کا اطلاق بمقدمہ بارچ بنام بروفیلڈ لا ٹائمس جلد ۶ صفحہ ۴۹۵ - رپورٹ سوریل جلد ۹ صفحہ ۲۸۶ -

ہرجہ کا دعوے اور اوسکی تشخیص ایک ہی وقت مین کی جائے جو ایک ہی بنائے دعوے سے منتج ہو جیسا کہ جسٹس بیسٹ سنے کہا ہے کہ "جبکہ کُل شئے کی ایک ہی گردن ہو اور وہ مدعا علیہ کے فعل سے کٹ جائے تو صرف ایک ہی حق نالش ہوتا ہے اور اُس کا ایفا ایک ہی وقت مین ہو جانا چاہیے"(۱) مثلاً اگر کسی شخص کے حق مین ضرر جسمانی کی بابت فیصلہ صادر ہوا اور بعد مین اوسکو معلوم ہو کہ پہلے جس قدر ضرر اوسنے خیال کیا تھا اوس سے زیادہ ضرر اوسکو پہونچا ہے تو وہ مجدداً نالش نہین کر سکتا(۲) اسی طرح جو شخص زدوکوب یا ضرر کی نالش کرنا چاہے اوسکو لازم ہے کہ تمام ہرجہ گذشتہ موجودہ اور آیندہ معین اور غیر معین کی نالش ایک ہی وقت مین کرے - یہ جایز نہین ہے کہ وہ پہلے اوس ضرر کی بابت جو اوسکے ہاتھ کو پہونچا ہو نالش کرے اور اوسکے بعد علٰحدہ نالش اوس ضرر کی بابت کرے جو اوسکی پسلی کو پہونچا ہو گو کہ اوسے اوس وقت جبکہ اوسنے پہلے نالش دایر کی

(۱) رچرڈسن بنام میلش رپورٹ بنگہام جلد ۲ صفحہ ۲۴۰ -

(۲) قانون ٹارٹ مولفہ پولاک صفحہ ۱۶۵ -

آخرالذکر ضرر کا علم نہ تھا[1]۔ علی ہذا ایک کھیت کے پٹہ دار نے
بوجہ اس دروغ بیانی کے کہ اوس کھیت مین بدررو کا کامل انتظام تھا
ہرجہ کی نالش کی تو یہ قرار پایا کہ بنائے دعوی ختم ہو گئی اور بابت
اوس ہرجہ مابعد کے جو اوسی دروغ بیانی سے پیدا ہوا جدید
نالش نہین ہو سکتی[2] لیکن ظاہر ہے کہ جس صورت مین صحیح
بنائے دعوی ایک ہی نہ ہو گی تو اوس سے یہ قاعدہ متعلق
نہو گا۔ مثلاً ایک مضرت سابق کی بابت ہرجہ پانا مانع اس امر کا نہو گا
کہ بابت مضرت مابعد کے جو اوسی فعل سے منتج ہوئی ہرجہ دلائے
جانے کے لئے پھر نالش کی جائے بشرطیکہ وہ فعل فی نفسہ قانوناً
ناجائز نہو۔ ایسی صورت مین بنائے دعوی بوجہ وقوع نقصان
پیدا ہوتی ہے نہ بوجہ اوس فعل کے۔ اسکی مثال مقدمہ ڈارلی
مین کالیری کمپنی بنام مچل مین ہاوس آف لارڈس کی تجویز سے
مل سکتی ہے[3]۔ اس مقدمہ مین رسپانڈنٹ کی زمین مین سے کوئلہ کے

---

(۱) حسب تجویز ڈارلی مقدمہ ڈارلی مین کالیری کمپنی بنام مچل لاء رپورٹ مقدمات اپیل جلد ۱۱ صفحہ ۱۲۱۔
(۲) کلارک بنام یورک شائر جرنل جلد ۲۵ چانسری صفحہ ۳۲۔
(۳) لاء رپورٹ مقدمات اپیل جلد ۱۱ صفحہ ۱۴۴۔

پٹہ داروں نے اس طرح کوئلہ نکالا کہ ۱۸۶۸ء مین زمین کٹ گئی اور
اوسپر کے چند مکانوں کو نقصان پہونچا۔ جو نقصان اسطرح واقع ہوا تھا
اوسکا معاوضہ پٹہ داروں نے ادا کیا۔ اسکے بعد اونھوں نے کام موقوف
کیا لیکن بعد ۱۸۸۲ء مین اور زمین کٹ گئی اور زیادہ نقصان ہوا۔ ہاوس آف
لارڈس نے تجویز کی کہ جو زمین بعد مین کٹ گئی تھی اوسکی بابت بنائے
دعوی اوس وقت تک پیدا نہین ہوئی تھی جب تک کہ زمین دوسری دفعہ
کٹ نہین گئی اور جو نقصان کہ اوسکی وجہ سے ہوا اوسکی بابت نالش
ہوسکتی تھی[۱] واضح ہو کہ حق حفاظت ذاتی اوس حق سے مختلف ہے
جس کی روسے ہر شخص اپنے مال سے بلا ضرر متمتع ہونے کا مجاز ہے[۲]
مثلاً کسی شخص کے مال مین مداخلت بیجا کرنا اور اوسکے جسم کو ضرر پہونچانا
ایک ہی بنائے دعوے نہین ہے اور یہ امر قابل لحاظ نہین ہے کہ آیا
نقصان بالارادہ پہونچایا گیا یا غفلت سے ۔ مثلاً جبکہ مدعی کی گاڑی
مدعی علیہ کے چھکڑے سے جسکو مدعا علیہ کا نوکر غفلت سے ہانک رہا تھا ٹکرائی
اور اوس گاڑی کو نقصان اور مدعی کو ضرر جسمانی پہونچا تو تجویز ہوئی کہ مدعی کو

(۱) بالخصوص لارڈ برامویل کا فیصلہ قابل ملاحظہ ہے صفحہ ۱۴۴-۱۴۷۔

(۲) ڈائجسٹ ۹ (۱۳۰۲)۔

اختیار تھا کہ جو نقصان گاڑی کو پہونچا اوسکی بابت نالش کر کے ہرجہ وصول کرنے کے بعد ضرر جسمانی کی بابت علیحدہ نالش کرے[1]

خاص ہرجہ جو بوجہ ایسے فرض کی عدم تعمیل کے واقع ہو جو بذریعہ قانون قایم کیا جائے

(۲۵۶) جس صورت مین کہ کسی شخص کو ایک ایسے فرض عام کی عدم تعمیل کی وجہ سے جو بذریعہ قانون مقرر کیا گیا ہو کوئی خاص نقصان پہونچے تو یہ امر کہ آیا اوس خاص شخص کو ذاتی حق ارجاع نالش کا حاصل ہو سکتا ہے یا نہین اوس قانون کی وسعت اور عبارت بہ ہیئت مجموعی پر منحصر ہے۔ اگر واضعان قانون نے بوقت قایم کرنے فرض کے فریق متضرر کے لئے کوئی خاص طریقہ چارہ کار ذاتی کا بھی مقرر کیا ہو تو عموما یہہ قیاس کیا جائیگا کہ سوا اوس چارہ کار کے جو مقرر کیا گیا ہے کسی اور چارہ کار کا عطا کرنا مقصود نہ تھا اور وہی ایک چارہ کار ہے[2]۔ لیکن ضرور ہے کہ وہ ضرر جسکی بابت نالش کی جائے اوس نقصان مین داخل ہو جو قانون مذکور مین مقصود ہو[3]

یہ قاعدہ کہ چارہ کار قانونی اوس شخص کو حاصل نہین ہے جو مرتکب فعل ناجائز بر بنائے جرم سنگین کے استغاثہ کر سکتا تھا ہندوستان سے متعلق نہین ہے

(۲۵۷) جس صورت مین کہ وہی واقعات ایک جرم سنگین کی حد تک پہونچتے ہون اور ایسے ہون کہ اونکے فی نفسہ ایک فعل ناجایز

---

(۱) برنٹن بنام ہمفری لا رپورٹ جلد ۱۴ کوینس بنچ ڈیویژن صفحہ ۱۴۱۔

(۲) قانون ٹارٹ مولفہ پولاک صفحہ ۱۶۸۔

(۳) اٹکنسن بنام نیوکاسل واٹر ورکس کمپنی لا رپورٹ جلد ۲ ۔ ایکسچکر ڈیویژن صفحہ ۴۴۱۔

دیوانی پیدا ہو تو عدالتہاے انگلستان نے سابق مین یہہ قاعدہ اختیار کیا تہا کہ چارہ کار دیوانی ایک ایسے شخص کو حاصل نہین ہو سکتا جو مرتکب فعل ناجایز پر بابت اوس جرم سنگین کے استغاثہ کر سکتا تہا اور جو ایسا کرنے سے قاصر رہا معلوم ہوتا ہے کہ یہ قاعدہ اس اصول پر مبنی تہا کہ عامہ خلایق کے فائدہ کے لیے ضرور ہے کہ قبل اسکے کہ شخص متضرر کو چارہ کار دیوانی اختیار کرنے کی اجازت دیجاے قانون کا منشا پورا ہو جاے (۱) لیکن حال کے مقدمات نے گو در اصل اس قاعدہ کو منسوخ نہین کیا ہے مگر اوسکی تاثیر کو بہت کچہہ محدود کر دیا ہے اور اب یہہ کہنا مشکل ہے کہ قاعدہ مذکور کی وسعت کیا ہے یا اوسکو کسطرح متعلق کرنا چاہیے (۲) عرصہ ہوا کہ ہندوستان مین طے ہو چکا ہے کہ یہہ قاعدہ بالکل غیر متعلق ہے (۳)

---

(۱) ایلبی بنام فرانکلین (۱۸۸۵ع) کوینس بنچ ڈیویژن جلد ۱۷ صفحہ ۴۹ -

(۲) دیکہو مقدمہ میڈلینڈ انشورینس کمپنی بنام اسمیتھ (۱۸۸۱ع) کوینس بنچ ڈیویژن جلد ۶ صفحہ ۵۶۸ - مقدمہ شیپرڈ (۱۸۷۶ع) چانسری ڈیویژن جلد ۱ صفحہ ۶۶ - قانون ٹارٹ مولفہ پولاک صفحہ ۱۶۳ - مسودہ قانون افعال ناجایز دیوانی متعلقہ ہند مرتبہ پولاک صفحہ ۵ نوٹ متعلقہ دفعہ ۱۲ -

(۳) ویکلی رپورٹر جلد ۲ صفحہ ۹ - انڈین لا رپورٹ جلد ۳ مدراس صفحہ ۶ جلد ۴ مدراس صفحہ ۱۴ جلد ۹ مدراس صفحہ ۴۶۳ - دیکہو راے لارڈ میکالے مندرجہ رپورٹ تمہیدی مجموعہ تعزیرات ہند نوٹ (آ) صفحہ ۴۴۴ و ۴۱۴ جلد ۷ - تصنیفات لارڈ میکالے مولفہ لیڈی ٹریولین -

مقام وقوع فعل ناجایز سے چارہ کار پر اثر پڑ سکتا ہے

(۲۵۸) مقام وقوع فعل ناجایز سے بھی چارہ کار پر اثر پڑ سکتا ہے مثلاً اگر اوسکا ارتکاب ایک ایسے مقام پر ہوا ہو جو عدالت کی حدود ارضی سے باہر اور کسی عدالت غیر کی حدود ارضی کے اندر واقع ہو تو یہ سوال کہ آیا شخص متضرر کو چارہ کار حاصل ہے یا نہین انگلستان مین قواعد مندرجۂ ذیل کے اطلاق پر منحصر ہوگا [1] چار مختلف صورتین فرض کیجا سکتی ہین

(الف) جس صورت مین کہ کوئی فعل اوس عدالت کے قانون کی روسے جہان نالش دائر کیجاے اور نیز اوس مقام کے قانون کے بموجب جہان اوسکا ارتکاب ہوا ہو ناجایز یا قابل مواخذہ ہو تو دونون مقامات کے قوانین مین کوئی اختلاف نہین ہے اور بظاہر کوئی چارہ کار ہی نہین ہے۔

(ب) جس صورت مین کہ کوئی فعل اوس مقام کے قانون کی روسے جہان اوسکا ارتکاب ہوا ناجایز ہو لیکن اگر انگلستان مین اوسکا ارتکاب ہوتا تو ناجایز نہوتا تو عدالت ایک ایسے فعل کی بابت جس سے خود اوسکے اصول کے مطابق اوس شخص پر جسکے نام ہرجہ کا دعوی کیا جاے کوئی مواخذہ عائد نہین ہوتا کوئی چارہ کار ہرجہ کی شکل مین عطا نہین کریگی۔

---

(۱) قانون ٹارٹ مولفہ پولاک صفحہ ۱۷۵۔ نیز دیکھو کانفلیکٹ آف لاز مولفہ ڈایسی صفحہ ۶۵۹۔

(ج) جس صورت مین کہ کوئی فعل قانون انگلستان کی روسے ناجایز ہو لیکن اوس مقام کے قانون کے بموجب جہان اوسکا ارتکاب ہوا ناجایز یا قابل مواخذہ نہو تو بھی عدالتہاے انگلستان ارجاع نالش کی اجازت نہ دینگی اور ایسی صورت مین یہہ امر قابل لحاظ نہین ہے کہ آیا وہ فعل اوس مقام کے قانون کی روسے جہان اوسکا ارتکاب ہوا ابتداءً سے جایز تھا یا اوس وقت جایز نہ تھا لیکن بعد مین اوس مقام کے حاکم اعلیٰ کے حکم سے جایز یا ناقابل مواخذہ قرار دیا گیا[1]۔ لیکن جس حال مین کہ اوس مقام کا قانون ایک صریح فعل ناجایز کی بابت (مثلاً جبکہ رعایاے برطانیہ مین سے ایک شخص دوسرے شخص پر بغیر کسی خاص وجہہ یا عذر کے حملہ کرے) کوئی چارہ کار عطا نہ کرے تو غالباً ایسی صورت قاعدۂ مذکور کی تاثیر سے مستثنیٰ سمجھی جائیگی[2]۔

(د) جس صورت مین کہ کوئی فعل دونون قوانین کی روسے ناجایز ہو تو بلا لحاظ قومیت فریقین کے انگلستان مین نالش ہوسکیگی بشرطیکہ بناے دعوے کی نوعیت کلیتاً مختص المقام نہو مثلاً

(۱) بلاڈ بنام بامفیلڈ۔ رپورٹ سوانسٹن جلد ۲ صفحہ ۶۰۳ و ۶۰۴۔ فیلپس بنام آئر لا رپورٹ کوئنس بنچ ڈویژن جلد ۶ صفحہ ۱۔

(۲) اسکاٹ بنام لارڈ سیمور۔ لا جرنل اکسچیکر جلد ۳۲ صفحہ ۶۱۔

مداخلت بیجا بر اراضی[1]

تکمین فعل ناجایز مشترکہ پر منفرداً نالش ہو سکتی ہے-

(۲۵۹) جبکہ کسی فعل ناجایز کے ارتکاب مین ایک سے زیادہ اشخاص شریک ہون تو شخص متضرر حسب مرضی خود اون تمام اشخاص یا اون مین سے کسی ایک یا چند اشخاص کے مقابلہ مین چارہ کار اختیار کر سکتا ہے - یہہ قاعدہ اس وسیع مسئلہ پر مبنی ہے کہ مرتکبین فعل ناجایز مشترک مین ہر شخص جملہ اشخاص کے فعل کا (یعنے اوس کل نقصان کا جو فعل مذکور سے واقع ہو) ذمہ دار ہے[2] یہ عذر قابل پذیرائی نہین ہے کہ وہ شخص کسی دوسرے کی جانب سے اور اوس کے فائدہ کے لئے بطور ایک کارندہ یا ملازم کے عمل کرتا تھا گو وہ دوسرا شخص بھی ایسی صورت مین ذمہ دار ہو سکتا ہے قانون دیوانی مرتکبین فعل ناجایز مین ذمہ داری کے مدارج قائم کرنے سے انکار کرتا ہے - لیکن جبکہ مدعی منجملہ چند مرتکبین مشترک کے ایک شخص پر نالش کرنا پسند کرے تو وہ اس سے

(۱) دی ہیلی لاء رپورٹ پریوی کونسل جلد ۲ صفحہ ۲۰۲ - برٹش ساوتھہ افریقہ کمپنی بنام کمپانیا ڈی موزامبیک (۱۸۹۳ع) مقدمات اپیل صفحہ ۶۰۲ -

(۲) لیونگسٹن بنام بشپ رپورٹ جانسن صوبجات متحدہ امریکہ جلد ۱ صفحہ ۲۹۰ - قانون ٹارٹ مولفہ پولاک صفحہ ۱۷۰ و ۱۷۰ -

بلحاظ اس مسئلہ کے پابند ہو جائیگا کہ "جب کسی شخص کو منجملہ دو اشیا کے جو ایک دوسرے کے مغائر ہون کسی ایک شئے کے پسند کرنے کا اختیار ہو اور وہ اوس شئے کو پسند کرے تو یہ انتخاب قطعی اور غیر قابل تبدیل ہوگا[1] جب کسی فعل ناجائز کے مرتکبین مشترک مین سے ایک یا زیادہ اشخاص کے مقابلہ مین فیصلہ حاصل کیا جائے تو قانون انگلستان کے بموجب اوسی امر کے متعلق باقی اشخاص پر نالش نہین کیجا سکتی باوجود اسکے کہ مقدمہ اول کے فیصلہ کی تعمیل نہ ہوئی ہو[2] یہ اس بنا پر ہے کہ فیصلہ حاصل ہونے سے بنائے دعوی اوس فیصلہ مین شامل ہو جاتی ہے اور ایک ہی فعل ناجائز کی بابت کثیر التعداد نالشات کی اجازت دینا اوس اصول آسایش عامہ خلایق کے خلاف ہوگا جو اس مسئلہ مین ظاہر کیا گیا ہے کہ "فائدہ ملک کا اسی مین ہے

(۱) دیکھو مقدمہ اسکارف بنام جارڈین مقدمات اپیل جلد ۷ صفحہ ۳۶۰ - لاجرنل کوئنس بنچ جلد ۱۵ صفحہ ۶۱۲ -

(۲) عدالتہائے امریکہ اس سے کسیقدر مختلف قاعدہ پر عمل کرتی ہین - دیکھو مقدمہ لوگسٹن بنام جانسٹن رپورٹ جانسن صوبجات متحدہ امریکہ جلد ۱ صفحہ ۲۹۰ -

کہ نالشات کم ہون،،[1]

قاعدہ متعلقہ حصہ رسدی متکبین فعل ناجایز

(۲۶۰) اگر منجملہ مرتکبین فعل ناجایز صرف ایک شخص پر نالش کی جاے اور اوس سے کل ہرجہ دلایا جاے تو وہ دوسرے اشخاص سے حصہ رسدی پانے کا مستحق نہین ہے۔ لیکن اس قاعدہ کی وسعت اون مقدمات پر محدود کر دی گئی ہے جن مین فعل مذکور صریحاً ناجایز ہو کیونکہ ایسی صورتون مین ہر مرتکب کی نسبت یہہ قیاس کیا جائیگا کہ وہ جانتا تہا کہ وہ ایک ناجایز فعل کر رہا ہے۔[2] جس صورت مین کہ فعل مذکور بوجہ عدم واقفیت نیک نیتی سے کیا گیا ہو تو اوس پر قاعدہ متذکرۂ صدر کا اطلاق نہوگا۔ کل قاعدہ ان الفاظ مین بیان کیا جا سکتا ہے کہ ”جو شخص بوجہ شامت کے مرتکب فعل ناجایز ہو وہ اوس شخص سے جسکی اجازت ظاہری کی بنا پر اوسنے نیک نیتی سے عمل کیا ہو مستحق بری الذمہ کیے جانے کا ہے۔ لیکن جو شخص عمداً یا غفلت سے مرتکب فعل

(۱) حسب تجویز لارڈ ایلنبرا بمقدمہ بریسمیڈ بنام ہریسن لا رپورٹ جلد ۷ کامن پلیز صفحہ ۵۵۳۔

(۲) اڈمسن بنام جارویس رپورٹ بنگہام جلد ۴ صفحہ ۷۳۔ قانون ٹارٹ مولفہ پولاک صفحہ ۱۷۰ و ۱۷۱۔

ناجایز ہو وہ مستحق نہین ہے کہ حصہ رسدی پاسئے یا بری الذمہ کیا جائے۔[1]

انتقال حقوق ارجاع نالش۔

(۲۶۱) ہم دیکھہ چکے ہین کہ ایک حق یا شئے قابل ارجاع نالش عموماً شخص حقدار کی طرف سے منتقل ہوسکتی ہے اور خود منتقل الیہ اسپنے نام سے اوس حق کے نفاذ کے لئے نالش کرسکتا ہے۔[2] لیکن اس قسم کے حق کی نسبت یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اگر وہ کسی ایسے فعل سے پیدا ہو جس سے ایک شخص معین کو ضرر پہونچے اور یہ ضرر بالکل ذاتی اور سوائے موت کے ہو تو ایسے حق کو خاص اوس شخص کی ذات سے اسقدر گہرا تعلق رہتا ہے کہ وہ اوس شخص کی وفات پر ساقط ہوجاتا ہے۔ اسلئے شخص متضرر کی جایداد کو کوئی حق حاصل نہین ہوتا اور مرتکب فعل ناجایز کی جایداد بھی مواخذہ سے بری رہتی ہے۔[3]

(۱) قانون ٹارٹ مولفہ پولاک صفحہ ۱۷۱ و ۱۷۲۔

(۲) دیکھو فقرہ (۲۱۷) کتاب ہذا۔

(۳) چنانچہ ایک مقدمہ مین جس مین مدعی نے کوٹھی ٹاڈ اینڈ کمپنی کے نام ہرجہ کی بابت اور بغرض حصول حکم امتناعی بابت اون افعال ناجایز کے جنکا ارتکاب کوٹھی مذکور نے کیا تہا نالش کی اور کوٹھی مین صرف ایک ہی شخص مسمی ٹاڈ تہا جو ارجاع نالش سے چھہ مہینے سے زیادہ عرصہ کے بعد فوت ہوگیا اور مقدمہ اوسکے اوصیا کے مقابلہ مین جاری رکہا گیا یہ تجویز ہوئی کہ چونکہ ٹاڈ اون افعال کے ارتکاب سے جنکی بابت نالش کی گئی تہی چھہ مہینے سے زیادہ عرصہ کے بعد فوت ہوگیا تہا اسلئے اوسکے اوصیا کے نام ہرجہ یا حکم امتناعی کی بابت نالش نہین ہوسکتی۔ کرک بنام ٹاڈ چانسری ڈیویژن جلد ۲۱ صفحہ ۴۸۴۔ لا جرنل چانسری جلد ۵۲ صفحہ ۲۲۴۔ نیز دیکھو مقدمہ بلاکیتھ بنام فلڈ گیٹ (سنہ ۱۸۹۱ع) چانسری جلد ۱ صفحہ ۳۳۷۔ لا جرنل چانسری جلد ۶۰ صفحہ ۶۶۔

اس قاعدہ کی نسبت چند مستثنیات جو بذریعہ قانون مقرر کئے گئے ہین قبل ازین بیان کئے گئے ہین۔ اس موقع پر صرف اسقدر کہنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اگر نالش شخص متفرر کی حین حیات مین بھی شروع کیجاے تاہم اوسکی وفات پر وہ ساقط ہو جائیگی (۱)

زائل ہونا حق (۱) ارجاع نالش کا

(۲۶۲) حق ارجاع نالش چند دوسرے طریقون سے بھی زائل ہو جاتا ہے مثلاً (الف) بذریعہ لادعوی منجانب شخص حقدار۔ (ب) فعل ناجائز کو منظور کر لینے سے (۲)۔ (ج) مجرائی سے (د) دیوالہ سے۔ (ہ) "مرجر" یعنے ایک حقیت کے دوسری حقیت مین ضم ہو جانے سے (۳)۔ (و) امر تجویز شدہ

---

(۱) دفعہ ۳۶۱ تمثیل (ج) ایکٹ ۱۴ بابت ۱۸۸۲ء۔

(۲) مثلاً جبکہ مال بطور بیجا فروخت کیا جاے اور مالک اوس مال کا ایک جزو زرثمن کو قبول کرکے اوس بیع کو جایز قرار دی تو اوسکا حق چارہ جوئی ساقط ہو جائیگا۔ مترجم۔

(۳) قانون متعلقہ حقوق ارجاع نالش مین جبکہ کوئی شخص ایک ایسا چارہ کار یا کفالت حاصل کری جو قانون کی نظر مین بہ نسبت اوس چارہ کار یا کفالت کے جو اوسکو اوسی حق کی بابت حاصل ہو زیادہ وقعت رکھتا ہو تو چارہ کار متعلقہ حق یا کفالت ادنی اوس چارہ کار مین شامل ہو جاتا ہی جو حق یا کفالت اعلی کی بابت ہو۔ مثلاً اگر ایک معاہدۂ زبانی کے بجاے ایک دستاویز قبول کیجاے تو اوس معاہدۂ زبانی کی متعلق چارہ کار ساقط ہو جائیگا اور اسلئے نالش بربناے دستاویز دائر ہونی چاہئے۔ نیز اگر اس نالش مین فیصلہ حاصل ہو تو حق نالش بربناے دستاویز ساقط ہو کر فیصلہ مین شامل ہو جاتا ہی اور اسوجہ سے اوسی دستاویز کی بنا پر پھر نالش دائر نہین ہو سکیگی۔ مترجم

کے عارض دعوی ہونے سے ہے اور (ز) تمادی ایام سے یعنے اوس
مدت کے گذر جانے سے جو قانون نے چارہ جوئی کے لیے مقرر کی
ہے اور جس مین بلحاظ نوعیت حق تلف شدہ کے بہت کچھہ تبدیل ہوتی
رہتی ہے۔ لیکن اگر دعوی دائر ہو چکا ہو تو مدعی کا دیوالہ نکلنا یا بے استطاعت
ہو جانا خواہ مخواہ طرح اوس دعوی کا نہوگا الا اوس حالت مین کہ تفویض دار
یا مہتمم جو عدالت سے مقرر کیا گیا ہو مقدمہ کی پیروی کرنے اور ضمانت خرچہ
اوس میعاد کے اندر جبکا عدالت حکم دے داخل کرنے سے انکار کرے (۱)
عذر امر تجویز شدہ کے عارض دعوی ہونے کے لیے ضرور ہے کہ
مقدمہ سابق مین امر تنقیح طلب ابین اونہین فریقین یا ایسے فریقین کے
جنکے ذریعہ سے وہ یا بعض اونمین سے دعویدار ہون اور اوسی استحقاق
پر خصومت قائم کرتے ہون عدالت مجازہ مین صریحاً اور در اصل تنقیح طلب
ہون (۲)۔ جبکہ اس طرح امر تنقیح طلب پیش اور طے ہو جائے تو وہ فریقین کے
درمیان قطعی ہو جاتا ہے اور اس مسئلہ کی بنا پر کہ "امر تجویز شدہ صحیح تسلیم کیا جاتا ہے"

(۱) دفعہ ۳۷۰ - ایکٹ ۱۴ بابت ۱۸۸۲ء -

(۲) دفعہ ۱۳ - ایکٹ ۱۴ بابت ۱۸۸۲ء بوئیلو بنام ٹلین - اسپکیٹر جلد ۲ صفحہ ۶۶۵ - ڈائجسٹ ۴۴
(۲ و ۷ و ۴۳) - ۴۴۳ (۲ و ۱۴) -

وہ امر پھر عدالت مین بغرض تصفیہ پیش نہین کیا جاسکتا[1] **دربارہ تمادی ایام** سے واضح رہے کہ میعاد کا جاری رہنا بوجہ قانونی ناقابلیت شخص حقدار کے جو اوسکی نابالغی یا جنون یا کمی اور ناقابلیت ذہنی سے پیدا ہو ملتوی رہے گا[2] یا اوس شخص کے جسکے نام نالش کی گئی ہو ملک غیر مین رہنے سے[3] یا بوجہ وفات شخص حقدار کے قبل حصول حق نالش[4] یا بوجہ حکم امتناعی یا حکم عدالت کے جسکی رو سے ارجاع نالش ملتوی رکھا گیا ہو[5] یا بوجہ اسرار تحریری کے جسپر اوس شخص کے دستخط ہون جسکے مقابلہ مین جائداد یا حق کا دعوی کیا جاے[6] یا بوجہ ادائے سود یا جزو زر اصل یا وصول پیداوار اراضی مرہونہ کے[7] نئی میعاد سماعت شمار کی جایگی - بالآخر یہ ایک اصول ہے

(۱) ڈائجسٹ ۵۰ (۱۷ او ۲۰۷) ہاون فیصلہ جات کے متعلق جو تمام اشخاص کے مقابلہ مین عام اس سے کہ وہ فریق مقدمہ ہون یا نہون ثبوت قطعی اوس امر کا ہوتے ہین جو اون مین تجویز ہوئے ہون دیکھو دفعہ ۴۱ قانون شہادت ایکٹ (۱) بابت ۱۸۷۲ع

(۲) دفعہ ۷ قانون میعاد سماعت مجریہ ہند ایکٹ ۱۵ مصدرہ ۱۸۷۷ع -

(۳) دفعہ ۱۳ - ایضاً

(۴) دفعہ ۱۷ - ایضاً

(۵) دفعہ ۱۵ - ایضاً

(۶) دفعہ ۱۹ - ایضاً

(۷) دفعہ ۲۰ - ایضاً

کہ عدالت ایسے مقدمہ کی تجویز نکریگی جس مین امر متنازعہ فیہ صراحتاً اور دراصل
وہی ہو جو کسی اور پہلے رجوع کئے ہوے ایسے مقدمہ مین جو اوسی امداد رسی
کے لئے فیمابین اونہین اشخاص کے یا اون سے کے قایم مقامان جایز سے
ہو کسی عدالت مین بجز عدالت ریاست غیر کے دایر اور زیر تجویز ہو[1] اسکی
بنا یہہ وسیع قاعدہ ہے کہ "کسی شخص کو ایک معاملہ کے لئے دو دفعہ
تکلیف نہ دینی چاہیے"[2]

قاعدہ دوران نالش۔

(۲۶۳ الف) قاعدہ لیس پنڈنس یعنے دوران نالش ہندوستان
سے متعلق کیا گیا ہے[3] اور اس ملک مین بہ نسبت انگلستان کے
اوسکو زیادہ وسعت دیگئی ہے۔ انگلستان کے قانون مجریہ سنہ ۲ جلوس

(۱) دفعہ ۱۲۔ ایکٹ ۱۴ مصدرہ سنہ ۱۸۸۲ع۔ سیک نہری بنام لوی (سنہ ۱۸۸۲ع) چانسری ڈیویژن جلد ۲۲ صفحہ ۳۹۔
(۲) اسبارہ مین قانون مندرجہ فیصلہ جات عدالتہائے انگلستان کے متعلق دیکھو مقدمہ یونگ بنام
آر ایونگ (سنہ ۱۸۸۲ع) چانسری ڈیویژن جلد ۲ صفحہ ۵۶۵ (سنہ ۱۸۸۳ع) مقدمات اپیل جلد ۹ صفحہ ۳۴۔
(سنہ ۱۸۸۵ع) مقدمات اپیل جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۴۔
(۳) دفعہ ۵۲ قانون انتقال جائداد مصدرہ سنہ ۱۸۸۲ع۔ یہ قاعدہ صرف حقوق متعلقہ اراضی سے
متعلق کیا گیا ہے مال منقولہ سے متعلق نہین ہے بجز پٹہ جات اور زر نقد کے جو عدالت مین
داخل کیا گیا ہو۔ ونگرام بنام بکلی (سنہ ۱۸۹۴ع) چانسری جلد ۲ صفحہ ۴۱۳ لالجل چانسری جلد ۳ صفحہ ۶۸۹۔

ملکہ معظمہ وکٹوریہ باب ۱۱ دفعہ ۷ کی رو سے لازم ہے کہ ایسی صورتون مین ایک یاد داشت بدرج کیفیت ضروری مرتب اور اوسکی حسب ضابطہ رجسٹری ہو۔[1] اس قاعدہ کی ایک اور تاثیر یہ ہے کہ جو شخص دوران مقدمہ مین جائداد کا خریدار ہو وہ اوس ڈگری کا پابند ہے جو اوس شخص کے مقابل مین صادر ہوئی ہو جس سے کہ اوسنے جائداد خریدی ہو۔ یہہ قاعدہ ایک بڑی مصلحت عامہ پر مبنی ہے کیونکہ اگر ایسا نہوتا تو ایسے انتقالات سے جو دوران مقدمہ مین سکے مابین اوس مقدمہ کی کل غرض وغایت فوت ہو جاتی اور کبھی جھگڑے ختم نہوتے۔[2] اسی سے یہ مسئلہ قایم ہوا ہے کہ "دوران مقدمہ مین کوئی تبدیلی نہین ہوتی" جس کا اثر یہہ ہے کہ اگر کوئی انتقال عمل مین آئے تو وہ کالعدم نہوگا بلکہ فریقین مقدمہ کے حقوق کے تابع رہیگا۔[3]

---

(۱) ڈونئیل چانسری فارمس صفحہ ۱۳۶ حکم ۱۶ قاعدہ ۲۲ مندرجہ قواعد متعلقہ جوڈیکیچر ایکٹ۔ رجسٹری پانچ سال تک قایم رہتی ہے۔ نیز دیکھو مقدمہ قاسم شاہ بنام اننداپرشاد چترجی مائیڈ کلکتہ لا رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۱۶۰۔

(۲) بیلامی بنام سبیاین رپورٹ ڈی جیکس وجونس جلد (۱) صفحہ ۵۶۱۔

(۳) شیکا فہ بنام پلو؟ رپورٹ دیسی وہمیس جلد ۳ صفحہ ۲۰۰۔

قاعدہ دوران نالش کے لئے کس امر کی ضرورت ہے۔

(۲۶۲-ب) قاعدہ دوران نالش کے صادق آنیکے لئے ضرور ہے کہ مقدمہ مین منازعت ہو[1] اسبارہ مین زمانہ حال کے مسئلہ کے بخوبی سمجھنے کے لئے ضرور ہے کہ قانون روما پر نظر ڈالی جاے - روما کے قانون قدیم مین منازعت عدالتی کا شروع ہونا اوسوقت کہا جاتا تھا جبکہ فریقین پریٹر کے روبرو حاضر ہوتے تھے اور گواہان موجودہ کو امر متنازعہ کی طرف متوجہ کرتے تھے - اسکے بعد کارروائی نزاعی شروع ہوتی تھی جبکہ فریقین پریٹر کے روبرو جو کچھہ بیان کرتے تھے اوسکو وہ حسب ضابطہ قلمبند کرکے بغرض تجویز جج کے حوالہ کرتا تھا - زمانہ مابعد مین جبکہ جج اور جوری دونون کے فرایض منصبی کو ایک ہی حاکم عدالت انجام دینے لگا تو کارروائی نزاعی اوسوقت مکمل ہوتی تھی جبکہ مدعی اپنا زبانی اظہار دیتا تہا اور مدعا علیہ اوسکی جوابدہی کرتا تھا - اس موقع پر یہ امر قابل ذکر ہے کہ معلوم ہوتا ہی کہ وراثت کے بارہ مین ایک خاص اور عجیب قسم کی کارروائی کے متعلق ایک مستثنے قایم کیا گیا تہا جسکی رو سے ہر شخص کو اجازت تھی کہ اگر وارث حقیقی اپنے حقوق ثابت کرنے مین تندہی مناسب

---

(۱) حسب تجویز لارڈ لینڈ ہرسٹ بمقدمہ کمنسین بنام کنیسیر (۱) رپورٹ ہاوس آف لارڈز میلنز جلد ۱ صفحہ ۶۲۴ -

نہ کرے تو جائداد موروثی پر قبضہ کرکے بذریعہ تصرف قدیم اپنا استحقاق حاصل کرے - پس اس قسم کے مقدمات مین قابض پر بدنیتی کا گمان لگایا جاتا تھا اور کارروائی نزاعی کے تمام نتایج کا مترتب ہونا اوس تاریخ سے سمجھا جاتا تہا جبکہ قابض کو نالش کی اطلاع پہونچی تھی - جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے یہ قاعدہ بالکل استثنائی اور جائداد موروثی غیر مقبوضہ کے متعلق قانون روما کی خصوصیتون کے لحاظ سے مقرر کیا گیا تھا لیکن زمانہ حال مین اسکے متعلق یہ غلط فہمی ہوئی کہ اس قاعدہ کو دراصل تمام نالشات سے عموماً متعلق کرنا مقصود تھا اور یہی وجہ ہے کہ زمانہ حال مین نوٹس دینے کا قاعدہ پیدا ہوا جسکو اکثر مقنن پسند کرتے ہین[1] عدالتہائے امریکہ[2] اور نیز ہندوستان کی عدالتون[3] نے یہی قاعدہ اختیار

(۱) دیکھو سیوگنی سسٹم جلد ۵ صفحہ ۲۴۲ و ۲۴۳۔

(۲) مرے بنام بیلو رپورٹ جانسن چانسری جلد ۱ صفحہ ۵۶۶ - یونین ٹرسٹ کمپنی بنام ساوتہ نیگیشن کمپنی رپورٹ صوبجات متحدہ امریکہ جلد ۱۳۰ صفحہ ۵۶۵ -

(۳) انڈین لا رپورٹ جلد ۱۵ کلکتہ صفحہ ۲۴۶ - انڈین لا رپورٹ جلد ۱۲ مدراس صفحہ ۱۸۰ - نمبر ۳۰ پنجاب رکارڈ سنہ ۱۸۹۵ع نیز دیکھو دفعہ ۵۲ قانون انتقال جائداد سنہ ۱۸۸۲ع -

کیا ہے۔ چنانچہ یہ قرار پایا ہے کہ کارروائی نزاعی اوس تاریخ سے شمار کیجاتی ہے جبکہ فریق مخالف پر اطلاعنامہ کی تعمیل ہو۔ مقدمہ کا دوران اوس وقت ختم ہوتا ہے جبکہ ڈگری قطعی صادر ہو یا جبکہ مقدمہ کا کسی اور طریقہ سے تصفیہ ہوجاوے یا مدعی اوس سے دستبردار ہو[1] لیکن جس صورت مین کہ اپیل کی اجازت ہو تو جائداد متنازعہ فیہ کے ہر ایسے انتقال کا تصفیہ جو دوران مقدمہ ابتدائی یا دوران اپیل مین بعد اسکے کہ رسپانڈنٹ کو بذریعہ سمن اپیل کی اطلاع پہونچ جاوے عمل مین آوے دوران نالش کے عام قاعدہ کے لحاظ سے ہونا چاہیے[2] کارروائی ہاے تجویز ثانی یعنی جدید دوران نالش اوسوقت قایم ہوتا ہے جبکہ فریق مخالف پر اطلاعنامہ کی تعمیل ہو۔ چنانچہ مقدمہ گیرٹس بنام اسٹینڈرے حکام عالیمقام پریوی کونسل نے صاف طور پر یہی قاعدہ مقرر کیا ہے

(۱) کسیمن بنام کسیمن رپورٹ رسل وملنے جلد ا صفحہ ۶۲۲۔ انڈین لا رپورٹ جلد ۲ بمبئی صفحہ ۲۱۷ نمبر ۱۴۴۔ پنجاب رکارڈ ۱۸۸۹ء کتاب مینٹ متعلقہ دوران نالش صفحہ ۱۲۰۔

(۲) انڈین لا رپورٹ جلد ۷ مدراس صفحہ ۹۰ نمبر ۴۳ پنجاب رکارڈ ۱۸۹۱ء نیز دیکھو ویکلی رپورٹر جلد ۲ صفحہ ۱۰۴۔

کہ جبکہ کوئی اراضی مابین تاریخ فیصلہ اخیر متعلقہ اراضی مذکور اور اوس تاریخ کے جبکہ بغرض منسوخی فیصلہ مذکور کارروائی شروع کی جائے فروخت ہو تو مسئلہ دوران نالش متعلق نہوگا اور مشتری کو استحقاق جایز حاصل ہوگا گو کہ فیصلہ مذکور بعد مین بصیغہ تجویز ثانی منسوخ کیا جاوے"(۱) جیسا کہ امریکہ کی ایک عدالت نے توضیح کی ہے "ایک ایسی ڈگری جس سے مقدمہ ختم ہو جائے اس وجہ سے کم قطعی نہو گی کہ وہ ایک میعاد معینہ کے اندر تجویز ثانی کے قابل ہے"(۲)

---

(۱) مورز انڈین اپیلس جلد ۱۱ صفحہ ۳۶۴ - دیکھو مقدمہ نمبر ۷۵ پنجاب رکارڈ ۱۸۹۶ء جس مین کارروائی ہائے تجویز ثانی پر جو استدلال کیا گیا ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ پریوی کونسل کی وہ تجویز جس کا حوالہ متن مین دیا گیا ہے نظر انداز کی گئی ہے جس مین یہہ تسلیم کیا گیا ہے کہ بعد اسکے کہ فریق مخالف کے نام اطلاعنامہ کی تعمیل ہو جدید دوران نالش شروع ہوتا ہے۔

(۲) ورتاسے لاڈلو بنام ادصیاسے گیڈ جلد ۲۰ - اوایو صفحہ ۱۴۵ -

باب ۱۰

ضابطہ

تعریف ضابطہ

(۲٦۳) ضابطہ اوس طریقہ کارروائی کو کہتے ہین جس کے ذریعہ سے ایک قانونی حق کا جبراً انفاذ کرایا جاتا ہے ۔ پس فرق مابین قانون وضابطہ ظاہر ہے ۔ قانون حق عطا یا قائم کرتا ہے اور قانون کی تعمیل عدالت بذریعہ ضابطہ کرتی ہے ۔ جو فرق ایک کل مین اور اوس شئے مین ہے جو بذریعہ اوس کل کے تیار ہوئی ہو وہی فرق ضابطہ اور قانون مین ہے (۱) ضابطہ قانون کی وہ شاخ ہے جسکو اضافی کہتے ہین اور یہہ اوس دوسری شاخ سے مختلف ہے جو اصلی کہلاتی ہے ۔ شاخ اول ہمکو ہدایت کرتی ہے کہ اون حقوق کے حصول اور اون فرایض کی تعمیل جبریہ کے لئے جنکی تصریح دوسری شاخ مین کی گئی ہے کیا کارروائی کرنی چاہئے

(۱) حسب تجویز جسٹس لش بمقدمہ پویسر بنام مائنرس لا رپورٹ کوئنس بنچ ڈیویژن جلد ۷ صفحہ ۳۲۹

پس شاخ اضافی اور شاخ اصلی لازم و ملزوم ہین شاخ اضافی کے بغیر شاخ اصلی ناکارہ ہو جاتی ہے - ایسی حالت مین اوسے ایک وہیر سے تعبیر کر سکتے ہین جو بغیر پاؤن کے ہو یا ایک معطل مجموعہ اصول سے جسمین کوئی قوت عملی باقی نہو یا اگر ایک جرمن مقنن کے موثر الفاظ مین بیان کیا جائے تو اوسے ایک ایسی آگ سے تشبیہہ دیجا سکتی ہے جو دہکتی نہ ہو یا ایک شمع سے جو روشن نہو - قانون اضافی کا یہ بھی منصب ہے کہ اون حدود کو معین کر دے جنکے اندر خاص صورتون مین ایک شخص متضرر کو بطور خود اپنے نقصان کی تلافی کرنے کی اجازت دیجاتی ہے - کارروائی کے ضوابط تاریخ قانون کے زمانہ ابتدائی سے چلے آتے ہین اور جوں جوں ہم اوس تاریخ کے زمانہ قدیم پر نظر ڈالتے جائینگے اوسی قدر زیادہ ذوالان ضوابط کی پابندی کا ہمکو معلوم ہوتا جائیگا - اکثر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ ضابطہ مقرر کرنے سے قوانین کے نفاذ مین زیادہ دقتون کا سامنا ہوتا ہے حاکم عدالت کو صحیح حالات کے تحقیق کرنے مین تکلیف اور زحمت اوٹھانی پڑتی ہے اور بسا اوقات اوسکو مجبوراً ایک ایسا فیصلہ صادر کرنا پڑتا ہے جو خود اوسکے اعتقادات دلی کے صریح خلاف ہو - باایہمہ اگر ہم یہ بات یاد رکھین کہ صدیون کے تجربہ نے ضابطہ کے قواعد کی ضرورت کو ثابت کر دیا ہے تو ہمکو یقین ہو جائیگا کہ جسقدر فوائد اس طریقہ سے حاصل

ہوتے ہین وہ اون دشواریون سے جو اس سے پیدا ہوتی ہون بہت زیادہ ہین ضابطہ کارروائی کے اختیار کرنے مین ازآدی دینے کے عموماً یہہ معنی ہون گے کہ بے سر و پا عدالتی کارروائی کرنے اور طرفداری کرنے اور مغالطہ دہی سے کارروائی کو الجھاؤ مین ڈالنے اور عدالت کے حکمنامہ کا بیجا طور پر استعمال کرنے کی آزادی دیجائے۔ جس طرح گھڑی کو ساعت بتلانیکے لئے ایک سوئی کی ضرورت ہوتی ہے اوسی طرح ضابطہ کی کل کو قابل اطمینان طور پر چلانے کے لئے ایک ہاتھہ کی ضرورت بطور ایک رہنما و حکمران کے ہے۔ یہہ ہاتھہ سلطنت مین اعلیٰ ترین حکومت عاملانہ ہے جو عموماً اپنی اختیارات کو دوسرے اعضائے مقررہ کے تفویض کرتی ہے اور یہہ اعضا عدالتہائے انصاف کہلاتے ہین۔

اقسام عدالتہائے انصاف۔

(۲۶۴) یہہ عدالتہائے انصاف خواہ افعال ناجایز کی دادرسی خواہ جرائم کی سزا دہی کے لئے مقرر کی جاسکتی ہین صورت اول الذکر مین وہ عدالتہائے دیوانی کہلاتی ہین اور صورت آخر الذکر مین عدالتہائے فوجداری۔ یہہ عدالتین بلحاظ اون اختیارات کے جو اونکو عطا کئے گئے ہون یا تو عدالتہائے ابتدائی ہوتی ہین یا عدالتہائے مرافعہ۔ عدالتہائے ابتدائی کو خاص قسم کے مقدمات دیوانی یا خاص قسم کے جرائم کی دریافت کا خاص اختیار

دیاجاتا ہے یا ایسا اختیار دیاجاتا ہے جو کسی دوسری ہم درجہ یا اعلیٰ درجہ کی عدالت کے اختیار کے مساوی ہوتا ہے۔ مثلاً انگلستان مین کاونٹی کورٹون کو مطالبات خفیفہ کی سماعت کا اور ہائی کورٹ آف جسٹیس کے صیغہ طلاق کو اون تمام مقدمات کی سماعت کا خاص اختیار دیا گیا ہے جنمین غرض نالش انفساخ رشتہ ازدواج ہوتی ہے۔ اسی طرح ہندوستان مین عدالتہاے مطالبات خفیفہ ہین جنکو بجز اون نالشات کے جو ایکٹ متعلقہ عدالتہاے مطالبات خفیفہ مین بطور اون نالشات کے لکھی ہوئی ہین جو عدالت مطالبات خفیفہ کی سماعت سے مستثنیٰ ہین اون تمام نالشات قسم دیوانی کی سماعت کا خاص اختیار دیا گیا ہے جنکی مالیت پانسو روپیہ سے زیادہ نہو(۱)

کس عدالت مین نالش رجوع ہوگی

(۲۶۵) جو تقسیم عدالتون کی اوپر بیان کی گئی ہے اوس سے لازم آتا ہے کہ ہر مقدمہ کی کارروائی عدالت مجاز مین شروع کیجاے اور اگر اسمین کوئی نقص ہوگا تو تمام کارروائی کالعدم ہوجائیگی۔ لہذا واضعان قانون بروقت قائم کرنے مختلف اقسام کی عدالتون کے ہر عدالت کے اختیارات اور حدود ارضی معین کردیتے ہین اور اس امر کی تصریح بھی کرتے ہین کہ اون اختیارات کا استعمال کن

(۱) دفعہ ۱۵۔ ایکٹ ۹ بابت ۱۸۸۷ء۔

حالات مین کیا جا سکتا ہے - یہ قید حدود ارضی یا تعداد مالیت یا دونون سے متعلق ہو سکتی ہے - مثلاً ہندوستان مین تمام نالشات بجز اون نالشات کے جو جائداد غیر منقولہ سے متعلق ہون یا واسطے پانے جائداد منقولہ کے ہون جو تحت حراست ہو اوس عدالت مین رجوع کی جائینگی جسکے علاقہ اختیار کی حدود ارضی کے اندر

(الف) بنائے دعوی پیدا ہوئی ہو - یا

(ب) سب مدعا علیہم بروقت شروع ہونے نالش کے فی الواقع اور بالارادہ رہتے ہون یا کاروبار کرتے ہون یا بذات خاص حصول منفعت کے لیے کوئی کام کرتے ہون - یا

(ج) منجملہ مدعا علیہم کوئی مدعا علیہ بروقت شروع ہونے نالش کے فی الواقع اور بالارادہ سکونت رکھتا ہو یا کاروبار کرتا یا بذات خاص منفعت کے لئے کوئی کام کرتا ہو بشرطیکہ نالش اسطرح رجوع ہونے کی عدالت اجازت دے یا وہ مدعا علیہم جو کہ حسب مذکورہ بالا سکونت نرکھتے ہون یا کاروبار نہ کرتے ہون یا بذات خاص منفعت کے لئے کام نہ کرتے ہون اوسپر سکوت اختیار کرین -

جو نالشات معاہدہ سے پیدا ہون اونمین بناے دعوی مقامات مفصلۂ ذیل مین سے کسی ایک مقام پر پیدا ہوتی ہے -

(الف) جہان معاہدہ ہوا ہو - یا

(ب) جہان معاہدہ کی تعمیل ہونے والی ہو یا جہان تعمیل معاہدہ کی تکمیل ہوئی ہو - یا

(ج) جہان بہ تعمیل معاہدہ کسی قدر روپیہ جس سے مقدمہ کو تعلق ہو حسب یا ضمناً واجب الادا ہو - [1]

مقدمات متعلقہ جائداد غیر منقولہ یا متعلقہ جائداد منقولہ جو فی الواقع تحت حراست یا قرقی ہو اوس عدالت مین دائر ہونے چاہئین جسکی حدود ارضی کے اندر جائداد واقع ہو - [2] نالشات ہرجہ بابت نقصان متعلقہ ذات یا جائداد منقولہ خواہ اوس عدالت مین دائر ہوسکتی ہین جسکی حدود ارضی کے اندر نقصان پہونچا ہو خواہ اوس عدالت مین جسکی حدود ارضی کے اندر مدعا علیہ رہتا ہو - [3]

---

(۱) دفعہ ۱۷ - ایکٹ ۱۴ بابت ۱۸۸۲ء ترمیم شدہ از روے ایکٹ ۷ بابت ۱۸۸۸ء -

(۲) دفعہ ۱۶ - ایکٹ ۱۴ - بابت ۱۸۸۲ء -

(۳) دفعہ ۱۸ - ایضاً -

امور متعلقہ ضابطہ مین اوس مقام کے قانون کے بموجب عمل ہونا چاہئے جہان مقدمہ دایر کیا جاے۔

(۲۶۶) جملہ امور متعلقہ ضابطہ مین صرف اوسی عدالت کے قانون کے بموجب عمل کیا جاتا ہے جسمین چارہ جوئی کی جاتی ہے یہ ایک اصول مسلمہ عام ہے اور اسمین کوئی استثنا رداخل نہین ہوسکتا۔ چنانچہ انگلستان کے ایک مشہور جج لارڈ ٹنٹرڈن نے بیان کیا ہے کہ "جو شخص اس ملک کی عدالت مین نالش کرے اوسکو اسی ملک کے قانون موجودہ کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔ وہ مجاز نہین ہے کہ خود اپنے ملک کے کسی قانون کی رو سے بہ نسبت اون فوائد کے جو اس ملک کے دوسرے دادخواہون کو حاصل ہین زیادہ فوائد سے متمتع ہو اور اسی وجہ سے وہ کسی ایسے اعلےٰ فائدہ سے جو اس ملک کے قانون نے عطا کیا ہو محروم نہین کیا جا سکتا۔ اوسکو وہی حقوق حاصل ہونگے جو اس ملک کی جمیع رعایا کو حاصل ہین"[1]۔ ہر امر جو ایک حق کے نفاذ سے متعلق ہو "ضابطہ" کے عنوان مین داخل ہے پس ضابطہ مین قواعد شہادت اور قواعد درباب تعین میعاد سماعت نالشات[2]

(۱) ڈی لا ویگا بنام وائینا (سنہ ۱۸۳۰ع) رپورٹ بارنویل وایڈولفس جلد ۱ صفحہ ۲۸۴ و ۲۸۹۔ نیز دیکھو مقدمہ واٹن بنام سیمین (سنہ ۱۸۳۴ع) رپورٹ کلارک وفنیلی جلد ۵ صفحہ ۱ و ۱۳ فیصلہ لارڈ بروہام۔

(۲) ایک ڈگری کی تعمیل انگلستان مین کرائی جا سکتی ہے گو کہ قانون متعلقہ کی رو سے تمادی عارض ہو بشرطیکہ نالش اندرون اوس میعاد کے جو قانون انگلستان کے مطابق مقرر ہو دایر کی جاے۔ ویسٹ لیک دفعہ ۲۳۸ و ۲۳۹۔

اور قواعد متعلقہ چارہ کارہائے قانونی اور قواعد درباب اجراے ڈگریات عدالتہاے دیوانی داخل ہین۔

آغاز کارروائی عدالتی۔

(۲۶۶- الف) - وہ شخص جو عدالت مین چارہ جوئی کرتا ہے اور جو مقدمات دیوانی مین مدعی اور مقدمات فوجداری مین مستغیث کہلاتا ہے اون واقعات کو بیان کرنا شروع کرتا ہے جنپر استحقاق چارہ جوئی یا مرتکب فعل ناجایز کو سزا دلانے کی استدعا مبنی ہو۔ ہندوستان مین یہ بیان مقدمات دیوانی مین ایک عرضی دعوی مین درج کیا جاتا ہے جو تحریری ہونی چاہیے اور جسپر دستخط اور تصدیق اور اسٹامپ مناسب کا ہونا ضروری ہے[1] اور مقدمات فوجداری مین اس بیان کو استغاثہ کہتے ہین اور اگر بابت کسی ایسے جرم کے ہو جسکے مجرم کو اہلکاران پولیس بلا وارنٹ گرفتار نہین کر سکتے ہین تو وہ تحریری اور اوسپر آٹھ آنہ کا اسٹامپ ہونا چاہیے[2] دوسری صورتون مین یہ بیان تقریراً یا تحریراً کیا جا سکتا ہے[3]

(۱) دفعات ۴۸ و ۵۰ ۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع ۔

(۲) ضمیمہ ۲ - ۱ (ب) ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۷۰ع۔

(۳) دفعہ ۴ ۔ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ع ۔

اجرائے سمن

(۲۶۷)- اسکے بعد مدعا علیہ کی حاضری کے لئے سمن جاری کیا جاتا ہے۔ اس طریقہ کے نشو ونما پر نظر ڈالنا خالی از دلچسپی نہوگا۔ روما کے ابتدائی قانون کے بموجب مدعی پر مدعا علیہ کو عدالت مین حاضر کرنا واجب تھا اور تاوقتیکہ وہ حاضر نہ ہوتا کوئی چارہ کار عدالتی حاصل نہین ہوسکتا تھا۔ اس غرض کے لئے مدعا علیہ کو حاکم عدالت کے روبرو حاضر ہونے پر مجبور کرنے کا استحقاق مدعی کو قانون الواح اثناعشر کی روسے حاصل تھا۔ اگر مدعا علیہ حاضر ہونے سے انکار کرتا تو مدعی اون اشخاص کو جو پاس موجود ہوتے تھے اس واقعہ کی طرف متوجہ کرتا تھا اور اسکے بعد بھی اگر مدعا علیہ انکار کرتا تو مدعی اوسکو گرفتار کرکے حاضر کرنیکے لئے جبر کا استعمال کرسکتا تھا۔ لیکن مدعا علیہ ضمانت دیکر حاضری سے بچ سکتا تھا ایسی صورت مین ضامن نالش کی ذمہ داری اپنے اوپر لیتا تھا۔ زمانہ مابعد مین بجائے اوس حق کے جسکی روسے مدعا علیہ حاضر ہونے پر مجبور کیا جاسکتا تھا مدعا علیہ ایک روز معیّن پر عدالت مین حاضر ہونے کا وعدہ کرتا تھا یا اوسکی طرف سے کوئی دوسرا شخص وعدہ کرتا تھا اور یہ وعدہ ضمانت کے ساتھ یا بغیر اوسکے کیا جاتا تھا اور عدم ایفا کی صورت مین سزا مقرر تھی۔ مفصلات مین مدعی کی طرف سے مدعا علیہ کے

پاس محض ایک اطلاع نالش کا بھیجا جانا کافی تھا اور اوسکے ساتھ پیشی آئندہ پر حاضر ہونیکے لئے سمن بھی جاری کیا جاتا تھا۔ بالآخر جسٹینین کے قانون کے بموجب عدالت مجاز کے روبرو عرضی دعوی کے پیش ہونیکے بعد مدعاعلیہ کے نام سمن جاری کیا جاتا تھا۔[1] انگلستان کے قانون قدیم مین یہ مسئلہ کہ "تاوقتیکہ وہ فریق جسکے نام نالش کی جائے عدالت مین حاضر نہ کیا جائے کوئی کارروائی نہین ہوسکتی قایم رکھا گیا اور گو اب اس قاعدہ کی سختی کم کردی گئی ہے تاہم اس وقت بھی اسکا اس قدر لحاظ کیا جاتا ہے کہ اوس صورت مین بھی جبکہ مقدمہ کی کارروائی بغیر حاضری مدعاعلیہ کی جاتی ہے ہمیشہ یہ فرض قرار دے لیا جاتا ہے کہ اوسکی حاضری وقوع مین آئی۔ اس حاضری کے انتظام کے لئے مختلف طریقے بیشتر اختیار کئے جاتے تھے جو اس امر پر دلالت کرتے ہین کہ مدعاعلیہ کا حکومت عدالت کے تابع ہونا عملاً نہین تو قیاساً اختیاری تصور کیا جاتا تھا۔[2] قدیم ہندو مقننین نے ابتدا سے ایک بہت ہی آسان اور معقول طریقہ اختیار کیا۔ وہ تحقیقات قانونی کو انتظام انصاف رسانی کے لئے جو کہ جملہ بادشاہون اور حاکمون کا فرض اولی سمجھا جاتا تھا ایک

---

(۱) رومن پرائیویٹ لا مولفہ سلکوسکی دفعہ ۱۹۱ صفحہ ۹۴۲-۹۴۴۔

(۲) اصول قانون مولفہ مارکبی دفعہ ۸۵۳ صفحہ ۴۲۰ طبع چہارم۔

ایک شرط لازمی سمجھتے تھے۔[1] شخص متضرر کو اپنے مقدمہ کا حال بادشاہ کے روبرو بیان کرنا پڑتا تھا اور اگر بعد سوالات کے اوسکا بیان صحیح معلوم ہوتا تھا تو مدعاعلیہ بذریعہ ایک حکم کے جسپر مہر ثبت کی جاتی تھی طلب کیا جاتا تھا الّا اوس صورت مین کہ وہ بوجہ ضعف جسمانی کے حاضری سے معاف کیا گیا ہو۔ بصورت اوس کے ضعیف ہونیکے اوسکے لیے گاڑی کا انتظام کرنا پڑتا تھا[2] بعینہ اوسی طرح جیسا کہ قانون الواح اثناعشر مین حکم تھا۔[3] نارد دعویدار کو یہ اجازت بھی دیتا ہے کہ اگر فریق مخالف ادائے قرضہ سے گریز کرنیکی کوشش کرے تو اوسکو تاوقتیکہ سمن آپہونچے نظربند رکھے۔ یہ امر قابل لحاظ ہے کہ اون اشخاص کے زمرہ مین جو گرفتاری یا سمن سے مستثنٰے کیے گئے ہین نارد[4] نے جن اشخاص کو داخل کیا ہے اوہنین کا ذکر روسن ڈائجسٹ مین بھی کیا گیا ہے۔[5] وہ اشخاص

(۱) متاکشرا باب (۱) فصل (۱) فقرہ (۱)۔

(۲) متاکشرا باب (۱) فصل (۳) فقرہ (۶)۔

(۳) روسن پرایویٹ لا مولفہ سلکوسکی دفعہ ۱۹۱ صفحہ ۹۴۲۔

(۴) متاکشرا باب (۱) فصل (۳) فقرہ (۱۰)۔

(۵) جلد ۲ (۲۰۴)۔

حسب ذیل ہین - دولہا اور وہ شخص جو حاکم عدالت کے روبرو کام کر رہا ہو یا رسوم مذہبی ادا کرنے کو ہو (یا اپنے خاندان کے کسی شخص کی کریا کرم مین مصروف ہو) یا امور سرکاری مین مشغول ہو (یا کسی مقدمہ کی دریافت کر رہا ہو) موجودہ مجموعہ ضابطہ دیوانی مجریہ ہند کے بموجب مدعا علیہ کے نام سمن جاری کیا جاتا ہے یا سمن کے عوض ایک چٹھی جسپر جج کے دستخط یا کسی اور عہدہ دار کے دستخط ثبت ہون جسکو جج اوس کام کے لئے مقرر کرے اور عدالت کی مہر ہو اوس صورت مین بھیجی جاتی ہے جبکہ اوسکا رتبہ عدالت کی دانست مین اوس مراعات کے لایق ہو[1] اس سمن یا چٹھی مین مدعا علیہ کو اصالتاً یا وکالتاً حاضر ہونیکی ہدایت کی جاتی ہے[2] جب ممکن ہو سمن کی تعمیل مدعا علیہ کی ذات پر یا اوسکے کارندہ پر ہونی چاہیے[3] لیکن خاص صورتون مین بجائے طریقہ معمولی کے کسی دوسرے طریقہ پر ہو سکتی ہے[4]

(۱) دفعہ ۹۱ - ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء -

(۲) دفعہ ۶۴ - ایضاً -

(۳) دفعہ ۷۵ - ایضاً -

(۴) دفعہ ۸۴ - ایضاً -

حاضری در عدالت وسوال وجواب

(۲۶۸) فریقین کے حاضر عدالت ہوجانے پر مدعی اپنا بیان شروع کرتا ہے جس سے اوسکی عرضی دعوی کی صراحت ہوتی ہے اور مدعا علیہ اسکا جواب دیتا ہے اور جج فریقین کی زبان بندی کا خلاصہ قلمبند کرتا ہے[1]۔ یہہ امر قابل ذکر ہے کہ اہل ہنود کی کتب قانونی مین اسبارہ مین جو قواعد مندرج ہین وہ علم اصول قانون کی ترقی یافتہ حالت کے لئے موزون ہین اور قواعد مندرجہ مجموعہ ضابطہ دیوانی مصدرہ سنہ ۱۸۸۲ء کے ساتھہ بہت کچھہ مطابقت رکھتے ہین۔ چنانچہ اظہار دعوی کے لئے ضرور ہے کہ وہ اصطلاحاً درست اور جامع اور ساتھہ ہی اسکے مختصر اور عرضی دعوی مرتبہ اول کے مطابق ہو اور اوسمین جایداد متنازعہ کا عرض وطول ومقدار اور مدعی اور اوسکے فریق مخالف اور اون کے مورثون کے نام درج ہون[2]۔ اگر اظہار دعوی اور عرضی اول مین کچھہ اختلاف ہو تو وہ مدعی کے مضر ہوگا[3]۔ اظہار دعوی جو خلاف عقل اور بے معنی اور لغو اور غیر ممکن الوقوع اور ناقابل ثبوت

(۱) دفعات ۱۱۰ تا ۱۱۹ - ایضاً ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء۔

(۲) متاکشرا باب (۱) فصل (۲) فقرہ (۵)۔

(۳) ایضاً فقرہ (۲)۔

ہو اوسکو نامنظور کرنا چاہیے[1] لیکن جب تک جواب دعوی داخل
نہو اظہار دعوی مین ترمیم ہوسکتی ہے جب وہ جواب دعوی سے
بند ہوجائے تو اصلاح بھی موقوف ہونی چاہیے[2] جواب دعوی مین
اظہار دعوی کا بھی ذکر ہونا چاہیے (یعنے اوس سے اظہار دعوی کی
تردید ہوتی ہو) اور وہ معقول (یعنی خلاف عقل نہو) اور صاف (یعنی مبہم
نہو) اور باربط (یعنی اوس مین کسی قسم کا اختلاف نہو) اور بدیہی (یعنے
محتاج کسی تصریح کا نہو) ہونا چاہیے - جواب دعوی صرف اوس وقت صحیح
جواب تصور کیا جاتا ہے جبکہ یہہ تمام شرایط پوری ہون[3] جواب دعوی
مین خواہ اقبال یا انکار یا عذر خاص یا عذر فیصلہ سابق ہوسکتا ہے[4]
نارد جس سے انمین سے اکثر قواعد منسوب کئے جاتے ہین بیان کرتا
ہے کہ جو جواب دعوی کہ مشتبہ یا غیر متعلق یا بہت مختصر یا بہت مطول ہو

---

(۱) متاکشرا باب (۱) فصل (۴) فقرہ (۱۰) و (۱۱) -
(۲) ایضاً فقرہ (۱۵) دیکھو دفعہ ۵۳ - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء مدراس ہائی کورٹ رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۱۵ -
اور ویکلی رپورٹر جلد ۴ صفحہ ۱۴۷ -
(۳) متاکشرا باب (۱) فصل (۵) فقرہ (۳) و (۴) -
(۴) ایضاً فقرات ۵ تا ۱۰ - حال مین یہہ قرار پایا ہی کہ ایک فیصلہ سابق باوجود اسکے کہ وہ قانون کی غلط فہمی
یا کسی ایسی رائے پر مبنی ہو جسکو اجلاس کامل نے بعد مین نامنظور کیا ہو منزلہ امر تجویز شدہ ہے - انڈین لا رپورٹ
جلد ۱۰ کلکتہ صفحہ ۱۰۸۷ - درباب عدالت مجاز دیکھو نمبر ۲ پنجاب رکارڈ سنہ ۱۸۹۱ء اس فیصلہ مین چیف کورٹ پنجاب نے
یہ مسئلہ مقرر کیا ہی کہ اگر ایک عدالت کے فیصلہ کا مرافعہ عدالت ہائی ضلع مین اور دوسری کے فیصلہ کا مرافعہ راست ہائی کورٹ
مین ہوتا ہو تو ایک عدالت کے بمقابلہ دوسری کے عدالت مجاز ہونے پر اثر پڑتا ہے - لیکن یہ امر بہت مشتبہ ہی کہ آیا
یہ مسئلہ صحیح ہے - ہائیکورٹ مدراس نے تجویز کیا ہے کہ ایسے عام مسئلہ کی تائید مین کوئی مستند حکم موجود
نہین ہے - انڈین لا رپورٹ جلد ۱۷ مدراس صفحہ ۲۷۳ -

اور جس مین جملہ امور مندرجہ اظہار دعوی کا جواب نہو جواب دعوی نہین ہے
اور جس مین غیر متعلقہ امور کا ذکر ہو یا جو نامکمل یا مہمل یا مخلوط یا غیر بدیہی یا
ہو وہ جواب دعوی ناقص ہے[1] موجودہ قاعدہ سوال وجواب کے بموجب
جواب دعوی مین ضابطہ کے متعلق عذر کیا جا سکتا ہے مثلاً یہ کہ اونہین فریقین
کے درمیان اور اوسی امر متنازعہ فیہ کے متعلق دوسرا مقدمہ دائر ہے یا عذر
امر تجویز شدہ یا عدم قابلیت ارجاع نالش یا تمادی ایام یا عدم اشتمال یا بیجا
اشتمال فریقین وغیرہ یا معاہدہ یا اوس فعل ناجائز کے متعلق جسکی بابت
نالش کی جائے عذر کیا جا سکتا ہے مثلاً تصفیہ باہمی و ایفائے مطالبہ
یا عدم انقضائے میعاد ادائی قیمت یا معاملہ یا واقعات بینہ سے انکار یا
جبر یا فریب یا دباب ناجائز یا نابالغی مدعا علیہ یا ادائی یا دعوی سے
دست برداری یا عدم موجودگی بدل عہد یا غفلت امدادی
وغیرہ۔ اگر مدعا علیہ تاریخ مقررہ پر بغرض جوابدہی حاضر
نہو تو عدالت یکطرفہ کارروائی کریگی۔ لیکن اگر مدعی
اصالتاً یا وکالتاً یا بذریعہ مختار مجاز حاضر نہو اور مدعا علیہ
حاضر ہوکر دعوے سے انکار کرے تو مقدمہ خارج کیا جائیگا۔ لیکن اگر مدعا علیہ

---

(۱) بتاکشہ ایاب (۱) فصل (۵) فقرہ (۱۱)۔

دعوی یا جزو دعوی کو قبول کرے تو عدالت مدعا علیہ کے اقبال کے
بموجب ڈگری صادر کریگی (۱) بعد ختم ہونے بیانات فریقین کے قانون ہند
کے بموجب حاکم عدالت پر اون امور قانونی و واقعاتی کا قرار دینا لازم ہے
جنکی بابت فریقین کے درمیان نزاع ہو اور اسکے بعد مقدمہ کی سماعت
کے لئے تاریخ مقرر کی جاتی ہے۔

تجویز

(۲۶۹) تاریخ مقررہ پر فریقین کو اپنا اپنا ثبوت دستاویزی یا زبانی
پیش کرنا لازم ہے۔ ہر ضابطہ کارروائی مین جو بہت غور اور احتیاط کے
ساتھہ مرتب کیا گیا ہو اس غرض سے کہ مقدمہ کی تحقیقات مین سہولت
ہو چند عام قواعد در باب بار ثبوت مقرر کئے جاتے ہین۔ شاستر ہندو مین یہہ
عام قاعدہ کہ "جس شخص کو کوئی امر ثابت کرنا ہے (یعنے جو کہ واقعات
کا وجود بیان کرے) وہی اوسکو ثابت کرے اور کوئی دوسرا شخص نہین"
اوسی قدر سختی کے ساتھہ مقرر کیا گیا ہے جیسا کہ زمانہ حال کے قواعد شہادت
مین ہے (۲) اور شریعت نے صاف طور پر اس قاعدہ عام کی توضیح کی
ہے کہ جبکہ عذر خاص یا عذر فیصلہ سابق پیش کیا جائے تو مدعا علیہ کو
ثبوت داخل کرنا ہوگا اور انکار کلی کی صورت مین مدعی کو (۳) اس قاعدہ
مین دو مشہور قواعد شہادت ایک مختلف شکل مین بیان کئے گئے ہین یعنی

(۱) دفعات ۹۸ و ۱۰۰ و ۱۰۲۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء۔
(۲) متاکشرا باب (۱) فصل (۶) فقرہ ۲ و ۳۔ نیز دیکھو دفعہ ۱۰۱۔ ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۲ء (قانون شہادت مجریہ ہند)۔
(۳) متاکشرا باب (۱) فصل (۶) فقرہ (۴)۔

"(الف) بار ثبوت ہر نالش یا دیگر کارروائی عدالتی میں اوس شخص پر ہوتا ہے جو طرفین سے متعلق کسی شہادت کے نہ گذرنے کی صورت میں مقدمہ ہار جائے[1] اور (ب) بار ثبوت نسبت ہر خاص واقعہ کے اوس شخص پر ہوتا ہے جو عدالت کو اوسکا وجود باور کرانا چاہتا ہو الا اوس حال مین کہ قانوناً حکم ہو کہ داخل کرنا اوس واقعہ کے ثبوت کا فلان شخص کے ذمہ ہے"[2] یہ اخیر شرط اس مسئلہ سے متعلق ہے کہ خاص قسم کے واقعات کی صورت مین عدالتین ایک ایسا قیاس قایم کرینگی کہ جس سے یہ فرض کیا جائیگا کہ جب چند خاص واقعات ثابت ہو جاین تو چند اور واقعات کافی طور پر ثابت ہو گئے[3] مثلاً بار ثبوت اوس شخص کے زندہ ہونے کا جسکی سات برس سے کچھہ خبر نہین ملی ہے قانون ہند کی رو سے اوس شخص کے ذمہ ہے جو اوسکا زندہ ہونا بیان کرے[4] بار ثبوت اس امر کا کہ ایک شخص جو ایک شے کا قابض ہے وہ اوسکا مالک نہین ہے اوس شخص کے ذمہ ہے جو اوسکا مالک نہ ہونا بیان کرتا ہو[5] اسی طرح

(۱) دفعہ ۱۰۲- ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۲ع-

(۲) دفعہ ۱۰۳- ایضاً-

(۳) اصول قانون مولفہ ہالینڈ صفحہ ۲۹۴- طبع سوم-

(۴) دفعہ ۱۰۸- ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۲ع-

(۵) دفعہ ۱۱۴ ایضاً-

عدالت کو جائز ہے کہ وجود کسی واقعہ کا جو اوسکی دانست مین غالباً وقوع مین آیا ہو قیاس کرے البتہ معمولی طریقہ واقعات طبعی اور رویہ انسانی اور سرکاری اور خانگی کاروبار کا بہ نظر اوس نسبت کے جو اوس مقدمہ کے واقعات کے ساتھہ اونکو ہے ملحوظ رکھنا ہوگا[1] مثلاً یہ کہ عدالت اور دفتر کے کام حسب ضابطہ انجام دیے گئے ہین اور جو شہادت پیش ہوسکتی تھی اور پیش نہین کی گئی اگر وہ پیش کی جاتی تو جس شخص نے کہ اوسکو بار کہا اوسکے حق مین مضر ہوتی - علاوہ اسکے قانون چند قواعد درباب قابل ادخال ہونے شہادت کے مقرر کرتا ہے منجملہ انکے دو اہم قواعد یہہ ہین کہ شہادت زبانی بلا واسطہ ہونی چاہیے نہ کہ سنی سنائی[2] اور شہادت منقولی بابت مضامین مندرجہ دستاویز کے صرف ایسی صورت مین ادا کی جا سکتی ہے جب کہ شہادت اصلی بہم دست نہ ہو سکے یا عدالت کے حکم نامہ کی رسائی سے باہر ہو[3] عدالت کو اختیار ہے کہ یہ حکم دے کہ وہ اشخاص فریقین بنائے جائین جنکا عدالت مین حاضر ہونا اس وجہ سے ضرور ہے کہ عدالت جملہ امور

---

(۱) دفعہ ۱۱۴ - ایکٹ ۱۸۷۲ء۔

(۲) دفعہ ۶۰ " ایضاً۔

(۳) دفعات ۶۴ و ۶۵ ایضاً۔

متنازعہ متعلقہ مقدمہ کو کامل طور پر فیصل اور طے کر سکے۔(۱)

فیصلہ

(۲۷۰) جو شہادت کہ فریقین پیش کرنا چاہین جب وہ لی جا چکے اور فریقین کے سوال و جواب اصالتاً یا بذریعہ اون کے وکلا یا مختاران مقبولہ کے سماعت ہو چکے ہون تو عدالت اون مختلف امور تنقیح طلب کی نسبت جو پہلے بغرض تجویز قرار دیئے گئے تھے اپنی راے تحریر کرتی ہے۔ عدالت کی راے کا اس طور پر لکھا جانا **فیصلہ** کہلاتا ہے۔ فیصلہ مین یا تو استقرار کسی حق اولی کے وجود یا عدم وجود کا ہوتا ہے عام اس سے کہ وہ حق متعلق بہ جائداد یا شان ہو یا اوس مین یہ حکم ہوتا ہے کہ کسی قدر زر نقد بطور معاوضہ ادا کیا جاے یا کوئی خاص فعل کیا جاے یا اوس سے اجتناب کیا جاے۔ فیصلہ مین یہ حکم بھی ہونا چاہیے کہ مقدمہ کا خرچہ کس فریق کے ذمہ ہوگا اور اسبارہ مین عدالت کو عموماً وسیع اختیار تمیزی حاصل ہے۔(۲) لیکن معمولی قاعدہ یہ ہے کہ وہ فریق جو مقدمہ ہار جاے فریق مخالف کا خرچہ ادا کرے اور جب کہ ٹیکس کے زمانہ سے اون نالشات کے انسداد کی جو بطور ناحق کوشی یا ایذارسانی

(۱) دفعہ ۲۰۳ - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع -

(۲) دفعہ ۲۲۰ - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع -

کے دائر کی جاتین بھی ایک تدبیر ہے۔ اسکے پیشتر کے زمانہ کے قانون روما مین مدعاعلیہ کو یہہ اجازت تھی کہ اگر کوئی شخص اوسپر بغرض ایذارسانی نالش دائر کرے اور اوس شخص کو اس امر کا علم ہو کہ اوسکی کارروائی بیجا ہے تو وہ اوس شخص کے نام شئے متنازعہ کے دسوین حصہ کی بابت نالش کرے[1]۔ اب ایسی نالشات کی اجازت نہین ہے کیونکہ اوسنے مقدمات کی تکثیر کا احتمال ہے[2]۔

فیصلہ کس حد تک فریقین پر واجب التعمیل ہے۔

(۱۷۲) صدور کے بعد فیصلہ فریقین پر واجب التعمیل ہوتا ہے الّا اوس صورت مین کہ وہ بصیغہ اپیل یا تجویز ثانی منسوخ کیا جاے یا فی نفسہ کالعدم ہو۔ حکام عدالت کی بے انصافی یا ناتجربہ کاری کی تلافی کی غرض سے اپیل کی ضرورت سے انکار نہین ہوسکتا گو بعض اوقات (جیسا کہ روما کے ایک مقنن الپئن نے بیان کیا ہے) یہہ نتیجہ ہوتا ہے کہ عمدہ فیصلہ جات بگاڑ دئے جاتے ہین[3] واضعان قانون نے اون قیود اور میعاد کو معین کر دیا ہی جو جواز اپیل کے لئے ضروری ہین۔ لیکن تعمیل کسی فیصلہ عدالت

چند قیود کے ساتھ بصیغہ اپیل قابل منسوخی ہے۔

---

(۱) گئیس جلد ۴ صفحہ ۱۷۵-۱۷۸۔

(۲) انڈین لا رپورٹ جلد ۱ بمبئی صفحہ ۴۶۷۔

(۳) ڈائجیسٹ جلد ۴۹ صفحہ ۱۔

ماتحت کی محض اس وجہ سے کہ اوسکی ناراضی سے اپیل دائر ہوا ہی ملتوی نہ کی جائیگی (۱) بلکہ بطریق معمولی اوسکی تعمیل ہو سکتی ہے - مگر عدالت اپیل درصورت پائے جانے وجہ موجہ کے حکم التوا صادر کرنیکی مجاز ہے (۲) اجرائے ڈگری صرف فریق کامیاب یا اوس فریق کی درخواست پر جسکی از روئے حکم ڈگری کسی طرح دادرسی کی گئی ہو ہو سکتا ہے (۳) بعد اسکے کہ جج فیصلہ سنادے اوسکے فرائض منصبی ختم ہو جاتے ہین اسکے بعد جہانتک کہ اوس خاص مقدمہ سے تعلق ہے یہ سمجھا جائیگا کہ اوسکا فرض منصبی ختم ہو گیا (۴)

(۱) دوا انجسٹ صفحہ ۷ - دیکھو دفعہ ۵۴۵ - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء -

(۲) دفعہ ۵۴۵ - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء -

(۳) دفعہ ۲۲۳ - ایضاً -

(۴) مقدمہ ملکہ معظمہ بنام مالک رام (نمبر ۱۶ پنجاب رکارڈ سنہ ۱۸۹۷ء) مین ایک عجیب بحث پیدا ہوئی اس مقدمہ مین ایک شخص ملزم نے بعد اسکے کہ مجسٹریٹ نے اپنا اخیر حکم سنایا اوس مجسٹریٹ کی نسبت الفاظ توہین آمیز منھ سے نکالے اسپر مجسٹریٹ نے ملزم کو از روئے دفعہ ۲۲۸ مجموعہ تعزیرات ہند جرمانہ کی سزا دی اپیل مین سیشن جج نے حکم سزائے جرمانہ کو اس بناپر منسوخ کیا کہ چونکہ مجسٹریٹ نے قبل اسکے کہ الفاظ توہین آمیز استعمال کئے گئے اپنا فیصلہ سنادیا تھا لہذا یہ نہین کہا جا سکتا کہ اوسکی توہین اثنائے کارروائی عدالت مین ہوئی لیکن چیف کورٹ پنجاب نے بصیغہ نگرانی سیشن جج کی راے سے اختلاف کیا اور مجسٹریٹ کا حکم بحال رکھا چیف جج نے یہ تجویز کی کہ ملزم کے مقابلہ مین کارروائی ابتدائی کا جاری رہنا اوسوقت تک سمجھنا چاہئے جب تک کہ ملزم کو عدالت سے جانے کی اجازت نہو یا وہ زیر حراست عدالت سے باہر نہ کر دیا جائے - مسٹر جسٹس فریزل نے اس تجویز سے اتفاق کرکے ظاہر کیا کہ بمجرد اسکے کہ مجسٹریٹ اپنا حکم سنادے اور جبکہ فیصلہ ابھی اوسکے ہاتھ مین ہو اور قبل ازین کہ اوسکو کسی دوسرے کام کیطرف متوجہ ہونیکا موقع ملا ہو یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ اوسنے مقدمہ ختم کر دیا"

تجویز ثانی

لیکن جو شخص کسی حکم عدالتی سے اپنی حق تلفی سمجھے اوسکو اختیار ہے کہ خاص صورتون مین اور چند شرائط مقررہ کی پابندی کے ساتھہ اوسی عدالت مین تجویز ثانی کی درخواست کرے[1] فیصلہ وجوہ مندرجۂ ذیل سے بیاقط الاثر ہوجاتا ہے (الف) بوجہ اسکے کہ جج مین سماعت مقدمہ کی قابلیت موجود نہو اور (ب) بوجہ اسکے کہ کسی ایک فریق مین کارروائی مقدمہ کی قابلیت ناقص ہو۔ دونون صورتون مین فیصلہ کالعدم تصور کیا جاتا ہے اور حقیقی نہین ہوتا۔ مثلاً اگر ایک جج ایک ایسے مقدمہ کی تجویز کرے جو اوسکے اختیار سے باہر ہو عام اس سے کہ وہ اختیار حدود اراضی سے متعلق ہو یا مالیت دعوی سے یا جس مین وہ کسی طرح کا تعلق رکھتا ہو (جس سے اس اصولی مسئلہ کی خلاف ورزی ہوتی ہو کہ "کوئی شخص خود اپنے مقدمہ کو فیصل نہین کرسکتا") تو یہ عدالت مجاز کا فیصلہ نہوگا اور نہ اوسکی تعمیل فریقین پر واجب ہوگی[2] اسی طرح پر جو فیصلہ اون نابالغون کے مقابلہ مین

فیصلہ کالعدم

(۱) دفعہ ۶۲۳ ۔ ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء

(۲) اگر جج کسی مقدمہ مین خفیف سے خفیف مالی تعلق بھی رکھتا ہو تو وہ اوس مقدمہ کی تجویز کرنے کے قابل نہوگا اسیطرح اگر اوسکے متعصب ہونے کا شبہہ معقول ہو گو حقیقت مین کوئی تعصب نہو تو بھی وہ تجویز کرنیکے قابل نہوگا ملکہ معظمہ بنام میلیچ (۱۸۸۵ء) کوئینس بنچ ڈیویژن جلد ۴ صفحہ ۳۳۲ - اور ملکہ معظمہ بنام گیسفرڈ (۱۸۹۲ء) کوئینس بنچ جلد ۱ صفحہ ۳۸۱ - نیز دیکھو انڈین لا رپورٹ جلد ۱۵ مدراس صفحہ ۸۳ - لیکن جس صورت مین کہ محکمہ انتظامی ہو نہ کہ عدالتی تو اس سے کم سخت قاعدہ متعلق ہوگا چنانچہ ایک مقدمہ مین جس مین ایک جماعت سند یافتہ نے ایک شخص پر ایک مجسٹریٹ کے سامنے جو خود اوس جماعت کا ایک رکن تھا اس وجہ سے نالش کی کہ اوسنے جھوٹ موٹ اپنے آپ کو ایک سالسٹر ظاہر کیا یہ تجویز ہوئی کہ چونکہ واقعات سے مجسٹریٹ کی جانب سے تعصب ہونے کا گمان غالب ظاہر نہین ہوا لہذا وہ محض اسوجہ سے کہ وہ جماعت مذکور کا رکن تھا مقدمہ کی تجویز کرنے کے ناقابل نہ تھا۔ ملکہ معظمہ بنام برٹن (۱۸۹۷ء) کوئینس بنچ جلد ۲ صفحہ ۴۶۸ - نیز دیکھو ایلسن بنام جنرل کونسل آف میڈیکل ایجوکیشن (۱۸۹۴ء) کوئینس بنچ جلد ۱ صفحہ ۷۵۰ - اور لیسن بنام میڈیکل کونسل جابنہ فی یونیورسٹی جلد ۴۳ صفحہ ۳۶۶ - لا جرنل چانسری جلد ۵۹ صفحہ ۲۳۳ -

صادر ہوا ہو جنکی طرف سے جوابدہی نہوئی ہو یا کوئی شخص اونکا قائم مقام جائز نہو وہ بھی کالعدم ہے۔[1] قانون روما نے اس سے آگے بڑھکر اون فیصلہ جات کو بھی کالعدم قرار دیا تھا جو کسی اسٹیٹوٹ یعنے قانون موضوعہ یا حکم سنیٹ یا قانون شاہی کے صریح خلاف ہون۔[2] لیکن کسی قاعدۂ قانون کے اطلاق مین محض غلطی ہونے سے کوئی فیصلہ کالعدم نہین ہو جاتا تھا۔[3] فیصلہ کا عدم جواز حسب ذیل ثابت کیا جا سکتا ہے۔

(الف) مدعاعلیہ کی جانب سے اپنے بچاؤ کے لئے اوسوقت جب کہ اوسکے مقابلہ مین اوس فیصلہ کی تعمیل کرانے کی کوشش کی جائے۔ یا

(ب) شخص مجرم قرار دادہ کی جانب سے بطور

(۱) دیکھو باب ۳۱۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء۔ کلکتہ لا رپورٹ جلد ۱۱ صفحہ ۱۵ و ۲۱۰۔ انڈین لا رپورٹ جلد ۱۲ کلکتہ صفحہ ۲۴۵۔ نمبر ۱۰ پنجاب رکارڈ سنہ ۱۸۸۲ء۔

(۲) ڈائجسٹ ۴۹ (۱ و ۱۹)۔

(۳) ایضاً ۴۲ (۱ و ۳۲)۔ دیکھو انڈین لا رپورٹ جلد ۱۵۔ الہ آباد صفحہ ۳۲۴۔

خود جبکہ وہ اوس فیصلہ کے کالعدم قرار دئے جانے کے لئے نالش کرے (۱)

مستثنیات از قاعدہ ضابطہ۔

(۲۷۲) چونکہ قانون ضابطہ ایک عام قانون ہے اس لئے وہ جملہ اشخاص سے یکسان متعلق ہے (۲) اِلّا اوس صورت مین کہ واضعان قانون نے خاص اشخاص یا طبقہ اشخاص کے حق مین کوئی استثنا قایم کیا ہو مثلاً کوئی جج یا مجسٹریٹ یا اور عہدہ دار عدالت حکمنامہ دیوانی کے بموجب اوس حالت مین گرفتار نہ ہو سکیگا جبکہ وہ اپنی عدالت کو جاتا یا اوس مین اجلاس کرتا

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۲۰ صفحہ ۸۶- انڈین لارپورٹ جلد ۶ بمبئی صفحہ ۱۴۸- انڈین لارپورٹ جلد ۹ کلکتہ صفحہ ۳۵۸ و ۳۶۳ و ۳۶۷- ایضاً جلد ۹ صفحہ ۸۱۰- مورز انڈین اپیلس جلد ۱۴ صفحہ ۲۹۳- سیویل اپیل نمبر ۱۰۱ بابت ۱۸۸۶ء چیف کورٹ پنجاب- فادر بنام لوسیگڑ لارپورٹ چانسری ڈیویژن جلد ۶ صفحہ ۲۹۷-

(۲) عام قاعدہ ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء کی دفعہ ۱ مین اس طرح بیان کیا گیا ہے "کوئی شخص کسی کارروائی دیوانی مین اپنی نسل یا مولد کی وجہ سے کسی عدالت کے اختیار سماعت سے مستثنےٰ نہ ہوگا"

یا وہان سے پھر آتا ہو(۱)۔ اور یہی رعایت کسی معاملہ کے
فریقین اور راون کے وکلا اور مختارون اور ایجنٹان
مقبولہ اور گواہون سے بھی متعلق ہے جبکہ وہ کسی
ایسی عدالت مین جاتے یا وہان حاضر رہتے ہون اور نیز
وہان سے واپس آتے ہون جو اوس معاملہ مین اختیار
سماعت رکھتی ہو یا نیک نیتی سے باور کرتی ہو کہ اوسکو
اختیار سماعت حاصل ہے(۲)۔ گورنمنٹ کو بھی اختیار
ہے کہ بعض اشخاص کو بلحاظ مرتبہ کے(۳) اور عورات
پردہ نشین کو(۴) اصالتاً حاضری عدالت سے معاف
کرے۔ برخلاف اسکے گورنمنٹ کو یہہ بھی اختیار ہے
کہ بعض اشخاص کو خاص صورتون مین قانوناً ناقابل
قرار دے۔ مثلاً دشمن کے ملک کی رعایا جو برٹش انڈیا

(۱) دفعہ ۶۴۲- ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع-

(۲) ایضاً - ضمن ۲-

(۳) دفعہ ۶۴۱- ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع-

(۴) دفعہ ۶۴۰- ایضاً-

کے اندر رہتی ہو صرف جناب نواب گورنر جنرل بہادر
باجلاس کونسل کی اجازت سے نالش کرسکتی ہے (۱)
اور کوئی ریاست ملک غیر برٹش انڈیا کی عدالتون
مین صرف صورت ہاے مفصلۂ ذیل مین نالش
کرسکتی ہے۔ (الف) ملکہ معظمہ یا جناب
نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل نے
اوس ریاست کو تسلیم کیا ہو اور (ب) نالش
کا یہ مقصود ہو کہ اوس ریاست غیر کے والی یا رعایا
کے حقوق خانگی دلائے جائین (۲)

---

(۱) دفعہ ۴۳۰ - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء - ایک رعیت برطانیہ جو دشمن کے ملک مین سکونت پذیر اور تجارت مین مصروف ہو دشمن کے ملک کی رعایا کے مانند کسی برٹش کورٹ مین نالش کرنے کی مجاز نہین ہے - اس قاعدہ کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ نالش کے ثمرات دشمن کے ملک کو نہ پہونچائے جائین تاکہ اس ملک یعنے انگلستان کے مقابلہ مین فوائد حاصل نہون میککونل بنام ہیکٹر (سنہ ۱۸۰۲ء) رپورٹ بوسانکے ویولر جلد ۳ صفحہ ۱۱۳ - براندن بنام نیسبیٹ رپورٹ ٹرم جلد ۳ صفحہ ۱۰۹ - بیریٹ بنام ولیسن رپورٹ بوسانکے ویولر جلد ۱ صفحہ ۳۴۳ -

(۲) دفعہ ۴۳۱ - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء -

باب ۱۱

قانون مابین الاقوام متعلقہ رعایا

غرض و وسعت قانون مابین الاقوام متعلقہ رعایا۔

(۲۷۳) بوجہ اوس وسیع اختلاط کے جو زمانہ حال مین مختلف ممالک کے باشندون کے درمیان جاری ہے اور جسکا کچھہ حصہ ترقی تجارت اور کچھہ حصہ سفر کی روز افزون سہولتون کا نتیجہ ہے عدالتون کو اکثر اون امور کا فیصلہ کرنا پڑتا ہے جو مختلف ممالک کے اشخاص کے مابین پیدا ہون اور ایسے معاملات معاہدہ پر مبنی ہوتے ہین جو ایک مقام پر کئے جاتے ہین لیکن جنکی تعمیل دوسرے مقام پر مقصود ہوتی ہے۔ ایسی صورتون مین نہ صرف یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کن عدالتون کو اختیار سماعت ہے بلکہ یہ بحث بھی چھڑ جاتی ہے کہ کس ملک کا قانون اوس خاص مقدمہ سے متعلق کیا جائے۔ قانون مابین الاقوام جو رعایا پر واجب التعمیل ہے مختلف ریاستون کے قوانین کو عام رعایا کے تعلقات باہمی سے متعلق کرتا ہے۔ اس قانون کا یہ مقصود ہے

که اون اصول کا اظہار کرے جنکے ذریعہ سے اس قسم کے سوالات
حل ہوسکیں۔ زمانہ قدیم مین قانون کی اس صفت کے آثار بہت کم پائے
جاتے ہین اور اسکی وجہ صرف یہی ہے کہ رعایائے ممالک غیر سے
حقوق دلائے جانے سے عموماً انکار کیا جاتا تھا اور یہہ فرض کیا جاتا
تھا کہ رعایائے روما مثل رعایائے انگلستان کے اپنے ہی
ملک کا قانون ہر جگہہ اپنے ہمراہ لے جاتی ہے۔ روما کے قدیم
قانون کے بموجب رعایائے ملک غیر احاطہ قانون سے خارج اور محض
آوارہ گرد اور ناکارہ سمجھی جاتی تھی۔ چنانچہ روما کا قانون دیوانی
کسی ایسے شخص سے متعلق نہین کیا جا سکتا تہا جو رعایائے روما
سے نہو اور گو تجارت کی ترقی کے ساتھہ ایک ایسا قانون اقوام جو جملہ اقوام
مین یکسان مروج اور باہم غیر ملکیون کے یا مابین غیر ملکیون اور اہل روما کے
واجب التعمیل تھا پریٹرون کی منصفانہ حکومت کی بدولت بتدریج
ترقی پاتا گیا مگر قانون ملک غیر اور قانون روما مین تخالف یا تناقض
کا ہونا طبعاً ناممکن تھا۔ اسکے بعد کے زمانہ مین جبکہ روما کی رعایا
کے حقوق سلطنت کے ہر آزاد باشندہ کو دئے گئے تو اصول
مروجہ توافق قوانین تہا نہ کہ تناقض۔ اور اسی وجہ سے تصنیفات
جسٹینئین مین قوانین مختص المقام کے اطلاق کے بارہ مین کوئی

د

ایکٹ متعلقہ اشخاص وجائداد غیر منقولہ -

قواعد مندرج نہین ہین بلکہ صرف محاورات مختص المقام کی خصوصیتون کے مطابق لوگون کی مرضی کے اظہارات کی تعبیر کے لیے قواعد مقرر کیے گئے ہین - ازمنہ وسطی کے اخیر حصہ مین مسئلہ ایکٹ متعلقہ اشخاص وجائداد غیر منقولہ کا وجود پایا جاتا ہے - ایکٹ اول الذکر کسی خاص شخص کو ایک حیثیت عطا کرتا تھا جو ہر جگہہ اوسکی ذات کے ساتھہ وابستہ تھی اور ایکٹ آخر الذکر کا اثر کسی خاص مقام تک محدود رہتا تھا - ایکٹ اول الذکر سکونت مستقل پر کوئی لحاظ نہین کرتا تھا اور جو ہرج اوسکے اطلاق سے اوس صورت مین واقع ہوتا تھا جبکہ اشخاص مختلف ممالک کی رعایا ہوتے تھے اوسکی دفعیہ کی کوشش بعض اوقات فریقین اس تدبیر سے کرتے تھے کہ تحریری معاہدات کیے جاتے تھے جن مین فریقین پہلے ہی سے اقرار کر لیتے تھے کہ وہ بابت اون وجوبات کے جو ایسے معاہدات سے پیدا ہون فلان قانون کے بموجب تعمیل کرینگے - لیکن اس طور پر اوس قانون کو جسکی پابندی ایک شخص کرنا چاہے مقرر کردینے کا آزادانہ اختیار غالباً صرف اون ادنیٰ امور تک محدود تھا (مثلاً وجوبات جو بذریعہ معاہدہ پیدا ہون) جن مین سلطنت کوئی صریحی تعلق نہین رکھتی تھی - باقی تمام امور کی نسبت جو اغراض عامۂ خلایق سے

متعلق تھے صحیح اور عام اصول بلحاظ چند محدود مستثنیات کے جو زنان
منکوحہ اور اشخاص آزاد او رپیشوایان دین اور بادشاہ کے حق مین
قایم کیے گئے تھے شاید ہی تھا کہ "تولد قانون کو معدوم کر دیتا ہے"
چنانچہ ایک ہی ملک مین اور اکثر ایک ہی شہر مین رعایاے لمبارڈی
قانون لمبارڈی کی اور رعایاے روما قانون روما کی مطیع رہتی تھی
اور یہی نسبت مختلف اقوام جرمنی سے [illegible] متعلق تھی ہر قوم اپنے
اپنے قانون کے تابع تھی گو کہ وہ ایک ہی جگہہ سکونت پذیر تھی
انہین قوانین متعلقہ اشخاص کی توضیح بشپ اگوبارڈس نے
اپنے مراسلہ موسومہ لوئی ڈیبونیر مین کرکے حسب ذیل بیان کیا ہے "اکثر
ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ پانچ اشخاص جنمین سے ہر شخص ایک
مختلف قانون کے تابع ہے آپس مین ملکر چلتے یا بیٹھے ہوے پاے
جاتے ہین" دوسرے اصول کی ابتدا بعض مصنفین اوس وقت سے
بتاتے ہین جبکہ لوگ اپنے جسم اور مال کے متعلق کسی جماعت قصبہ یا
کسی بڑے جاگیردار کے قانون کی اطاعت خود بخود قبول کرنے لگے (۱)

(۱) اطالیہ کی آزاد جماعت یا قصبہ کو بہت سے حقوق حاصل تھے جنمین سب سے اہم حق یہ تھا کہ اگر ملک غیر کی رعایا
اون قصبات مین سکونت اختیار کرے تو وہ فوراً آزاد اور وہین کی رعایا تصور کی جاتی تھی چنانچہ [illegible]
نامی ایک مصنف لکھتا ہے کہ اس قدیم رسم کے مقابلہ مین کہ ہوا غلام بناتی ہے یہہ جدید مسئلہ قایم ہوتا ہے ہوا آزادی
بخشتی ہے

اس طرح جب بعض لوگون نے جماعت قصبہ مین ملکر کسی مقتدر زمیندار کے تابع رہنا اور اوسکے نوکر اور غلام بننا شروع کیا تو اصول قوانین متعلقہ اشخاص پامال ہوتا گیا۔ اس جدید اصول کی روسے صرف سکونت مستقل پر لحاظ کیا جانے لگا اور نسل کا اثر زائل ہوگیا۔ اور جماعت قصبہ یا جاگیردار اوس جائداد کے انتظام کے متعلق جو اوسکی حدود ارضی کے اندر واقع ہوتی قانون مقرر کرنے لگا۔ پس ازمنہ وسطی کے اختتام پر تین مختلف اقسام کے قواعد بلحاظ جسم یا جائداد غیر منقولہ یا فعل کے متعلق کئے جاتے تھے۔ صورت اول مین مناسب قانون متعلق کرنیکے لئے سکونت مستقل پر اور صورت دوم مین مقام جائداد پر اور صورت سوم مین مقام وقوع فعل پر لحاظ کیا جاتا تھا۔ اشیاے منقولہ جو ایک مقام سے دوسرے مقام کو منتقل ہوسکتی ہین اونکو مالک کے جسم سے متعلق کرنا آسان تھا اور اسی بنا پر لوگ اس مسئلہ کو تسلیم کرنے لگے کہ "مال منقولہ شخص کے ساتھہ رہتا ہے"۔ ان تین اقسام کے قواعد کے لئے زمانہ مذکور کے مصنفون نے ان اصطلاحات کو استعمال کیا تھا (الف) قوانین متعلقہ اشخاص (ب) قوانین متعلقہ جائداد غیر منقولہ اور (ج) قوانین مرکب۔ وہ قاعدہ قانون جسکا نفاذ واضع قانون کی حدود ارضی کے باہر بھی ہوسکتا ہے

متعلقہ **اشخاص** اور وہ قاعدہ قانون جسکا اثر محض واضع قانون کی حدود ارضی تک محدود ہو **متعلقہ جائداد غیر منقولہ** اور وہ قاعدہ قانون جو افعال یا افعال اور اشخاص دونون سے متعلق ہو **مرکب** کہلاتا ہے (۱)

عدالتون کو پہلے اپنے ہی قانون کی پابندی لازم ہے۔

(۲۷۳-الف) لیکن اوس کامل حکومت اعلی کے تصور سے جو ہر ریاست خود مختار کو ملنی چاہیے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ واضع قانون کو اختیار ہے کہ اگر وہ مناسب سمجھے تو کسی قانون ملک غیر کے تسلیم کئے جانے کی قطعاً ممانعت کرے - اس صورت مین عدالتین جو کہ واضعان قانون کے اعضا ہین صرف اوس قانون کے بموجب عمل کرسکتی ہین جو در اصل اونکا ذاتی قانون ہو - ایک ریاست دوسری ریاست کے قانون کو جو تسلیم کرتی ہے وہ محض بالطفت اقوام کے دوستانہ لحاظ سے اور بنظر حسن اخلاق کے ہے - اوسکو اختیار ہے کہ بہ تبعیت اون قیود اور قواعد کے جنکو مقرر کرنا وہ پسند کرے ایسا برتاؤ کرے - پس عدالت انصاف کو لازم ہے کہ پہلے اپنی ہی ریاست کے قانون پر نظر ڈالے اور صرف اوس وقت جبکہ قانون مذکور امر زیر بحث کے بارہ مین ساکت ہو وہ مجاز ہے

(۱) قانون مابین الاقوام سولفہ دان بارمترجمہ جیلیبی دفعہ ۵ صفحہ ۲۸ -

کہ اوس قانون اقوام کے اصول مین جو بطور باہمی رعایا پر واجب التعمیل ہے قاعدہ ضروری کی تلاش کرے۔ لیکن یہہ عام قید ملحوظ رہے کہ کوئی جج کسی ایسے قانون ملک غیر کے تسلیم کرنے کا مجاز نہین ہے جو خود اُسکی ریاست کے قانون کے اصل اصول کی روسے خلاف تہذیب یا خلاف مصلحت عامۂ خلایق ہو[1]۔ مثلاً ایک غلام کے واپس پانے کی بابت انگلستان مین نالش نہین ہوسکتی کیونکہ اوس ملک کے قانون کی روسے بفور اسکے کہ ایک غلام سرزمین انگلستان

(۱) ہملین اسٹ کمپنی بنام ٹلیسکرڈسنٹیلری۔ مقدمات اپیل صفحہ ۲۶۱ اسی وسیع اصول کی بنا پر گوئیڈ وفیوسیناٹو تجویز کورٹ آف اپیل انکونا مورخہ ۲۲ مارچ سنہ ۱۸۸۴ء پر جسکی روسے ایک رعایائے جرمنی اور ایک عورت اطالیہ کے درمیان طلاق کا حکم صادر کیا گیا اعتراض کرتا ہے۔ اطالیہ کے سیول کوڈ کے مراتب ابتدائی کی دفعہ ۱۲ کی روسے کسی ملک غیر کے قوانین یا فیصلہ جات جن سے سلطنت اطالیہ کے قوانین امتناعی متعلقہ اشخاص وغیرہ کی خلاف ورزی ہوتی ہو موثر نہین ہوسکتے اور چونکہ دفعہ ۱۴۸ کی روسے ازدواج صرف وفات کی صورت مین فسخ ہوتا ہی اسلئے عدالت اطالیہ پر لازم تہا کہ بلحاظ اس حکم کے ایک ایسے قانون ملک غیر کو نفاذ دلانے سے انکار کرتی جو خود اپنے ملک کے قانون کے اصول کے خلاف تہا۔

مین اپنا قدم رکھے وہ آزاد ہو جاتا ہے۔[1] اسی طرح نالش واسطے دلائے جانے ہرجہ کے جو بوجہ نقض معاہدہ نکاح کے ہوا ایسے ملک کی عدالتون مین نہین ہو سکتی جسکے قانون کی روسے ایسی نالشات ممنوع السماعت ہون۔

قوانین منفصلات یا مختص المقام

(۲۷۴) انہین اصول کی پابندی ایک ہی ریاست کے قوانین منفصلات یا مختص المقام کے اطلاق مین ضرور ہے۔ جہانتک کہ ان قوانین کو اوس ریاست نے صریحاً تسلیم کیا ہو یا وہ اوس ریاست کے عام قانون کے اصل اصول کے خلاف نہون وہ اس قابل ہین کہ اوس ریاست کی تمام عدالتین اونکو تسلیم کرین۔ چنانچہ ہندوستان مین واضعان قانون نے معاملات متعلقہ وراثت تبنیت ازدواج طلاق ہبہ جہیز و مہر ذات اور معاملات متعلقہ رواج مذہبی یا قانون مذہبی مین شرع محمدی اور شاستر

(۱) چنانچہ مقدمہ کارٹ رائیٹ میہ قرار پایا کہ "انگلستان کی ہوا اسقدر صاف ہے کہ وہان کوئی غلام نہین رہ سکتا" کانسٹی ٹیوشنل ہسٹری مولفہ بروم صفحہ ۹۳۔ نیز دیکھو مقدمہ سومرسیٹ ایضاً صفحہ ۶۵ لیکن سوال یہہ ہے کہ آیا ایک معاہدہ درباب خرید و فروخت غلامان جو متعاقدین معاہدہ کی سکونت مستقل کے مقام کے قانون کی روسے جائز ہو قابل نفاذ نہین ہے؟
آراے گروشیس مولفہ وٹمی ایڈیشن صفحہ ۷۵۔

ہنود کو تسلیم کیا ہے[1] برٹش انڈیا کی تمام عدالتوں پر واجب ہے کہ ان خاص قوانین کی تعمیل اون حدود کے اندر جنکو واضعان قانون نے مقرر کیا ہو کرین۔

قانون روما مقامات ۔

(۲۷۵) روما کے قدیم قانون مین اون کل مقدمات کے لیے جن مین مدعا علیہم رعایاے روما سے تھے صرف ایک ہی مقام پر عدالت مقرر تھی اور وہ مقام روما تھا۔ اسکے بعد کے زمانہ مین جب رعایاے روما پر مفصلات مین نالش ہوسکتی تھی اور اونکو وہان جائداد غیر منقولہ حاصل کرنے کی اجازت دیگئی تو اوس مقام پر مقدمات کی سماعت کا طریقہ جاری کیا گیا جہان جائداد متنازعہ فیہ واقع ہوتی لیکن اوس وقت بھی سلطنت کی احدیت کو اس قدر عام طور پر تسلیم کیا جاتا تھا کہ یہ امر کہ آیا نالش اوس مقام کی عدالت مین دائر کی گئی جہان مدعی یا مدعا علیہ رہتا ہو یا اوس مقام کی عدالت مین جہان جائداد متنازعہ فیہ واقع ہو غیر قابل لحاظ تھا[2]

جن اشخاص سے حاکم عدالت کسی مقدمہ مین ضمانت طلب کر کے اونکو جوابدہی پر مجبور کرسکتا تھا وہ صرف ایسے اشخاص تھے جو فی الحقیقت اوسکے علاقہ حکومت مین موجود ہوتے تھے یا وہان جائداد رکھتے تھے

(۱) ہندوستان قانون ۴ سنہ ۱۸۹۳ع دفعہ ۱۶ قانون ۳ سنہ ۱۸۹۲ع دفعہ ۵ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۷۲ع۔
(۲) قانون اقوام مولفہ وان بار دفعہ ۱۲۰ صفحہ ۱۲۵۔

جیبرداین کو قبضہ دلایا جاسکے(۱)۔ یہہ اصول پہلے اون مقدمات مین اختیار کیا گیا جو محض قانون پر مبنی ہتھے اور جنمین تعمیل کے لئے کوئی خاص مقام مقرر کیا جاتا تھا۔ لیکن دوسرے وجوہات کے متعلق حاکم عدالت مدیون کو جوابدہی پر مجبور نہین کرتا تھا۔ الّا اوس صورت مین کہ بوجہ نیک نیتی اسکی ضرورت ہو اور نیک نیتی ہمیشہ اوس صورت مین فرض کی جاتی تھی جبکہ زرنقد کے کسی خاص مقام پر دئے جانے کا معاہدہ کیا گیا ہو۔ ان ہنود کے ساتھہ اوس مقام کی عدالت جہان معاہدہ کیا گیا ہو اوسی اختیار کو استعمال کرتی تھی جو مقام سکونت مدعی یا مدعا علیہ کی عدالت کو حاصل تھا(۲)۔ زمانہ حال مین یہہ امر کہ کس ریاست کا خاص قانون متعلق کیا جائے اس امر پر منحصر ہوتا ہے کہ اوس تعلق قانونی کا تصفیہ جو متنازعہ فیہ ہو عموماً کس مقام کے قانون کے بموجب ہو سکتا ہے۔ مثلاً معاملات متعلقہ شان اور قانون خاندان کا تصفیہ مقام سکونت مستقل کا جج اور معاملات متعلقہ اشیاء کا تصفیہ اوس مقام کا جج کریگا جہان اشیاء مذکور واقع ہون۔ مقدمات متعلقہ وراثت کا فیصلہ جزاً ایک جج کے ذمہ اور جزاً دوسرے کے ذمہ ہوگا۔ معاملات درباب اون

(۱) قانون اقوام مولفہ وان بار صفحہ ۵۲۳۔

(۲) ایضاً صفحہ ۵۲۲ تا ۵۲۶۔

وجوبات سنکے جو معاہدہ سے پیدا ہوسکتے ہین جزاً مقام سکونت مستقل کی
عدالت سے اور جزاً مقام معاہدہ یا فعل ناجایز کی عدالت سے متعلق ہین
لیکن ان عام اصول مین اوس صورت مین تبدیلی واقع ہوتی ہے جبکہ
مدعاعلیہ دوسری عدالت کی حکومت کے تابع ہونے پر رضامند ہوجاے
یا مدعی کسی خاص حکومت عدالت کو ترک کرے - لیکن اس اختیار تمیزی
سے اون تمام تعلقات قانونی کو خارج کرنا چاہیے جنکی نسبت فریقین کو
اختیار کامل نہین ہے[1] مثلاً معاملات متعلقہ جواز یا انفساخ ازدواج
مین صرف وہی عدالت مجاز سماعت ہے جسکی حدود ارضی کے اندر فریقین
جنکے درمیان تعلق مذکور موجود ہو حسب قانون سکونت مستقل رکھتے ہون[2]
اسی طرح عدالت انگلستان عموماً درخواست طلاق کو منظور نہ کریگی الّا ادعا

---

(۱) دیکھو مقدمہ برٹ بنام یونیٹی نیز - لا ریورٹ پیری و ڈیویسن جلد ا صفحہ ۴۸۱ - ۴۸۹ -

(۲) قانون اقوام مصنفہ وان بار صفحہ ۵۱۶ و ۵۱۷ ولیمن بنام ولیمن لا ریورٹ پیری و ڈیویسن جلد ۲ صفحہ ۲۴۴ - لیکن افتراق بحکم عدالت اوس عدالت سے حاصل ہوسکتا ہے جسکی حدود ارضی کے اندر فریقین محض رہتے ہون اگر حالات مقدمہ کے لحاظ سے اس امر کی ضرورت ہو کہ اونمین سے ایک کو دوسرے کے فعل ناجایز متعلقہ ازدواج سے محفوظ رکھا جاے۔
ارمی جج بنام ارمی جج - ٹائمس مورخہ ۲۲ جون ۱۸۹۵ع صفحہ ۱۰

صورت مین کہ شوہر اوس ملک مین سکونت مستقل رکھتا ہو[1] یہہ اس اصول پر مبنی ہے کہ فریقین شادی کے وقت اوس مقام کے قانون کو جہان اونکی شادی ہو یا جہان وہ بعد شادی کے رہنے کا ارادہ رکھتے ہون اپنے معاہدہ کا ایک جزو قرار دیتے ہین (زوجہ کی سکونت مستقل کا مقام وہی ہوگا جو شوہر کا ہو[2]) اور صرف اون وجوہ کی بنا پر اور اون عدالتون کے ذریعہ سے جنکو قانون مذکور تسلیم کرے اون کا طلاق ہو سکتا ہے[3] لیکن زیادہ صحیح اصول جسکو عدالت ہاے انگلستان ۱۸۵۸ء سے تسلیم کرتی ہین یہ ہے کہ ازدواج ایک شان ہے جسکو قانون نے قایم کیا ہے اور مختلف ریاستون کا قانون مختلف ہوتا ہے اور چونکہ ہر ریاست کے قوانین جو کچھہ کہ اوس ریاست مین مستقل طور پر ہو اوسکے لیے وضع کیے گئے ہین اور اوس سے متعلق ہین اسلیے کسی فریق کا طلاق صرف اوس مقام مین اور اوس

---

(۱) بروڈی بنام برو ڈی۔ لاجرنل پی ڈی اینڈ اے۔ جلد ۳۰ صفحہ ۱۸۵۔ دیکھو مقدمہ گلیس بنام گلیس آیرش رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۷۰۵۔ ایکویٹی۔

(۲) ڈلہادسی بنام میکڈونل۔ رپورٹ کلارک وفنیلی جلد ۲ صفحہ ۸۱۷۔

(۳) مقدمہ مذکور۔ رپورٹ کلارک وفنیلی جلد ۲ صفحہ ۵۰۷۔ نوٹ میکارٹی بنام ڈی کوئیکس۔ رپورٹ کلارک وفنیلی جلد ۲ صفحہ ۵۵۸ نوٹ۔

مقام کے قانون کے بموجب ہو سکتا ہے جہان وہ مستقل طور پر سکونت رکہتا ہو۔[1] اسلیئے اگر اوس ملک کی عدالت جہان زوجین جنکا ازدواج انگلستان مین ہوا ہو سکونت مستقل رکہتی ہون فیصلہ طلاق کا صادر کرے تو قانون کی موجودہ حالت مین ایسے فیصلہ سے ازدواج مذکور فسخ ہو جائیگا اور یہ فیصلہ انگلستان مین جائز قرار دیا جائیگا۔[2] درباب افعال ناجایز کے جنکو معاہدہ سے تعلق نہین ہے مسئلہ اختیار سماعت پر جو امور موثر ہوتے ہین وہ اون امور سے مختلف ہین جو ایسے وجوبات سے متعلق ہین جو معاہدہ سے پیدا ہوتے ہین جو وجوبات معاہدہ سے پیدا ہوتے ہین اون کے متعلق بمقدم قاعدہ یہہ ہے کہ اختیار سماعت کلیتاً حدود ارضی سے متعلق ہوتا ہے اور تعمیل اوس شخص کے فیصلہ کی جسنے اپنی حدود ارضی کے باہر مقدمہ کی تحقیقات اور تجویز کی ہو بغیر اوٹھانے نقصان کے نہین کی جاسکتی۔[3]

(۱) قانون ازدواج و طلاق مولفہ ڈیوڈ اسٹوارٹ اسمن فرانسیسکو ۱۸۸۴ء صفحہ ۱۸۲۔ دفعہ ۲۱۳۔ شا بنام گولڈ (۱۸۶۸ء) لا رپورٹ ہاوس آف لارڈس جلد ۳ صفحہ ۵۸۔ ولسن بنام ولسن (۱۸۷۲ء) لا رپورٹ پیری و ڈیولسین جلد ۲ صفحہ ۴۴۲۔

(۲) ”اختلاف قوانین“ مولفہ ڈایسی ضمیمہ صفحہ ۷۵۰۔

(۳) سردار گردیال سنگہ بنام راجہ فریدکوٹ (۱۸۹۴ء) مقدمات اپیل صفحہ ۶۷۰۔

لیکن واقعی سکونت مستقل اختیار کرنا بمنزلہ اسکے ہے کہ گویا اُس ملک کی
عدالتون کی بالارادہ متابعت کی گئی اور اسکا اثر یہی ہوگا کہ گویا سکونت مستقل
سابق کی عدالتون کی متابعت ترک کردیگئی - اُن وجوہات کی صورت
مین جو افعال ناجایز سے بلا تعلق معاہدہ پیدا ہوتے ہین شخص متضرر کو
اوس اعانت سے کوئی زیادہ قوی اعانت ملنی چاہیے جو داین کو دوسرے
وجوہات مبنی برضامندی آزادانہ مین ملتی ہے اور وہ اوسی اختیار
سماعت پر قایم رہنے کا اور بھی مستحق ہے جو ایک دفعہ مقرر کیا گیا
ہو یہہ امر قابل لحاظ نہین ہے کہ آیا وہ شخص جسنے فعل ناجایز کا ارتکاب
کیا اوس مقام پر رہتا ہے جہان فعل مذکور سرزد ہوا یا وہان کوئی جایداد
رکھتا ہے کیونکہ بہت سے مقدمات مین ایک مدت تک یہ نہین
معلوم ہوتا کہ وہ کون شخص تہا جسنے فعل مذکور کا ارتکاب
کیا - اس قسم کے مقدمات مین شخص متضرر کو اپنی مرضی کے مطابق
دونون عدالتون مین سے (یعنی وہ عدالت جسکی حدود ارضی کے اندر
فعل مذکور کا ارتکاب ہوا ہو اور وہ جسکی حدود ارضی کے اندر مدعاعلیہ
رہتا ہو) کسی عدالت مین نالش کرنے کا کامل اختیار ہے (۱) لیکن

---

(۱) قانون مابین الاقوام مولفہ وان بار صفحہ ۱۵۰ و ۱۵۱ - اس اصول کو ضابطہ قانون ہند نے بھی دفعہ ۱۸ ایکٹ نمبر ۱۴ مصدرہ سنہ ۱۸۸۲ع مین تسلیم کیا ہے -

اگر ایک فعل جسکا ارتکاب ملک غیر مین ہوا ہو انگلستان مین بنائے نالش قرار دیا جائے تو یہہ ثابت کرنا چاہیے کہ فعل مذکور نہ صرف اوس ملک کے قانون کے بموجب جہان وہ سرزد ہوا بلکہ قانون انگلستان کے مطابق بھی ناجائز ہے[1]

عدالت واسطے تجویز جرائم فوجداری کے

(۶۲۷) ایک نامور جرمن مصنف وان بار جسکی مشہور کتاب متعلقہ قانون مابین الاقوام سے اصول بالا کا بڑا حصہ اخذ کیا گیا ہے چار مختلف مسائل جو قانون فوجداری مابین الاقوام کے متعلق مختلف قوانین اور مختلف تصانیف مین پائے جاتے ہین بیان کرتا ہے[2] یہ مسائل مفصلۂ ذیل مختلف اصول پر مبنی ہین (الف) اختیار اندرون حدود ارضی - (ب) تشخص - (ج) حفاظت جسم و جائداد - اور (د) انسداد - ان اصول کی تصریح اختصار کے ساتھہ بیان کی جاتی ہے -

---

(۱) قانون مابین الاقوام متعلقہ رعایا مولفہ رٹیگن صفحہ ۱۵۲ - ڈایسی قاعدہ ۱۰۷ صفحہ ۶۵۹ - نمبر ۴۹ پنجاب رکارڈ ۱۸۹۷ع -

(۲) قانون مابین الاقوام دفعات ۱۳۲ - ۱۳۵ - متن مین بعد ازین جو کچھہ بیان کیا گیا ہے اوسکا بڑا حصہ اسی کتاب سے لیا گیا ہے -

جنسیت یا حدود ارضی۔

(۴۷۷) پہلا مسئلہ یہ ہے کہ قانون فوجداری اوس ملک تک محدود رہتا ہے جسکے لئے وہ وضع کیا گیا ہو(۱) اور جو فعل دوسرے ملک مین کیا جاوے اوسپر قانون مذکور کا اثر نہین پڑتا۔ یہ مسئلہ ایک ایسے اصول پر مبنی ہے جو وسیع اور غیر قابل تردید ہے یعنے یہ کہ ہر ریاست کو یہ حق ہے کہ اون افعال مجرمانہ کی بابت سزا دے جو خود اوسکی حدود ارضی کے اندر واقع ہوے ہون + اس سے صریحاً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہر ریاست پر ریاست متصل کی حکومت کو جو اوسی بنیاد پر مبنی ہو تسلیم کرنا لازم ہے اور بدین وجہ اپنی حکومت کو اون افعال سے متعلق نہ کرنا چاہیے جن کا ارتکاب دوسرے ملک مین ہوا ہو۔ گو یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جسکو سب لوگ تسلیم کرتے ہین مگر اسکی نسبت یہ سنگین اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ اس سے اون جرائم کی بابت جو آسودگی عامۂ خلایق کے منافی ہین معقول انتظام سزا دہی کا نہین ہو سکتا۔ اگر کوئی شخص اپنے ملک کی سرحد سے تہوڑے فاصلہ پر جرم کا ارتکاب کرے اور اوس مقام سے

(۱) یہ ایک عام مسئلہ ہے کہ ہمارے ملک کے قوانین تعزیری دوسرے ملک کی رعایا کے حقوق اور قوانین پر موثر نہین ہو سکتے۔ حسب تجویز جسٹین گمدس بمقدمہ ادگڈن بنام فولیوٹ دیوانیہ ریپورٹس جلد ۲ صفحہ ۵۸۷۔

فرار ہوکر اپنے ملک مین داخل ہوجائے تو نہایت ہی سنگین جرائم کا ارتکاب بغیر سزا ہوتا رہیگا - یہ اعتراض ایک حد تک عہد ناجات حوالگی مجرمین سے رفع ہوسکتا ہے - ایسے عہدناجات اب ریاست ہاے خودمختار کے مابین اکثر ہوا کرتے ہین انکی رو سے وہ ریاست جسکی حدود ارضی کے اندر مجرم پناہ لیتا ہے اوسکو اوس ریاست کے حوالہ کرتی ہے جسکی حدود ارضی کے اندر جرم کا ارتکاب ہوا ہو - لیکن اکثر ریاستین اپنی رعایا کو دوسری ریاست کے حوالہ کرنے سے انکار کرتی ہین اور اگر کوئی ریاست حوالہ کرنے پر آمادہ ہو بھی تاہم عام اصول کے اطلاق مین جو دشواری واقع ہوتی ہے وہ جملہ مقدمات مین کلیتاً رفع نہوگی - مثلاً ایک ریاست کی رعایا اوس ریاست کے خلاف یا اوسی ریاست کی دوسری رعایا کے خلاف کسی جرم کا ارتکاب کسی ایسے مقام پر کرے جہان کسی قسم کا انتظام عدالت فوجداری نہو یا ایسی عدالت ہو جو غیر مہذب اصول پر جنکو ہم کسی طرح تسلیم نہین کرسکتے اپنے اختیار سماعت کو استعمال کرتی ہو تو ایسی صورت مین مسئلہ اختیار اندرون حدود ارضی کی سختی کے ساتھہ پابندی کرنا گویا تعزیرات سے کلی طور پر قطع نظر کرنا یا مجرم کو کوئی بے رحم اور وحشیانہ سزا دلانا ہوگا جس سے لامحالہ ہماری روح کے اوس حصہ کو صدمہ پہونچیگا جسمین ہمدردی انسانی کے جذبات بھرے ہوے ہین - جو لوگ

اس مسئلہ کی تائید کرتے ہین وہ اسی وجہ سے مصلحتاً چند مستثنیات قائم کرنے پر مجبور ہوئے ہین اور یہہ رائے ظاہر کیکے کہ ایسی صورتون مین سزا دینے مین بات مذکور کا فائدہ ہے ان مستثنیات کو جائز قرار دینے کی کوشش کرتے ہین لیکن محض بربنائے فائدہ اوس صورت مین جبکہ کوئی حق موجود نہین ہے کسی اختیار سماعت کی تائید کرنا گویا انصاف کا خون کرنا ہے۔

اصول شخص (۲۷۸) دوسرا مسئلہ وہ ہی جو کسی ریاست کے قانون فوجداری کی نسبت اون جرائم سے متعلق کرتا ہی جنکا ارتکاب وہان نہوا ہو بلکہ اون جرائم سے بھی جنکا ارتکاب اوس ریاست کی رعایانے ملک غیر مین کیا ہو۔ یہہ مسئلہ اس خیال پر مبنی ہی کہ قوانین فوجداری شخصی قوانین ہین جو ایک ریاست کی رعایا پر ایسے وجوبات قایم کرتے ہین جنکی خلاف ورزی ریاست غیر کی حدود ارضی کے اندر بھی ہرگز جایز نہین ہوسکتی۔ لیکن نہایت ہی عجیب نتایج اوس غیر مشروط دعوی سے پیدا ہوتے ہین جو اوس ریاست کی عدالت کی جانب سے کیا جاتا ہی جسکا کوئی شخص مطیع ہو یعنے اگر کسی ریاست کی رعایا اوسکے قوانین کے خلاف جرائم کا ارتکاب ملک غیر مین کرے تو یہ دعوی کیا جاتا ہی کہ اوس ریاست کی عدالت کو رعایائے مذکور کی نسبت اپنے اختیارات کو عمل مین لانے کا استحقاق ہے ایسی صورت مین یہہ سوال کیا جاتا ہے کہ آیا ایک شخص بابت ایک ایسے فعل کی جو اوس

ملک کے قانون یا رواج کی رو سے جایز یا لازم ہو جہان وہ عارضی طور
پر سکونت رکہتا تہا مستوجب سزا ہو سکتا ہے اور آیا ہماری ریاست اپنی رعایا
کو یہہ حکم دے سکتی ہے کہ ہمارے قوانین کے اون جملہ احکام کی پابندی جو
ہمارے اصول قانون اور طرز و طریق او ر انتظامات و دستورات کے
مطابق ہون ملک غیر مین کی جائے جہان ممکن ہے کہ ہر شخص مختلف
قواعد کا پابند ہو۔ فرض کرو کہ قانون کو اپنے ہاتہہ مین لینا اس ملک
مین ایک فعل مجرمانہ ہے لیکن دوسرے ملک مین اس سے صرف
قانونی ناقابلیتین عاید ہوتی ہین۔ ایسی صورت مین کیا یہہ جایز ہوگا
کہ اس ملک کا جج اوس شخص کو جو سالہاے سال کے بعد اپنے
ملک کو واپس آئے ایسے فعل کی پاداش مین سزا دے۔ بیان
کیا جاتا ہے کہ یہہ اور دوسری بہت سی دقتین ضرور واقع ہون گی
اگر سکونت مستقل کا قانون رعایا کے گلے مین ایک رسی کی طرح
باندہا جائے۔ تاہم اصول شخصی اکثر ریاست ہاے یورپ مین ایک
حد تک متعلق کیا جاتا ہے بالخصوص فرانس مین جہان وہ مجموعہ
ضابطہ فوجداری کی دفعات ۵ و ۶ و ۷ کی بنیاد قرار دیا گیا ہے انگلستان
مین بہہ اصول ایک ایکٹ مین ظاہر کیا گیا ہے جس مین یہہ حکم ہے کہ
رعایاے برطانیہ قتل عمد اور قتل انسان بطرز ناجایز بالفعل کریں یا

معنوی اور شوہر یا زوجہ کے جیتے جی دوسری شادی کرنیکے جرائم مین ماخوذ ہو سکتی ہے عام اس سے کہ ان جرائم کا ارتکاب ملکہ معظمہ کے ممالک کے اندر ہوا ہو یا باہر اور انگلستان یا آئرلینڈ مین کسی جگہہ جہان وہ گرفتار کی جائے یا زیر حراست ہو اوسکے مقدمہ کی تجویز ہو سکتی ہے[1] واضعان قانون ہند نے بھی اس اصول کو ایک حد تک تسلیم کیا ہے[2] چنانچہ رعایاے برطانیہ اون جرائم کی بابت مستوجب سزا قرار دیگئی ہے جنکا ارتکاب برٹش انڈیا کی حدود کے باہر ہوا ہو بشرطیکہ پولٹیکل ایجنٹ اوس ملک کا جہان کہ اوس جرم کا سرزد ہونا بیان کیا گیا ہو (اگر وہان کوئی ایسا عہدہ دار رہو) اس امر کی

(۱) ایکٹ مجریہ سنہ ۲۴ و ۲۵ جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریہ باب ۱۰۰ دفعات ۹ و ۵۷ اسی ایکٹ کی دفعہ ۴ کے بموجب جہان موسٹ پر ایک اخبار کی اشاعت کے ذریعہ سے بادشاہ روس کو قتل کرنے کی ترغیب دینے کا جرم ثابت کیا گیا۔ لا رپورٹ کوئنس بنچ ڈیویژن جلد ۷ صفحہ ۲۴۴۔

(۲) دفعہ ۱۸۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری مصدرہ سنہ ۱۸۹۸ء اور دفعہ ۴ مجموعہ تعزیرات ہند درباب اون جرائم کے جنکا ارتکاب ملازمین ملکہ معظمہ یعنے اون عہدہ داروں اور ملازمون کی جانب سے جو از روے ایکٹ مجریہ سنہ ۲۱ و ۲۲ جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریہ باب ۱۰۶ یا بربناے احکام ایکٹ مذکور مقرر ہوئے ہون ملک غیر مین ہو۔

تصدیق کرے کہ اوسکی راے مین الزام کی تحقیقات برٹش انڈیا مین ہونی چاہیے۔

مسئلہ حفاظت

(۲۷۹) اس امر کے تسلیم کرنیکے بعد کہ کل جرایم جنکا ارتکاب کسی ملک غیر مین ہو اور نیز وہ جرایم جنکا ارتکاب اوس ملک کی رعایا کی جانب سے ملک غیر مین ہو مستلزم سزا ہین تیسرا مسئلہ یہہ قاعدہ مقرر کرتا ہے کہ ہر ریاست کو یہہ حق ہے کہ اپنے آپ کو اور اپنی رعایا کو مضرت سے بچاے اور اسلئے اوسکو یہہ استحقاق بھی حاصل ہے کہ اگر کوئی مضرت ہو تو اوسکی پاداشس مین سزا دے۔ لیکن جرائم کی پاداش مین سزا دینے کا حق لازمی نتیجہ اوس حق کا نہین ہے جو ہر ریاست کو اپنی رعایا کی حفاظت کے لئے حاصل ہے اور اگر یہہ حق آخر الذکر سے مستنبط ہو سکے تو بھی وہ اوس ریاست کے حق مقدم یعنے حق سزا دہی مجرمین کا محض معاون ہوگا جہان اشخاص متضرر موجود ہون۔ اب یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہہ اصول اون مقدمات تک محدود رہنا چاہیے جن مین اوس جرم سے جسکا ارتکاب اوسکی حدود ارضی کے باہر ہوا ہو اوس ریاست کو نقصان پہونچے اور جس ریاست مین کہ اوسکا ارتکاب ہوا ہو اوسکے قانون فوجداری کی روسے اوس کا کافی طور پر

انسداد نہو سکے۔

مسئلہ انسداد

(۲۸۰) چوتھا اور آخیر مسئلہ قانون فوجداری کے اوس عالمگیر تصور پر مبنی ہے جو یہہ تسلیم کرتا ہے کہ ایک واجب التعزیر جرم گو کسی مقام پر سرزد ہو مگر اوسکی حیثیت وہی ہے اور اسلیے قانون متعلقہ کا نشو و نما اوس ریاست کی حدود ارضی تک جہان وہ جرم سرزد ہوا محدود نہین رہتا۔ بعض ممالک مین اسپر اس طرح عمل ہوتا ہے کہ اوس مقام کی عدالت مین چارہ جوئی کی جاتی ہے جہان وہ ملزم گرفتار ہو۔ اس اصول کو سولہوین اور سترہوین صدیون کے جرمن مقنن بہت پسند کرتے تھے لیکن اطالیہ کے لوگ اسکو نہین مانتے تھے اور اب صرف معدودے چند ریاستون مین تسلیم کیا جاتا ہے اور وہان بھی صرف چند اہم قیود کے ساتھہ بعض ممالک مین اسکی تائید بربناے مسئلہ انسداد کی جاتی ہے جسکے بموجب سزا دینے مین ریاست کی سواے اسکے اور کوئی غرض نہین ہوتی کہ اپنے تئین مضرت آیندہ سے جو مجرم کی نیت فاسدہ سے واقع ہو محفوظ رکھے۔ لیکن اب عموماً تسلیم کیا جاتا ہے کہ یہ مسئلہ صحیح نہین ہے اور قانون فوجداری کو کل جرائم سے (خواہ وہ جرائم کسی شخص سے کسی جگہہ سرزد ہوئے ہون) متعلق کرنا ہے

یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ ریاست ہائے غیر کے سفیرون کی مداخلت سے
سیاست مین متواتر ہرج ہوتا رہیگا۔ اس چوتھے مسئلہ کی نہ تو جرمنی کا
مجموعہ فوجداری بابت ۱۸۷۱ء تائید کرتا ہے نہ قانون
انگلستان۔

مسئلہ اختیار اندرون حدود ارضی عام طور پر اختیار کیا گیا ہے۔

(۲۸۱) منجملہ مسائل مفصلہ بالا انگلستان کے مقننون نے وہ مسئلہ
جو اختیار اندرون حدود ارضی پر مبنی ہے بڑی پابندی کے ساتھ اختیار
کیا ہے۔ اور یورپ کی دوسری سلطنتین بھی عام طور پر اسکو تسلیم کرتی
ہین۔ بلاشبہہ اسپر بہت ہی کم اعتراض ہوسکتا ہے گو کہ خاص
صورتون مین دوسرے اصول کے اطلاق کی ضرورت ہوتی ہی
جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہین۔ بہرحال اسمین کوئی کلام نہین ہے کہ جملہ
اشخاص جو کسی ملک مین موجود ہون اوس قانون فوجداری
کے تابع ہین جو وہان تسلیم کیا جاتا ہے۔ چنانچہ مجموعہ تعزیرات
ہند مین حکم ہے کہ "ہر ایک شخص" اوس تمام قلمرو مین جو
حسب منشاے باب ۱۰۶۔ ایکٹ آف پارلیمنٹ مجریہ سنہ ۲۱ و ۲۲ جلوس
ملکہ معظمہ وکٹوریہ کے یکم مئی ۱۸۶۱ء سے یا اوسکے بعد ملکہ ممدوحہ
کے قبضہ اقتدار مین آئی ہے یا آیندہ آئے ہر فعل یا ترک
فعل کی بابت مجموعہ مذکور کے بموجب سزا کا مستوجب

ہوگا (۱) لیکن ساتھہ ہی اسکے یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ مجرمین کو سزا دینے کا اختیار جو ہر ریاست کو حاصل ہے ہرگز اون افعال پر حاوی نہین ہوسکتا جنکا ارتکاب ملک غیر مین ہوا ہو اِلّا اوس صورت مین کہ خود اوس ریاست کی رعایا نے اونکا ارتکاب کیا ہو (۲) مگر ایک مفروضہ قانونی کی رو سے یہہ تصور کیا جاتا ہے کہ تمام جرایم جنکا ارتکاب بحر ناپیداکنار مین جہاز پر کیا جائے اوس ریاست کی حدود ارضی کے اندر سرزد ہوے جس کا جھنڈا رکھنے کا جہاز مذکور مستحق ہو کیونکہ ایسا جہاز اوسی ملک کا ایک جزو سمجھا جاتا ہے (۳) اِس قسم کا اختیار اوس حالت مین بھی جہازون کو حاصل ہوتا ہے جبکہ وہ کسی بندرگاہ ملک غیر مین مقیم ہون باوجود اسکے کہ ایسی صورت مین وہی اختیار اوس ریاست کی

(۱) دفعہ ۲ - ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ع -

(۲) دیکھو ایکٹ مجریہ سنہ ۳۵ جلوس ہنری ہشتم باب ۲ - دفعہ ۱۸۸ - ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ع - انڈین لا رپورٹ جلد ۱۰ بمبئی صفحہ ۱۸۶ - نمبر ۲۰ پنجاب رکارڈ سنہ ۱۸۷۸ع فوجداری -

(۳) ایکٹ جہازرانی تاجران سنہ ۱۸۹۴ع ملکہ معظمہ بنام کین لا رپورٹ ایکسچیکر ڈیویژن جلد ۲ صفحہ ۶۳ -

ہدالتون کو بھی حاصل ہو جس کے علاقہ مین وہ بندرگاہ واقع ہو - ایک حال کے ایکٹ پارلیمنٹ کی رو سے جو برطبق غلبہ آرا سے ججان بمقدمہ ملکہ معظمہ بنام کین نافذ ہوا ہے قانون انگلستان اون جرائم کی پاداش مین جنکا ارتکاب رعایائے ملک غیر کی جانب سے کسی بندرگاہ برطانیہ یا بحر محیط مین ساحل برطانیہ سے ایک بحری لیگ کے اندر کسی مقام پر ہوا ہو سزا دیتا ہے (۱) -

کونسا قانون فوجداری پر متعلق کیا جائے

(۲۸۲) یہہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ درباب اون مقدمات کے جنکا ارتکاب کسی ریاست کی حدود ارضی کے اندر کیا جائے اوس ملک کی عدالت صرف اوسی ریاست کے قانون کے بموجب عمل کر سکتی ہے (۲) - اسی طرح اون مقدمات مین بھی جن مین

(۱) ایکٹ مجریہ ۱۸۷۸ع جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریہ باب ۷۳ دفعہ ۲ - ہندوستان کے متعلق دیکھو رپورٹ بمبئی ہائیکورٹ جلد ۸ صفحہ ۶۳ مقدمات فوجداری اور درباب اون جرائم کے جنکا ارتکاب بحر محیط مین تین میل سے زیادہ فاصلہ ہو دیکھو رپورٹ بمبئی ہائی کورٹ جلد ۷ صفحہ ۸۹ مقدمات فوجداری -

(۲) قانون مابین الاقوام مولفہ وان بار دفعہ ۱۳۱ صفحہ ۵۲۵ -

جرائم کا ارتکاب کسی ملک کی رعایا کی جانب سے ملک غیر مین ہوا اور اوس رعایا کے مقدمہ کی تجویز وہین یعنے ملک غیر مین ہو تو خود اوس رعایا کے ملک کے قانون کی روسے سزا تجویز ہو سکیگی البتہ سزا تجویز کرتے وقت فعل سرزد شدہ کی نوعیت مین تخفیف کرنے کی غرض سے اوس ملک کے قانون پر جہان اوس فعل کا ارتکاب ہوا ہو لحاظ ہو سکتا ہے - اس مباحثہ مین دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ خود رعایا کے قانون کے اطلاق سے دراصل کوئی ناانصافی نہین ہو سکتی کیونکہ وہ اون اصول سے جو خود اوس کے ملک کے قانون کی بنیاد مین واقف ہے یا اوس کا واقف ہونا لازمی ہے اور اس واقفیت کو اپنے ہمراہ لے جاتا ہے یا کم از کم اوسکا لیجانا تصور کیا جاتا ہے - ساتھ ہی اس کے یہ بھی یاد رہے کہ یہ قاعدہ کہ جس حال مین کہ کوئی فعل ملک غیر مین جرم نہو وہ ہر جگہہ غیر قابل سزا ہے بجز چند قیود کے تسلیم نہین کیا جا سکتا - مثلاً یہ ہرگز برداشت نہ کیا جائیگا کہ اگر کسی ملک کی رعایا ایک وحشیانہ علاقہ مین قتل عمد کا ارتکاب کرے جہان کے قانون مین ایسے جرم کے لئے کوئی سزا مقرر نہو تو خود اوسکے

ملک مین بھی اس جرم کی پاداش مین کوئی سزا نہ دیجائے اس قسم کے وحشیانہ قواعد کی پابندی سے باز رہنے کی غرض سے انگلستان اور فرانس نے وحشی اقوام کے ساتھ اپنے تعلقات مین بپاداش اون جرائم کے جنکا ارتکاب اونکی رعایا کی جانب سے اقوام مذکور کے ممالک مین ہوا ہو خود اپنے ہی قانون کی روسے سزا دینے کا حق محفوظ رکھا ہے

---

(۱) ایکٹ مجریہ ۱۸۶۵ء جلوس ملکۂ معظمہ وکٹوریہ باب ۹۴ - ایکٹ مجریہ ۳۹و۴۰ جلوس ملکۂ معظمہ وکٹوریہ باب ۴۵ - ایکٹ مجریہ ۴۱و۴۲ جلوس ملکۂ معظمہ وکٹوریہ باب ۶۷ - ہندوستان مین یہ قاعدہ ہے کہ اگر کوئی دیسی ہندی رعیت ملکۂ معظمہ کسی مقام مین جو برٹش انڈیا کی حدود سے خارج اور اونکے باہر ہو یا کوئی رعیت برطانیہ کسی دیسی والی ملک یا رئیس کی قلمرو واقع ہند مین کسی ایسے فعل کا مرتکب ہو جو مجموعہ تعزیرات ہند کی روسے جرم ہو تو مستوجب سزا ہوگا باوجود اس کے کہ وہ فعل اوس مقام کے قانون کی روسے جہان اوس کا ارتکاب ہوا ہو جرم نہو - دفعہ ۱۸۸ - ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۶۱ع دیکھو رپورٹ بمبئی ہائی کورٹ جلد ۵ صفحہ ۹۲ مقدمات فوجداری اور مدراس ہائی کورٹ رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۴۴۴ -

ان ضروری قیود کے ساتھ اصول قانون فوجداری کا عام قاعدہ یہہ ہے کہ فعل سرزد شدہ کی نوعیت اوس مقام کے قانون پر منحصر ہے جہاں وہ سرزد ہو"۔ (۱)

---

(۱) حسب تجویز لارڈ جسٹس میلیش بمقدمہ اٹرنی جنرل آف ہانگ کانگ بنام کواک اسنگ پریوی کونسل جلد ۵ صفحہ ۱۷۹۔

باب ۱۴

قانون عام

قانون عام کی تعریف

(۲۸۴) اب ہم قانون کی جس شاخ پر غور کرنا چاہتے
ہین وہ وہ شاخ ہے جو ان انتظامات و دستورات پر
حاوی ہے جو اشخاص منفرد کی حیثیت اور تعلقات باہمی سے
باعتبار ہونے اراکین ریاست کے اور نیز ریاست کے تعلقات قانونی سے
باعتبار ہونے ایک جماعت انتظامی کے متعلق ہین - اس
شاخ کو اوس دوسری شاخ سے جو بالخصوص خانگی حیثیت کے
اشخاص کے تعلقات قانونی سے متعلق ہے اور جسکو قانون
مختص بالاشخاص کا نام دیا گیا ہے تمیز کرنے کے لئے
قانون عام کہتے ہین - اس تقسیم کی نسبت آسٹن نے سخت
اعتراض کیا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ خلاف اصول علم اور نامناسب
اور نفرت انگیز ہے اور ایک ایسی بنیاد پر مبنی ہے جو قابل

فہم نہین ہے - لیکن البین[1] کے زمانہ سے اب تک تسلیم کیا
جاتا ہے کہ اس تقسیم سے اون مختلف مضامین کی ترتیب
معقول طور پر ہو سکتی ہے بغیر جداگانہ غور کرنا اسوجہہ سے زیادہ
مناسب ہے کہ وہ انتظام اور بہبودی ریاست پر اوس کی
حالت مجردہ مین بہ نسبت اون افراد کے جن کے تعلقات
باہمی سے ریاست مرکب ہے اور جو قانون مختص بالاشخاص
کے صیغہ مین مختلف اور جداگانہ افراد سمجھے جاتے ہین زیادہ
صریحی اثر پہونچاتے ہین - بدین غرض کہ جو گروہ کہ واجبی ہو
اوس مین لوگ شریک ہو سکین اور نیز بباعث اون کے
رسوخ باہمی کے ایک ایسے انتظام عدالتی کی ضرورت ہے
جس سے سب ملک ایک ہی حکومت کے تابع رہین - ایک
قوم کے اشخاص منفرد کے اس تعلق باہمی سے معاشرتی حالت
مین ایک متحد جماعت ملکی بنتی ہے اور اگر اسپر بہ ہیئت مجموعی
بلحاظ تعلق اون ارکین کے جنسے کہ وہ مرکب ہے نظر ڈالی
جائے تو اس سے سیاسی حالت پیدا ہوتی ہے[2] -

---

(۱) اصول قانون جلد ۲ کلم ۴۴ صفحہ ۷۷ - ۶۸۷ (۲) فلسفہ قانون مولفہ کینٹ صفحہ ۱۶۱

جو قانون ایک ایسی قوم کے لئے جس سے ایک سیاسی حالت قائم ہوتی ہے ضروری ہے وہ بالخصوص اوس صیغہ قانون کے حلقہ مین داخل ہے جس سے ہمکو اسوقت تعلق ہے۔

وسعت قانون عام

(۳۸۴) قانون عام کے نقطے سے روما کے مقننین کا منشا اوس قانون سے تھا جو سلطنت روما کے انتظامات و دستورات سے متعلق تھا برخلاف اوس قانون کے جو اشخاص منفرد کی آسایش سے متعلق ہے۔ قانون اول الذکر کے حلقہ مین مذہب اور پیشوایان دین اور حکام عدالت داخل تھے (۱) بلحاظ اس کے کہ ہر ریاست مین تین اقسام کے اختیارات داخل ہین یعنے اختیارات وضع قوانین و عاملانہ و عدالتی (۲) قانون عام پر بھی اسی تقسیم کے اعتبار سے غور کیا جا سکتا ہے۔

اختیار وضع قوانین

(۳۸۵) اختیار وضع قوانین صرف عوام الناس کی متفقہ مرضی سے متعلق ہو سکتا ہے کیونکہ محض اسی مرضی کے

(۱) ڈائجسٹ (۱) ۱-۱ دفعہ ۲ - قوانین جسٹس ۱-۱-۴

(۲) فلسفہ قانون مولفہ کنیٹ صفحہ ۱۶۵-

اظہار کی وجہ سے بلحاظ اس مسئلہ قانونی کے کہ وہ فعل ضرر نہین ہے جسکی نسبت کوئی شخص اپنی رضامندی ظاہر کرے یہ اصول قائم ہوتا ہے کہ قوانین سے کوئی نقصان نہین پہونچتا۔[1]
جس طریقہ سے کہ لوگون کی رضامندی متفقہ کا اظہار ہونا چاہئے وہ ہر ریاست مین اوس ریاست کی ترکیب کے لحاظ سے مقرر کیا جاتا ہے جس سے کہ حکومت اعلیٰ ترین کی ترتیب اور اوس شخص کی حیثیت یا اون اشخاص کی حیثیتین جس مین یا جنهین اوس وقت حکومت اعلےٰ ترین موجود ہو مشخص ہوتی ہین[2]۔ ازمنہ وسطی مین جملہ ریاستون کی اصل حیثیت موروثی اور امرائی تھی اور ریاست بادشاہ وقت کی ذات سے جدا نہ تھی اور عوام الناس کی نسبت یہ تصور کیا جاتا تھا کہ اونپر محض محصول ادا کرنا اور جس وقت حکم ہوا اوس وقت ملازمت فوجی مین داخل ہونا اور عہدہ داران ریاست کے حکم کی

(۱) دیکھو ہابس لیویاتھین باب ۱۸ صفحہ ۱۳۵ باب ۲۶ صفحہ ۲۰۵-۲۰۷ اکسفرڈ ۱۸۸۱ء اصول قانون مولفہ آسٹن جلد ۱ صفحہ ۲۷۵-

(۲) اصول قانون مولفہ آسٹن جلد ۱ صفحہ ۲۷۴-

تعمیل کرنا واجب ہے - اس اصول کے مطابق بادشاہ ایک خانگی حیثیت کے شخص کی طرح اپنی زمین اور رعایا پر از روے حق مالکانہ چند حقوق استعمال کرتا تھا بعینہ اوسی طرح جیساکہ ایک شخص اپنی جائداد پر استعمال کرتا ہے - فرانس کے بادشاہ لوئی چہاردہم نے یہ جو بیان کیا تھا کہ "مین ریاست ہون" اوس سے اوس کا وہی مطلب تھا جو دراصل ان الفاظ سے نکلتا ہے - اور اوس زمانہ کے دوسرے بادشاہون اور اون ریاستون کے اعلی حکام عدالت کا بھی جو ریاست ہاے آزاد کہلاتی تھین یہی خیال تھا - برعکس اس کے اٹھارہوین صدی کے فلاسفہ نے ریاست کے متعلق اپنا تصور ایک معاشرتی معاہدہ پر قائم کیا تھا اور ریاست کے ارکین منفرد سے ایک ہی جماعت مین بالارادہ شریک ہونے سے اون مین اس قسم کے معاہدہ کا ہونا قیاس کیا جاتا تھا - اس معاشرتی معاہدہ کے ماسوا اور کوئی مسئلہ ایسا نہوگا جس کے اصول پر اس قدر شدت سے بحث کی گئی ہے یا جس کی اس قدر جوش کے ساتھ تعریف کیگئی ہے یا اس قدر زور سے نکتہ چینی یا مذمت کی گئی ہے - بعض لوگ اوسکو حقوق انسان کا اظہار و اثبات تصور کرتے ہین اور بعض لوگ اوسکو

معاہدہ معاشرتی

یہہ خیال ہے کہ یہہ صریح وجہہ تحریک بغاوت کی ہے اور اوس اصول کی بنیاد ہے جن کی تائید باغیون اور مفسدہ پردازون کی جانب سے ہوتی ہے - غرض کہ یہہ ایک ایسا مسئلہ ہے جسپر ہر شخص بحث کرتا ہے لیکن بہت تھوڑے اشخاص اس کی ماہیت کو سمجھتے ہین - اون دلایل پر غور کرنا جن کی وساطت سے روسو نے بذریعہ اپنی سحر بیانی کے اس قسم کے معاہدہ کو ایک ریاست کی پیدایش کی بنا قرار دینے کی کوشش کی ہے اس کتاب کے احاطہ مطلب سے خارج ہے - اس مسئلہ کے دو نقایص کیطرف توجہہ دلانا کافی ہوگا اولاً روسو نے حکومت اعلی کے اہم مسئلہ کو حل کرنے کی جو کوشش کی ہے اوس سے پایا جاتا ہے کہ جو کچھہ کہ اوس نے بیان کیا ہے اوس کے حصول کے لئے صدہا برسون کا زمانہ درکار ہے ابتداءً سیاسی فہم و فراست اور قانون کی حکومت کے تابع رہنے کے میلان کا وجود جس مقدار مین تصور کیا گیا ہے اوسکا انسان کی ابتدائی حالت مین موجود رہنا ہرگز ممکن نہین ہے - گو کسی ریاست کے نظم و نسق مین تبدیلی کرنے یا ملک جدید مین ایسی رعایا کی جانب سے جس نے انتظام ملکی مین تربیت پائی ہو ریاست کے مجدداً قائم کرنے کے لیے ایک عام معاہدہ کی ضرورت ہو

لیکن وہ ابتدائی ہستی کی بنیاد نہین قرار دیا جا سکتا۔ ثانیاً یہ جو بتایا جاتا ہے کہ بوجہ ایک ایسے معاہدہ کے جو ابتدا ً بالارادہ کیا گیا تھا ہم محض ایک ریاست کے ارکین ہین اس سے ہر بدباطن اور کج فہم شخص کو جبکہ وہ سن بلوغ کو پہونچے اس امر کے اصرار کرنے کی ترغیب ملتی ہے کہ اوس نے ایسے قوانین کی نسبت جنکو وہ پسند نہین کرتا اپنی رضامندی ظاہر نہین کی تھی اور اس وجہ سے وہ اونکا پابند نہین ہے یا وہ تمام انتظام ملکی کو اس بنا پر درہم و برہم کرنے کی کوشش کریگا کہ اوس کی راے مین وہ غیر ضروری ہے۔ روسو پر اس قدر شدت سے جو حملہ کیا گیا ہے وہ اس تلقین کے خوفناک نتائج کی وجہ سے ہے نہ بوجہ خاص اس تلقین کے۔ اور ایک حال کا فرنیچ مصنف تو اوسکو باغیون اور مفسدہ پردازون کے جدامجد کا لقب دینے مین بھی تامل نہین کرتا۔ یہ تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ اس مسئلہ کے پیش کرنے مین خود روسو کی کوئی نیت ناسدہ تھی۔ اس مین کوئی شبہ نہین ہے کہ گو روسو پیشواے آزادی کہلاتا ہے مگر یہ امر قابل ذکر ہے کہ کوئی مسئلہ ایسا نہوگا جس کی پابندی سے ایک شخص اس قدر مجبور اور جماعت کی مجموعی مرضی کے تابع کر دیا جاتا ہے جتنا کہ اس

مسئلہ ہے جسکو روسو نے قائم کیا ہے - جب ایک شخص اوس معاہدہ کی نسبت صریحاً یا ضمناً رضا مند ہو جاتا ہے تو وہ اوس وقت سے بطور ایک غلام کے جماعت کا مطیع ہو جاتا ہے اور جماعت کو اختیار ہے کہ اوس کے جسم اور جائداد کے ساتھہ حسب اقتضائے راے خود سلوک کرے - لیکن کوئی اصلی قانون نہ ایسا ہے اور نہو سکتا ہے جس کی اطاعت ایک قوم پر لازمی ہو یہانتک کہ وہ معاہدہ بھی اوسکو مقید نہین کرسکتا جو اوس قوم کے جمہور [illegible] قرار دے لین - اس ہمیشہ کی غلامی سے انسان اوسی حالت مین آزاد ہو سکتا ہے جب کہ اوس کے تمام ہم وطن باتفاق باہمی اوس عام معاہدہ کو توڑنے پر رضا مند ہون - ایک قوم کے اون افراد کی طاقت کو جنہین انتظامی لحاظ سے غلبہ اراحاصل ہو اس سے زیادہ مبالغہ کے ساتھہ یا ایک زیادہ مجسم بالشان پیرایہ مین ظاہر نہین کیا جاسکتا تھا اور اسی لئے معاہدہ معاشرتی کو جبر و تشدد کے لب لباب سے جو تعبیر کیا گیا ہے وہ غیر موزون نہین ہے - طرہ اسپر یہ ہے کہ اون تمام قیود کی تشنیع سے جنکا رجحان انتظامی جماعتون کے جبر و تشدد کو کم کرنے کیطرف ہے اور اولٹا اوس نے سخت تر مظالم کا راستہ صاف کر دیا ہے جنپر کہ وہ حملہ کرتا ہے

پس خواہ ہم معاشرتی معاہدہ کے مسئلہ کو تاریخی پہلو سے دیکھیں یا
محض تمدنی اعتبار سے اوسپر نظر ڈالیں اوسپر بلاشبہ نہایت ہی
سخت اعتراضات وارد ہوتے ہین اور بقول ایک فاضل اطالین
مصنف کے یہہ مسئلہ عقل مجردہ کے نور کا پرتو ڈالنے کے بعد ایک
خانہ جنگی کی خونریزی پہ منتہی ہوا اور اس نے منطق کے امن کے بعد
اوس انقلاب کے تموج کو شروع کر دیا جس نے ہزارو انکو
گلوٹین (۱) کے بھینٹ چڑہایا - آگے چلکر یہ مصنف کہتا ہے کہ ہمیشہ
ایسا ہی وقوع مین آیا کرتا ہے کہ برف کا ایک گالا جو پہاڑ کی چوٹی
سے جدا ہوتا ہے اوس کی طرف کوئی توجہہ بھی نہین کرتا لیکن
پہاڑ سے نیچے لڑھکتے وقت وہ ایک عظیم الشان برف کی چٹان
بن جاتا ہے جو جوش و خروش کے ساتھہ نیچے گرکر تمام اون چیزونکو
جو اوسکی راہ مین آتی ہین پامال کر دیتا ہے - معاشرتی معاہدہ
کے اس مفہوم نے جسکا شیوع ہر جگہہ ہوا تھا اور جس نے فرینچ
ریوولیوشن (انقلاب فرانس) کا راستہ کھول دیا تھا دوسری
صدی مین ایک اور اصول کو اپنا قائم مقام کیا جسکی رو سے یہ امر تسلیم کیا گیا۔

(۱) آدمیون کے سر کاٹنے کی کل -

کہ ریاست قدرتی طور پر نشو و نما پاتی ہے اور اوس کو انسان کی
مرضی اور ارادہ سے کوئی تعلق نہین ہوتا - بلنٹشلی نے نہایت طعن
کے ساتھ کہا ہے کہ ان دونون مسائل مین سچائی کا اگر کوئی جزو
داخل ہے تو وہ یہہ ہے کہ دونون ایک دوسرے کے متضاد
ہین - اصل مین صحیح اصول یہ معلوم ہوتا ہے کہ ریاستین
بنی نوع انسان کی جماعتون کے تدریجی اور مسلسل نشو و نما کا حاصل
ہین اور اونکا مبدا انسان کی مرضی ہے - افراد کی مرضی نہین
بلکہ ایک جماعت کے اراکین کی مرضی - یا یون کہو کہ ریاستون
کی ابتدا کل اشخاص کی مجموعی مرضی سے ہوئی - یہ عام مرضی یا
اور اوس کی ترکیب کا قدرتی ماخذ ہے - جس طرح اس سے قانون پیدا
ہوتا ہے ویسا ہی ریاست پیدا ہوتی ہے یعنی اس عام مرضی کے
اظہار سے لوگ اس حکومت کو قانون کا ایک واسطہ تصور کر کے
بالاتفاق اوس کے تابع ہوتے ہین - لیکن یہ نتیجہ کئی صدیون
کے بعد آہستہ آہستہ حاصل ہوتا ہے - ارسطو کے قول کے
مطابق انسان فطرتاً ایک سیاسی ہستی ہے اور اوسکی
طبیعت کے میلان اور خواہشون کی وجہہ سے اوائل پیدایش مین
اوسکو اپنے ابنائے جنس کی مدد اور صحبت کی ضرورت ہوئی

ریاستون کے مبدا کا صحیح اصول

اس امر کے باور کرنے کے لیئے وجوہ موجود ہین کہ انسان کی طبیعت کے میلان کے یکسان ہونے کی وجہہ سے تمام جماعت ہاے تمدنی کی اصل بنیاد قائم ہوئی اور یہ اصلی تصور بہت ہی آہستہ آہستہ مختلف ممالک مین نشوو نما پاتا گیا اور اسی طرح زمانہ حال کی مختلف اقوام کی بنا قائم ہوئی - خود ارسطو اوس فقرہ مین جس سے کہ ہمنے اقتباس کیا ہے انسان کو ایک مدنی ریاست کا رکن تصور کرتا ہے اور اس فرضی پہلو سے یہہ نہایت ہی اعلی درجہ کی حالت ہے جو حاصل ہو سکتی ہے - ایسی مکمل اور عمدہ ریاست مین انسان بقول ارسطو کل جاندارون مین سب سے اچھا ہے مگر جب قانون اور انصاف سے جدا ہو جاتا ہے تو سب سے بڑا ہے - صنائع قوانین اور ریاستون کی دراصل لوگون کو ایسی ہی ضرورت ہے جیسی کہ پیر کو عصا کی - زمانہ حال مین اگر ایک سائینس دان کے خیالات کے پہلو سے ریاست کی موجودہ شکل پر جس نے نشوونما پا کر ایک سیاسی نظام واحد کی صورت اختیار کر لی ہے نظر ڈالی جائے، تو وہ محض انسان کی شبیہ معلوم ہوتی ہے - ریاست کی عضوی ترکیب محض انسان کی عضوی ترکیب کا عکس

یا اوس کی مثال ہے - اس عضوی ترکیب مین جزو منفرد کل مجتمع مین ضم ہوکر غائب ہوجاتا ہے بس **کل** سب کچھہ ہے **جزو** کچھہ بھی نہین - کیونکہ شیلینگ کے دعوی کے بموجب جس طرح انسان انفرادی اعتبار سے ریاست کے لئے ترکیب نہین دیا گیا اوسی طرح ریاست بھی انسان کے لئے انفرادی اعتبار سے ترکیب نہین دی گئی لیکن دونون بمنزلہ دو قالب و یک جان کے ہین جسکو ایڈم مولر ایک ایسے گھو ہنگے سے تشبیہ دیتا ہے جو اپنے صدفی خول سے جدا نہین ہوسکتا - بقول اہیہ لنس ریاست کا یہہ علوی تصور ایک ایسی ریاست (جس کی جڑین مشرقی تصوف کی زمین مین دور تک چلی گئی تھین) کے اوس قدیم خیال کا مبالغہ آمیز اظہار ہے جو حاضر و ناظر عقل فعال کے استدلالی اصول کے ماسوا اور کسی مختلف اور جداگانہ اصول پر مبنی نہ تھا - زمانہ حال مین حالت موروثی کے بجاے معاشرتی حالت قائم ہوئی ہے اور اب امور ریاست کے انصرام مین رعایاے ریاست کی شرکت اون کے حق خانگی کا ایک جزو سمجھی جاتی ہے - موجودہ حکومتون کی تین اہم اشکال یہ ہین -

حکومت کی تین بڑی اقسام

(الف) شخصی

(ب) جمہوری

(ج) جابرانہ

لیکن طرز حکومت کچھ بھی ہو ہر ریاست کی حقیقی حکومت اعلیٰ
عام اس سے کہ وہ ایک بادشاہ کے ہاتھہ مین ہو یا ایک پریسیڈنٹ
کے ہاتھہ مین یا وہ حکومت نیابیہ ہو اصولاً بالکل غیر محدود ہونی
چاہئے - کیونکہ جو شخص ریاست کی حکومت اعلیٰ کا مزاحم ہو اوسکو
اوس حکومت سے جس کی اسطرح مزاحمت کی جائے زیادہ
یا کم از کم اوس کے مساوی اختیار ہونا چاہئے اور اگر وہ شخص
اس امر کے فیصل کرنے کے قابل سمجھا جائے کہ ہر مقدمہ مین صحیح
کیا ہے تو وہ عام طور پر مزاحمت کا بھی حکم دے سکیگا - لیکن ایسی
صورت مین حقیقی حکومت نہین بلکہ شخص مذکور حکومت اعلےٰ
سمجھا جائیگا اور یہ متضاد ہوگا - اسی وجہہ سے اگر اعلیٰ ترین
اختیار وضع قوانین کی مزاحمت کی جائے تو وہ بھی قانون کے
خلاف ہوگی اور تمام انتظام قانونی کی برہم کرنے والی تصور کی
جائیگی - اس طور پر مزاحمت کرنے کا استحقاق قائم کرنے کے لئے
ایک عام قانون کی ضرورت ہوگی - لیکن ایسے قانون سے اعلیٰ

ترین اختیار وضع قوانین کا اعلی ترین ہونا باقی نرہیگا اور جو لوگ رعایا ہین وہ اوس حکومت پر فرمانروا ہون گے جس کے کہ وہ تابع ہین اور یہہ بھی تناقض ہوگا - اس امر کا انتظام کہ حکومت اعلی کے مختلف اعضا پر اپنے اپنے فرایض منصبی کو کس طرح انجام دینا لازم ہے اعلی ترین حکومت عاملانہ کی جانشینی کے متعلق کس قاعدہ کے بموجب عمل ہونا چاہیئے وزرا اور جج اور مجسٹریٹ اور ریاست کے دوسرے ادنی عہدہ دارون کے حقوق اور اختیارات اور ذمہ داریان کیا ہین اون تمام امور مین جو ریاست کے اندرونی انتظام سے متعلق ہین جماعت ہاے سند یافتہ مثل میونسپلٹی اور لوکل بورڈ کو کن شرایط کی پابندی کے ساتھ عمل کرنا چاہیئے رعایا کیطرف سے اشخاص پارلیمنٹ یا کسی دوسرے باضابطہ مجمع مین کس طرح داخل ہوکر کارروائی کر سکتے ہین قوانین کس طرح نافذ یا منسوخ کیئے جاسکتے ہین ملک اور اوسکی نوآبادیون کے یا کلیسا اور ریاست کے تعلقات باہمی کیا ہونگے فوج پر کسکی حکومت رہے گی اور جنگ یا صلح کرنے کا خاص حق کس شخص کو حاصل ہوگا یہ اور اسی قسم کے دوسرے امور قانون متعلقہ انتظام ریاست کے احاطہ مین داخل ہین

امور جو قانون متعلقہ انتظام ریاست مین داخل ہین

(۳۸۶) جس طرح دائرہ قدرت مین ہر جاندار کو اپنے

[illegible] متعلقہ [illegible] انتظامی

عمل حیات کے اظہار کے لئے اعضا کی ضرورت ہوتی ہے ویسا ہی ریاست مین بھی اوس کے مختلف اعضاے انتظامی کے تنفس سے جان پڑتی ہے - ریاست اپنے تعلقات بیرونی مین جسقدر زیادہ قوی اور مستعد ہوگی اوسی قدر زیادہ اوس کے اعضا کی حالت نمایان اور مضبوط ہوگی - چنانچہ رومن کونسلیٹ(۱) کی مستعدی اسپیرو جیسے کم زور اشخاص کے دل مین بھی سرایت کر گئی حتی کہ وہ اپنی کم زوری پر غالب آ گئے اور اپنے فرایض منصبی کی انجام دہی مین بیباک ہو گئے - اسیطرح جب لوئی شانز دہم اپنے شاہی منصب کی عظمت سے آگاہ ہوا تو اوس کے ایام اخیر مین اوسکی بے استقلالی جاتی رہی اور اوس نے اس قدر توکل اور دلیری کے ساتھ اپنی افسوسناک قضا کا مقابلہ کیا کہ اوسکی موت کے اطراف ایک ایسا ہالۂ شہادت نمودار ہوا جس نے اوسکا نام آیندہ نسلون مین بطور ایک ایسے شخص کے یادگار چھوڑا ہے جس نے کم از کم مرنے مین تو اپنی شاہی شان قائم رکھی اگرچہ زندگی مین

(۱) روما مین ذوعہدہ دارون کی ایک مجلس تھی جنکے ہاتھ مین تمام ریاست کی حکومت تھی - مترجم -

سواے کم زوری اور کاہلی اور تند بذب کے وہ کسی اور امتیازی صفت سے متصف نہ تھا - یہہ بہی بلاخوف اعتراض بیان کیا جا سکتا ہے کہ جسقدر زیادہ اختیارات ایک ریاست مین کام مین لائے جائینگے اوسیقدر زیادہ قواعد کی ضرورت حسن انتظام کے لیئے ہوگی - جون جون تہذیب ترقی پذیر اور پیچیدہ ہوتی جاتی ہے لوگون کی کثرت اور آبادی اور محنت اور مشقت بڑہتی جاتی ہے اوسیقدر جدید حوائج اور اغراض اور خطرات پیدا ہوتے ہین اور انکے لیئے مزید قواعد و ضوابط کی شدید ضرورت ہوتی ہے - ایک بڑے دار السلطنت یا ایک وسیع تغیر پذیر اور محنت پیشہ آبادی کو ایک جماعت بہی بازیون شبان کیطرح بغیر کافی انتظام کے رکھہ چہوڑنا غیر ممکن ہے - لیکن یہہ بالکل صحیح نہین ہے کہ انتظام ریاست کے حلقہ مین ریاست کی ستعدی مین جتنی توسیع ہوتی جائیگی اوتنی ہی کمی ہر شخص کی آزادی مین ہوگی - ریاست اور شخص کی آزادی در اصل ایک دوسرے کے مخالف نہین ہین اور ایک کی ترقی سے دوسرے کا نقصان لازم نہین آتا - سچ پوچہو تو زمانہ حال مین کوئی ریاست ایسی نہین ہے جو ایک طرف تمام ترقی کو بالکل اشخاص منفرد کے ہاتہہ مین چہوڑ سکے یا دوسری طرف اوسکو شروع کرنے اور

چلانے کا کام تنہا اپنے ہی ذمہ لے سکے - لیکن ریاست کی مستعدی اور عام اشخاص کی مستعدی کے تعلقات باہمی کے متعلق آرار مین بہت بڑا اختلاف پایا جاتا ہے اور یہی وجہہ ہے کہ ایک طرز انتظام دوسری طرز انتظام سے جدا ہے مثلاً فرانس مین ریاست اکثر اون معاملات مین دست اندازی کرتی ہے جو انگلستان مین افراد کے اہتمام پر چھوڑے جاتے ہین - فرانس مین تمام بڑی ترقیات مدبران ریاست مثل ریشیلو اور سلی اور کولبرٹ یا بادشاہان مطلق العنان مثل لوئی یازدہم اور لوئی چہاردہم اور نپولین کی وجہہ سے عمل مین آئین یا فرنیچ ریولیوشن (انقلاب فرانس) کے قوانین سے وجود پذیر ہوئین - برخلاف اس کے انگلستان مین اصول انتظام بطور خود اور لوکل گورنمنٹ[1] سے نہایت ہی اہم نتائج پیدا ہوئے ہین - ایک فرانسیس کی غرض وغایت یہ ہوتی ہے کہ ملازمت سرکاری مین داخل ہو نہ یہ کہ فارغ البالی اور تونگری مین اپنی زندگی بسر کرے - وہ

---

(۱) "لوکل گورنمنٹ" سے وہ حکومت عاملانہ مراد ہے جو کسی خاص مقام مین کسی شخص یا اشخاص کو قانوناً حاصل ہو - مترجم -

سرکاری حیثیت سے اپنے فرایض منصبی کی انجام دہی مین سرگرمی اور مشقت سے کام لینے مین کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھتا اور کار سرکار کے اسلوب ترکیب سے بخوبی واقف ہوتا ہے - انگریز اپنی ذاتی آزادی کو سب سے عزیز سمجھتا ہے اور وہ کم از کم اجنبیون کی راے مین امور سلطنت مین اس قدر دسترس نہین رکھتا جس قدر کہ اپنے ذاتی امور مین رکھتا ہے[1] - غرض کہ اس مسئلہ کا حل کرنا کہ آیا ریاست کی دست اندازی جائز ہے یا نہین اور اگر جائز ہے تو کس حد تک اور انتظام ریاست کے کن صیغون مین کسقدر اختیار اسکو ہونا چاہیئے ہر ریاست کی رعایا کے میلان اور قابلیت پر چھوڑنا چاہیئے تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ ملک غیر کے انتظامات و دستورات کو ایک ایسے ملک مین دفعتاً داخل کرنے سے جو اوس کی رعایا کی خصائل یا خصوصیات یا حالت تربیت کے لحاظ سے غیر موزون ہو بہت ہی افسوسناک نتائج ظہور

(۱) بلنٹلی جلد ا صفحہ ۳۰ - ۱۸۵۶ء مین ایک وزیر انگلستان نے پارلیمنٹ مین یہ ظاہر کیا کہ سیول سروس کے مختلف صیغہ جات مین بہت سے ملازمین ایسے ہین جو اپنے فرایض منصبی کی انجام دہی کے بالکل ناقابل ہین اکثر کام سے محض ناواقف بعض اوقات مطلقاً بیوقوف اور کبھی بالکل ناکارہ ہوتے مین - لیکن اب یہہ بیان صحیح نہین ہے کیونکہ حالین سیول سروس مین بہت کچھ اصلاح ہوئی ہے اور اب اوسمین ہماری بیوت العلوم کے نہایت ہی لایق تعلیم یافتہ داخل ہوتے ہین

مین آگئے ہین - اس راے کی تائید مین ایک مثال دینے کی معافی چاہی
جاتی ہے - ہندوستان مین میونسپلٹیون اور لوکل بورڈون کو جو اختیارات
حکومت عاملانہ عطا کئے گئے تھے اوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ عرصہ قلیل ہی مین
بہت سی جماعت ہاے مقامی کے ان اختیارات کو سلب کرنے کی ضرورت
واقع ہوئی - لیکن برعایت اوس قید کے جسکا اوپر ذکر ہوا ہے جو ابواب
کہ ایک معقول اور سنجیدہ انتظام کے دائرہ مین داخل ہوسکتے ہین
وہ یہ ہین - (الف) اشاعت قوانین - (ب) انتظام عدالت -
(ج) سراغ براری و انسداد جرائم (د) انتظام ضرب سکہ و کوائف
زر - (ھ) تحصیل محصول - (و) نگرانی و انتظام افواج بری و بحری
(ز) انتظام نوآبادی ہا و مضافات - (ح) اجراء ان قوانین کا

ابواب جو قانوناً انتظامی مین داخل ہین

---

(۲) حال ہی مین (یعنے نومبر ۱۸۹۳ع مین) ممالک مغربی شمالی کی گورنمنٹ اس بات کے
ظاہر کرنے پر مجبور ہوئی کہ مجلس صفائی اگرہ اپنے فرایض منصبی کی انجام دہی مین قاصر رہی ہے
اور سکے ماتحتین پر بہت اوسکی نگرانی جاتی رہی اور اوسنے ایسا انتظام جایز رکھا کہ جس
سے رقوم کے تغلب مین نہ صرف سہولت ہوئی بلکہ ترغیب بھی - ان حالات کیوجہ سے
سرکار کو مجبوراً اس امر پر حسب ضابطہ غور کرنا پڑا کہ آیا مجلس مذکور از روے دفعہ ۳۲
ایکٹ ۱۵ ۱۸۸۳ع برخاست کی جاسے یا نہین (پاینیر میل مورخہ ۱۰ - نومبر ۱۸۹۳ع)

جو غربا کی پرورش کے لئے موضوع ہو (ط) انتظام دار المجانین وی ہنگرانی تجارت اور پیشیون کی (ک) خط وکتابت کے ذرائع خشکی وتری کے قیام کا انتظام (ل) خطوط اور پارسلون کا بذریعہ ڈاک پہونچانا اور ارسال پیام بذریعہ تار برقی (م) اجرا ے اصلاحات حفظان صحت جن سے عامۂ خلایق کی صحت کو فائدہ پہونچے یا انسان کی جسمانی تکلیف کم یا رفع ہو[1]۔ اور دوسرے تمام امور جن سے رعایا ے ریاست کی جسمانی اور اخلاقی بہبودی مین ترقی ہو۔ اون اشخاص کی ذمہ داری جنکو انتظام امور حکومت عاملانہ کا تفویض کیا گیا ہو اونکی سرکاری یا خانگی حیثیت کے اعتبار سے قائم ہو سکتی ہے۔ صورت اول الذکر مین وہ اپنے فرایض منصبی کے انصرام قرار واقعی کے لئے ریاست کے ذمہ دار ہین اور بصورت غفلت عہدہ سرکاری سے معزول کئے

ذمہ داری عہدہ داران عامل کی۔

---

(۱) ان امور کے متعلق جو انتظام کیا جاے وہ بھی محض اسی غرض سے ہونا چاہئے کہ عوام الناس کی حفاظت ضروری ہو اور جہانتک کہ اس اعلی ترین فرض کے موافق ہو کسی بالغ شخص کے اوس حق مین جسکی رو سے وہ اپنے امور خانہ داری کے انتظام کا مجاز ہے ناجائز دست اندازی یا تجسس کی غرض سے مداخلت کرنے سے باز رہنے کی ضرورت ہے ورنہ جو انتظام حفاظت کہ مبنی بر علوم ہے اوسکے بجاے جابرانہ انتظام متعلقہ حفظ صحت قائم ہو جائیگا

جا سکتے ہین یا اگر اس سے زیادہ سنگین قصور سرزد ہو تو انگلستان کی سی کسی سبب حکومت مین عہدہ دار قاصر بغرض تجویز الزام منسوبہ پالیمنٹ کے روبرو پیش کیا جا سکتا ہے جیسا کہ وارن ہیسٹینگس کے مشہور مقدمہ مین ہوا لیکن برخلاف اس کے ممکن ہے کہ ملازمت سرکاری مین یا کسی خاص شخص کی ذاتی غرض کے لئے ضرورت سے زیادہ جانفشانی کرنے سے بعض اوقات باوجود کامل احتیاط اور معقول انتظام کے ایک عہدہ دار سرکاری اوس امر کے انصرام مین جسکو وہ اپنا فرض منصبی تصور کرتا یا ہو اپنی خانگی حیثیت سے ایک فعل ناجائز کا ارتکاب کرے - ایسے فعل ناجائز کی بابت مثل ہر دوسرے شخص کے عدالت قانون مین قابل مواخذہ ہوگا جس اصول پر کہ یہ ذمہ داری کیثیت خانگی مبنی ہے وہ یہ ہے کہ ایک ایسی نالش مین جو بوجہ اون افعال کے کیجاے جنکا ارتکاب اختیار جائز سے تجاوز کرنے کے باعث ہوا ہو یہ جواب کہ احکام انتظامی کی تعمیل مین وہ افعال سرزد ہوئے قابل پذیرائی نہین ہے (۱) لیکن مخفی نہ رہے کہ ریاست کا کام محض یہ نہین ہے کہ ازادی کے حقوق کی حفاظت کیجائے یا ایک حق خانگی مین دست اندازی کرنے سے جو خرابی واقع ہوتی ہے اوسکا انسداد کیا جاے - اسکے سوا ریاست کے اور بھی اہم کام سیاست مدن اور عقل وادراک کے مختلف صیغہ جات سے متعلق ہین اور سب سے بڑھکر اوسکا یہ فرض ہے کہ انتظام ریاست کو کلی حیثیت سے اتلاف سے بچاے ریاست کی بہبودی جو کہ

(۱) قانون متعلقہ انتظام ریاست مولفہ ڈائیسی صفحہ ۲۰۳ و ۲۰۲ -

تمام قانون و انتظام کی اعلیٰ ترین غرض و غایت ہے محض رعایاے ریاست کی بہبودی اور آرام نہین ہے بلکہ خود اوس ریاست کے بھی اعلیٰ ترین فائدہ پر مشتمل ہے۔ اس سے وہ حالت ظاہر ہوتی ہی جسمین ترکیب انتظام اور اصول راستی کے مابین اعلیٰ درجہ کا اتحاد قائم ہوتا ہے۔ اسکا لحاظ جسقدر رعایاے روما کو تھا اوتنا کسی اور قوم مین نہین پایا جاتا۔ وہ لوگ حقوق خانگی کی حفاظت مین سرگرمی ظاہر کرتے تھے اور ان کے قبل یا بعد کسی قوم نے انتظام عدالت کی ترکیب مین انسے زیادہ مستعدی نہین ظاہر کی۔ لیکن ساتھہ ہی اس کے یہ لوگ اس امر سے بخوبی واقف تھے کہ اس اصول کو کہ ریاست کو اپنے شاہی حقوق کے استعمال مین اوسی درجہ پر رہنا چاہئے جسپر کہ شخص منفرد اپنے ذاتی حقوق کے اظہار و اثبات کی حالت مین رہتا ہے حد سے زیادہ وسعت دینا خطرناک ہی۔ اس لحاظ سے اونہون نے اون مقدمات مین جو تنازعات فیمابین اشخاص منفرد سے متعلق تھے اور اون مین جو تنازعات فیمابین جمہور و شخص منفرد سے متعلق تھے فرق کردیا تھا۔ مقدمات آخرالذکر کے لئے بجاے پریٹور کے سنسور کو اختیار دیا جاتا تھا اور وہ بغیر امداد جوری تجویز کرتا تھا اور عام قانون کے سخت احکام کے بموجب نہین بلکہ اصول نصفت کے مطابق عمل کرتا تھا۔ زمانہ حال مین انگلستان کے مصنف بھی تسلیم کرتے ہین کہ سیویل سرونٹ یعنی ملازمان متعہد کے خاص

(۱) فلسفہ قانون مولفہ کیسٹ صفحہ ۱۷۲۔

عدالتون کے اختیار حکومت کے تابع نہ کئے جانے سے کامل طور پر کوئی مفید نتیجہ پیدا نہین ہوتا
اور انگلستان اور ہندوستان کی کتب قانونی مین حقوق سرکار اور اوسکے عمال کے افعال کی
خاص محافظت کی چند علامتین پائی جاتی ہین چنانچہ انگلستان مین متعدد
قوانین موجود ہین جنمین مختلف اقسام کے عہدہ داران عامل مثل شریف و بیلف اور
عہدہ داران پرمٹ یعنے کروڑگیری و آبکاری و کدتوالی کی ذمہ داریان قائم کی گئی
ہین اور ایسے اشخاص کی محافظت کے لئے یہ حکم ہے کہ اونکے مقابلہ مین تمام نالشات
جو بابت کسی ایسے فعل کے ہون جسکا ارتکاب اونہون نے بحیثیت ملازمین سرکاری کیا ہو یا جسکا
اسی حیثیت سے کیا جانا پایا جاتا ہو فعل مذکور کے عرصہ قلیل مین اندر میعاد اوسکی شروع کیجاوین (٢)

---

(١) قانون متعلقہ انتظام ریاستہائے متحدہ ڈائیسی صفحہ ٢٠٣ - (٢) اختیارات و فرائض و ذمہ داری ہائے عہدہ داران
عامل مولفہ چیسٹر صفحہ ٩٤ و ٥ - ٥٦ و ٨٥ و ٩٩ - ١٠٩ و ١١٣ و ٢٣٥ - ٢٩١ ہندوستان مین قانون میعاد سماعت
سنہ ١٨٧٧ع ضمیمہ - انڈین لا رپورٹ جلد ٦ کلکتہ صفحہ ٩ - انڈین لا رپورٹ جلد ١ - الہ آباد صفحہ ٢٦٩ - ایضاً صفحہ ٤
و ١٠٢ - ایضاً ،، ٨ بمبئی ،، ١٢٤ - دربارہ عدم ذمہ داری جماعت عام واسطے عدم
تعمیل ایک فرض کے مثلاً مرمت شارع عام دیکھو مقدمہ کاولی بنام نیو مارکیٹ لوکل بورڈ منفصلہ
ہاوس آف لارڈس واقع ٩ - اگست سنہ ١٨٩٢ع اخبار ٹائمس مورخہ ١٠ - اگست صفحہ ١٢
نیز دیکھو مقدمہ میونسپلٹی آف پیکٹن بنام گیلڈرٹ (سنہ ١٨٩٣ع) مقدمات
اپیل صفحہ ٥٢٤ -

یہ احکام بر اعظم یورپ کے اس اصول پر مبنی ہیں کہ امور متعلقہ مصلحت علی میں حکومت انتظامی کو اختیار تمیزی حاصل ہے جسکو کوئی عدالت روک نہیں سکتی۔ مثلاً فرانس میں معمولی عدالتہاے دیوانی نہ کسی فعل انتظامی کے جواز کی بابت تجویز کر سکتی ہیں نہ کسی ایسی نالش کی سماعت کی مجاز ہیں جو ایک غیر ملازم سرکاری ایک عہدہ دار سرکاری کے نام بابت کسی ایسے فعل ناجائز کے دائر کرے جو اوس نے اپنے فرائض منصبی کی انجام دہی میں کیا ہو۔ ایسے مقدمات میں محکمہ جات انتظامی میں چارہ جوئی کرنی چاہیئے (۱)۔ جرمنی میں ۲۷ جنوری ۱۸۷۷ء کے قانون کے بموجب (۲) جو بتاریخ یکم اکتوبر ۱۸۷۹ء نافذ ہوا تمام نالشات بنام عہدہ داران سرکاری بابت اون افعال ناجائز یا ترک ناجائز کے جو فرائض منصبی کی انجام دہی میں سرزد ہوں ایک خاص محکمہ میں دائر ہونی چاہئیں۔ اسی قسم کا قاعدہ بر بناے احکام خاص بعض ریاست ہاے خود مختار مثلاً پرشیا بویریا سیکسنی ورٹمبرگ و بیڈن میں بابت نالشات بنام عہدہ داران ریاست ہاے مذکور جاری ہے۔

فعل شاہی کے جواز یا عدم جواز کی تجویز عدالتوں میں نہیں ہوسکتی

لیکن جو فعل کسی ریاست کی سرکار کی اجازت ماقبل یا مابعد سے باستعمال حکومت حقیقی کیا گیا ہو اوسکے جواز یا عدم جواز کی تجویز کسی دوسری ریاست کی عدالتوں میں نہیں ہوسکتی۔ مثلاً اگر کسی ریاست خود مختار کا رئیس جو اوس ریاست کی حکومت اعلی کو

(۱) قانون متعلقہ انتظام ریاست مولفہ ڈایسی صفحہ ۱۸۹ تا ۱۹۱۔

(۲) صفحہ ۷۰۔

اپنے ممالک مین استعمال کرتا ہو اون ممالک مین کوئی جائداد ضبط کرے تو انگریزی عدالتون پر
لازم ہے کہ ایسی ضبطی کو تسلیم کرین - اور اگر ایسی ضبطی کے واقعہ کی نسبت بحث پیش ہو تو
اوسکی تجویز اوس عدالت مین جہان وہ بحث پیش ہو اوسی طرح ہونی چاہئیے جیسا کہ
دوسرے واقعات کی تجویز جنکی بابت فریقین کے درمیان نزاع ہو عمل مین آتی ہے (۱) -
لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس عام قاعدہ کی تاثیر سے وہ صورت مستثنی ہے جسمین کہ
ضبطی صریحاً قانون اقوام کے خلاف عمل مین آئی ہو اور جبکہ ایک مقدمہ مین جو مابین دو شخصون
کے ہو ضبطی کا عذر ایک فریق کیجانب سے دوسرے کے دعوی کے جواب مین پیش کیا جائے
مثلاً ایک مقدمہ مین مابین دو اشخاص کے جو رعایاے ڈنمارک سے تھے انگلستان مین ایک
معاہدہ ہوا اور اونمین سے ایک انگلستان مین سکونت مستقل رکھتا تھا اور بعد ازان
جبکہ انگلستان اور ڈنمارک کے درمیان لڑائی شروع ہوئی تو ریاست ڈنمارک نے قرضہ کو
ضبط کر کے مدیون سے جو اوسوقت ڈنمارک مین تھا وصول کر لیا بعد صلح کے
داین نے مدیون کے نام انگلستان مین نالش دائر کی انگلستان کی عدالت کنگس
بنچ نے تجویز کی کہ ریاست ڈنمارک کو قرضہ ادا کرنے سے مدیون بری الذمہ نہیں ہو سکتا گو کہ
قوانین ڈنمارک کی رو سے ہو کیونکہ ایسی ضبطی قانون اقوام کے بموجب

---

(۱) سدرلینڈ ویکلی رپورٹر جلد ۱۴ صفحہ ۲۱۹ - نمبر ۷ پنجاب کارڈ سنہ ۱۸۸۲ع - نمبر ۱۲ پنجاب کارڈ سنہ ۱۸۹۴ع
انڈین لا رپورٹ جلد ۵ مدراس صفحہ ۲۰۳ -

جائز نہ تھی(۱)۔ البتہ جبکہ مدعا علیہ کسی فعل شاہی کو بطور عذر پیش کرے تو عدالت سرکار انگریزی کو اختیار ہے کہ اس امر کی تحقیقات کرے کہ آیا وہ فعل جسپر عذر لایا جاتا ہے اوسی حیثیت کا ہے یا نہیں(۲)۔ ملحوظی قیود بالا عام قاعدہ یہ ہے کہ جہانتک ایسا فعل ان اشخاص پر موثر ہو جو ریاست نے بحث کے تابع ہوں اوس ریاست کی عدالتہائے معمولی مین اوسکی تحقیقات نہو سکیگی۔ اگر وہ اوسی ریاست کی رعایا پر موثر ہو تو ہندوستان مین عدالتہائے مقامی باستعمال اختیارات معمولی اوسکی تحقیقات کر سکتی ہین اور دوسرے ممالک مین بھی غالبًا ایسا ہی عمل ہوگا لیکن اکثر ممالک یورپ مین ایسے افعال کی بابت ایک خاص عدالتین جاری ہوئی کرنی چاہیئے(۳) ہندوستان مین اس مسئلہ پر کہ آیا عدالتہائے ملکی کو اون معاملات کی تجویز کا اختیار ہے یا نہیں جو من قبیل افعال شاہی ہون فیصلہ جات عدالتی مین غور کیا گیا ہے چنانچہ یہ قرار پایا ہے کہ دہلی کے بادشاہ سابق کی جائداد کی ضبطی ایک فعل شاہی یا جنگی ہونیکی وجہ سے اوسکی بابت عدالتہائے ملکی کو اختیار نہین تھا(۴)۔ اسیطرح

---

(۱) دولف بنام اکسن ہوم رپورٹ مال وسلوین جلد ۶ صفحہ ۹۲۔

(۲) بمبئی برما ٹریڈنیگ کمپنی بنام مرزا مہدی علی شیرازی - بنگال لا رپورٹ جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۵۔

(۳) قانون ٹارٹ مولفہ پولاک صفحہ ۹۰۔

(۴) نمبر ۱ پنجاب کارڈ ۱۸۷۰ع پریوی کونسل۔

جو عطیہ ایک ایسے حق کی رو سے کیا گیا ہو جو بوجہہ فتح حاصل ہوا ایک فعل شاہی خارج از اختیار عدالت ملکی ہے[1] -

(۲۸۷) منجملہ اون اختیارات کے جنکو ریاست اندرون احاطہ قانون عام کام مین لاتی ہے اخیر اختیار عدالتی ہے - ان تینون اختیارات کے ذریعہ سے ریاست کی خود مختاری فی الواقع ظہور مین آتی ہے یعنے قوانین آزادی کے مطابق وہ ترتیب پاکر قائم و برقرار رہتی ہے[2] - گو اختیار عدالتی پر سب سے اخیر مین بحث کیجاتی ہے لیکن اس سے یہ نسمجھنا چاہئے کہ وہ سب سے کم اہم ہے - درحقیقت ایک ریاست کی حقیقی حیثیت اوسکی مستعدی کی اس حالتمین نہایت ہی اچھی طرح ظاہر ہوتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قانون عام کی خلاف ورزی کی پاداش مین سزا دینے مین وہ لطور محافظ حسن انتظام اپنے فرض کو کس طرح ادا کرتی ہے - لیکن کوئی سزا عدالت سے لطور مناسب نہین دیجا سکتی اگر وہ محض اس غرض سے دیجاے کہ اوسکے ذریعہ سے خود مجرم کو یا عامہ خلایق کو فائدہ پہونچے بلکہ جملہ مقدمات مین محض اس وجہہ سے دیجانی چاہئے کہ اوس شخص نے جسکو سزا دیجاے ایک جرم کا ارتکاب کیا ہے[3] - یہہ مسئلہ سوفسطائی

(۱) نمبر ا پنجاب رکارڈ ۱۸۶۲ع پریوی کونسل -

(۲) فلسفہ قانون مولفہ کینٹ صفحہ ۱۷۳ -

(۳) " " " " ۱۹۵ -

کر سکا ہے اسکی کہ سب لوگ مرجائیں ایک شخص کا مرنا اچھا ہے کسی مہذب طریقہ انتظام عدالت میں ہرگز قابل پذیرائی نہیں ہے کیونکہ اس سے انصاف اور مصلحت دونوں خلط ملط ہو جاتے ہیں اور یہ ہرگز جائز نہیں کہا جا سکتا لیکن بلحاظ اس کے کہ جرائم قانون عام کی خلاف ورزیاں ہیں وہ دو وسیع اقسام میں تقسیم کئے جا سکتے ہیں ایک قسم وہ ہے جسمیں خلاف ورزی عامہ خلایق کی بہبودی پر اور دوسری وہ ہے جسمیں خلاف ورزی محض افراد کی بہبودی پر مؤثر ہے۔ قانون روما میں خلاف ورزی یا آخر الذکر محض مضرت دلوانی تصور کی جاتی تھیں جنسے شخص متضرر کو ہرجہ ادا کرنے کی ذمہ داری قائم ہوتی تھی۔ جرائم متعلقہ عامہ خلایق کی نسبت یا مختلف قانون میں بادشاہ یا سینیٹ یا پیٹر کے تفویض کیجاتی تھی لیکن ایسے جرائم کی تجویز کے بارہ میں کوئی صریح قواعد ضابطہ موجود نہ تھے۔ زمانہ حال کے قوانین میں ذمہ داری کی تقسیم نوعیت ذمہ داری پر اس قدر مبنی نہیں ہے جتنی کہ اُس عدالت پر ہے جسمیں شخص ذمہ دار کے خلاف کارروائی کیجاسے یعنے اس امر پر کہ آیا وہ عدالت فوجداری ہے یا دیوانی فرانس اور ہند کے قوانین میں صرف وہی افعال جرائم ہیں جنکا ذکر مجموعہ تعزیرات میں کیا گیا ہے[1] پس ریاست یا تو فی نفسہ ایک خاص جرم کی اصلاح کے لئے بلالحاظ اوس حالت ارادہ کے جس سے کہ مجرم کو اوسکے ارتکاب کی ترغیب ہوئی اپنے اختیار کو کام میں لا سکتی ہے یا

(۱) دیکھو تعریف "جرم" مندرجہ دفعہ ۴۰ مجموعہ تعزیرات ہند۔

اُس حالت ارادہ پر لحاظ کر سکتی ہے۔ اسی بنا پر وہ فرق قائم ہوتا ہے جو قانون ہند
مین ما بین اون افعال کے جو کہ فی نفسہ جرائم ہین اور جو محض اوس صورت مین جرائم ہین
جبکہ ایک خاص نیت سے کئے جائین پوری طرح تسلیم کیا گیا ہے۔ مثلاً ملکہ معظمہ کے
مقابلہ مین جنگ کرنا برٹش انڈیا سے یا ولی جائز کی حفاظت مین سے انسان کو
لے بھاگنا عورت منکوحہ کے ساتھ زنا کرنا اور غفلت کی وہ متعدد صورتین جنمین
بغیر کسی صریح نیت فاسد کے جرم قائم ہوتا ہے ایسی صورتین ہین جنمین جرم محض بوجہ
فعل کے ہوتا ہے۔ اگر فعل حسب منشائے وضعان قانون سرزد ہو تو جرم کا ارتکاب
ہوا اور مرتکب فعل بلا لحاظ نیت مستوجب سزا ہوگا لیکن سرقہ خیانت تشدد جسمانی
دھمکی اور ازالہ حیثیت عرفی کی صورتوں مین جرم قائم کرنیکے لئے ضرور ہے کہ فعل بددیانتی یا
نیت فاسد سے پیدا ہو[۱]۔ قانون فوجداری درحقیقت ریاست کے اصول اخلاق پر
مبنی ہے جسکی رو سے ریاست اُس شخص کے ارادہ کو جو قانون کی کچھ پروا نہ کرے روکنے
پر مجبور ہوتی ہے لیکن اشخاص منفرد مین ارادہ کے خاص اظہارات کے روکنے مین یا ریاست
اونکی زندگی کے تمام حالات کی اصلاح کا غیر ممکن کام اپنے ذمہ نہین لیتی ہے کیونکہ
وہ کوئی بیت العلوم نہین ہے جسکا کام ملک کے تمام باشندون کی حالت کو درست
کرنا ہو۔ ریاست کو لازم ہے کہ اگر کسی شخص کے چال چلن کی آزادی کو بالکل سلب کرنا

(۱) ملکہ معظمہ بنام جمست — انڈین لا رپورٹ جلد ۱ بمبئی صفحہ ۱۴۰ — ۱۵۲۔

مقصود نہو تو اصول اخلاق کی پابندی پر ایک معین حد سے بڑھکر بجبر اصرار کرنے سے باز رہے
اور اُس شخص کو اون اصول کی ایک حد تک خلاف ورزی کرنیکے لئے آزاد رکھے
یہہ امر کہ یہ حد کیا ہونی چاہئے مختلف اوقات پر مختلف ممالک مین بدلتا رہے گا
لیکن اسکا تعین لوگون کے طور و طریق اور رواجات اور حوائج اور ملک کی حالت کے
لحاظ سے ہونا چاہئے[1] -

ضابطہ (۲۸۸) ہر ترتیب یافتہ ریاست مین عدالت کا انتظام معین قواعد ضابطہ
کے مطابق ہونا چاہئے - ان قواعد کی رو سے عدالتین اپنے اختیارات کو یا تو مجرمین
کو سزا دینے کی غرض سے یا ذاتی نقصان کی تلافی کے لئے جو کسی شخص کو پہونچا ہو
کام مین لاتی ہین - یہہ قواعد عدالتون کے اختیارات سماعت اور اوس طریقہ کو
مقرر کرتے ہین جس کے مطابق مقدمہ کی تجویز عمل مین آنی چاہئے - اور بلحاظ اس کے
کہ فریقین مقدمہ عام اشخاص سے ہون یا ایک فریق خود ریاست اور دوسرا عام
اشخاص سے ہو ائین تبدیلی ہوتی رہتی ہے - انگلستان مین ریاست کو چارہ کار
یا تو معمولی ضوابط کارروائی سے یا از روے حق شاہی کسی آسانی اور خاص
طریقہ اختیار کرنے سے حاصل ہو سکتا ہے اور ریاست کے مقابلہ مین کسی قانونی حق
کی خلاف ورزی کی بابت صرف بذریعہ ایک عرضی کے جو پٹیشن آف

(۱) قانون مابین الاقوام مولفہ وان بار صفحہ ۶۴۳ - ۶۴۵ -

رائیٹ"[1] کہلاتی ہے چارہ جوئی ہوسکتی ہے - یہہ طریقہ ابتدأ شاہ
ایڈورڈ اول کے زمانہ مین جاری ہوا - کوئی فرمانروا یا اوس کے ذمہ دار
مشیر مجاز نہین ہین کہ تلون مزاجی سے چارہ کار عطا کرنے سے انکار کرین
بلکہ لازم ہے کہ دادرسی حسب اقتضاے حق و انصاف ہو گو کہ یہ امر عرضی مین
سرکار کی رعایت اور عنایت پر چھوڑا جائے[2] - ہندوستان مین سرکار کے

(۱) یہ قاعدہ مقرر ہو چکا ہے کہ پٹیشن آف رائیٹ" بابت وصول ہرجہ کے جو فرمان رواے ملک کی جانب
سے معاہدہ کی تعمیل نہونیکے باعث واقع ہوئی پیش ہوسکتی ہے عام اس سے کہ نقض معاہدہ اوس
فرمان رواکے عہدہ دارون کے افعال یا ترک افعال سے ہوا ہو - لا رپورٹ مقدمات
اپیل جلد ۱۱ صفحہ ۶۰۰ - لیکن کوئی ایسا معاہدہ جو فرمانرواے ملک نے اپنے کسی
عہدہ دار فوج برّی یا بحری کے ساتھہ بابت خدمات موجودہ گزشتہ یا آیندہ کے کیا ہو
کسی عدالت قانون کے ذریعہ سے تعمیل کراے جانیکے قابل نہوگا - میچل بنام ملکہ معظمہ
(سنہ ۱۸۹۶ع) کوئنس بنچ جلد ۱ صفحہ ۱۲۱ نوٹ - اور پٹیشن آف رائیٹ" بابت وصول
دعوی کے جو مبنی بر ٹارٹ یعنے فعل ناجائز ہو پیش ہوسکتی ہے کیونکہ فرمانروا کسی فعل ناجائز کا مرتکب نہین ہوتا
ٹوبین بنام ملکہ معظمہ (سنہ ۱۸۶۴ع) کامن بنچ رپورٹ (سلسلہ جدید) جلد ۱۶ صفحہ ۳۱۰ -
(۲) حسب تجویز لارڈ لنگڈیل بمقدمہ رایوس بنام ڈیوک آف ولنگٹن (سنہ ۱۸۴۶ع) رپورٹ
ربیون جلد ۹ صفحہ ۶۰۰ -

نام معمولی طریقہ سے نالش ہو سکتی ہے لیکن صرف بعد اطلاع کے جو بنام سکرٹیری آف اسٹیٹ ہند با جلاس کونسل ہونی چاہئے[(1)] - لیکن نالشات بنام والیان خود مختار یا روسا حکمران یا ریاست ہائے غیر صرف بعد حصول اجازت نواب گورنر جنرل بہادر با جلاس کونسل جسکی تصدیق کے لئے سرٹیفکٹ دستخطی کسی ایک سیکرٹیری گورنمنٹ آف انڈیا کا ضرور رہوگا دائر ہو سکتی ہین - اور ایسی اجازت صرف بپابندی چند شرائط معینہ دیجا سکتی ہے[(2)] - مقدمات فوجداری کیصورتمین قانون ہندوستان مین جرائم قابل دستاندازی و جرائم غیر قابل دستاندازی کے مابین فرق قائم کیا گیا ہے جرائم اول الذکر وہ جرائم ہین جنکے لئے پولیس بلا حصول وارنٹ مجسٹریٹ گرفتار کر سکتی ہے اور جرائم آخر الذکر وہ ہین جنمین وارنٹ کی ضرورت ہے - نیز بعض جرائم ایسے ہین جنکی بابت ملزم کی تجویز نہین ہو سکتی الا بطبق ارجاع نالش منجانب شخص متضرر کے - اور بعض ایسے ہین جنمین کسی عہدہ دار سرکاری یا عدالت کی منظوری ماقبل کی ضرورت ہے[(3)] -

(۲۸۹) بدین غرض کہ حکام عدالت اپنے فرایض منصبی کو آزادی کے

ججون کی ذمہ داری بحیثیت دیوانی -

---

(۱) باب ۲۷ - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع دیکھو فقرہ ۲۱۰ کتاب ہذا -

(۲) دفعہ ۴۳۳ - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع -

(۳) دفعات ۱۹۵ تا ۱۹۹ - ایکٹ ۵ مصدرہ سنہ ۱۸۹۸ع - مجموعہ ضابطہ فوجداری -

ساتھ انجام دے سکیں اور ایسی نالشات سے محفوظ رہیں جو کینہ توز اور ناراض دعویداروں کی جانب سے ہوں یہہ قاعدہ مقرر ہوا ہے کہ "کسی جج پر اون افعال یا الفاظ کی بابت جو اوس نے عدالت میں اپنے عہدہ کی حیثیت سے کئے یا کہے ہوں نالش نہیں ہو سکتی"[1] لیکن یہہ خاص استحقاق ایک ایسے معاملہ میں جو جج کے حیز اقتدار کے اندر ہو صرف کسی ایسے فعل سے متعلق ہے جس کے کرنے کا اوسکو اختیار تھا یا کم از کم اوس نے نیک نیتی سے یہہ باور کیا ہو کہ اوسکو ایسا اختیار حاصل تھا اگر وہ معاملہ اوس کے حیز اقتدار کے باہر ہو اور اس نقص کی طرف اوسکو توجہ دلائی گئی ہو یا اوس سے مطلع ہونا اوسپر لازم تھا اور اوس نے عمداً اوسپر توجہ نہ کی ہو تو ایسی صورتمیں وہ بری الذمہ نہو گا[2] لیکن ہر ایسے مقدمہ میں ان واقعات کی موجودگی کا بار ثبوت مدعی پر ہے کیونکہ قانون اس قیاس کو جائز رکھتا ہے کہ کارروائی عدالتی درست اور باضابطہ طور پر کی گئی ہے[3] قاعدہ متذکرہ صدر جبکی رو سے ذمہ داری سے برات حاصل ہے اون افعال کے متعلق ہے

(۱) اسکاٹ بنام اسٹینسفیلڈ لا رپورٹ جلد ۳ - ایکسچیکر صفحہ ۲۲۰ -

(۲) کالڈر بنام ہلکیٹ جلد ۲ مور مقدمات پریوی کونسل صفحہ ۲۹۳ -

(۳) مسائل قانونی مولفہ بروم طبع چہارم صفحہ ۹۰ - قانون شہادت مولفہ ٹیلر دفعہ ۱۲۴ - درباب قانون ہندوستان دیکھو دفعہ ۱۱۴ تمثیل (ھ) ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۲ع -

جسکا ارتکاب ایسے اشخاص نے کیا ہو جو اختیارات بہ شکل اختیارات عدالتی استعمال کرتے ہوں مثلاً افواج بحری و بری کی اون عدالتہاے کورٹ مارشل یا کورٹ آف انکوائری کے ارکان جو فوجی قانون اور رواج کے مطابق قائم کی گئی ہوں (۱) - یہہ قاعدہ ایک حد تک ثالثوں اور اسی حیثیت کے ہر ایک شخص سے بھی متعلق کیا جاتا ہے - ایسا شخص صرف اوس صورت مین قابل مواخذہ ہوگا جب کہ اوس نے اپنے اختیارات کا استعمال بد دیانتی اور طرفداری کے ساتھہ کیا ہو نہ اوس صورت مین جب کہ غلطی سے ظاہر کی جائے (۲) - ہندوستان کا قانون دربابہ ذمہ داری ججان یا دیگر اشخاص جو بطور حاکم عدالت عمل کر رہے ہوں ایکٹ نمبر ۱۸ مصدرہ سنہ ۱۸۵۰ع مین مندرج ہے جس مین یہہ حکم ہے کہ کوئی ایسا جج یا شخص مستوجب اس کے نہوگا کہ اوس پر بابت اوس فعل کے نالش کی جائے جو اوس کے فرائض منصبی کی

(۱) ڈاکنس بنام لارڈ روکبی لا رپورٹ مقدمات منفصلہ ہاوس آف لارڈس جلد ۷ صفحہ ۷۴۴ - ڈاکنس بنام پرنس اڈورڈ آف سیکس ویمر لا رپورٹ کوئنس بینچ ڈیویژن جلد ۱ صفحہ ۴۹۹ -

(۲) تھارسمس سلفر کمپنی بنام لافنس لا رپورٹ کامن پلیز جلد ۸ صفحہ ۱ - اسٹیونسن بنام واٹسن لا رپورٹ جلد ۴ کامن پلیز ڈیویژن صفحہ ۱۴۸ -

انجام دہی میں ظہور میں آیا ہو عام اس سے کہ وہ فعل اوس کی حدود اختیار کے اندر ہوا ہو یا باہر مگر باین شرط کہ اوس نے نیک نیتی سے یہ باور کیا ہو کہ اوسکو اختیار حاصل تھا[1] - اگر فعل مذکور اوس کے حیز اختیار کے اندر ہو تو نیک نیتی کا سوال پیدا نہوگا[2] -

---

(۱) درباب صحیح تعبیر ایکٹ ہذا دیکھو لا رپورٹ جلد ۱ مدراس صفحہ ۹۰ - انڈین لا رپورٹ جلد ۹ کلکتہ صفحہ ۳۴۱ نمبر ۵ پنجاب رکارڈ سنہ ۱۸۸۶ء - نمبر ۵ پنجاب رکارڈ سنہ ۱۸۸۸ء -

(۲) دیکھو انڈین لا رپورٹ جلد ۱۰ الہ آباد صفحہ ۲۸۰ -

باب ۱۳

قانون مابین الاقوام متعلقہ ریاست

(۲۹۰) اس باب میں اون قواعد کا ذکر کیا جائیگا جو ریاستون کے تعلقات باہمی سے متعلق ہین۔ حسب مفہوم قانون ریاست مین استفادہ حقوق کی استعداد ویسی ہی موجود ہے جیسی کہ ایک شخص حقیقی مین۔ اور وہ دوسری ریاستونکے ساتھہ اپنے معاملات خارجی مین اپنی حیثیت کا وہ پہلو ظاہر کرتی ہے جسے اوسکے قومی تشخص سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ہر ریاست ریاستون کے عام خانوادہ کے ایک رکن ہونے کے لحاظ سے وہی قانونی حیثیت رکھتی ہے جو اوسی خانوادہ کے ہر دوسرے رکن کو حاصل ہے اور اس مشترک حیثیت کی تعظیم کرنا جو کہ عام انسانیت پر مبنی ہے تمام ملاطفت مابین الاقوام کی بنیاد ہے۔

حالات تاریخی

(۲۹۱) اگر قانون مابین الاقوام متعلقہ ریاست کی موجودہ مکمل حالت پر نظر ڈالی جائے تو یہہ کہا جا سکتا ہے کہ اسکی پیدایش زمانہ حال کی ہے اور جب یورپ آزاد اور خود مختار ریاستون مین منقسم ہوا تو یہہ قانون قائم ہوا۔ تا وقتیکہ روما کی

حکومت قریب قریب تمام دنیا پر حاوی تھی وہ شرائط جو ایک مجموعہ قانون مابین
الاقوام متعلقہ ریاست کی ترتیب کے لئے ضروری ہین غائب تھین - کیونکہ
اگر حکومت مین مکمل مساوات نہو تو حقوق کی مساوات نہین ہو سکتی اور جہان یہہ
مساوات غائب ہو وہان قانون مابین الاقوام متعلقہ ریاست کا اپنے اصل
اصول کے مطابق موجود رہنا غیر ممکن ہے پس ایک قوم کا تمام دنیا پر حکومت کرنا
اصولاً قانون مابین الاقوام متعلقہ ریاست کی عین بنیاد کے منافی ہے - لیکن
اس قانون کی اصل بنیاد کا سراغ زمانہ سلف مین لگ سکتا ہے - سفراء کے خاص
حقوق عہدناجات کی توقیر جو ریاستین اثناء جنگ مین دونون فریق مین سے
کسی کی جانب نہون اون کے حقوق کی صیانت مکمل قواعد در باب حوالگی ملزمین
قیدیون سے نرمی کے ساتھہ پیش آنے کا میلان اور ممانعت تجارت در اثناء
جنگ ان سب امور کو زمانہ قدیم کی اقوام اوسی طرح تسلیم کرتی تھین جیسا کہ زمانہ حال
مین یورپ کی اقوام کرتی ہین - تاہم یہ کہنا چاہئے کہ گو یہہ قواعد کل نوع انسان کے
رواجات کی بنا پر جائز قرار دئے گئے تھے لیکن اونکی وقعت صرف اوس صورت مین کی
جاتی تھی جبکہ وہ ذاتی غرور حرص و خود غرضی کے مخل نہ تھے - دارا کے سفراء جو
ایتھنس اور سپارٹا کو بھیجے گئے تھے بے حرمتی کے ساتھہ قتل کئے گئے اور
امبوسٹوس نامی ایک رومن سفیر (جو ایک سفیر کی حیثیت سے آیا لیکن جس نے بطور ایک دشمن
کے عمل کیا) کی بیوفائی کیوجہ سے برینوس بادشاہ گال کو روما کو پامال کرنے کا موقع ملا

عہدنامہ کاڈٹم جسکی تصدیق دورمن کانسلون کے حلف کے ذریعہ سے عمل مین
آئی تھی اوجسکی وجہہ سے چارٹری افواج یقینی موت سے بچ گئی تھین رومامین نہایت
غیظ سے ناجائز قرار دیا گیا۔ اسی قسم کی بہت سی زیادتیون مین سے اکثر ایسی تھین جو
مصالح انتظامی کے بہانہ سے عمل مین لائی گئین اوراوس وقت اس بنا پر بھی
وہ جائز نہین تصور کی گئی تھین۔ جو مورخ انکا ذکر کرتا ہے وہ انکو محض اصل واقعات کو
بغیر کسی رائے کے بیان کرتا ہے لیکن اوسکے اسی طرز سے بخوبی واضح ہوجاتا
ہے کہ بسا اوقات وہ اونکی رائے کیا ہے یا وہ بلا تامل بیان کردیتا ہے کہ یہہ سب زیادتیان
قوانین جنگ کے خلاف تھین۔ ایک مصنف نے کیا خوب بیان کیا ہے کہ اقوام
منفرد کے حرص غرور خود غرضی اور تمنائے حکومت سے زمانہ قدیم مین قانون
مابین الاقوام کی ترقی مین مزاحمت ہوئی اور اوس قانون کے اصل اصول جو ہنوز
ظہور مین آچلے تھے قبل اسکے کہ یکسان اور عرصہ دراز کے رواج کے زور سے اون کو تقویت
ملتی تلف ہوگئے۔ اسیطرح ازمنہ وسطی مین عیسائی مذہب اون اشخاص کے لئے
جو اوس مذہب کے پیرو نہ تھے کسی قانون کو تسلیم نہین کرتا تھا۔ یہی کل اشخاص
وحشی سمجھے جاتے تھے اور اونکو کسی قسم کے حقوق حاصل نہ تھے۔ البتہ یہہ تو فرض
کیا جاتا تھا کہ قانون اور انصاف ہر جگہہ جاری ہین اور بعض مشہور فاضل مقننون
کی تصنیفات ہنوز موجود ہین جن سے ثابت ہے کہ اوس زمانہ مین تحصیل علم قانون
مین کسی طرح بے پروائی نہین کی جاتی تھی۔ لیکن گو انصاف کے متعلق بہت

یکچھہ فرض کیا جاتا تھا اور روحانیت کے خیالات کی کوئی قلت نہ تھی مگران خیالات کو
طریق عمل کے عملی قواعد مین بدلنے کے لیے قوت انتظامی کی ضرورت تھی - البتہ
اگر ہم لارنٹ کے اس بیان کی تائید کرین کہ اس زمانہ مین نہ حکومت اعلی کا کوئی خیال
تھا نہ گروہ انسان کے عام فواید کا تو وہ بھی یہہ ہوگا - یہہ ایک ایسا بیان ہے جسکی اطالین
مصنفین نے بہت زور سے تردید کی ہے لیکن کم از کم اسقدر تو ضرور تسلیم کرنا چاہیے
کہ ریاست اوس زمانہ کے خیلات کے لحاظ سے زمانہ حال کی ریاست سے بہت
مختلف تھی علاوہ اس کے اوس زمانہ مین جو کچھہ نا مکمل اصول موجود تھے اونکو عملدرآمد
سے کوئی مناسبت نہ تھی - دراصل بجائے قانون کے وحشیانہ جبر سے کام لیا
جاتا تھا - یہ زمانہ بدرجہ اولی ایک ایسا زمانہ تھا جبکہ بالخصوص زور وظلم کی حکومت
کی زیادہ وقعت کیجاتی تھی اور جہان یہ حالت ہو وہان بظاہر قانون ما بین الاقوام
متعلقہ ریاست کے نمو اور اسکے اطلاق کی گنجایش نہین ہے زمانہ حال کا قانون
ما بین الاقوام متعلقہ ریاست سائنس سے حاصل ہوا ہے جس نے دنیا کے مہذب حصے کے
قانونی خیالات کو تساہل کی نیند سے بیدار کردیا ہے اس نے انسان کو انصاف
کے خیالات کا قانون کے اصول مین منتقل کرنا سکھایا ہے اور بالآخر کامیابی کے
ساتھہ اس اہم پیچیدہ مسئلہ کو کہ اقتدار دینی نہ قانون کے وجوب کو مقرر کرتا ہے نہ اوسکو
روکتا ہے ثابت کردیا ہے لیکن سائنس محض ایک استاد ہے وہ سکھا سکتا ہے
لیکن جو کچھہ سکھاتا ہے اوسکی جبراً تعمیل نہین کرا سکتا - اسکے لیے عمل و قوت منتظمہ

کی مدد کی ضرورت ہے۔ پس سائنس بغیر عمل کے اوسیطرح بیکار ہے جیسا کہ ایک نہایت ہی مکمل مجموعۂ آئین بغیر
عدالتوں کے۔ قانون مابین الاقوام متعلقہ ریاست کا نشو و نما صرف اوسوقت ظاہر
ہوتا ہے جبکہ سائنس کے ساتھ عمل وابستہ ہوا اور ریاستین اپنے تعلقات باہمی مین
ایک عام ملاطفت کے لحاظ سے معین حقوق و فرائض باہمی کی پابند ہین۔ لیکن عام
علم اصول قانون کے تحصیل کنندہ کو قانون مابین الاقوام متعلقہ ریاست کے
اون اصول سے سروکار ہے جو تجربہ پر مبنی ہین اور جو موجودہ عمل سے اخذ کیے گئے
ہین نہ اون اعلی ترین اصول سے جو سائنس پر مبنی ہین۔ اون اشخاص کے خیالات
کے بموجب جو علم تشریح کی تمام باریکیون سے بخوبی واقف ہین کسی قانون کو قانون
اقوام کے نام سے تعبیر کرنا صحیح نہوگا کیونکہ قانون سے مراد ایک ایسا حکم ہے جو
ایک اعلی حکومت انتظامی ارکان ماتحت کے لیے جاری کرتی ہے لیکن ہر ریاست
باعتبار حکومت انتظامی دوسری ریاست کے ہم رتبہ ہوتی ہے گو اون دونون کی
قوت اور استطاعت مین بہت بڑا فرق ہو۔ کاونٹ وان مولٹکے کے مشہور
مراسلہ بنام پروفیسر بلنٹشلی کی رو سے یہ تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ قانون مابین
الاقوام متعلقہ ریاست مین یہہ ایک نقص ہے کہ اوس کے قواعد کی جبراً تعمیل
کرانیکے لیے کوئی اعلی حکومت موجود نہین ہے۔ لیکن جیسا کہ ہم قبل ازین دیکھہ
چکے ہین قانون کے اوس محدود تصور مین جسکا اوپر ذکر ہوا ہے قدیم جماعتون کا
قانون رواجی داخل نہین ہے اوسیطرح اس امر پر لحاظ نہین کیا گیا ہے کہ عوام الناس

کی راے اور رواج کے رو سے وہ اجازت بہم پہونچتی ہے جسکے ذریعہ سے قانون اقوام کا نفاذ ہوتا ہے - دونون صورتون مین قانون گزشتہ عملدرآمد اور رواج پر مبنی ہوتا ہے اور جسطرح افراد کے عملدرآمد اور رواج مین قانون و اخلاق کے درمیان فرق تسلیم کیا جاتا ہے (گو یہہ فرق غیر مشخص ہو) اسیطرح اقوام کے عملدرآمد مین بھی بعض فرایض ایسے ہوتے ہین جو ضرور لازمی تصور کئے جاتے ہین اور بعض ایسے ہوتے ہین جو محض اخلاق پر مبنی ہوتے ہین - پس قانون مابین الاقوام متعلقہ ریاست مین طریق عمل کے چند قواعد داخل ہین جنکو زمانہ حال کی مہذب ریاستین ایسے تصور کرتی ہین کہ وہ اون کے تعلقات باہمی مین اوس زور کے ساتھ واجب التعمیل ہین جسکی نوعیت اور مقدار کا مقابلہ اوس زور کی نوعیت اور مقدار کے ساتھ کیا جا سکتا ہے جو ایک ایماندار شخص کو اپنے ملک کے قوانین کی تعمیل کرنے پر مجبور کرتا ہے اور ان قواعد کی نسبت ریاستین یہ تصور کرتی ہین کہ خلاف ورزی کی صورت مین مناسب تدابیر سے اونکی جبراً تعمیل کرائی جا سکتی ہے"(۱) - لیکن وہ تحریک جو بالآخر ایسے قواعد کی تعمیل کرنے پر مجبور کرتی ہے عام دشمنی کے برپا کرنے کے خوف پر مشتمل ہے اور ایسی تمام قواعد کی غرض یہی ہوتی ہے کہ ریاستون کا وجود مستحکم کیا جائے نہ کہ وہ معرض خطر مین ڈالا جائے اور اونکی آزادی کی حفاظت

(۱) قانون مابین الاقوام مولفہ ہال ۱۸۸۰ع -

کی جائے کہ لاون کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کیا جائے - اس وجہہ سے قانون مابین الاقوام متعلقہ ریاست کے اصل اصول مین سے یہ ایک اصول ہے کہ "کسی ریاست کو دوسری ریاست کے اندرونی انتظام مین دست اندازی کرنے کا حق نہین ہے" - لیکن گو یہہ قاعدہ عام طور پر تسلیم کیا جاتا ہے مگر اسمین چند مستثنیات داخل ہین جو مفصلہ ذیل دو وجوہ مین سے کسی ایک پر مبنی ہین یعنے (۱) یہ کہ بربناے حفاظت ذاتی دست اندازی کی ضرورت ہو - یا (۲) یہہ کہ کسی سرکار کی جانب سے اپنی رعایا کے خلاف جرم سرزد ہونے کی وجہہ سے ایک غیر معمولی حالت ظہور مین آئے - پس سن نہایت ہی محدود حق دست اندازی کی پابندی سے جو صرف اوس صورت مین جائز ہو سکتا ہے جبکہ کوئی شدید اور لازمی ضرورت ہو قانون مابین الاقوام متعلقہ ریاست اثناے صلح مین اقوام کے اختلاط باہمی کو اچھی حالت مین رکھنے اور اثناے جنگ مین تمام تدابیر کو حسب اقتضاے اصول انسانیت عمل مین لانے کی کوشش کرتا ہے غرض کہ تمام ریاستون کے ساتھ یکسان برتاؤ کرتا ہے جسمین ریاستین بڑی اور چھوٹی قوی اور ضعیف درجہ مساوی پر رہتی ہین -

(۲۹۳) علم قانون مابین الاقوام متعلقہ ریاست کے اصل دائرہ مین جو ابواب داخل ہین اونپر باب ہذا کی اغراض کے لئے بلحاظ صورتہاے مفصلہ ذیل غور کیا جا سکتا ہے -

ابواب جو قانون مابین الاقوام متعلقہ ریاست کے دائرہ مین داخل ہین

(الف) وہ صفات یا حقوق جو ریاستون کے وجود مین داخل ہین

اور جو بلحاظ اونکی حیثیت قومی و ملکی کے اونکو حاصل ہین
بشمول اون صفات یا حقوق کے جو حکومت اعلی خودمختاری
اور مساوات سے متعلق ہین —

(ب) وہ حقوق جو ریاست کو مثل افراد یا اشخاص قانونی کے
حاصل ہین —

(ج) حق چارہ جوئی بابت خلاف ورزی حقوق قومی و ملکی —

(د) قواعد درباب غیر جانبداری[1] —

ریاست کی صفات ناگزیر

(۲۹۳) باعتبار تعلق بابین الاقوام کے ریاست کے لئے کسی خاص قسم
کی حکومت کی ضرورت نہین ہے — خواہ حکومت نیابتیہ ہو یا مطلق شخصی ہو یا جمہوری ہو —
جو کچھ کہ ضروری ہے وہ صرف یہ ہے کہ کسی خاص ملک مین لوگ بہیئت مجموعی بطور
ایک ترتیب یافتہ ریاست کے مستقل طور پر رہین — اگر فی الحقیقت حالت خودمختاری کا
وجود ہو تو مختلف اقوام مین بطور ایک ریاست کے تسلیم کئے جانے کا حق قائم ہوتا ہے

حکومت اعلی اور خودمختاری

اور یہ امر قابل لحاظ نہین ہے کہ وہ حالت کس طریقہ سے پیدا ہوئی لیکن درصورت
ایک ایسی ریاست کے جو جدید قائم ہوئی ہو تاوقتیکہ اوسکی حالت خودمختاری کی

---

(۱) یعنے قواعد درباب اون ریاستون کے جو دو ریاستون کے درمیان جنگ ہونے کیحالت
مین کسی کیجانب نہون — مترجم —

نسبت صریحاً اعتراض کیا جاے اور ایسے اعتراض کا نتیجہ مشتبہ ہو کسی دوسری ریاست پر یہہ لازم نہین ہے کہ اوسے ریاستون کے عام خانوادہ کے ایک رکن کے طور پر تسلیم کرے یہہ تسلیم (جو اس امر کی ضروری شہادت ہے کہ اوس ریاست نے ایک ریاست خود مختار قرار دئے جانیکا حق حاصل کیا ہے) صرف اوس صورت مین قائم ہوتی ہے جبکہ ریاست جدید استحکام کے ساتھ مقرر ہوئی ہو اور اوسکی حیثیت قابل اطمینان ہو - ایسی حالت مین اوس ریاست کیجانب سے بھی ایسی تسلیم لازمی ہے جس سے کہ ریاست جدید علیحدہ ہوگئی ہو اور جس کے حقوق حکومت کی خلاف ورزی ریاست آخر الذکر کی ترکیب کی وجہہ سے عمل مین آئی ہو - مثلاً ہسپانیہ کو ہنڈ ہر لینڈس کی اور سلطنت جرمنی کو سوئیس کنٹونس کی خود مختاری کو بروے صلح ویسٹ فالیا مجبوراً تسلیم کرنا پڑا اور اسیطرح انگلستان نے اپنی سرکش رعایا کی خود مختاری کو جس نے بجرا دتیا اونکے اوس پار امریکیہ کے صوبہ جات متحدہ مین جاکر گونمنٹ اختیار کی مجبوراً تسلیم کردیا -

(۳۲۹ - الف) یہہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ دو یا چند مختلف ریاستون کے ایک ہی بادشاہ کے زیر حکومت (خواہ اپنی مرضی سے خواہ بروے حق جانشینی) آجانے سے خواہ مخواہ ایسی ریاست یا ے متحدہ کی قومی وملکی شان کا اعدام لازم نہین آتا - زمانہ حال مین اس قسم کی متحدہ ریاستون کی مثالین یہہ ہین - سویڈن اور ناروے - شلسوگ ہالسٹین اور ڈنمارک - ہینوور اور

ریاستونکا ایک ہی بادشاہ کے زیر حکومت آجانا -

حکومت اعلی سے کیا مراد ہے

انگلستان - نیوینبرگ اور پرشیا(۱) - کسی ریاست کی حکومت اعلی سے یہہ مراد ہے
کہ وہ کسی ریاست غیر کے تابع نہو اور امور انتظامی مین اپنی مرضی کو بغیر کسی روک
کے نافذ کرسکے - اوسکی خاصیتین یہہ ہین - اپنے انتظام کو بذات خود مقرر کرنے
اور اپنی رعایا اور ملک کے لیے قانون وضع کرنے اور دوسری ریاستون کے ساتھہ
اپنے تعلقات جاری رکھنے کے لیے قائم مقامون کو مقرر کرنے اور بذات خود
حکومت و انتظام کرنے کے حقوق - لیکن ایک ریاست اپنی رضامندی سے ان
حقوق کے کسی جزو سے دستبردار ہو کر ایک زیادہ قوی ریاست کے زیر حکومت
حالت ماتحتی قبول کرسکتی ہے ایسی صورت مین ریاست اول الذکر ریاست
آخر الذکر کی ماتحت سمجھی جاتی ہے اور اسی لحاظ سے اوسکی قومی و ملکی شان محدود
ہوجاتی ہے - اسی طرح ہر ایک ریاست جو محض کسی دوسری ریاست کے زیر حمایت
آجاتی ہے وہ بلحاظ اغراض قومی و ملکی حکومت کے کامل حقوق کے مستحق سمجھے جانے
کے دعوی سے محروم ہوجاتی ہے - کریکاؤ کی جمہوری ریاست کی جسکہ وہ آسٹریا
اور روس و پرشیا کی حفاظت مین تھی - قبل اسکے کہ وہ ۱۸۴۶ع مین آسٹریا مین [illegible]

ریاستہائے ماتحت

ریاستین جو دوسری ریاستون کی حفاظت مین ہون

(۱) سلطنت ہینوور فرمانروایان برطانیہ کے علاقہ سے ۱۸۳۷ع مین ولیم چہارم کی وفات پر جدا
رہی اور ملک فرانس کے اوس قانون کے بموجب جسکی رو سے صرف مرد تخت نشین ہوسکتے ہین ڈیوک
آف کمبرلینڈ کو حاصل ہوئی -

یہی حالت تھی - یہی حالت جزائر آیونیا کی تھی جبکہ وہ ۱۸۶۴ع مین یونان مین شامل ہوجانے
سے پیشتر انگلستان کی حفاظت مین تھے - اور امریکہ کے صوبجات متحدہ کے زیر
حکومت قوم چیروکی کی بھی یہی حالت بیان کی جاسکتی ہے - ہندوستان مین
بہت سی مثالین ایسی ریاستون کی جو دوسری ریاستون کے ماتحت یا اونکی
حفاظت مین ہون مل سکتی ہین - کشمیر بروڈا میسوا اور حیدرآباد کی مملکتین ریاست
ہاے اول الذکر اور کابل کی مملکت ریاست ہاے آخر الذکر کے زمرہ مین داخل ہے
مملکت ہاے اول الذکر کی حیثیت مثل ان اقوام ہند کے جو امریکہ کے صوبجات
متحدہ کے زیر حکومت انتظامی ہین نیم خود مختار تصور کیجاتی ہے - یہہ نہ بطور ریاستون
کے سمجھی جاتی ہین نہ بطور اقوام کے نہ اونکو حکومت اعلی کی تکمل صفات حاصل ہین
بلکہ بطور ایک علیحدہ جماعت کے جسکو اپنے اندرونی اور معاشرتی تعلقات
کے انتظام کا اختیار حاصل ہے درصل وہ انتظامی جماعت ہاے ماتحت
ہین جنکے تعلقات برٹش انڈیا کی گورنمنٹ کے ساتھہ اس قسم کے ہین کہ
وہ اوس گورنمنٹ کی حکومت اور قلمرو کے اس قدر کامل طور پر تابع سمجھی
جاتی ہین کہ اونکی اراضیات حاصل کرنے یا اونکے ساتھہ کسی قسم کا پولیٹیکل
تعلق قائم کرنے کی کوشش کرنا برٹش گورنمنٹ کے ممالک مین بیجا مداخلت اور
ایک فعل مخالفانہ بمقابلہ برٹش گورنمنٹ متصور ہوگا (۱) - اونکی رعایا بھی

ہندوستان مین بہت سی مثالین موجود ہین تمام کی طرح

(۱) دیکھو مقدمہ قوم چیروکی بنام کنساس ریلوے کمپنی - رپورٹ صوبجات متحدہ امریکہ جلد ۱۳۵
صفحہ ۶۴۱ -

اغراض قانون ما بین الاقوام کے لئے وہی حیثیت رکھتی ہے جو کہ رعایائے برطانیہ کی ہے[1]۔ دیسی ریاستوں مین نیپال کی حیثیت کسی قدر مختلف ہے - یہہ ایک خود مختار سلطنت سمجھی جاتی ہے اور ہندوستان کی دوسری ریاست ہائے دیسی کے زمرہ مین داخل نہین ہو سکتی۔ تا وقتیکہ کسی ریاست کو مکمل خود مختاری اور حکومت اعلی حاصل ہو اوس کے قومی وملکی حقوق پر اوسکے رقبہ یا قوت سے کوئی اثر نہین پڑتا - باعتبار ایک ایسی ترکیب کے جسکو ایک قانونی حیثیت دیگئی ہے ہر ریاست ہر دوسری ریاست کے ساتھہ درجہ مساوات پر رہتی ہے اور اپنی قومی وملکی شان کے تسلیم کئے جانے کا اوسیقدر دعوی رکھتی ہے - تمام اہم تعلقات کے لحاظ سے اور بلحاظ حق روانگی واستقبال سفرا اور مراسم وآداب درباریین اور عہدنامجات پر دستخط کرنے مین ہر ریاست کی حیثیت یکسان ہوتی ہے - یہ بیان ہو چکا ہے کہ ایک ریاست کی جانب سے دوسری ریاست کے اندرونی انتظام مین دست اندازی صرف بربناے حفاظت ذاتی جائز ہے[2] - اسی اصول حفاظت ذاتی پر وہ مسئلہ مبنی ہے جو عام طور پر **تناسب طاقت** کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے - اس اصطلاح کے یہہ معنی نہین ہین کہ ہر ریاست کو باعتبار عدد

حقوق مساوات

تناسب طاقت

---

(۱) گورنمنٹ آف انڈیا" مولفہ ایلبرٹ صفحہ ۲۶۹ -

(۲) فقرہ (۲۹۱) کتاب ہذا -

یعنی یا وسعت آبادی دوسری ریاست کے ساتھ بالکل مساوی درجہ پر رہنا چاہیے
نہ اسکا یہ مفہوم ہے کہ موجودہ ریاستین ہمیشہ کے لئے ایک ہی حالت پر قائم رہین
اگر ایسا ہو تو اندرونی نشو ونما اور ترقی کے تمام قواعد کو نظر انداز کرنا ہوگا۔ بلکہ اس سے
یہہ مطلب ہے کہ اون مختلف ریاستون کا وجود جو باہم متصل ہون باامن قائم رہے
یا دوسرے الفاظ مین اس امر کا اطمینان ہو کہ ہر ریاست کا قومی وجود ریاست ہائے
درجہ اول کی سازش سے محفوظ رہے۔ اس تناسب طاقت کے قیام سے یورپ
کے قانون مابین الاقوام کا ایک مستقل جزو قرار پایا ہے اور یورپ کے امن کی ضمانت
ضمانت اسی سے حاصل ہوتی ہے۔ زمانہ حال مین اسکے اطلاق کی نہایت ہی
مشہور مثالین یہہ ہین۔ سنہ ۱۸۴۰ء مین چار سلطنتون کی مداخلت سے محمد علی
سلطنت عثمانیہ کے اون ممالک کے چھوڑ دینے پر مجبور ہوا جو اوسکے قبضہ مین تھے
سنہ ۱۸۵۴ء مین فرانس اور انگلستان کی مداخلت سلطنت متذکرہ کو روس کی سازشون
سے محفوظ رکھنے کے لئے۔ اور سنہ ۱۸۹۷ء مین یورپ کی چھہ بڑی سلطنتون کی
مداخلت جس سے ترکیون کو اپنی اون فتوحات کا پورا ثمرہ پانے سے باز
رہنا پڑا جو اونہون نے یونانیون پر حاصل کین اور اونکو محض اغراض لشکر کشی کیلئے
سرحد یونان کی جدید تعمیر پر اور یونان سے ایک قلیل رقم بطور تاوان جنگ
کے قبول کرنے پر مجبوراً قناعت کرنی پڑی۔

(۲۹۳ - ب) کسی ریاست کی قومی و ملکی حیثیت تغیر پذیر ہے

تبدیلی قومی و ملکی پیدا شدہ حیثیت ہوتی ہے۔

نہین ہوتی گو کہ اوسکی طرز حکومت مین تبدیلی واقع ہو- لیکن اب سلطنت کا یہ
اقتضا ہے کہ طرز حکومت مین ہر ایسی تبدیلی سے اون دوسری ریاستون کو
اطلاع ہونی چاہئے جنکے ساتھ ریاست مذکور تعلقات قومی و ملکی رکھتی ہو-
نتیجہ لازمی اوس حق خود مختاری کا جو ہر ریاست کو حاصل ہے یہ ہے کہ اوس
ریاست کا والی یا انتظام کسی دوسری ریاست کا محکوم نہو- اگر وہ کسی ملک
غیر مین چند روز کے لئے رہتا ہو تو اوسکا جسم اور وہ مال جو وہ اپنے ہمراہ لایا ہو
اوس ملک غیر کے قوانین کی تاثیر سے محفوظ رہیگا- یہ تحفظ اس مفروضہ پر
مبنی ہے کہ بادشاہ جو اپنے ہمراہیون کے ساتھ ملک غیر مین سفر کرے اور سفیر
معہ اپنے ہمراہیون اور خاندان اور ملازمین کے اور جہاز ہاے جنگ گو فی الحقیقت
کسی ملک غیر مین ہون مگر ایسے سمجھے جاتے ہین کہ گویا اوس سے باہر ہین-
پس ایسا شخص جو خارج از علاقہ حکومت ہو کسی ریاست غیر کی عدالتون مین مستوجب
نالش ہونے یا محصول ادا کرنے کی تمام ذمہ داریون سے بری ہوگا- لیکن
ساتھ ہی اس کے اوسپر لازم ہے کہ اون تمام افعال سے اجتناب کرے جو باعث
یا اوس ریاست کی حکومت کے امن کے مضر ہون جہان وہ سکونت عارضی
رکھتا ہو- مثلاً اگر ایسا شخص اپنے باغ مین چاند ماری کرے جس سے باہر کے
اشخاص کو ضرر پہونچنے کا اندیشہ ہو یا آگ سلگائے جس سے اوسکی حدود کے
باہر دوسرون کی جائداد کو نقصان پہونچنے کا خوف ہو تو اوسکے حقوق معدوم

ہوجائینگے اوریہہ اس وسیع بنا پر مبنی ہے کہ جو تعظیم کہ ایک ریاست کی عظمت اور طاقت
خود مختاری کے لیئے لازمی ہے وہ اس شرط پر ہونی چاہئیے کہ خود اوسکی حفاظت
کی ضروری احتیاط کیجائے ۔

ریاست کی ذاتی ملکیت ہو سکتی ہے

(۲۹۴) ریاست باعتبار ہونے ایک جماعت ترتیب یافتہ کے جسکو ایک شخص کی حیثیت عطا کی گئی ہے دوسرے اشخاص غیر حقیقی یعنے اشخاص قانونی کیطرح چند حقوق رکھتی ہے ۔ مثلاً وہ اراضی اور دوسری جائداد بطور اپنی ذاتی ملکیت کے رکھہ سکتی ہے اور کسی ریاست غیر یا خانگی حیثیت کے اشخاص کی دائن بن سکتی ہے ۔ بلحاظ تعلق دوسری ریاستوں کے ایسی جائداد کی حیثیت وہی ہوتی ہے جو عام اشخاص کی جائداد کی ہوتی ہے یعنے اوسپر قبضہ بلا مداخلت اور تصرف کا پورا اختیار ہوتا ہے لیکن یہہ حق متعلقہ جائداد ایک عام حق ہے جو اوسی حیثیت مین ریاست سے ملصق ہے اور والی کو بطور ایک ذاتی حق کے حاصل نہین ہوتا جسکو وہ اپنی مرضی کے موافق فروخت کر سکے یا بدل سکے جیساکہ ازمنہ وسطی مین اکثر ہوا کرتا تھا ۔ خود ریاست بذریعہ خرید یا ہبہ یا بذریعہ فتح جو بلا تعرض تسلیم کی جاے اور بالاخر بطور ایک حق قدامت کے قائم ہو یا کسی ایسی اراضی پر قبضہ کرنے سے جو پہلے کسی دوسری ریاست کی حدود مین داخل نہو ملک حاصل کر سکتی ہے ۔ لیکن اگر کسی ریاست کا دعوے

ملک کسطرح حاصل ہو سکتا ہے ۔۔

محض اس بنا پر ہو کہ اوس نے اوس ملک کو دریافت کیا (چنانچہ اسی
بنیاد پر پوپ الیکزانڈر ششم نے ۱۴۹۳ء مین نئی دنیا کو ہسپانیہ اور
پرتگال کے درمیان تقسیم کیا) اور ایسے دعوی کے ساتھہ پولیٹکل
حقوق کا استعمال واقعی نہو تو یہہ دعوی زمانہ حال مین اسقدر مہمل قرار
دیا جاتا ہے کہ اوسکو عام طور پر تسلیم کرنا ممکن نہین - بحر محیط قطعاً غیر قابل
تصرف جداگانہ ہے اور اس وجہہ سے یہہ تصور کیا جاتا ہے کہ سب کو اوسپر
دخل ہے - پس بوجہہ اس کے کہ جملہ اقوام کے حقوق درباب بحر محیط یکسان
ہین ہر قوم کے حقوق ماہی گیری بھی مساوی ہین (۱) - لیکن بحیرہ کی خلیجین
(مثلاً خلیج ڈیلاویر جو ۱۷۹۳ء مین امریکہ کے صوبجات متحدہ سے متعلق قرار
دیگئی تھی) جنکو انگلستان مین کنگس چیمبرس کہتے ہین اون ریاستون
کی حدود مین داخل ہونگی جنکے ملک سے وہ راسین جنکے درمیان خلیجین واقع
ہون متعلق ہین - برطانیہ کلان نے بھی عرصہ دراز سے بحیرہ کے اون تنگ

خلیجون اور بحیرہ کے تنگ قطعات پر حقوق

(۱) بہت سے معاہدات درباب ماہی گیری برطانیہ کلان اور دوسری اقوام
کے درمیان موجود ہین - دیکھو ایکٹ ہاے مفصلہ ذیل - ۵۹ سنہ جلوس
جارج سوم باب ۳۸ - ۶ و ۷ سنہ ۳۵ جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریہ باب ۷۹ - ۵۴ سنہ ۵۵
جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریہ باب ۸۳ سنہ ۵۶ ایضاً ایضاً ۱۷ -

قطعات پر جو اوسکے جزائر کے متصل ہیں حکومت اختیار کی ہے - چنانچہ جزیرہ وائٹ اور انگلستان کے درمیان اوسکی حکومت مسلم ہے - اسی طرح ٹرکی کی حکومت ڈارڈنیلیز اور باسفورس پر ہے گو کہ بحیرہ اسود مین بذریعہ آبنائے آمد و رفت کی راہ بجز اون تمام جہاز ہائے جنگ ممالک غیر کے جنکو بروے عہدنامہ لندن ۱۸۴۱ع مین ممانعت کی گئی ہے تمام اقوام کی تجارت بحری کے لیے ازروے عہدنامہ پیرس مورخہ ۳۰ - مارچ ۱۸۵۶ع کھلی ہوئی ہے جس صورت مین کہ

حقوق بر دریائے قابل جہازرانی

ایک دریا سے قابل جہازرانی دو ریاستون کی حد فاصل ہو تو یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ دونون کو اوسپر پورا دخل حاصل ہے اور خط جو اون دونون ریاستون کو جدا کرتا ہے دریاے مذکور کے بیچون بیچ ہوگا الا اوس صورت مین کہ بوجہ دخل طویل یا معاہدہ فریقین برعکس اس کے پایا جائے - درصورتیکہ ایسے دریا کے جو ایک ریاست کی حدود سے نکل کر دوسری ریاست کے بحیرہ مین جا گرتا ہے زمانہ حال کی اقوام کا رواج اس قسم کے اکثر دریاؤن کی صورت مین جو اقوام یورپ کے ملک مین پڑتے ہین عموماً اون اشخاص کو جو دریاؤن کے اوپر کی طرف رہتے ہین بلا مزاحمت جہازرانی کا حق عطا کرتا ہے -

حق نیک نامی -

(۲۹۵) قوم کو بھی مثل عام اشخاص کے اپنے ہمسایون کے باہمی تعلقات بیرونی مین اپنی نیک نامی یا شہرت کی حفاظت کا مسلم حق حاصل ہے - ایک قوم کی نیک نامی کا اثر اون معاملات پر جو اوسکے

اور دوسری قوام کے مابین ہون جسقدر مترتب ہوتا ہے اوسکو مبالغہ کے ساتھہ
بیان کرنا ممکن نہین ہے - یہہ اثر اصلاح اور تہذیب کے ساتھہ بڑہتا جاتا ہے تہہ باد
جیسے ایک وحشی رئیس کو اس امر کی کچھہ پروا نہو کہ اوس کے افعال کے بارہ مین
اوس کے ہمسایون کی کیا رائے ہے اور دوسری ریاستون کے سفیرون کے
حقوق اور جملہ قوانین انسانیت کی خلاف ورزی اوسکی دانست مین ایک
ایسا امر ہو جس سے محض اوسی کو سرو کار ہے - لیکن ایک مہذب قوم یا فی
تہذیب یافتہ دنیا کی عمد راسے کیطرف بے پروائی سے نہین دیکھہ سکتی گو اسکا
میلان اس جانب ہو جو کہ بعید از قیاس ہے - یہی فرق ہے جو ایک کو قومون
کے باہمی معاملات کے احاطہ سے خارج کردیتا ہے اور دوسرے کو اپنے
ہمسایون کی نگاہ مین معزز اور دوستی کے قابل بناتا ہے - جیسا کہ واٹل نے بیان
کیا ہے "وہ قوم جسکی نیک نامی بخوبی قائم ہو چکی ہے اور بالخصوص وہ جسکی شان وشوکت
نہایت موثر ہو اس قابل ہے کہ تمام بادشاہ اوسکی طرف رجوع ہون - وہ اوسکی
دوستی کے خواستگار ہون گے اور اوسے ناراض کرنے سے ڈرینگے - اوسکے رفیق
اور جو لوگ کہ اس زمرہ مین داخل ہونا چاہین اوسکے مہمات کی تائید کرینگے اور
اوسکے بدنام کنندہ اپنی بدخواہی کے اظہار کی جرات نہ کرینگے"[1] پس یہہ

---

(۱) کتاب (۱) باب ۱۵ صفحہ ۱۹۱ -

ایک ایسا حق ہے جسکی بہت وقعت کی جاتی ہے اور جسقدر زیادہ اسکی قدر ہوگی اوسی قدر قوم کو اون تمام اسباب کو بننے اوسکی شہرت کو ضرر پہونچنے یا دوسری مہذب اقوام کی ناخوشنودی سکے سورو بننے کا احتمال ہو دور کرنے کا خیال ہیگا۔ پس یہی خیال نیکنامی ہے جو قانون مابین الاقوام کی دیوار کا ایک عظیم الشان پتھیار ہے جسکا توڑا جانا ہرگز بے اعتنائی سے نہین کیا جا سکتا۔

ریاستون کے حقوق چارہ جوئی

(۲۹۶) حقوق چارہ جوئی جو ایک ریاست کو حقوق بالا مین سے کسی حق کی خلاف ورزی کی بابت حاصل ہین اوس حق کی نوعیت اور وسعت کے لحاظ سے جسکی درحقیقت خلاف ورزی ہوئی ہو بدلتے رہتے ہین۔ اگر اوسکی شان کی توہین کی گئی ہو تو مناسب معذرت کافی تلافی ہوسکتی ہے اور اگر بلا وجہ جائداد چھین لی گئی ہو تو نہ صرف جائداد واپس کرنا پڑیگی بلکہ اس کے علاوہ اور معاوضہ ادا کرنا ہوگا۔

مضرات اقوام کے لئے چارہ کار جبریہ کے طریقے

(۲۹۷) جمہوریت مین کہ وہ ریاست جسنے حقوق کی خلاف ورزی کی ہو حقوق چارہ جوئی کو بلاتعرض تسلیم نہ کرے تو ریاست متضرر دوسری تدابیر کے اختیار کرنے پر مجبور ہوتی ہے۔ برخلاف عام اشخاص کے جو اپنے حقوق کے نفاذ کے لئے عدالت مین رجوع ہوسکتے ہین ریاست ہائے خود مختار کا کوئی قدرتی حاکم نہین ہوتا اور تنازعات مابین اقوام کی تصفیہ کیلئے کوئی خاص عدالت نہونے کیوجہ سے اونکو مجبوراً اپنے ہی مقدمات مین اپنی وادرسی کے لئے ججون کی حیثیت اختیار

کرنی پڑتی ہے پس چارہ کار کے طریقے جو ریاستون کو حاصل ہین انواع و اقسام کے ہین لیکن بسبب جبر اور قوت انتقامی کے استعمال پر مبنی ہین وہ ایسی تدابیر ہو سکتی ہین جو گو مبنی بر عداوت ہون لیکن جنگ کی حد تک نہ پہونچتی ہون یا آخر کار حقیقی جنگ کی شکل اختیار کرین اور ایسی صورتون مین دادرسی کا یہی ایک ممکن طریقہ ہے -

چارہ کار بغیر جنگ کے

(۲۹۸) مضرات اقوام کی تلافی کے لئے جو تدابیر بغیر جنگ حقیقی کے اختیار کی جا سکتی ہین اونکی تین اقسام ہین یعنے -

(الف) توقیف یا بازداشت

(ب) جوابدہی اور

(ج) انتقام -

توقیف

(الف) توقیف - جہازات ریاست غیر کو یہہ سمجھکر کہ اوس قوت کے ساتھ جس سے کہ وہ متعلق ہون جنگ ہونے کا احتمال ہے کسی بندرگاہ مین روکا جاتا ہے - اگر اسکے بعد حقیقت مین جنگ ہو تو جہاز گرفتار کر لئے جاتے ہین لیکن اگر صلح ہو تو واپس کئے جاتے ہین اور ایسی صورت مین عداوتانہ گرفتاری کی بابت معاوضہ بھی دینا پڑتا ہے یہ ایک قسم انتقام کی ہے اور چونکہ اسکا وقوع بحالت امن ہوتا ہے

اس لئے وہ سرقہ بالجبر کے اسقدر مشابہ ہے کہ اوسکو عام طور پر
تسلیم نہین کیا جاسکتا اور بعض اوقات عہدنامجات مین
یہہ شرط داخل کی جاتی ہے کہ متعہدین کے درمیان اوسکا
استعمال نہ کیا جائیگا جیسا کہ عہدنامہ فیمابین برٹش و ممالک متحدہ
متحدہ امریکہ مورخہ ۱۱- جولائی ۱۷۹۹ء کی شرط ۱۲ مین
مرقوم ہے - اس سے مختلف وہ صورت ہے جو اقوام
کی بہبودی یا امن کے لئے اختیار کیجاتی ہے یعنے رعایا کے
جہازہاے تجارتی کو اون ریاستون کے قواعد کے بموجب
جنکے درمیان لڑائی ہورہی ہو گرفتاری سے محفوظ
رکھنے کے لئے - اسکو
توقیف بالمصالحت کہتے ہین - فیلیمور نے اپنی
کتاب متعلقہ قانون مابین الاقوام مین بیان کیا ہے کہ
"قومی آزادی کے عالمگیر اصول مین مداخلت صرف
اوسصورت مین جائز رکھی جاسکتی ہے کہ جبکہ کوئی ایسی
صریح اور شدید ضرورت واقع ہو جو کہ ایک شخص کو اپنی
جان کی حفاظت کے لئے اپنے ہمسایہ کے گھوڑے
یا ہتیار کو چھین لینے پر مجبور کرے" (۱)

(۱) قانون مابین الاقوام جلد ۳ صفحہ ۴۲ -

مجاوبہ

(ب) **مجاوبہ** - یہہ ریاست ہاے خود مختار کے مابین تقاص کے قدیم اصول کا اطلاق ہے جسکی رو سے ایک ریاست دوسری ریاست کے ساتھہ یا اونہین حالات مین اوسکی رعایا کے ساتھہ خود اپنے ہی مقرر کئے ہوے قاعدہ کے بموجب برتاؤ کرتی ہے یہہ تدبیر ایک صریح امر ناجائز کی نسبت اظہار خفگی کی غرض سے اسقدر کام مین نہین لائی جاتی جتنی کہ ایک قانون ملک غیر کو بلالحاظ انصاف نفاذ دلانے کے لئے کام مین لائی جاتی ہے - مثلاً اگر ریاست الف اپنے قانون موضوعہ مین ملکیون کو دوسری ریاست کے قرضخواہون کے مقابلہ مین ترجیح دے یا ریاست الف کا نرخنامہ محصول پرمٹ رعایاے ریاست ب کے لئے علیحدہ اور اونکے حق مین بالخصوص مضر ہو تو ایسی صورتون مین یہہ کہا جائیگا کہ ریاست الف نے اپنے حقوق کی ٹھیک حدود کے اندر عمل کیا لیکن جو ریاست اپنی حق تلفی سمجھے اوسے اختیار ہے کہ اوس ریاست کو واجبیت اور انصاف کے خیالات کیطرف رجوع کرنے کے لئے وہی یا دوسری تدابیر جو ان کے مشابہ ہون اختیار کرے -

انتقام

(ج) **انتقام** - یہہ وہ تدابیر ہین جو اس اصول پر مبنی ہین کہ اپنی مدد آپ کروؔ اور اس غرض سے کام مین لائی جاتی ہین کہ ریاست ضرررسان کو اوس کے کسی خاص فعل ناجائز کی ماہیت سے آگاہ کیا جاسے اور اس طرح اوسے دوسری ریاست کے اوس حق کے تسلیم کرنے پر جسکی خلاف ورزی ہوئی ہوا ور فعل مرتکبہ کی تلافی کرنے پر مجبور کیا جائے یہہ تدابیر حسب ذیل عمل مین لائی جاسکتی ہین ریاست ضرررسان یا اوسکی رعایا کی جایداد گرفت او ضبط کیجاسے لیکن اکثر ریاست کی جائداد کی ضبطی نامناسب خیال کیجاتی ہے یا اوس کے ساتھہ تعلقات تجارتی ملتوی رکھے جا ئین یا اوسکی رعایا کا اخراج کیا جائے یا بالاعموم وہ اپنی آزادی ذاتی سے محروم کی جائے لیکن زمانہ حال کی اقوام مہذب کے رواج کی رو سے ایسی تدابیر کو ریاست ضرررسان کی بے جرم رعایا کی جائداد یا جان کے خلاف عمل مین لانا پسند نہین کیا جاتا - اور ایسی تدبیرین صرف بربنائے شدید ضرورت یا کسی خاص صورت کے حالات خاص کے لحاظ سے جائز سمجھی جاتی ہین مثلاً جبکہ کوئی ریاست دوسری ریاست کے ... پر کرے جسکی معتر

کوئی پیام بنام اوس کے بہیجا گیا ہو گرفتار کر کے روک رکھے۔
پس انتقام محض ایسی تدبیر ہے جس کے ذریعہ سے ایک ریاست
ضرر رسان پر جس سے دوستانہ طور پر چارہ کار حاصل کرنا
غیر ممکن ہو دباؤ ڈالا جائے۔ **انتقام** اور **مجاوبہ**
مین یہہ فرق ہے کہ **انتقام** کا جزو نفس الامری یہہ ہے
کہ دوسری قوم کی جائداد کو ضبطی یا رعایا کی گرفتاری بطور
کفالت اوس وقت تک قائم رہے جب تک کہ ریاست ضرر رسان
کیجانب سے کافی تلافی نہو۔ **مجاوبہ** مین وہ تمام تدابیر داخل
ہین جنسے دوسرے کو ایسا ضرر پہونچے جو اوس ضرر کے مشابہ
اور مساوی ہو جو ہمکو اوس سے پہونچا ہو۔

ابلوقہ قبل از جنگ

(د) **ابلوقہ قبل از جنگ** دباؤ ڈالنے کا ایک اور طریقہ ہے
جو جنگ کی حد تک نہین پہونچتا اور جسکی اس صدی مین متعدد
مثالین مل سکتی ہین۔ ان مین سے نہایت ہی مشہور مثال
ابلوقہ پلاٹا ہے جو ۱۸۳۸ء مین فرانس اور انگلستان کیجانب
سے وقوع مین آیا اور جسکو لارڈ پامرسٹن نے اول سے آخر
تک ناجائز قرار دیا۔ اسکا یہہ اثر ہوتا ہے کہ ریاست
ضرر رسان کے جہازونکی آمد و رفت کی راہ بند کر دیجاتی

ہے اور حسب بیان بلنشلی[1] اسکا اثر اون ریاستون پر نہین
پڑتا جو مخالفین سے علحدہ ہون۔ جیساکہ مسٹر ہال کہتے ہین
ایسے ابلوقہ سے جو اس طور پر محدود ہو کا ہونے کا اندیشہ
ہے اور اگر اس طریقہ کو جاری رکھنا مقصود ہی ہو تو آمد و
رفت کے ذریعہ کو بند کر دینے کا اختیار اور کم از کم عدول
حکمی کی صورت مین جہازون کو روک رکھنے کا اختیار
مطلقًا ضروری ہے۔ اس لحاظ سے ابلوقہ فی نفسہ منجملہ عوارض
جنگ ہے اور بلحاظ اوسکی اصلیت کے اسطرح عمل مین نہین
لایا جاسکتا کہ اوسکا اثر صرف اون ریاستون تک محدود ہو
جنپر ابلوقہ قایم کیا گیا ہو[2]

جنگ حقیقی

(۲۹۹) **جنگ حقیقی** جو کہ بقول ہیکر اعلی ترین طریقہ تجویز حقوق کا ہے نہایت موزون طور پر اقوام کا چارہ کار قانونی سے تعبیر کیا گیا ہے
اس پہلو سے اسپر نظر ڈالکر اس صدی کے اکثر مصنفین یورپ یہہ خیال کرتے ہین

آیا اظہار قبل ضروری ہے

کہ قبل اس کے کہ لڑائی شروع کیجاے ایک اعلان کا اجرا ضروری ہے جیساکہ

---

(۱) صفحہ ۲۸۵ دفعہ ۵۰۷ -

(۲) قانون مابین الاقوام مولفہ ہال صفحہ ۳۴۰ -

قانون مختص بالاشخاص مین نالش کے لئے ایک اطلاعنامہ کی ضرورت ہے لیکن انگلستان اور امریکہ کے مقننین اس راے سے متفق نہین ہین اور اسبارہ مین طرز عمل اور حال کے عملدرآمد کے لحاظ سے عام طور پر حسب ذیل نتیجہ نکالتے ہین "واقعات ماسبق پر بنظر مجموعی نظر ڈالنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس مصنوعی مسئلہ کو اختیار کرنے کی ضرورت نہین ہے کہ قبل اسکے کہ جنگ شروع ہو دشمن کو اطلاع دینا لازم ہے اس مسئلہ کے مطابق کبھی اس طریقہ پر عمل نہین کیا گیا ہے جس سے کسی وقت اوسکی تعمیل لازمی قرار دیجاسکے۔ اخیر صدی کے وسط سے اس سے کوئی معقول اثر عملدرآمد پر مترتب نہین ہوا ہے"(۱) انگلستان مین باضابطہ اظہار ایک اعلان کے ذریعے کیا جاتا ہے جو منجانب ملکہ معظمہ جاری ہوتا ہے اور شہر لندن مین مشتہر کیا جاتا ہے

عام نتیجہ

(۲۹۹ - الف) صرف ریاست ہاے خود مختار کو ایک دوسرے کے مقابلہ مین جنگ کرنے کا حق حاصل ہے اور ایسی کوئی حالت ممکن نہین ہے جسمین ایک طرف ریاست اور دوسری طرف محض اشخاص کے مابین جنگ ہو۔ اگر کسی ریاست کو ایسے اشخاص کے مقابلہ مین جو سمندر مین رہزنی اور سرقہ بالجبر کا ارتکاب کرین جبر یا تشدد کا استعمال کرنا ضرور ہو تو وہ اون کے ساتھہ وہی برتاؤ کریگی جو عوام الناس کے دشمن کے ساتھہ کیا جاتا ہے اور اسی لحاظ سے اونکو سزا دیگی

جنگ صرف ریاستہاے خود مختار کے درمیان ممکن ہے

(۱) قانون مابین الاقوام مولفہ ہال صفحہ ۳۴۴۔

لیکن ایسی صورتون مین یہہ نہین کہا جائیگا کہ وہ ایسے اشخاص کے مقابلہ مین جنگ کرتی ہے۔ جو قواعد کہ زمانہ حال مین جنگ کے متعلق جاری ہین اونکا اطلاق کسی طرح انپر نہین ہوسکتا۔ زمانہ حال مین اسکی مثال وہ ہے جو جمیسن کی یورش بمقابلہ ریاست جمہوری جنوبی افریقہ کے نام سے مشہور ہے اس مقدمہ کے اہل مجرمین کی تجویز ہائیکورٹ انگلستان مین بحیثیت ایسے اشخاص کے جنپر ملکہ معظمہ کیجانب فرض متابعت عاید تھا ہوکر اونکو مختلف میعاد کی سزائین دیگئین۔ لیکن ہر ریاست مجاز ہے کہ خود اپنی ہی رعایا کی ایک جماعت کو اختیارات حکومت عطا کرے تاکہ وہ اوس کے مقبوضات یا حدود حکومت انتظامی کے دور و دراز حصوں مین عمل مین لائے جائین اور علاوہ اس کے جنگ کرنے کا اقتدار بھی عطا کرے جیسا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کو عطا کیا گیا تھا۔ (۱) جن اشخاص کو اس طرح اقتدار تفویض کیا جاے وہ ایک عام دشمن کے مقابلہ مین اپنے علاقہ حکومت کی حدود معینہ کے اندر فی الحقیقت جنگ کرنے کے مجاز ہین۔ اسکی بہت سی مثالین تاریخ برٹش انڈیا مین قبل اس کے کہ سلطنت انگلشیہ نے ۱۸۵۸ء مین حکومت اپنے ہاتھہ مین لے لی مل سکتی ہین۔

(۳۰۰) جنگ کے آغاز سے چند اثرات سلبی پیدا ہوتے ہین جنسے

آغاز جنگ کے اثرات سلبی

(۱) فرمان چارلس دوم مصدرہ ۱۶۶۱ء و فرمان مصدرہ ۱۶۸۳ء۔

اولاً بعض عہدنامجات مثلاً عہدنامجات رابطہ و اتحاد و عہدنامجات تجارت و عہدنامجات
متعلقہ ڈاک اور اسی قسم کے عہدنامجات مابین ریاست ہاے مبارز کی تنسیخ
اور التوا اور ثانیاً ریاست ہاے غیر مبارز کی رعایا کے تمام غیر مخالفانہ تعلقات
کی موقوفی لازم آتی ہے۔ صورت آخر الذکر کے متعلق عام قاعدہ یہہ ہے کہ ریاست
مخالف کی رعایا خود دشمن ہے اور اس لیئے از روے منطق یہہ نتیجہ نکلتا ہے
کہ اگر بعد شروع ہونے جنگ کے وہ ریاست مبارز کے ملک مین پائی جاے
تو خارج کر دیجا سکتی ہے یا اوس کے ساتھہ بطور دشمن کے برتاؤ کیا جا سکتا ہے
لیکن زمانہ حال مین ایک ترحم آمیز رواج قائم ہوا ہے جس کی رو سے ایک
ریاست مخالف کی رعایا کو بعد آغاز جنگ ایک مدت مقررہ تک یا بحالت
نیک چلنی رہنے کی اجازت دیجاتی ہے۔

زمانہ حال کے قواعد جنگ

(۳۰۱) کرنل نیپیر نے اپنی تاریخ پنینسولر وار مین بیان کیا ہے
کہ زمانہ حال اور زمانہ قدیم کے سپاہی مین اوسی قدر فرق ہے جس قدر
کہ شکاری اور قصاب مین ہے" روز افزون تہذیب کی برکتون کے اثر سے
بھی دستورات جنگ مین بہت کچھہ تبدیلی ہوئی ہے اور دشمنون کے جسم
یا جائداد کے خلاف جبر و تعدی کے استعمال کے حق کے متعلق جو قیود ہین
وہ اوس قدر وسیع مفہوم مین نہین سمجھی جاتی ہین جتنی کہ اس صدی کے
قبل کے زمانہ مین سمجھی جاتی تھین۔ لیکن یہہ امر کہ وہ ٹھیک قیود کیا ہین

صحیح طور پر نہیں بیان کیا جاسکتا بجز اس کے کہ اس عام اصول کا حوالہ دیا جائے
کہ جبر جائز کی مقدار جنگ کی معقول ضروریات کے لحاظ سے معین ہو سکتی ہے
اور یہی قاعدہ اصولاً قطعی بیان کیا جاتا ہے۔ اس قید کے اندر جنگ کرنے
والی ریاست کو جنگ کی عین غرض کے حصول کے لئے یعنے دشمن کو حتی المقدور
اور بسرعت تمکنت پامال کرنے کیلئے آزاد رہنے دینا چاہئے۔ بقول وان مولٹکے
"اس اعلیٰ ترین غرض کے لحاظ سے تمام وسائل جائز ہیں بجز اونکے جو صریحاً بیجا قرار دیئے
گئے ہیں" اور جنمیں یہہ امور داخل کئے جاسکتے ہیں یعنے دفعتاً قتل کا ارتکاب کرنا
زہر کا استعمال اور فضول خونریزی یا بےرحمی۔ لیکن چونکہ حالت جنگ میں
ضروریات وقت تمام لحاظات پر بجز اونکے جو ریاست کی حفاظت سے متعلق ہیں
غالب آسکتی ہیں اس لئے ایسی شدید ضرورت کے سامنے مقتضائے انسانیت کو بھی ماند ہونا پڑتا ہے(1)

(1) ۱۸۷۰ء اور ۱۸۷۱ء میں جبکہ اثنائے جنگ مابین فرانس و جرمنی میں چند جہاز ہائے انگلستان دریائے سین
میں غرق کردئے گئے تو پرنس بسمارک نے اس فعل کو بربنائے ضرورت شدید جائز قرار دیا۔ اس جرمن
چانسلر نے بیان کیا کہ "جو کیفیت وصول ہوئی ہے اوس سے واضح ہے کہ ایک سنگین خطرہ قریب
الوقوع تھا اور اوسکے رفع کرنے کے لئے کوئی دوسرا علاج نہ تھا۔ پس یہ صورت ایک شدید ضرورت کی تھی
جس سے اثنائے صلح میں بھی جائداد غیر کا تصرف یا اتلاف بغرض ادائے معاوضہ جائز ہوسکتا ہے"۔ قانون مابین الاقوام
مولفہ ہال نمبر ۲۷۸ صفحہ ۴۹۷۔

تاہم جیسا کہ گروشیئس نے بیان کیا ہے ایک خطرہ عام کی صورت مین اوس خطرہ پر توجہ کرنا جو مناسب ہے تجاوز کرکے بے رحمی ہے اس لیے ممکن نہین کہ ایسے صریح قواعد مقرر کیے جائین جو تمام صورتون مین بلالحاظ حالات خاص کے واجب التعمیل ہون - پس قاعدہ متذکرہ صدر مین "ضرورت معقول" کا تعین کرنا عملاً ریاست یا مبارز کے اختیار مین اس حد تک ہے کہ بسا اوقات اوسمین اور سہولت مین تمیز کرنا غیر ممکن ہوتا ہے - اسی طرح چونکہ وہ فرائض جو جنگ کے مرسمہ دستورات کی روسے عائد ہوتے ہین تا وقتیکہ اوسکے کوئی صریح وجوب قائم نہ ہوتا ہو طرفین سے ایک سان متعلق ہین لہذا اگر ایک جانب سے اونکی خلاف ورزی ہو تو وہ بجانب دیگر واجب التعمیل نہ رہینگے اسی وجہہ سے تدابیر انتقام عمل مین لائی جاتی ہین - یہہ امر کہ ان تدابیر کو کس حد تک عمل مین لانا درست ہے ایک شجاع اور شریف النفس قوم کی راے پر چھوڑ دینا چاہئے - ظاہر ہے کہ ایسے لوگ غیر مبارزین کے ساتھہ بے رحمی سے پیش آنے یا کسی دوسرے فعل کا ارتکاب کرنے سے جو موجب بدنامی ہو فطرتاً باز رہینگے - لیکن بپابندی ان عام قیود کے یہہ کہا جاسکتا ہے کہ جنگ کے تین اصل قواعد ہین جنکو تمام مسیحی اقوام اب تسلیم کرتی ہین یعنے

(**الف**) یہہ کہ مضرات کی چارہ جوئی نہ کہ فتح یا لوٹ جنگ

کی جائز وجہہ تحریک ہے۔

(ب) جنگ ریاست ہاے مخالف کے درمیان مبازرین کی جانب سے کیا جاتا ہے اور غیر مبازرین کے مقابلہ مین نہین کیا جاتا۔

(ج) نہایت ہی خفیف ضرر جو ضرورت جنگ کے لحاظ سے مناسب ہو پہونچانا چاہئے۔[1]

غیر مبازرین کے ساتھہ سلوک

(۳۰۲) درباب اوس سلوک کے جو غیر مبازرین کے ساتھہ کیا جانا چاہئے زمانہ حال کا عام رواج اوس اصول پر منحصر ہے جسے پورٹیلیس نے ظاہر اور ٹیلی رنڈ نے نہایت خوبی کے ساتھہ ان الفاظ مین بیان کیا ہے کہ "جنگ اوس تعلق کو نہین کہتے ہین جو کہ اشخاص کے مابین ہو بلکہ یہہ اوس تعلق کا نام ہے جو ریاستون کے درمیان ہوتا ہے اور جس مین اشخاص محض اتفاقی طور پر ایک دوسرے کے دشمن ہوتے ہین نہ بحیثیت افراد اور نہ بحیثیت ارکان یا رعایاے ریاست بلکہ محض بطور اوس کے محافظین کے"[2]۔ اس اصول سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ غیر مبازرین کو یعنے اون اشخاص کو جو لڑائی مین شریک

(۱) قانون مابین الاقوام مولفہ دو لسی دفعہ ۱۲ صفحہ ۲۱۴۔

(۲) مراسلہ بنام نپولین مورخہ ۲۰۔ نومبر ۱۸۰۶ع۔

نہون ایذا نہ پہونچائی جاہئے اور اونکی جائداد منقولہ وغیر منقولہ کو نقصان سے محفوظ رہنے دینا چاہئے۔ ارلیٹن کا قول ہے کہ "سپاہیو کو دشمن کے مال غنیمت سے مستفید ہونے دو نہ کہ اشخاص غیر متعلق سکے آنسوؤن سے"۔ لیکن چونکہ بسا اوقات حملہ آور کی رسد کا دار و مدار لازمی طور پر دشمن کے ملک کی پیداوار پر ہوتا ہے اس لئے اوسکو اجازت ہے کہ وہ ایسی اشیا کا مطالبہ کرے جو اوس کی فوج کے تصرف یا استعمال عارضی کے لئے ضروری ہون مثلاً آدمی اور جانور کے لئے خوراک کپڑے چھکڑے گھوڑے سامان ریلوے کشتی اور دوسرے ذرایع عبور و مرور کے اور بیگار خواہ مفت یا اجرت پر راستے بنانے اور چھکڑے ہانکنے اور ایسی ہی دوسری خدمات کے لئے مزدور[1]

رسد کا مطالبہ جائز ہے

(۳۰۲- الف) جیسا کہ فقرہ ماسبق مین بیان ہوچکا ہے دشمن کو اصولاً اثناے جنگ مین جائداد خانگی کو نقصان نہ پہونچانا چاہئے مگر بعض اوقات ایسی صورتین پیدا ہوجاتی ہین جنکی وجہ سے عام قاعدہ سے انحراف کرنا جائز متصور ہوسکتا ہے۔ خانگی جائداد کی گرفت کا جو حق جنگ نے عطا کیا اوس کے استعمال سے احتراز کرنے کا رواج صرف اوس وقت تک جاری

دشمن کی [illegible] جائداد کی گرفت [illegible] قانونی اثر

---

(۱) بلنشلی دفعہ ۶۵۳ صفحہ ۳۲۳۔ قانون مابین الاقوام مولفہ ہال دفعہ ۱۴۰ صفحہ ۳۹۱۔

رہ سکتا ہے جب تک کہ نہ صرف مالک اوس جائداد کے بلکہ وہ جماعت بھی جس سے کہ وہ متعلق ہون تمام افعال مخالفانہ سے احتراز کرے (۱)۔ مزید بران گو فوجی تادیب و تربیت کتنی ہی سخت کیون نہ ہو تاہم عملی طور پر یہہ ثابت ہو چکا ہے کہ افسر فوج ایک سپاہی یا سپاہیون کی جمعیت کو اشخاص غیر کی قیمتی اشیا کو لوٹ لینے سے ہمیشہ روک نہین سکتا۔ خانگی جائداد کی گرفت اوس صورت مین بھی ہو سکتی ہے جبکہ وہ کسی دشمن کے جہاز پر لدی ہوئی ہو۔ پس یہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ گرفت کا اثر ملکیت کے حقوق مقدم پر کیا ہوگا اس سوال کے حل کرنے کے لئے ہمکو مثل دوسری بہت صورتون کے روما کے اصول قانون مین ایک رہنما اصول کی تلاش کرنی چاہئے۔ قانون روما کی رو سے بطور نتیجہ جنگ کے دشمن کی جائداد کی نسبت یہہ سمجھا جاتا تھا کہ وہ کسی شخص کی جائداد نہین ہے اور اس لئے وہ کسی پرند یا جانور وحشی کیطرح گرفت کئے جانے کے قابل تھی۔ لیکن گیرندہ کو ایسی جائداد کی نسبت قانونی حق حاصل ہونے کے لئے ضرور تھا کہ وہ رومن کیمپ کی مستحکم حدود کے اندر گرفت کیجائے۔ اسیطرح زمانہ حال مین در باب اوس مال کے جو سمندر مین لوٹ لیا جائے قبل اس کے کہ گیرندہ کو استحقاق جائز حاصل ہو

(۱) قانون مابین الاقوام مولفہ مین صفحہ ۱۹۴ –

لہذا اگر مال محمولہ جہاز یا وہ مال دشمن کا جو ایک غیر طرفدار جہاز پر پایا جائے ایک پرائز کورٹ[1] مین پیش ہو کر حسب ضابطہ لوٹ کا مال قرار دیا جانا چاہیئے[2] تاوقتیکہ یہہ یا اسی کے مشابہ کوئی دوسرا ضابطہ اختیار نہ کیا جائے وہ شخص جس کے قبضہ مین مال گرفت شدہ ہے اپنے استحقاق پر بالاستقلال اس طور پر بہروسہ نہین کرسکتا کہ قانون مابین الاقوام کے اصول کی تکمیل ہو۔ جیسا کہ ہم دیکہہ چکے ہین اگر ایک وحشی پرندہ یا وحشی جانور اوس شخص کے قبضہ سے جس نے کہ اوسکو گرفتار کیا ہو بہاگ جائے تو اوسکا استحقاق معدوم ہو جاتا ہے[3] اوسی طرح خانگی جائداد منقولہ گرفت کئے جانے کیصورت مین اگر اوسکی تکمیل اوس طریقہ کے بموجب نہوئی ہو جسکو سلطنت اقوام نے تسلیم کیا ہے تو گیرندہ کا استحقاق

---

(۱) یہہ وہ عدالت ہے جو ایام جنگ مین یا اوس وقت تک جب تک کہ اون نزاعون کا تصفیہ نہو جو جنگ سے متعلق ہون ایک خاص فرمان شاہی کی روسے مقرر کیجاتی ہے۔ اس عدالت مین لوٹ کے مال کا تصفیہ کیا جاتا ہے۔ مترجم۔

(۲) قانون مابین الاقوام مولفہ مین صفحہ ۹۶۔

لیکن دیکہو ڈمی گا نٹلیت لا رپورٹ پریوی کونسل جلد ۴ صفحہ ۸۴۔

لاجرنل ایڈمرلیٹی جلد ۴۰ صفحہ ۳۴۔

(۳) دیکہو فقرہ (۱۳۲) کتاب ہذا۔

اس قدر مکمل طور پر قائم نہین ہوتا کہ بعد مین اصل مالک کیجانب سے زائل نہو سکے
اسکی ایک عمدہ مثال انگلستان کے ایک مقدمہ سے ملتی ہے - ایک جہاز برطانیہ کو فرانسیسیون نے
لوٹ لیا اور بعد مین ایک رعیت برطانیہ نے اوسکو ایک فرنچ بیعنامہ کی روسے خریدا
ایک نالش مین جو انگلستان مین دائر کی گئی یہہ قرار پایا کہ جہاز ہنوز اوسی شخص
کی ملک ہے جس کے قبضہ سے کہ وہ لوٹ لیا گیا تھا - (۱) لارڈ ایلڈن نے تجویز کی
کہ یہہ ایک صاف قاعدہ قانون ہے کہ ایک رعیت برطانیہ مجاز نہین ہے
کہ ایک جہاز برطانیہ کو جسکو دشمن نے لوٹ لیا ہو خریدے کیونکہ یہہ عدم جواز اوسکے
اس فرض پر مبنی ہے کہ دشمن کو مدد نہ دیجاے اور اس لئے باوجود اس کے کہ
فرانس مین وہ جہاز لوٹ کا مال قرار پایا ہو اصل مالک کا حق ملکیت ساقط نہین ہوا
قطع نظر اس خاص اصول کے ایک ملک غیر کی پرائز کورٹ کی تجویز ایسے امر کے
متعلق قطعی ہے جو اوس عدالت کے اختیار سماعت مین ہو اور جو اوس
تجویز کی بنا ہو اور جسکا فیصلہ مین صاف طور پر ذکر کیا گیا ہو - (۲) انگلستان مین
لوٹ کے متعلق تمام معاملات مین اور ہر امر مین جو بعد لوٹ کے واقع ہو اختیار

---

(۱) ووڈورڈ بنام لارکنگ (۱۸۰۵ع) اسپینکس رپورٹ صفحہ ۲۸۶ -

(۲) ہولٹن بنام گلیڈسٹن رپورٹ ایسٹ جلد ۵ صفحہ ۱۵۵ - ہابس بنام ہیننگ
ملاحظہ کاسن بلیز صفحہ ۴۳ صفحہ ۱۱۷ نیو سٹیکل رپورٹر جلد ۱۳ صفحہ ۳۲۴ -

سماعت صرف ہائیکورٹ کے صیغہ ایڈمرلیٹی کو خاص طور پر حاصل ہے[1]- اور مرافعہ پریوی کونسل کی جوڈیشل کمیٹی مین ہو سکتا ہے[2]- اس اختیار مین اقتدارات مندرجہ ذیل بہی شامل ہین یعنے جو مال بطور مناسب لوٹ لیا گیا ہو اوسکو جائز قرار دینا اور جو مال کہ بیجا طور پر لیا گیا ہو اوسکی واپسی کا حکم دینا اور ہرجہ دلانا اور صورتہاے خاص مندرجہ ذیل پرائز ایکٹ مصدرہ ۱۸۶۴ع (۲۷ و ۲۸ جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریہ باب ۲۵) مین سزا دینا-

جنگ کے قواعد خاص

(۳۰۳) مسلح دشمنون کو ہلاک اور مجروح کرنے کا حق جو عارض جنگ کے مالک ہے اس عام آمیز قید سے مشروط ہے کہ وہ دشمن لڑائی جاری رکھنے کی قابلیت اور ارادہ رکھتے ہون- پس عام قاعدہ یہہ ہے کہ ہر مبارز پر لازم ہے کہ امان دینے سے انکار نکرے اور نہ صرف اون شخصون کو ہلاک کرنے سے باز رہے جو اپنے زخمون یا مرض کے باعث جنگ مین شریک ہونیکے قابل نہون بلکہ اونکو طبی اور دوسری مدد پہونچائے جو اون حالات مین ممکن ہو- ہر مبارز مجاز اسکا ہے کہ اون تمام

امان دینے سے انکار نکرنا چاہیے

بیمار اور مجروح کے ساتھ کیا برتاو

(۱) لینڈو بنام روڈنی رپورٹ ڈو گلاس جلد ۲ صفحہ ۶۱۲ نوٹ - بیچل بنام روڈنی رپورٹ براون مقدمات منفصلہ پارلیمنٹ جلد ۶ صفحہ ۲۰۲ سنہ ۱۸۶۳ع سے ایسے اختیار کے بارہ مین ایکٹ مجریہ سنہ ۲ و ۳ جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریہ نافذ ہے (باب ۲۵) -

(۲) دفعہ ۵ - ایکٹ مجریہ سنہ ۲۷ و ۲۸ جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریہ -

کون اشخاص اسیران جنگ ہو سکتے ہین

اشخاص کو جو دشمن کی فوج سے ہون اور لڑائی مین شریک ہین جبکہ وہ گرفتار
یا تابع ہو جائین اسیران جنگ بنائے اور اونپر صرف اوسی قدر مزاحمت
روا رکھے جو اون کی حراست کے لئے ضروری ہو - اس کے ساتھہ ہی
اوسپر یہہ بھی لازم ہے کہ اونکو خوراک اور لباس ضروری بہم پہونچائے
اور اوس کے معاوضہ مین وہ اون سے یہہ توقع رکھہ سکتا ہے کہ وہ ایسی
خدمات انجام دین جو اون کے رتبہ اور حیثیت کے موزون ہون لیکن ان
خدمات مین دشمن کے مقابلہ مین جنگ کرنے مین شریک ہونا داخل
نہین ہے - اسیر جنگ جو فرار ہو جائے اوسکو پہر گرفتار کرنے کی کوشش
مین مار ڈالنا جائز ہے لیکن چونکہ اسیر ہونا محض ایک شامت ہے
اس لئے اگر وہ آزاد ہونے کا اقدام کرے تو یہہ کوئی جرم نہین ہے اور ایسے
اقدام کے لئے سزا لازم نہونی چاہیے گو کہ ایسی حالت مین زیادہ سخت قید
کی ضرورت ہو - از روے اقرار باہمی ریاست ہائے مبارز کے باہم

اسیر جنگ جو فرار ہونے کی کوشش کرے قتل کیا جا سکتا ہے لیکن پہر گرفتار ہونے کی صورت مین سزا نہونی چاہیے

اسیران جنگ کا تبادلہ ہو سکتا ہے اور زمانہ قدیم مین فدیہ طلب کرنے کا جو حق
رائج تھا اوسکی بجاے اب یہہ طریقہ قائم ہوتا جاتا ہے - اخیر مین اون
خاص قواعد مین جو جنگ حقیقی سے متعلق ہین اوس حق کا ذکر کیا جا سکتا
ہے جسکی رو سے ریاست مبارز اون تمام اشخاص کو جو جنگ کے مسلمہ
قواعد کی صریح خلاف ورزی کے مجرم ہون اوس وقت جبکہ وہ گرفتار

تبادلہ اسیران جنگ

ہو جائین سزا دے سکتی ہے - مثلاً وہ اشخاص جو غارت گیری کرنے یا حالات معلوم کرنے کی نیت سے صلح کا جھنڈا استعمال کرنے یا دفعتًا اور خفیہ طور پر قتل کرنے یا کنوون مین زہر ڈالنے کے مجرم ثابت ہون (۱) - بہرحال یہہ کہا جا سکتا ہے کہ ان تمام مختلف قواعد کی بنیاد جن سے جنگ کی خرابیون مین تخفیف کرنا مقصود ہے

جولیئس سیزر کے "جدید طریقہ فتح یابی" کے اس وسیع مسئلہ پر مبنی ہے کہ "ہمکو اپنا بچاو رحم دلی اور فیاضی کے ساتھہ کرنا چاہئے" مسلح دشمنون کو مار ڈالنے اور مجروح کرنے اور قیدیون کو ماخوذ اور مکرر گرفتار کرنے اور جو اشخاص جنگ کے مہذب طریقہ کے مسلمہ قواعد سے انحراف کرین اونکو سزا دینے کے حقوق ایسے ہین جو ہماری حفاظت کے لئے مقصود ہین لیکن اون کے استعمال کے وقت ہمکو لازم ہے

(۱) دیکھو ان قواعد کی تائید مین بلنتلی دفعات ۵۸۰ و ۵۸۵ و ۵۹۰ و ۵۹۳ و ۵۹۴ و ۶۰۵ و ۶۰۸ و ۶۰۹ و ۶۱۲ تا ۶۱۶ - اور قانون مابین الاقوام مولفہ ہال صفحہ ۴۶۳ تا ۴۷۹ - رعایائے روما کو یہہ فخر تھا کہ وہ علانیہ جبر کے ذریعہ سے اپنے دشمنون سے انتقام لیتے تھے نہ بذریعہ دغا یا خفیہ تدابیر کے - اونکا یہہ بھی ایک مقولہ تھا کہ جنگ بذریعہ اسلحہ ہونی چاہئے نہ بذریعہ زہر وغیرہ - مسائل کتاب ۶ باب ۵ -

کہ رحم دلی اور فیاضی کے اون اصول پر جن سے رحم دل اور مہذب انسان
کی تمیز بے رحم اور غیر مہذب وحشی سے ہوتی ہے عمل کرین - الغرض جنگ
صلح کے منشا سے ہونی چاہیئے -

قانون غیر جانب داری

(۳۰۴) غیر جانب داری بلحاظ اپنی حیثیت اور نوعیت کے
بالخصوص زمانہ حال کے قانون مابین الاقوام سے علاقہ رکھتی ہے - زمانہ

زمانہ حال مین وجود پذیر ہوا

قدیم مین جبکہ دو ریاستون کے درمیان جنگ ہونے کی حالت مین عموماً
اون ریاستون کے ساتھہ بھی جنگ لازم آتی تھی جو اونکے ساتھہ رابطہ
اتحاد رکھتی تھین اور جبکہ غیر طرفدار ریاستون کی اغراض محض اس وجہہ سے
اہم نہین سمجھی جاتی تھین کہ دراصل ایسی غیر طرفدار ریاستون کا وجود ہی
نہ تھا جنکی اغراض کی حفاظت ضروری ہو غیر جانب داری کا تصور رائج
نہین تھا - اس زمانہ مین جنگ کو صرف اون ریاستون تک محدود کرنے
کیطرف میلان ہے جو درحقیقت مصروف جنگ ہون - دنیا کی معمولی
حالت زمانہ سلف مین جنگ تھی اور اس صدی مین صلح ہے - یہہ
تبدیل شدہ حالت اوس بڑی توجہہ کی وجہہ سے ہے جو اب ماہرین
قوانین وحقوق اقوام کیجانب سے غیر طرفدار ریاستون کے حقوق اور
وجوبات کیطرف منعطف کیجاتی ہے -

غیر جانبداری کا اصل اصول

(۳۰۵) حقیقی غیر جانب داری کا اصل اصول یہ ہے کہ

مبارزین مین سے ایک کیطرف بہ نسبت دوسرے کے زیادہ میلان نہو بلکہ دونون کے ساتھہ یکسان دوستانہ برتاو کیا جاے اور ایک کو کوئی ایسا خاص استحقاق عطا نہ کیا جائے جو دوسرے کو نہ دیا گیا ہو۔ غیر جانب دار ریاست نہ تو مجوز ہوتی ہے نہ فریق اور اس لحاظ سے گو اوسکو مبارزین مین سے ایک کے دعوی کی طرف کتنی ہی دلسوزی کیون نہ ہو اور دوسرے کے عمل کو کتنا ہی ناپسند کیون نہ کرے تاہم اوسکو لازم ہے کہ دونون کے ساتھہ یکسان دوستانہ برتاو جاری رکھے۔ اثنا ے صلح مین ایک قوم کے ساتھہ بہ نسبت دوسری قوم کے زیادہ رعایت ہوسکتی ہے کیونکہ اس امر کی تجویز کرنے کا حق کہ ریاستہاے غیر کے باہمی اختلاط کی نوعیت اور مقدار کیا ہوگی اوس حکومت اعلی کا حصہ ہے جو ہر ریاست خود مختار سے متعلق ہے۔ لیکن جنگ مین کوئی درمیانی حالت مابین دوست اور دشمن کے نہین ہے۔ اسی وجہہ سے یہہ کہا جاتا ہے کہ غیر جانب داری جنگ کے ساتھہ شروع اور ختم ہوتی ہے۔ (۱)

حقوق ریاستہاے غیر طرفدار

(۳۰۶) غیر جانب دار ریاستون کے حقوق بھی ہوتے ہین

(۱) بلنشلی دفعات ۷۴۲ و ۷۴۳ —

اور وجوبات بھی - انکا علیحدہ علیحدہ ذکر کیا جاتا ہے - حقوق مین سب سے اہم حقوق یہہ ہین -

(الف) اس بات پر مصر ہونا کہ غیر طرفدار ریاست کا علاقہ جنگ کے اثرات سے محفوظ رہیگا اور اوسے نہ کوئی ضرر پہونچایا جائیگا اور نہ اوس کے حقوق حکومت مین دست اندازی کیجائیگی -

(ب) اس بات کا دعوی کرنا کہ اثناے جنگ مین غیر جانبدار ریاست کے جہنڈے اور قائم مقام اور جائداد اور رعایا کا مبارزین کی جانب سے وہی لحاظ رکھا جائے جسکے کہ وہ اثناے صلح مین مستحق ہین (۱) -

وجوبات ریاست ہاے غیر طرفدار

(۳۰۷) نیز ایک ریاست غیر طرفدار کے ذمہ چند وجوبات یا فرائض ہوتے ہین اور اگر اوسکی یہ خواہش ہو کہ اوسکے حقوق کی تعظیم ریاست ہاے مبارز کی جانب سے ہو تو اوسکو لازم ہے کہ خود ان فرائض کی تعمیل ایمانداری سے کرے -

معیار ذمہ داری

لیکن اس ذمہ داری کا معیار محض اوسکی حکومت ارضی کی وسعت ہے یعنے اوسکی عدود ارضی کے باہر اوسکی رعایا کے مخالفانہ افعال کی بابت اوسکی ذمہ داری

(۱) قانون مابین الاقوام مولفہ ولسی دفعات ۱۶۲ و ۱۶۳ صفحہ ۲۷۰ و ۲۷۲ -

معدوم ہو جاتی ہے اور ایسی حالت مین رعایا بذات خود اون افعال کی بابت جنکا ارتکاب اوس نے ریاست مبارز کے خلاف کیا ہو ذمہ دار ہوتی ہے - اسیطرح اگر ایک ریاست غیر طرفدار کی رعیت اور ریاست مبارز کے درمیان کوئی ایسی تجارت ہو جو لڑائی کرنے والے ملک کی حرکات کے مضر اس وجہہ سے ہو کہ اوس سے دشمن کو اپنے فوری استعمال کیلئے اشیاے ضروری بہم پہنچتی ہین یا وہ اوس دباؤ کو کالعدم کر دیتی ہے جو بذریعہ مزاحمت آمد و رفت جہازات ایک ملک پر ڈالا جاتا ہے تو یہہ ایک ایسا امر ہے کہ اوسکو روکنا یا نہ روکنا فریق متضرر کی راے پر چھوڑا جاتا ہے - یہہ کام ریاست مبارز کا ہے کہ یہہ تجویز کرے کہ آیا ریاست غیر طرفدار کی رعیت کا فعل تجارتی ایک ایسا فعل ہے جس سے اوس کے حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہے اور اگر وہ اپنے حقوق کی حد سے تجاوز کرے تو وہ اپنی بیجا مداخلت کے لئے نہ صرف اوس رعیت کی مواخذہ دار ہوگی بلکہ بدرجہ اخیر اوس قوم کی بھی جس کی وہ رعیت متعلق ہو اور جو بابت اوس ضرر کے جو اوسکی رعایا کو پہونچایا گیا مناسب معاوضہ طلب کر سکتی ہے - ایک ریاست غیر طرفدار کی رعیت کے افعال مخالفانہ یا تجارتی کی بابت ریاست متضرر کو اپنی مرضی کے موافق عمل کرنے دینے مین خود اوس ریاست کی آسانی ہے کیونکہ یہہ طریقہ جملہ فریقین کے حق مین نہایت ہی مفید ہے اور اس سے قانون اقوام کی بڑی غرض (یعنے بےانصافی کو بغیر ضرورت جنگ روکنا) حاصل ہوتی ہے - لارڈ بروہام کے ہستنا لال کے

مطابق اگر ایک ریاست اپنی رعایا کے ہر فعل کی بابت ذمہ دار گردانی جاے (لارڈ بروہام کی مراد ایسے افعال سے ہی جو بحر عمیق مین یا ریاست کی حدود ارضی کے سمندرون کے باہر کئے جائین) اور ہر وقت جبکہ ایک مشتبہ جہاز تجارتی ریاست غیر طرفدار سے دشمن کی بندرگاہ مین داخل ہو بحث ہوتی رہے تو غیر جانب داری کا فوراً خاتمہ ہو جانا چاہیئے ورنہ ریاست مبارز اور ریاست غیر جانب دار دونون کے معاملات رک جائین[1] - پس سوا اوس انتظام کے جسکی رواج موجودہ اجازت دیتا ہے اگر کوئی دوسرا انتظام جاری کیا جایگا تو بے انتہا حضومتین اور ہرج واقع ہونگے - لیکن فرق مابین افعال ریاست وافعال تجارتی یا خانگی کو نظر انداز نہ کرنا چاہیئے اور صرف اسی فرق کو ملحوظ رکھنے سے وہ وہ غیر جانب داری ریاست کی حد ٹھیک ٹھیک پر قائم ہو سکتی ہے - مثلاً اگر ایک ریاست غیر طرفدار اغراض مخالفانہ کے لئے قرض دے یا افواج بہم پہونچاے یا بندرگاہ کھولدے یا ریاستہاے مبارزین مین سے کسی کو اپنے ملک سے مدد لینے دے تو یہہ کل افعال غیر طرفداری کے نقض کی حد تک پہنچینگے لیکن قانون مابین الاقوام کا یہہ تقاضا نہین ہے کہ غیر جانب داری کی جن حدود کے اندر ایک ریاست غیر طرفدار کو رہنا لازم ہے اونہین حدود کے اندر وہ اپنی رعایا کو بھی رکھے - چنانچہ ایک خانگی حیثیت کا

فرق مابین افعال ریاست و افعال تجارتی

(۱) قانون مابین الاقوام مولفہ ہال و فعات ۲۴ تا ۲۵ صفحہ ۷۲ - ۷۷ -

شخص ایک ایسی ریاست کے دشمن کو جو خود اوس کے ملک کے ساتھہ
صلح کی حالت مین ہو جنگ کی اغراض کے لئے قرض دے سکتا ہے
یا ایسی اشیا فروخت کر سکتا ہے جو ممنوع ہون یا بطور سپاہی کے اوسکی ملازمت
مین داخل ہو سکتا ہے مگر اوس کے ان افعال سے اوس کے ملک کی ریاست پر
کوئی الزام عاید نہوگا - خانگی حیثیت کے اشخاص کے پیشون کو اس وجہہ سے روکنا
کہ ممالک غیر و بعید مین جنگ ہو رہا ہے جس سے اونکی قوم کو کوئی سروکار نہین ہے
اصولاً سخت اور عملاً محال ہوگا - پس قانون مابین الاقوام ایسا کوئی حکم نہین دیتا جس سے
خانگی حیثیت کے اشخاص کا کاروبار درہم و برہم ہو جاے اور جو اصول کہ اب عموماً
عملی طور پر تسلیم کیا جاتا ہے (گو اوسکو کبھی زیادہ تنگ حدود کے اندر مقید کرنیکی کوشش
کیجاتی ہے) وہ یہہ نہین ہے کہ اون اشیا کو فروخت کرنا جنکی تجارت اثناے جنگ مین ممنوع ہو
غیر جانبداری کا نقض کرنا ہے بلکہ یہہ ہے کہ جو اشخاص کہ ایسی تجارت مین شریک ہون اونکے
مال کی ضبطی کا احتمال ہوتا ہے اور وہ جنگ کے دوسرے خطرون مین مبتلا ہوتے ہین (۱) مسئلہ
"کہ وہ شخص دشمن ہے جو وہی فعل کرتا ہے جو دشمن چاہتا ہے" ایک خاص مفہوم مین اب بھی
صحیح ہے جتنا کہ اوس وقت تھا جبکہ اکابیاس اوسکو حیز تحریر مین لایا - لیکن جس

---

(۱) قانون مابین الاقوام مولفہ وولسی دفعات [illegible] صفحہ [illegible] - قانون مابین الاقوام مولفہ
ہال طبع [illegible] صفحہ [illegible] تا [illegible] متعلق دفعات [illegible] تا [illegible] -

مفہوم مین کہ وہ صحیح ہے اوس سے یہہ لازم نہین آتا کہ غیر طرفدار ریاست کو اون افعال سے
جنکی مثالین اوپر دیگیی ہین اور جن سے ایک ریاست متخاصم کی قوت مین زیادتی یا دوسری
ریاست کی حرکات مین مزاحمت ہو اجتناب کرنیکے سواے اور کچھہ زیادہ کرنا واجب
ہے - یہہ مسئلہ اوس صورت مین صحیح نہین ہے جبکہ وہ اس مفہوم مین سمجھا جاے کہ ریاستکو
اپنی رعایا کے افعال کی اس طرح نگرانی کرنی چاہئے کہ وہ اپنے خانگی معاملات کے بند
کرنے پر مجبور ہون - ان معاملات سے دونون ریاست ہاے متخاصم بلا مزاحمت
یکسان فایدہ اوٹھا سکتی ہین - لیکن بتعیین اس بات کے کہ غیر جانبداری صاف
ہونی چاہئے اور جبکہ غیر جانبدار ریاستین یہہ طرز عمل ایمانداری سے اختیار کرتی
ہین تو ریاست ہاے متخاصم کے شرکت مابین شاغل کی صداقت کو پوری طرح سمجھتی ہین
کہ ایک اچھے ہمسایہ کا بحالت صلح رہنا اس سے زیادہ مسرت انگیز ہے کہ ایک
ہمسایہ کو جنگ مین شریک کیا جاے -

فہرست مضامین بردیف وار

(الف)

نقرہ کتاب

	فقرہ کتاب
اصول تشخص کی تشریح -	۴۷۸
" قانون ہنود کی نوعیت -	۱۰
اظہار استرداد -	۴۰۱
" ایجاب -	"
" آمادگی تعمیل معاہدہ -	۴۲۲
آغاز کارروائی عدالتی -	۴۶۶ (الف)
افعال تجارتی اوس ریاست کی رعایا کے جو اثناے جنگ مین کسیکی جانب نہو -	۳۰۷
افعال جو فی نفسہ جرایم ہین -	۴۸۷
" حرکات ارادہ ہین -	۳۱
" ذہنی و خارجی -	۳۲
" قانونی -	۵۲ و ۵۳ و ۵۶
" " پر مدت کا اثر -	۶۳
" " کے لوازم -	۵۳
" کالعدم و ممکن الانفساخ -	۵۴ و ۵۵ و ۲۰۳
" ناجائز بلا تعلق معاہدہ -	۴۵۲
" " " " کی اقسام	۴۵۳

فقرہ کتاب

(ب)

(پ)

فقرہ کتاب

(ت)

(ح)

فقرہ کتاب

	نقرہ کتاب
دا سے بھاگ ۔	۱۸ و ۸۹ و ۹۳ و ۱۴۲ و ۱۵ و ۱۸ و ۲۲۸
دشمن کی جانب سے جائداد خانگی کے گرفت کئے جانیکا قانونی اثر ۔	۳۰۲ (الف)
دشمن کے ملک کی رعایا کس شرط پر نالش کر سکتی ہے ۔	۴۷۳
دعوی مایحتاج کا جو شخص ناقابل معاہدہ کو یا اوسکی بابت بہم پہونچایا گیا ہو ۔	۲۴۲ ضمن (الف)
دفینہ کے متعلق قانون ہندوستانیوں نافذ ہے ۔	۱۴۶
دوران نالش کا قاعدہ ۔	۴۶۴ (الف) و ۴۶۴ (ب)
دولہن کی قیمت ۔	۲۳۰

(ذ)

ذمہ داری عاید کرنے کے لئے کن امور کی ضرورت ہے ۔	۸۶

فقرہ کتاب

ش

شارحین سے قواعد کی ترتیب میں

فقرہ کتاب

	فقرہ کتاب
نہیں ہیں۔	۲۵۹
مرتکب فعل نتایج معمولی کا ذمہ دار ہے	۳۳
مجرم ہے	۲۲۵
مسائل قانونی اپنی اراضی پر تعمیر کرنا جس سے دوسرے کو نقصان پہونچے جائز نہیں ہے۔	۱۳۱
(۲) استحقاق نالش ذاتی شخص متضرر کی وفات پر ساقط ہو جاتا ہے۔	۱۰۷ و ۲۶۱
(۳) اشخاص مجنون میں ارادہ موجود نہیں ہوتا۔	۳۷
(۴) آفت آسمانی سے کسی کو نقصان نہیں پہونچتا۔	۹۰
(۵) الفاظ کی تعبیر بمقابلہ	

فقرہ کتاب

اوس فریق کے جنے
کہ وہ استعمال کئے ہون
نہایت سختی کے ساتھ
کی جائیگی۔ ۲۲۶

(۶) الفاظ مین لفظون کی
ساخت وترکیب کی
نہین بلکہ اوس شئے
کی تحقیق کی ضرورت
ہوتی ہے جو لفظون سے
مراد ہے۔ ۷۹

(۷) امر تجویز شدہ صحیح تسلیم
کیا جاتا ہے۔ ۲۶۲

(۸) باپ وہی سمجہا جاتا ہے
جسکو ازدواج ظاہر
کرے۔ ۱۹۰

(۹) تعمیل اوس شخص کے
فیصلہ کی جس نے اپنی

فقرہ کتاب

حدود وارضی کے باہر
مقدمہ کی تحقیقات
اور تجویز کی ہو بغیر دکھائے
نقصان کے نہین کی
جاسکتی۔ ۲۷۵

(۱۰) تعویق سے انصاف
مین خلل ہوتا ہے
یعنے انصاف ہوشیارون
کی مدد کرتا ہے نہ
غافلون کی۔ ۷۷ (ب)

(۱۱) تم اپنی جائداد کا استعمال
اسطرح کرو کہ اوس سے
تمہارے ہمسایہ کی
جائداد کو نقصان نہ
پہونچے۔ ۱۳۱

(۱۲) جب کسی شخص کو منجملہ
دو اشیا کے جو ایک

دوسرے کے مغائر ہون
کسی ایک شئے کے پسند کرنے کا
اختیار ہو اور وہ اوس شئے
کو پسند کرے تو یہہ انتخاب
قطعی اور غیر قابل تبدیل
ہوگا۔ ۲۶۹

(۱۳) جب کوئی شئے دیجاے
تو اوس کے ساتھ اوس
شئے کا دیا جانا بھی قیاس
کیا جاتا ہے جس کے
بغیر شئے منتقل شدہ بیکار
ہو جاتی ہو۔ ۹۳

(۱۴) جبکہ الفاظ مین کوئی
ابہام نہ ہو تو منشا کے
متعلق بحث کرنا جائز
نہین ہے۔ ۷۹

(۱۵) جس شخص پر غلطی کا اثر ہو

	نمبرہ کتاب
اوسمین ارادہ موجود نہین ہوتا۔	۳۹
(۱۶) جس شخص کو وقت کے لحاظ سے تقدیم حاصل ہے اوسکا دعوے قانوناً سب سے قوی ہے۔	۵۳۱ و ۱۷۷
(۱۷) جسم کی موجودگی نام کی غلطی کو درست کر دیتی ہے	۲۳۸ (الف)
(۱۸) جو اختیار کسی شخص کو دیا جائے اوسکو وہ دوسرے کے تفویض نہین کر سکتا۔	۶۹ و ۲۰۷
(۱۹) جو شخص انصاف کا خواہان ہو اوسکو چاہیئے کہ بذات خود اصول انصاف پر کاربند ہو	۷۷ (سیا)
(۲۰) جو شخص خود اپنے قصور سے نقصان اوٹھاتا ہے اوسکی نسبت در اصل	

نقرہ کتاب

یہ نہیں سمجھا جائیگا کہ
اوسکو قانوناً کوئی نقصان
ہوا — ۸۷

(۴۱) جو شخص دہوکا دے
اوسکو دہوکا دینا قانون
کی نگاہ مین کوئی فریب
نہین ہے جو بنائے
دادرسی ہوسکے — ۵۰

(۴۲) جو شخص عدالت مین
انصاف کے لئے آئے اُسکو
ارتکاب فعل ناجائز کی
آلایش سے پاک ہوکر
آنا چاہئے — ۷۷ (ب)

(۴۳) جو شخص کسی ایسی شئے کا
استعمال کرے جو قانوناً
خود اوسکی ملک ہو
تو یہہ سمجھا جائیگا کہ وہ

	نقرہ کتاب
کسی کو ضرر نہین پہونچاتا۔	۲۵۲
(۳۴) جو شخص کوئی فعل کسی دوسرے شخص کی وساطت سے کرتا ہے اوسکی نسبت یہی تصور کیا جائیگا کہ وہ فعل خود اوسی نے کیا۔	۱۵ و ۲۰۵ و ۲۱۴
(۳۵) جو کچھ کہ غیر ممکن ہے اُس سے کوئی وجوب ملصق نہین ہے	۶۱
(۳۶) جو شئے اراضی سے ملصق ہو وہ اوسی سے متعلق ہے۔	۱۴۹ و ۱۸۵
(۳۷) جہان اصل علیہ ہی نا جائز منظوری مابعد مفید نہین ہے۔	۵۵
(۳۸) جہان دو تعبیرات ممکن ہون اوس تعبیر کو ترجیح دینا کرنا چاہئے جو اوس مطلب حصول کے لئے سب سے زیادہ موزون ہو جو تھا	

	فقرہ کتاب
یا صریحاً و ضمناً قانون کے	
ذہن مین تھا۔	۷۹
(۲۹) جہان کسی قانون کے	
الفاظ مبہم ہون اوس	
تعبیر کو اختیار کرنا چاہئے	
جو کہ بقدر موثر ہو اور	
اُس قانون کو ساقط الاثر	
نہ ہونے دے۔	۷۹
(۳۰) خریدار ہوشیار باش۔	۲۳۵ (الف)
(۳۱) خطرہ مشتری دیکھائیگا۔	۲۱۰ (نوٹ)
(۳۲) دو اشخاص کو ایک ہی شئے	
پر تمام و کمال قبضہ حاصل	
نہیں ہو سکتا۔	۹۳
(۳۳) دوران مقدمہ مین کوئی	
تبدیلی نہین ہوئی —	۲۴۳ (الف)
(۳۴) رضامندی گو جبر سے حاصل	
کی گئی ہو مگر تاہم رضامندی ہے	۵۰

	فقرہ کتاب
(۴۵) ریاست کی بہبودی تمام قانون اور انتظام کی اعلی ترین غرض ہے	۱۴۳ و ۳۸۶
(۴۶) شرائط ناممکن جو کسی وصیت نامہ میں شامل کی جائیں ناجائز تصور کیجاتی ہیں۔	۶۱
(۴۷) عبارات ماقبل و مابعد بہترین ماخذ تعبیر ہیں	۷۹
(۴۸) عہد محض سے کوئی بنا دعوی پیدا نہیں ہوتی	۲۱۳
(۴۹) غلطی املا یا صرف و نحو کی دستاویز کو کالعدم نہیں کرتی۔	۲۲۶
(۵۰) فائدہ ملک کا اسی میں ہے کہ نالشات کم ہوں	۲۵۵ و ۲۵۹
زیادہ فعل عدالت سے کسی کو	

	فقرہ کتاب
نقصان نہیں پہونچتا۔	۸۹
(۴۲) قانون دیوانی مین کوئی تعریف ایسی نہیں جو خطرہ سے خالی ہو۔	۲۳۵
(۴۳) قانون کسی شخص کو افعال غیر ممکن کے کرنے پر مجبور نہیں کرتا۔	۲۲۴
(۴۴) قانون کے حکمنامہ کی تعمیل سے کسی کو نقصان نہین پہونچتا۔	۸۹
(۴۵) قانون مین ہر واقعہ کے سبب اصلی پر لحاظ کرنا چاہئے نہ کہ سبب بعید پر۔	۸۶
(۴۶) کارروائی عدالتی کی نسبت یہہ قیاس کیا جاتا ہے کہ وہ باضابطہ طور پر	

	فقرہ کتاب
کی گئی ہے۔	۲۸۹
۴۷) کسی شخص کو ایک معاملہ کے لئے دو دفعہ تکلیف نہ دینی چاہیئے۔	۲۶۲
۴۸) کسی شخص کو خود اپنی جائداد پر حق آسایش حاصل نہین ہوسکتا۔	۱۴۰ و ۱۶۰
۴۹) کسی شئے کے انتقال کے ساتھہ انتقال کنندہ کے جملہ حقوق منتقل ہوجاتے ہین۔	۹۳
۵۰) کوئی شخص اپنی جائداد کو واجبی قیمت پر بھی فروخت کرنے پر مجبور نہین کیا جاسکتا۔	۱۲۳
۵۱) کوئی شخص اوس حق سے زیادہ منتقل نہین کرسکتا	

	فقرہ کتاب
جو خود اوسکو حاصل ہے	١٥١ و ٩٤
(٥٢) کوئی شخص خود اپنے مقدمہ کو فیصل نہیں کرسکتا۔	٢٧١
(٥٣) کوئی شخص کسی کام کے انصرام پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔	٢٥١
(٥٤) مال منقولہ شخص کے ساتھ رہتا ہے۔	٢٧٣
(٥٥) منتقل الیہ کی حالت بہ نسبت انتقال کنندہ کی حالت کے بہتر نہیں ہوسکتی۔	٩٤
(٥٦) منظوری مابعد تمام نقائص کو رفع کرتی ہے گو جو کچھ کیا گیا وہ ابتداءً مفید نہ تھا۔	٥٥

نقرہ کتاب

(۵۷) منظوری ہر ایسے فعل کی جو کیا جا چکا ہو ابتدا سے اثر پذیر ہو گی اور بمنزلہ حکم سابق کے ہے۔	۵۵ و ۵۹ و ۲۰
(۵۸) نقصان مالک پر عاید ہوتا ہے۔	۲۱۰ (نوٹ)
(۵۹) وہ امر جو ابتدا سے ناجائز ہو بوجہ امتداد زمانہ جائز نہیں ہو سکتا۔	۵۵
(۶۰) وہ تعبیر ٹھیک نہیں ہے جو متن کو بگاڑ دے۔	۷۹
(۶۱) وہ تعبیر جو بلحاظ وقت و موقع کی جائے قانون میں سب سے عمدہ اور معقول ہے۔	۷۹
(۶۲) وہ فعل ضرر نہیں ہے	

(ن)

فقرہ کتاب

(و)

تمت

فہرست اون اصطلاحات قانونی کی جواس کتاب مین واقع ہوئی ہین معہ اونکے انگریزی معنو کے

الف

Excise.	آبکاری
Pacific blockade.	ابلوقہ قبل از جنگ
Physical contact.	اتصال جسمانی
Accident.	اتفاق
Forbearance; abstention.	اجتناب
Execution of a decree.	اجراے ڈگری
Full bench.	اجلاس کامل
Quasi legislative functions.	اختیارات ہمشکل اختیارات وضع قوانین
Territoriality.	اختیار اندرون حدود ارضی
Privilegium.	اختیار خاص
Jurisdiction.	اختیار سماعت
Judicial power.	اختیار عدالتی

Implied authority.	اختیار معنوی
Legislative power.	اختیار وضع قوانین
Incidental expenses.	اخراجات لاحقہ
Dismissal of a suit.	اخراج مقدمہ
Payment.	ادائی
Consciousness.	ادراک
Will.	ارادہ
Common land.	اراضی شاملاتی
Servient heritage.	ارث خدمتی
Dominant heritage.	ارث مستقل
Institution of a suit.	ارجاع نالش
Defamation of character.	ازالہ حیثیت عرفی
Marriage.	ازدواج
Tenant.	اسامی
Unlawful gain.	استحصال ناجائز
Exclusive privilege.	استحقاق بلا شرکت غیرے
Life interest.	استحقاق حین حیاتی
Equitable estate.	استحقاق متعلقہ جائداد بربناے ایکویٹی یعنی نصفت

English	Urdu
Legal estate.	استحقاق متعلقہ جائداد بربناے قانون
Absolute title.	استحقاق مطلق
Revocation of authority.	استرداد اختیار
Permissive use.	استعمال باجازت
Complaint.	استغاثہ
Malicious prosecution.	استغاثہ فوجداری مبنی بر عداوت
Declaration of a right.	استقرار حق
Breach of the peace.	آسودگی عامہ خلایق مین خلل اندازی
Prisoner of war.	اسیر جنگ
Legal practitioners.	اشخاص قانون پیشہ
Things principal.	اشیاے اصلی
" accessory.	اشیاے ضمنی
" divisible.	اشیاے قابل انقسام
" non-divisible.	ایضاً غیر قابل انقسام
" fungible.	" قابل تبادلہ
" non-fungible.	" غیر قابل تبادلہ
Res in commercio.	" قابل خرید و فروخت
Res extra commercium.	" غیر قابل خرید و فروخت

English	Urdu
Things consumable.	اشیائے قابل زوال
" non-consumable.	" غیر قابل زوال
Ascertained goods.	" متحقق
Things moveable.	" منقولہ
" immoveable.	" غیر منقولہ
Principal debtor.	اصل مدیون
Jurisprudence.	اصول قانون
International jurisprudence.	" " مابین الاقوام
Manifestation or expression of the will.	اظہار ارادہ
Tender or offer of performance of a contract.	اظہار آمادگی تعمیل معاہدہ
Declaration.	اظہار دعوی
Restitution of conjugal rights.	اعادہ حقوق زناشوئی
Abetment.	اعانت
Sovereign political authority.	اعلی حکومت انتظامی
Act of God.	آفت آسمانی
Judicial separation.	افتراق بحکم عدالت
Outward acts.	افعال خارجی
Inward acts.	افعال ذہنی

Void acts.	افعال کالعدم
Voidable acts.	افعال ممکن الانفساخ
Wrongs independent of contract.	″ ناجائز بلاتعلق معاہدہ
Personal wrongs.	″ ناجائز جو انسان کی ذات سے متعلق ہیں
Attempt.	اقدام
Policy of insurance.	اقرارنامہ بیمہ
An eye for an eye, a tooth for a tooth.	العین بالعین السن بالسن
Quarter.	امان
Deposit.	امانت
Sequestration.	امانت بالذات
Irregular deposit.	امانت بالمثل
Bailor.	امانت دہندہ
Creation of a trust.	امانت قائم کرنا
Nuisance.	امر باعث تکلیف
Res judicata.	امر تجویز شدہ
Estoppel by judgment.	امر تجویز شدہ کا عارض دعوی ہونا
Fact in issue.	امر تنقیح طلب
Intangible thing.	امر غیر متحقق

The matter agreed upon.	امر معہودہ
Wrong.	امر ناجائز
Bailee ; stakeholder.	امین
Institutions.	انتظامات مستمرہ و مقررات
Transfer of property. Alienation ,, Disposition ,, Assignment ,, Conveyance ,,	انتقال جائداد
Conveyance *inter vivos*.	انتقال حین حیاتی
Transferor ; assignor.	انتقال کنندہ
Fraudulent transfer.	انتقال مبنی بر فریب
Reprisal.	انتقام
Kidnapping.	انسان کو لے بھاگنا
Codification of the law.	انضباط قوانین
Redemption (of mortgage).	انفکاک
Slander of title.	اہانت استحقاق
Proposal ; offer.	ایجاب
Revocation of a proposal.	ایجاب کا استرداد

Communication of a proposal.	ایجاب کا اظہار
Proposer.	ایجاب کنندہ
Satisfaction.	ایفا

ب

Primâ facie.	بادی النظر میں
Carriage by water.	باربرداری بذریعہ تری
Carriage by land.	باربرداری بذریعہ خشکی
Burden of proof.	بار ثبوت
Defaulter.	باقیدار
Voluntarily.	بالارادہ
Seller; vendor.	بایع
Valid or lawful consideration.	بدل جائز
Consideration for a promise.	بدل عہد
Inadequate consideration.	بدل غیر مساوی
Valuable consideration.	بدل قیمتی
Mala fides ; bad faith.	بدنیتی
Carrier of goods.	برندہ مال

Common carrier. — برندہ مال عوام

Carrier of passengers. — برندہ مسافران

Discharge. — بریت

Arrears of land revenue. — بقایاے مالگزاری

Accommodation bill of exchange. — بل آف اکسچینج بلا معاوضہ

Acceptor of a bill of exchange. — " " کا سکارنے والا

Drawer of a bill of exchange. — " " کا لکھنے والا

To endorse a bill of exchange. — " " کی پشت پر بیچا لکھنا

To dishonour a bill. — بل کے سکارنے سے انکار کرنا

Causa actionis; cause of action. — بناے دعوی

Permanent settlement. — بندوبست استمراری

Rashness. — بے احتیاطی

Privileged communications. — بیانات استحقاقی

Heedlessness. — بے پروائی

Misjoinder of parties. — بیجا اشتمال فریقین

Dispossession. — بیدخل

Sale. — بیع

Earnest money. — بیعانہ

Foreclosure; absolute sale. — بیعبات

Conditional sale.	بیع بالوفا
Re-sale.	بیع ثانی
Deed of sale.	بیع نامہ
Fire insurance.	بیمہ آتش زدگی
Marine insurance.	بیمہ بحری
Life insurance.	بیمہ زندگی

پ

Lease.	پٹہ
Intermediate lessee.	پٹہ دار درمیانی
Sub-lessee.	پٹہ دار شکمی
Lessor.	پٹہ دہندہ
Lessee.	پٹہ گیرندہ یا پٹہ دار
Beneficial lease.	پٹہ منفعتی
Junction of land.	پیوست اراضی

ت

Penalty.	تاوان
War indemnity.	تاوان جنگ
Barter.	تبادلہ جائداد

Adoption.	تبنیت
Trial.	تجویز
Bailment.	تحویل امانتی
Criminal intimidation.	تخویف مجرمانہ
Marshalling securities.	ترتیب کفالت نامجات
Priority of rights.	ترجیح حقوق
Omission.	ترک فعل
Non-feasance.	〃 〃 واجب
Analysis.	تشخیص
Assessment of damages.	〃 ہرجہ
Physical compulsion.	تشدد جسمانی
Beneficial enjoyment.	تصرف بالاستفادہ
Conversion.	〃 بیجا
Usucapio.	〃 قدیم
Determination of the will.	تصمیم ارادہ
Interpretation.	تعبیر
Historical interpretation.	تعبیر تاریخی
Logical interpretation.	〃 منطقی
Grammatical interpretation.	〃 نحوی

Enforcement.	تعمیل جبریہ
Specific performance.	” مختص
Priority of rights.	تقدم حقوق
Partition.	تقسیم
Execution of a document.	تکمیل دستاویز
Bond.	تمسک
Settlement.	تملیک
Balance of power.	تناسب طاقت
Embargo.	توقیف یا بازداشت
Civil embargo.	” بالمصالحت
Intentional insult.	توہین بالقصد
Libel.	توہین تحریری
Slander.	توہین زبانی

ث

Arbitrator.	ثالث
Conviction of an offence.	ثبوت جرم
Documentary proof.	” دستاویزی

ثبوت زبانی	Oral proof.
" قطعی	Conclusive proof.

ج

جانشینی	Succession.
جائداد غیر منقول	Immoveable or real property.
" " حقیقی	Tangible immoveable property.
" ماخوذہ	Incumbered estate.
جائداد مادی	Corporeal property.
جائداد مکسوبہ	Acquired property.
جائداد منقولہ	Moveable or personal property.
جائداد موروثی	Ancestral property.
جبر	Coercion.
جسمانی	Physical.
جماعت انتظامی	Political society.
" دیہی	Village community.
" سندیافتہ	Corporation.

Actual war.	جنگ حقیقی
Defendant's answer.	جواب دعوی
Defence.	جوابدہی
Bottomry.	جہاز کی کفالت پر قرض دینا
Dower.	جہیز و مہر

چ

Redress; remedy.	چارہ کار
Civil redress.	چارہ کار دیوانی
Summary remedy.	چارہ کار سرسری
Judicial relief.	چارہ کار عدالتی
Legal remedy.	چارہ کار قانونی
Lottery.	چیٹھی اندازی
Open account.	چلتا حساب

ح

Mental condition.	حالت ذہنی

Transportation.	حبس بعبور دریاے شور
Wrongful confinement.	حبس بیجا
Local limits.	حدود ارضی
Distraint.	حراست
Running account.	حساب روان
Extinctive acquisition.	حصول ملکیت بوجہ ازالہ حقوق مالک سابق
Accessory acquisition.	حصول ملکیت بوجہ اضافہ
Co-owners.	حصہ داران مشترک
Contribution.	حصہ رسدی
Contribution to mortgage debt.	" " زر رہن
Preservation of the peace.	حفاظت آسودگی عامۂ خلایق
Right.	حق
Moral right.	حق اخلاقی
Right of action.	حق ارجاع نالش
Right of freedom of action.	حق آزادی عمل
Easement.	حق آسایش
Easement in gross.	" " شخصی
Easement appurtenant.	" " متعلقہ جائداد غیر منقولہ

Jus accrescendi ; the right of survivorship.	حق پسماندگی
Right of usufruct.	حق تصرف محاصل جائداد
Reversion.	حق جو کسی شخص کی وفات پر پیدا ہو
Jus in re aliena.	حق جو ملکیت کامل جائداد سے علیحدہ کر کے قائم کیا جاے
Right of pasturage.	حق چرائی
Right of private defence.	حق حفاظت خود اختیاری
Right to personal safety.	حق حفاظت ذاتی
Right of occupancy.	حق دخیلکاری
Right of way.	حق راہ
Royal prerogative.	حق شاہی
Pre-emption.	حق شفعہ
Nuda proprietas; naked right.	حق عاری
Legal right.	حق قانونی
Jus possidendi ; right of possessing.	حق قبضہ
Prescription.	حق قدامت
Lien.	حق کفالت
Proprietary right.	حق مالکانہ
Copy right.	حق مصنفی
Exclusive ownership.	حق ملکیت بلا شرکت غیرے

Right to a good repute.	حق نیک نامی
Intestate succession.	حق وراثت بلا وصیت
Primitive rights.	حقوق اصلی
Primary rights.	حقوق اولیہ
Rights *in personam.*	〃 بالتخصیص
Rights *in rem.*	〃 بالتعمیم
Secondary rights.	〃 ثانیہ
Remedial rights.	〃 چارہ جوئی
Private rights.	〃 خانگی
Rights at rest.	〃 ساکن
Marital rights.	〃 شوہری
Public rights.	〃 عام
Innate rights.	〃 فطرتی
Rights of piscary or fishery.	〃 ماہی گیری
Rights in motion.	〃 متحرک
Acquired rights.	〃 محصلہ
Antecedent rights.	〃 مقدم
Parental rights.	〃 والدین

Rights and liabilities.	حقوق و ذمہ داریان
Rights and interests.	حقوق و مرافق
Rights *quasi ex contractu.*	" ہمشکل اون حقوق کی جو معاہدہ سے پیدا ہوتے ہین
Occupancy tenure.	حقیت دخلیکاری
Injunction.	حکم امتناعی
Temporary injunction.	" چندروزہ
Permanent injunction.	" دوامی
Legal process.	حکمنامہ قانونی
Sovereignty.	حکومت اعلی
Political authority.	حکومت انتظامی
Despotic Government.	حکومت جابرانہ
Republican Government.	حکومت جمہوری
Monarchical Government.	حکومت شخصی
Executive authority.	حکومت عاملانہ
Indeterminate authority.	حکومت غیرمعین
Absolute Government.	حکومت مطلق
Determinate authority.	حکومت معین
Representative Government.	حکومت نیابیہ

حملہ	Assault.
حوادث	Events.
حوالگی	Delivery.
حوالگی حقیقی	Actual delivery.
حوالگی معنوی	Constructive delivery.
حوالگی ملزمین	Extradition.
حیوانِ وحشی	*Fera bestia.*

خ

خاندان غیر منقسمہ	Undivided family.
خاندان مشترکہ	Joint family.
خانہ جنگی	Civil war.
خباثت سے	Maliciously.
خدمت پیشہ وری	Professional service.
خدمت سالبہ	Negative service.
خلاف بیانی	Misrepresentation.
خلاف ورزی	Infringement.
خودمختار	Independent.

English	Urdu
Fear.	خوف
Criminal breach of trust.	خیانت مجرمانہ

د

English	Urdu
Undue influence.	داب ناجائز
Specific relief.	دادرسی خاص
Creditor ; obligee.	دائن
Tenant.	دخیل کار
Alluvion.	دریا برآمد
Diluvion.	دریا بُرد
Document.	دستاویز
Deed of transfer.	دستاویز انتقال
Registered instrument.	دستاویز رجسٹری شدہ
Negotiable instrument.	دستاویز قابل بیع وشرا یا دستاویز قابل خرید و فروخت
Invasion (of a right).	دست درازی
Counter claim.	دعوی بالمقابل
Claimant.	دعویدار
Actionable claim.	دعوی قابل اجرای نالش

Treasure-trove.	دفینہ
Policy-broker.	دلال بیمہ
Lis pendens.	دوران نالش
Debt.	دَین
Judgment-debt.	دین ڈگری شدہ
Insolvency.	دیوالہ
Insolvent.	دیوالیہ
Debts.	دیون

ذ

Liability ; responsibility.	ذمہ داری
Intellectual.	ذہنی

ر

Franchise.	رائے دینے کا استحقاق
Custom.	رسم
Funeral ceremonies.	رسوم کریا کرم

رضامندی	Consent.
رضامندی آزادانہ یا رضا و رغبت بلا اکراہ و اجبار	Free consent.
رعایت قانونی	*Benefecium juris.*
رواجات	Usages.
روایت	Tradition.
رہن	Mortgage.
رہن انگلشیہ	English mortgage.
رہن بلا قبضہ	Hypothec.
" " بذریعہ عدالت	Judicial hypothec.
" " ضمنی	Tacit hypothec.
رہن بھوگ بندہک	Usufructuary mortgage.
رہن بیع بالوفا	Mortgage by conditional sale.
رہن سادہ	Simple mortgage.
ریاست	State.
" خود مختار	Independent State.

ز

زرِ ثمن	Purchase-money.

Life annuity.	زرسالانہ حین حیاتی
Rent.	زرلگان
Decreed damages.	زرہرجہ ڈگری شدہ
Landlord.	زمیندار
Adultery.	زنا
Rape.	زنا بالجبر

س

Conspiracy.	سازش
Negative.	سالبہ
Banker.	ساہوکار
Proximate cause.	سبب اصلی
Remote cause.	سبب بعید
Relief of insolvent debtors.	سبکدوشی مقروضان مفلس
Market overt; open market.	سربازار عام
Charter-party.	سرخط کرایہ جہاز
Theft.	سرقہ
Robbery.	سرقہ بالجبر
Government.	سرکار

سرمایہ	Capital.
سفیر	Ambassador.
سکوت فریبانہ	Fraudulent silence.
سکونت مستقل	Domicile.
سلطنت	State.
سن بلوغ	Age of majority or puberty.
سند ایجاد	Patent.
سند شاہی	Charter.
سُنی سنائی شہادت	Hearsay evidence.
سوال و جواب	Pleadings.
سود	Interest.
سود در سود	Compound interest.

ش

شاستر ہنود	Hindu law.
شان	Status.
شخص حقدار	Person of inherence or person entitled.
شخص قانونی	Juristical person.

Person of incidence or person obliged.	شخص مستوجب الفرض
Personal security.	شخصی ضمانت
Partnership.	شراکت
Partnership-at-will.	شراکت جو بمرضی کسی فریق کے قابل فسخ ہے
Limited partnership.	شراکت محدود
Terms of a contract.	شرائط معاہدہ
Condition subsequent.	شرط مابعد
Condition precedent.	شرط ماقبل یا مقدم
Resolutive condition.	شرط مطلق
Suspensive condition.	شرط معلق
Condition inherent.	شرط ملحقہ
Mahomedan law.	شرع محمدی
Disjunction of land.	شکست اراضی
Bigamy.	شوہر یا زوجہ کے جیتے جی دوسری شادی کرنا
Primary evidence.	شہادت اصلی
Direct evidence.	شہادت بلا واسطہ
Secondary evidence.	شہادت منقولی
A thing.	شئے
Res nullius.	شئے بغیر مالک
Corporeal thing.	شئے مادی

ص

Protection of rights.	صیانت حقوق

ض

Procedure.	ضابطہ
Surety.	ضامن
Co-surety.	ضامن مشترک
Confiscation.	ضبطی
Bodily harm.	ضرر جسمانی
Grievous hurt.	ضرر شدید
Security.	ضمانت
Continuing guarantee.	ضمانت مستمر

ط

Divorce.	طلاق

ع

عاریت	Loan.
عاریت بغرض استعمال	Loan for use.
عاریت بغرض تصرف	Loan for consumption.
عاریت دہندہ	Lender.
عاریت گیرندہ	Borrower.
عدالت ابتدائی	Original Court.
عدالت امیرالبحری	Court of Admiralty.
عدالت اوس ریاست کی جسکا کوئی شخص مطیع ہو	*Forum ligeantiæ.*
عدالت اوس مقام کی جہان جائداد واقع ہو	*Forum rei sitæ.*
عدالت اوس مقام کی جہان فعل ناجائز کا ارتکاب ہو	*Forum delicti commissi.*
عدالت اوس مقام کی جہان مدعی یا مدعا علیہ سکونت مستقل رکھتا ہو	*Forum domicilii.*
عدالت اوس مقام کی جہان معاہدہ کیا گیا ہو	*Forum contractus.*
عدالت اوس مقام کی جہان ملزم گرفتار ہو	*Forum deprehensionis.*
عدالت دیوانی	Civil Court.
عدالت فوجداری	Criminal Court.
عدالت مجاز	Competent Court.

Appellate Court.	عدالت مرافعہ
Court of Small Causes.	عدالت مطالبات خفیفہ
Non-joinder of parties.	عدم اشتمال فریقین
Ignorance.	عدم واقفیت
Plea of limitation.	عذر تمادی ایام
Exceptio veritas.	عذر مبنی بر صداقت
Plaint.	عرضی دعوی
Express grant.	عطیہ صریحی
Implied grant.	عطیہ معنوی یا ضمنی
Science of jurisprudence.	علم اصول قانون
Payable on demand.	عند المطالبہ واجب الادا
Physical or corporal element.	عنصر جسمانی
Mental element.	عنصر ذہنی
Promise.	عہد
Express promise.	عہد صریحی
Implied promise	عہد معنوی
Convention ; treaty.	عہد نامہ
Reciprocal promises.	عہود متقابلہ

غ

Purpose.	غرض
Common purpose.	غرض مشترک
The object of an agreement.	غرض معاملہ
Privation.	غصب
Negligence.	غفلت
Contributory negligence.	غفلت امدادی
Misapprehension.	غلط فہمی
Mistake of law.	غلط فہمی قانون
Mistake of fact.	غلطی امر واقعہ
Neutrality.	غیر جانبداری
Non-cognizable.	غیر قابل دست اندازی
Incorporeal.	غیر مادی
Intangible.	غیر محسوس

ف

Of unsound mind.	فاتر العقل

Surplus.	فاضل
Ransom.	فدیہ
Duty.	فرض
Relative duty.	فرض اضافی
Primary duty.	فرض اولیہ
Secondary duty.	فرض ثانیہ
Negative duty.	فرض سالبہ
Statutory duty.	فرض محکومہ قانون موضوعہ
Absolute duty.	فرض مطلق
Positive duty.	فرض موجبہ
Fraud.	فریب
Dissolution of partnership.	فسخ شراکت
Act.	فعل
Voluntary act or act of will.	فعل ارادی
Act of God.	فعل خدا یا آفت آسمانی
Juristic act or act in the law.	فعل قانونی
Wrong.	فعل ناجائز
Injuria sine damno.	فعل ناجائز بغیر نقصان حقیقی

Tort; civil wrong; delict.	فعل ناجائز قابل نالش دیوانی
Judgment.	فیصلہ
Void judgment.	فیصلہ کالعدم

ق

Cognizable.	قابل دست اندازی
Compoundable.	قابل راضی نامہ
Voidable.	قابل فسخ
Actionable.	قابل نالش
Legal capacity.	قابلیت قانونی
Defaulter.	قاصر
Law of persons.	قانون اشخاص
Law of things.	قانون اشیا
Substantive law.	قانون اصلی
Adjective law.	قانون اضافی
The law of the Twelve Tables.	قانون الواح اثنا عشر
Revealed law.	قانون الہامی
Divine law.	قانون الہی

Prohibitory law.	قانون امتناعی
Law-merchant.	قانون تجارت
Penal law.	قانون تعزیری
Customary law.	قانون رواجی
Roman law.	قانون روما
Positive law.	قانون صریح
Public law.	قانون عام
Jus non scriptum or unwritten law.	قانون غیر تحریری
Criminal law.	قانون فوجداری
Jus naturale or the law of nature.	قانون قدرت
International Private law.	قانون مابین الاقوام متعلقہ رعایا
International law.	قانون مابین الاقوام متعلقہ ریاست
Constitutional law.	قانون متعلقہ انتظام ریاست
Local law.	قانون مختص المقام
Private law.	قانون مختص بالاشخاص
Judiciary law.	قانون مندرجہ فیصلہ جات عدالتی
Expression of judiciary law in subsidiary rules.	قانون مندرجہ فیصلہ جات عدالتی کا اظہار بذریعہ قواعد ضمنی

Statute law.	قانون موضوعہ
Legal disability.	قانونی ناقابلیت
Legal representative.	قائم مقام جائز
Title-deed.	قبالہ
Possession.	قبضہ
Representative possession.	قبضہ بالنیابت
Constructive possession.	قبضہ تاویلی
Physical possession.	قبضہ جسمانی
Possession of co-owners.	قبضہ حصہ داران مشترک
Joint possession.	قبضہ شاملاتی
Derivative possession.	قبضہ ماخوذہ
Adverse possession.	قبضہ مخالفانہ
Defacto possession.	قبضہ واقعی
Quasi possessio.	قبضہ ہمشکل قبضہ حقیقی
Acceptance of a proposal.	قبول ایجاب
Acceptor.	قبول کنندہ
Manslaughter.	قتل انسان بطور ناجائز بلا قصد صریحی یا معنوی
Murder.	قتل عمد

English	Urdu
Collateral relatives.	قرابت داران یک جدی
Attachment.	قرقی
Customs laws.	قواعد پرمٹ
Personal laws.	قوانین متعلقہ اشخاص
Real laws.	قوانین متعلقہ جائداد غیر منقولہ
Lateral support.	قوت پہلوئی
Judgment.	قوت فیصلہ
Presumption.	قیاس

ک

English	Urdu
Judicial proceedings.	کارروائی عدالتی
Implied agency.	کارندگی معنوی
Agent.	کارندہ
Pretended agent.	کارندہ ادعائی
Authorized agent.	کارندہ مجاز
Void.	کالعدم
Letting for hire.	کرایہ پر دینا
Lessor.	کرایہ پر دینے والا

Hirer.	کرایہ پر لینے والا
Security.	کفالت
Government security.	کفالت المال سرکاری
Securities.	کفالت نامجات
Joint stock company.	کمپنی سرمایہ مشترکہ
Firm.	کوٹھی
Factor.	کوٹھی وال

گ

Pledge ; pawn.	گرو
Pledgee.	گرویدار
Pledgor.	گروی کنندہ
Wharfinger.	گھاٹ وال

ل

Rent.	لگان
Goodwill of a business.	لوگون کی رضامندی بابت کسی کاروبار کے

Accessory license.	لیئسنس دخل

م

Corporeal.	مادی
Bailed goods.	مال امانتی
Life tenant.	مالک حین حیات
Servient owner.	مالک خدمتی
Warehouseman.	مالک گودام
Dominant owner.	مالک مستقل
Principal and agent.	مالک و کارندہ
Cargo.	مال محمولہ جہاز
Respondentia.	مال محمولہ جہاز کی کفالت پر قرض دینا
Bailment of pledges.	مال مرہونہ کی امانتی حوالگی
Publicist.	ماہر قوانین حقوق اقوام
Belligerent ; combatant.	مبارز
Parties to a contract.	متعاقدین معاہدہ
Retorsion ; retaliation.	مجاوبہ
Set-off.	مجرائی

Universitates personarum.	مجمع اشخاص
Universitates bonorum.	مجمع اشیا
Juris universitas.	مجمع حقوق و فرائض
Lunatic.	مجنون
Curator.	محافظ جائداد
Estate.	محال
Income tax.	محصول آمدنی
Customs duty.	محصول بیرپٹ
Agent.	مختار
Power of attorney.	مختارنامہ
Criminal trespass.	مداخلت بیجا مجرمانہ
Defendant.	مدعا علیہ
Plaintiff.	مدعی
Debtor; obigor.	مدیون
Judgment debtor.	مدیون ڈگری
Joint wrong-doers.	مرتکبین فعل ناجائز مشترک
Complainant.	مستغیث
Legal maxim.	مسئلہ قانونی

English	Urdu
Purchaser ; vendee.	مشتری
Penal servitude for life.	مشقت تعزیری بحالت حبس دوام
Compromise.	مصالحت
Public policy.	مصلحت عامۂ خلایق
Dependencies.	مضافات
Direct injuries.	مضرات صریحی
Indirect injuries.	مضرات معنوی
Injury.	مضرت
Civil wrong.	مضرت دیوانی
Agreements by way of wager.	معاملات بطریق شرط
Transaction ; agreement.	معامله
Land revenue.	معاملۂ زمین
Compensation.	معاوضہ
Good consideration.	معاوضہ جائز
Pecuniary compensation.	معاوضہ نقدی
Promisor.	معاہد
Principal contracts.	معاہدات اصلی
Accessory contracts.	معاہدات اضافی
Formal contracts.	معاہدات باضابطہ یعنے جنمیں مہر کی ضرورت ہے ۔

English	Urdu
Onerous contracts.	معاہدات بامعاوضہ
Wagering contracts.	معاہدات بطریق شرط
Gratuitous contracts.	معاہدات بلامعاوضہ
Simple contracts.	معاہدات سادہ یعنے جنمیں مہر کی ضرورت نہیں ہے
Aleatory contracts.	معاہدات [illegible]
Cautionary contracts.	معاہدات [illegible]
Contingent contracts.	معاہدات مشروطہ
Promisee.	معاہد لہ
Contract.	معاہدہ
Contract of indemnity.	معاہدہ ابراء
Indemnity holder.	معاہدہ ابراء کا معاہد لہ
Alienatory contract.	معاہدہ انتقال جائداد
Nudum pactum (naked agreement).	معاہدہ بلا بدل
Sub-contract.	معاہدہ ضمنی
Contract of guarantee.	معاہدہ ضمانت
Contract of agency.	معاہدہ کارندگی
Substituted contract.	معاہدہ [illegible]
Contrat social or social contract.	معاہدہ معاشرتی

Grantee.	معطی لہ
Deceit.	مغالطہ دہی
Interest.	مفاد
Fiction of law.	مفروضہ قانونی
Competition of opposite analogies.	مقابلہ تمثیلات متخالفہ
Insolvent debtors.	مقروضان مفلس
Jurist.	مقنن
Legal maxim.	مقولہ قانونی
Domestic service.	ملازمت خانگی
Proclaimed accused persons.	ملزمین اشتہاری
Waging war against the Queen.	ملکہ معظمہ کے مقابلہ مین جنگ کرنا
Ownership.	ملکیت
Corporate ownership.	ملکیت اجتماعی
Original ownership.	ملکیت اصلی
Accessory ownership.	ملکیت اضافی
Individual ownership.	ملکیت انفرادی
Conditional ownership.	ملکیت شرطیہ
Derivative ownership.	ملکیت ماخوذہ
Collective ownership.	ملکیت مجموعی

Limited ownership.	ملکیت محدود
Extinctive ownership.	ملکیت مزول
Joint ownership.	ملکیت مشترکہ
Literary and artistic property.	ملکیت بمعنی رقمی مصنفہ و کاری
Absolute ownership.	ملکیت مطلق
Contraband of war.	ممانعت تجارت در اشیائے جنگ
Voidable.	ممکن الانفساخ
Litis contestatio (Judicial contest).	منازعت عدالتی
Profits.	منافع
Transferee; assign; assignee.	منتقل الیہ
Legal character.	منسبیت قانونی
Ratification.	منظوری فعل غیر
Subsequent ratification.	منظوری مابعد
Charge (on an estate).	مواخذہ
Incumbrancer.	مواخذہ دار
Liability; incumbrance.	مواخذہ داری
Civil death.	موت مجازی
Positive.	موجبہ

موصی	Testator.
موصی لہ	Legatee.
موہوب لہ	Donee.
مہتمم ترکہ	Administrator.
میعاد سماعت	Limitation.
میعاد کے گزرنے پر رقم بل ادا کرنا	To pay a bill at maturity.

ن

نابالغ	Minor.
نالش	Action.
نالش بابت جائداد غیر منقولہ	Real action.
نالش تصفیہ بین المتنازعین	Interpleader suit.
نائب کارندہ	Sub-agent.
نزول زمین	Quit rent.
نشان حرفہ	Trade-mark.
نصفت و ایمانداری	Equity and good conscience.
نظر ثانی	Review of judgment.
نفقہ زوجہ	Alimony.

Latent defect. نقص پوشیدہ

Mischief. نقصان رسانی

Infringement of a right. نقض حق

Breach of contract. نقض معاہدہ

Breach of contract of marriage. نقض معاہدہ ازدواج

Revision. نگرانی

Colony. نوآبادی

Intention. نیت

Criminal intention. نیت مجرمانہ

Bona fides (good faith). نیک نیتی

Bona fide (in good faith). نیک نیتی سے

Auction. نیلام

Heir-at-law. وارث قانونی

The legislature. واضعان قانون

Subordinate legislature. واضعان قوانین ماتحت

English	Urdu
Accidentalia negotii (accidental facts).	واقعات اتفاقی
Juristical facts.	واقعات قانونی
Naturalia negotii (natural facts).	واقعات قیاسی
Essentialia negotii (essential facts).	واقعات لازمی
Donor.	واہب
Obligation.	وجوب
Motive.	وجہ تحریک
Inheritance.	وراثت
Testamentary succession.	وراثت بذریعہ وصیت
Inheritance.	ورثہ
Executor.	وصی
Will.	وصیت نامہ
Legislation.	وضع قانون
Oblique legislation.	وضع قانون ضمنی
Supplementary legislation.	وضع قانون ضمیمی
Guardian.	ولی
Testamentary guardian.	ولی بذریعہ وصیت
Lawful guardian.	ولی جائز

ه

Chartered High Court.	ہائیکورٹ مقررہ حسب سند شاہی
Gift; donation.	ہبہ
Donatio mortis causa.	ہبہ بحالت مرض الموت
Residuary bequest.	ہبہ جائداد مابقی
Specific legacy.	ہبہ خاص
Damages.	ہرجہ
Nominal damages.	ہرجہ برائے نام
Damnum absque injuria (damage without legal injury).	ہرجہ بغیر مضرت قانونی
Exemplary damages.	ہرجہ عبرت انگیز
Liquidated damages.	ہرجہ مشخصہ
Ordinary damages.	ہرجہ معمولی

لا

Release.	لادعوی

ی

یکطرفہ — *Ex-parte.*

یوم تعطیل — *Dies non.*

اشتہار
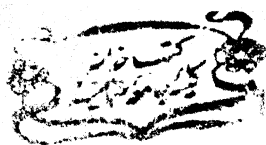
اس کتاب کی رجسٹری حسب ضابطہ کرائی
گئی ہے۔ کوئی صاحب بغیر اجازت
مترجم قصد طبع نہ فرمائیں

کتب خانہ جامعہ عثمانیہ